REGISTERED
LUCKNOW"
1930
جلد پانزدہم بابت ۱۹۳۰ء
OUDHPUNCH
اودھ پنچ لکھنؤ
سالانہ ۵
छमाही ३
तिमाही २
M.B. Khan Artist Dogawan Lucknow

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں لیکن مگر یہی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج و انکشافات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے پرچے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر بقیہ روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے بیجا و ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور رکھنا چاہیئے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۵ — نمبر ۱

مضامین

(بابت ۷ جنوری ۱۹۳۰ء)

یکے ہمی رود ودیگرے ہمی آید
سگے ہمی رود واسترے ہمی آید

ساقی نامہ نثر

(بزبان کیف زدہ)

ساقی..... سا آ آ قی -- لا پیالا لا۔ کا سالا۔ بادہ لا بسبولا۔ تولا بسشکبولا۔ سیہ رولا۔ مے دے۔ آدے شراب دے۔ کباب دے۔ داغ حجاب دے۔ چنگ و رباب دے۔ خانہ خراب دے۔ شتاب دے۔ پیاد بھر نالۂ مستانہ کر۔ وہی وہی شیشے کی پری۔ وہی وہی ارے ہاں وہی نشے میں بھری۔ دشمن دیدہ وری۔ عدوئے دانشگری۔ دل زدا۔ ہوش ربا۔ نشاط پیری وجوانی۔ مایۂ زندگانی۔ وسیلۂ شادمانی۔ بہانۂ لن ترانی۔

ساقی۔ سا آآ قی۔ مست ولے متوالے ہمت والے حکومت والے۔ ساقی۔ جلالت والے ایالت والے شجاعت والے قناعت والے ساقی۔ پلا دے جلا دے۔ لا رے۔ لا دے ساقی۔ سا آ آ قی۔ انتیس گیا۔ تیس آیا۔ سائیس گیا رئیس آیا۔ دور آزادی ہے طلوع شادی ہے۔ حریت کی منادی ہے۔ تولی بناوی ہے سبو نہیں چلو ہی سہی۔ خم نہیں تو آ ہی سہی۔ دموں کی خیر رہے۔ باغوں کی سیر رہے۔ یون نہوا تو لیس رہ۔ خیر طلاوہ رلیس رہ۔ وہ جمائی آئی انگڑائی آئی لیکا ہمارے ہچکی کا خمار ہے۔ بے وفا ساقی۔ پرجفا ساقی۔ سا آ آ قی۔ ساقی۔ سا آ آ قی۔ دم کی یاد میں ہے پلا۔ بم کی یاد میں ہے پلا۔ میقل ہو گیا ہوں ہست ہو گم ہنو۔ دل کا زخم بھرے۔ گھاؤ پھر ہم وہرے۔ شباؤ تو بلا تو بہ ہلاؤ گرد بڑ جھالا۔ ند دو دو ید۔ کالا افسرہ ی مرگی دافع مردی۔ ساقی سا آ آ آ قی۔ ساقی سا آ آ آ قی۔ مراقی ساقی۔ عراقی ساقی۔ تقاقی ساقی طاق ساقی ساقی دے باقی ساقی۔ سال نو آیا حال نو آیا۔ فال نو کا ہنگام ہے مال نو میں کمد ہے گنگام ہے۔ مینا اٹھا ساغر بھر۔ جام سے جھگڑا نہ کر۔ ساقی دا ابر آمادہ ہوا اسنکی ہو رہ مگر جادہ صدا آئی ذن دن کی۔ ہوا سرو ہے سردی پڑ رہی ہے۔ بسولشی ہے مے بے لشی حرام ہے۔ اسی پر ختم کلام ہے فقط

راقم ـــــــ

نثار مینو اہد

نوٹ۔ حضرت "رند قدیم" کا نظم ساقی نامہ آیندہ نمبر میں شائع ہوگا۔ بہت افسوس ہے کہ سال کا پہلا پرچہ طولانی تاخیر سے شائع ہو رہا ہے مجبوریوں کا رونا ضرور رخوشدل حضرات ناپسند فرمائینگے۔ مگر شرائط خوشدلی میں یہ بھی داخل ہے کہ "اونھ" کہہ کے ٹال دیجیے۔ ۱۴ اور ۲۱ کا پرچہ توام شائع ہوگا انشاء اللہ المستعان واللعنۃ علی الشیطان کہ گفتہ اند ؎

کہ تعجیل کار شیاطیں بود

منیجر

مولانا پنچ اور ۱۹۳۰ء صاحب دام اقبالہ کی آپس میں افتتاحی

پنچ "کیوں جی آتے ہی مجھے چوٹ کی تم نے۔ دل میں اتنا بھی نہ ڈرے کہ مولانا پنچ یعنی اینجانب یعنی مابدولت اقبال واجلال واکرام وافضال وقلم ولکا فذ رمادو جارپائی وبستر ولحاف وتوشک وسروتاہ پامال اس بیماری میں بھی تم ایسے ہزاروں پر بھاری ہیں۔ ہائے غضب خدا کا آج دسویں تاریخ ہے اور اینجانب کے برامد ہونے کا حساب سے ساتواں پڑتا ہے۔ ابھی تک جلوہ آرائی کا سامان نہیں کیا"

۱۹۳۰ء: قبلہ اسمیں نہ ہونے کا قصور ہی کیا ہے۔ کیا آپ نے اس خادم الدہر کو شیطان سمجھ لیا ہے کہ تصور کیجیے خود اور نام لیجیے اس غریب کا جسکی صورت کبھی آپ نے نہیں دیکھی۔ نہ کبھی کی صاحب سلامت نہ ملاقات مروت۔ بات یہ ہے کہ شاعروں کو یہ نسبت دوسرے آدمیوں کے اپنے ذمہ کسی الزام کا عائد کرنا زیادہ ناگوار ہوتا ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں ؎

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

دوسرے بزرگ الاپتے ہیں ؎

ہر دم زمانہ داغ دگر گو نہ می دہد
یک زخم نیک ناشدہ زخم دگر نہد

بے بھلا دیکھیے تو سہی چرخ بیچارے نے کیا تصور کیا جو اسکے منہ پر تھوکنے کی حاجت ہوئی اور زمانے کے ہاتھ میں کونسی چھری کٹاری ہے جو اس نے کسی کے کلیجے میں بھونک دی۔ بس یہی کہ یہاں اپنا عیب مطلوق ہوتا ہے۔ ایرانیوں کو عربوں کے ہاتھ سے دکھ پہونچی۔ اپنے بنائے کچھ نہ بنی تو لگے آسمان کو سور دہن لعاب کام ودہان کا تبرک عنایت کرنے۔ آج تک بعض اہل انصاف نے یوں بھی رینز کی ہے ؎

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

یہ حضرت دور کی کوڑی لائے چرخ وزنخ کو چھوڑ چھاڑ پردۂ زنگاری کے اس پار۔ جو معشوق برچھی مانے تیر بندوق بم لیے پیترے بدل رہا ہے اس تک جا پہونچے۔ اب آپ ہی پوچھیے کہ بھلے مانس پردۂ زنگاری کے اندر کا حال تمھیں کیونکر معلوم ہوا۔ اٹکل کی غاتحہ دینے سے کیا حاصل۔ پردۂ زنگاری میں نہ کوئی معشوق ہے نہ وہ ستم پیشہ ہے۔ چرخ غریب پر بھی تہمت اور پردہ نشین وہمی خیالی پر بھی۔ بندہ پرور آپ صاف صاف یوں کیوں نہیں کہتے کہ راستے میں کتے نے ٹانگ نوچ کھولی جاتا تھا چرخ لگتا نہیں ہے جو ھنو رکی ٹھوکے بھیک دوڑے۔ ہاں کسولی کے اسپتال میں پردۂ زنگاری ہو تو ہوا سمیں کوئی معشوق نہیں میں خود بیٹھوں گا۔ یہ زمانے کے اتفاقات نہیں سگ پہدری کے جھنکنڈے ہیں۔ ایک خانگی سے رومال کی آڑ میں طبیریں لڑائیں تھیں اب نیم کی ٹہنی کی ٹکر سے اندری جلاب لیا ہے بارے کا کشتہ کھاؤں گا وہی رومال یار وہ مالی پردۂ زنگاری ہے اور وہی مارضوں بھری چڑیل ستمگار۔ آپ بھی شاعر ہیں اور آپ کے نامہ نگار بھی شاعر۔ مضمون نویسوں نے غدر کیا کہ مولانا پنچ آپ کا عادم

ناسازگاری زمانہ ونحوست وقت۔ وگردش چرخ کا شکار ہوا۔ ابکی ٹھیک وقت پہ مضمون لکھنے سے قاصر ہے۔ آپ نے جھٹ سے تسلیم کر لیا کہ ہاں ہوگا یعنی زمانہ ہی ایسا نامنہجار ہے جس نے لاکھوں پہ ستم ڈھائے یہ کمبخت اولوالعزموں کا ازلی دشمن ہے سے

مطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے + نکبھی دھوپ میں نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے + استخواں تک بھی انکے خاک ہوئے

بھلا آپ کو مضمون نگار کب میسر تھے جو آج آپ سے مذکرتے ہیں۔ یہ فرمایئے۔ ہاں مصورد کے نقش صحت کا اسکیچ ضرور بگڑا تو کیا بیماری کا دوسرا نام زمانہ ہے؟۔ پرلیسین کی مشین بخار نے ڈھیلی کر دی بیچ نہ چلا تو تحریر نے طائی اتار دی۔ کاپی نویس صاحب کے قلم میں رعشہ پھیر گیا تو کیا زمانہ کوئی بخار یا لرزہ ہے۔ ذری طب کی کتابیں اٹھا کے دیکھیے تو سبھی اسباب و علامات میں کہیں بھی بخار اور لرزے کی علت گردش زمانہ قرار دی گئی ہے؟۔ وہاں تو سانچ مادی احتراقی غب شطر الغب اور خدا جانے کون کون سی قسمیں بخار کی لکھی ہوئی ہیں۔ شاید جناب پنچ آپ حکمت نصاب نے میعادی تپوں کا نام سُن کے زمانہ یعنی اِنجانب سے بیماریوں کا تعلق ڈھونڈھ نکالا۔ یوم بلیلہ (یک شبانہ روز) بھی ایک تپ کا نام ہے اس سے دھوکا ہوتا ہے کہ شب و روز ہیں زمانے کی پیمائش کے آلات لہذا ضرور ان بیماریوں میں زمانے کمبخت کی شرکت ہے حالانکہ غلط ہے۔ میں واقف بھی نہیں کہ کمبخت بیماریاں کب آتی ہیں کب جاتی ہیں کسے مارتی ہیں کسے جلاتی ہیں کیا پیتی ہیں کیا کھاتی ہیں۔ کس پر اپنا وار کرتی ہیں کس سے ڈرتی ہیں۔ فاقہ کش ہندوستان اپنا بدخواہ تھا کمبخت نے غیروں سے رشتہ جوڑا اپنوں سے منہ موڑا۔ اپنی غذا دوسرے ملکوں کے حوالے کی غرض کی پیداوار میں کمی ہوئی سونے خشک دل کی کھیتی سینچی نہ جاسکی آخر بیماری سے مقابلہ کی طاقت نہ رہی۔ دور کوڑے بھیارے جو بھبو کے لینے پڑے تو سہ

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولیٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

پڑھتے تخم کشت زار قبرستان کے دریدہ میں آنکھوں سے نہاں ہوئے نیستی کی سرا وہاں بھر گئیں۔ سڑنے گلنے اور خاک ہوجانے کا حال تو معلوم ہے مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ پھر اُگیں گے بھی ہاں اُستاد غالب کہیں تو کہیں سہ

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پنہاں ہوگئیں

اُستاد محمد تقی خاں ہوس کا قول ہے۔

میں وہ سوختہ دل ہوں کہ مرگئے پہ مری خاک سے دانہ شجر ہوا
جو ہوا تو ہو کے وہ جل ہی گیا کبھی قابل برگ وثمر ہوا

یہ دونوں شاعر ہیں ایک کہتا ہے کچھ تو رہے لالہ و گل کی شکل میں بونا سے اُگے دوسرا کہتا ہے کہ اُگے اور پھر جل گئے۔ ہم کہتے ہیں: اُگے نہ اُگنے کے لئے پہلے جلسے کیا معنی کہ اُگنے کی طاقت ہی نہیں تو اُبھریں کیونکر خوراک اور اچھی خوراک مہیا کرنے کی استطاعت نہیں۔ ایک وقت کی ملی بھی تو بھر منٹھی دام دینے پڑے لڑکپن ہی میں گئے پھیکے نہیں۔ جوانی میں سوکھے ڈانگر مرجھائے کڑ کھائے رہے۔ اول تو بڑھاپا دیکھنے کی نوبت ہی کب آتی ہے۔ اور سخت جاتی اور بیچیائی کے طفیل جینا ہی پڑا تو لاحول ولاقوۃ ایسی زندگی سے مرجانا ہزار درجہ بہتر۔ ایک خوبصورت نوجوان عرب پر اُسکی بی بی عاشق تھی کچھ دنوں بعد عرب کو بیماری نے گھیرا اور اتنی لمبی کھینچی کہ تیمار دار اُکتا گئے اتفاقاً عرب مذکور کا ایک دوست عیادت کو آیا دروازے پر صاحبۂ خانہ (ربۃ البیت) کھڑی تھیں دوست نے ان کے میاں کا حال پوچھا تو جواب ملا لا ھو حی فیرجی و لا میت فیتسلی یعنی سہ

نہ زندہ ہیں ترے عاشق کہ تو لگائے کوئی
نہ مردہ ہیں کہ بس از یاس بھول جائے کوئی

بیمار شوہر جو معشوق بھی تھا اس اُکتائے ہوئے عاشق کی زبان سے یہ کلمات سُن کے سُن ہوگیا۔ پاس بلایا اور تین مرتبہ وہ کلمات زبان سے نکالے جو از دواجی ذوری کے واسطے قینچی ہیں یعنی طلقتک۔ جائو بی اب "رہا" کی ضرورت ہے نہ صبر اور یاس تک۔ جو بات دو بھر تھی وہ بآسانی طے ہوگئی۔ ہندوستانی فاقہ کشوں کے بارے میں بھی دنیا یہی کہتی ہے نہ یہ

زندہ ہیں کہ زندگی کا شکوہ دیکھیں نہ مردہ ہیں کہ اگر تنہو باسودش ہونے کے بعد پھر کبھی کے بلہ خاطر ہوں سپ یہ مرے تو اپنے اپاہج ہیں اور حماقت کی سرحت۔ اگر نام نگار یا گیا انقلاب روزگار گردش زمانہ جفائے چرخ کا۔ اجی مولانا اگر آپ کا پورا اسٹاف مدتوں سے بیماری کی تعطیلیں مناتا ہے تو اس نیازمند کا کیا گناہ نامہ نگار نہیں ہیں یا ہیں تو پانچ منٹ کے تھرمامیٹر بس پارہ چڑھا اور ٹھنڈک پہونچتے ہی اُتر گیا تو میرا کیا قصور۔ یا خریدار باوجود وعدۂ توسیع میعاد خریداری بے صبرے ہوئے جاتے ہیں تو کیا میں نے انہیں بھڑکا دیا جن لوگوں نے خریدار بڑھانے کے بڑھ چڑھ کے وعدے کیے تھے پھر کنائی کاٹ گئے اور لگے جھاڑ دیا بتانے تو خداوندا سے میں کیا کروں آپ مجھ سے ناحق ناراض ہیں۔ میرے برادر محترم آنجہانی (رشتہ ۲۹) علیہ الرحمہ دور دبک چل مشک نے پہلے آپ کو سمجھایا اب میری باری ہے بندۂ تحریر بالکل فاعل مختار نہیں کسی شاعر نے انصاف کی بات کہی ہے سہ

چرخ از تو ہزار بار بیچارہ تر است

ہندوستانی اکاڈمی صوبہ متحدہ

مطبوعات

۱۔ ازمنہ وسطیٰ میں ہندوستان کے معاشرتی اور اقتصادی حالات۔ از علامہ عبداللہ بن یوسف علی۔ ایم، اے۔ ایل ایل، ایم۔ سی، بی، ای۔ مجلد [illegible]

۲۔ ایضاً ایضاً غیر مجلد [illegible]

۳۔ اُردو زبان اور ادب از سید مسعود حسن علی [illegible]

۴۔ مغلوں سے پہلے عرب اور ہندوستان کے تعلقات از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ [illegible]

زیر طبع

۱۔ مسلمانوں کے تمدن پر ہندوؤں کا اثر۔ از مولانا محمد امین صاحب عباسی۔ ۔

۲۔ قرون وسطیٰ کا ہندوستانی تمدن۔ اور اُ سے بہادر مہامہو پادھیایہ پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا۔

۳۔ ہندی شاعری۔ از ڈاکٹر اعظم کریوی۔ ۔ ۔

۴۔ ناٹن (جرمن ڈراما) ترجمہ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب ایم اے۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس ۔۔۔

۵۔ ترقی زراعت۔ از خان صاحب مولوی محمد عبدالقیوم ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت الہ آباد ۔۔ ۔۔۔

کائنات اور مکونات دھوارف میں بھلا رب کو دخل نہیں ہو تو خلیفی انسان کی ذات پر خود اسکے افعال میں دخل ہوتا تو پھر لارڈ ارون کی جگہ میں گورنر جنرل ہوتا۔ حکما کہتے ہیں دُنیا انسان کا دل ہے۔ دل جس طرف کروٹ لیتا ہے اُسی طرف اسکی دُنیا پلٹ جاتی ہے۔ شعرا ہر روتا ہو بہاتے ہیں یعنی جب اپنے دل سے بس نہیں چلتا تو مجھ پھیر دو زمانہ پر ساری آفتوں کی ہم لگاتے ہیں۔

منقول منہ (پا بہ زنجیر کے نام سے ایک صاحب نے کتاب لکھی ہے بھلا دیکھیے تو سہی مصنف یا مترجم صاحب خوب جانتے ہیں کہ ہندوستان میں حاکم قانون کی پابندی کروانے کے واسطے نوکر ہیں انصاف کرنا یا سچائی کی داد دینا اُن کا فرض نہیں۔ قانون کی زد میں جو آ جائے جھوٹا یا سچا دولھن بنا کے جیل کی کوٹھری میں مانجھے بٹھا دیا جاتا ہے۔ مصنف صاحب کی کتاب ضبط ہو گئی اسمیں مجھ کمبخت کو دخل ہی کیا۔ میں (سنہ) اور میرے دوسرے ساتھی تھمنے ٹھہرنے کے عادی نہیں چاہے چاند سورج کے ذریعے سے کوئی میری پیمائش کرے یا گھڑی کی کھٹکار سے یا کسی اور چھوٹی سے چھوٹی آن سے۔ ہر آن نئی ہو گی۔ بس جو مسافر پلک جھپکاتے ہی گزر جائے اُسے ملزم گردانا کہاں کا انصاف ہے مگر وا رے قسمت لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ سچائی کا نہیں۔ سچ کی قدر نہیں۔ جھوٹے کے آگے سچا روتا ہے۔ ایسی کتاب کی ضبطی جسمیں اسیران بلا کا حال لکھا ہو سرکاری ردّی کی ٹوکری میں دائم الحبس ہونے کی از روے قانون ہر طرح مستحق ہے دائم الحبس قید بے میعاد کا دوسرا نام ہے جیسے شادی کی قید میں گرفتار رہنا۔ اب اس کتاب کو ردّی خانے میں کیڑے چاٹیں گے اور چاٹ چاٹ کے پکے غدار مفسد باغی کے پیکر بے روح میں سما جائیں گے ؎

مت قید اسیران محن کیا کیسے
حق کے نشہ با نگرے تحفۂ زمان

ایسی صد ہا تحریریں ضبط ہوئیں اور پڑھنے والوں کے خیالات بگاڑ چکی ہیں حکومت اپنا فائدہ دیکھتی ہے اُسے کسی آزاد خیالی کی پروا نہیں چنانچہ ہائیکورٹ کلکتہ میں حکم ضبطی کے خلاف جو اپیل کی گئی تھی اُسکی تجویز کا آخری حصہ بہت دلچسپ ہے۔ بات یہ ہے کہ کتاب میں دو قسم کے بیان ہیں ایک بیان اعتراضات پر مشتمل ہے دوسرا مشورے پر۔ اعتراض کی تفاصیل سے حکومت راضی نہیں وہ کہتی ہے کہ تم لوہر سلتے چاہے بدیاں رو تے رہتے ہو اس سے ہماری بدنامی ہوتی ہے بدنامی کا لازمی نتیجہ ہے تحقیر اور تحقیر با شبکی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ رہا مشورے یا پنت کا معاملہ تو وہ مابہ البحث نہیں۔ دفعہ ۱۲۴ جسکی زد میں یہ کتاب آ گئی ایسی تحریر کی دشمن ہے۔ لہذا کتاب دائم الحبس اندر ردّی خانہ سرکاری۔ جج صاحب فرماتے ہیں (آخری حصہ کہ قانون واضح اور غیر مبہم ہے۔ اُسمیں مستثنیات نہیں اگر یہ ادھورا ہے تو اپنی جانب کے بوٹ کی نوک سے (اسے لے جاؤ کونسل کے کھڑے گھاٹ اور نئے رنگ میں ڈوب دلواؤ) ہم تو الفاظ کے بندے ہیں انصاف کے باپ کے نوکر نہیں۔ (بزبان پنچ)

معلوم ہوتا ہے کہ جج صاحب کامل وکیل کے معقول اور موثر دلائل سُن کے دُکھا مگر قانون سے مجبور ہو گئے۔ ہائے بے بسی۔
دفعہ ۱۲۴ اکی عبارت حضرت شاہ کی حکومت کے خلاف منافرت پیدا کرنے والے کی دشمن ہے اور حکومت کی قانونی حد یہ ہے کہ وہ جاز روسے قانون قائم ہے۔ اس لحاظ سے " القانون ھی الحکومة والحکومة ھی القانون " میں دور منطقی ہے مگر حال کی کچہریاں نہ انصاف کی ذمہ دار ہیں نہ منطق کے باپ کی تابعدار۔ ہاں جی کی نوکر ہیں۔ ارے چپ او زبان چپ کہیں تو بھی دفعہ ۱۲۴ کی زد میں آ کے بحق سرکار ضبط نہ ہو جائے او قلم چپ دفعہ ۱۲۴ کی جامعیت قانون پہ اعتراض کرنے والے کو بھی اپنے دام میں گرفتار کر سکتی ہے ؎

اُن کی محفل میں ہنسی کے بیچ
ہوتی ہے بات کی ملائی

(لپورٹر صاحب کی اسپیچ ختم ہوتے ہی مولانا پنچ نے پندرھویں جلد کو الماری کے نذر کیا اور قلم اُٹھا کے "سہلاً بفضلک یا عزیز" کا وظیفہ پڑھتے ۔ نیا سولہویں سال میں رکھا۔ مبارک ہو۔ خدا کرے ۔ تاخیر کے سوا اور کوئی روگ ان کو نہ ہو۔ آمین آمین آمین!!!

راقم
فلاسفر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

تحائف سال نو

"چہ پنچ"

پہلے کلکتہ سے ایک صاحب "نیم نیچوں" نامے برآمد ہوئے تھے۔ آپ جانیے عورتوں نے بال کٹوائے مردوں نے داڑھی مونچھوں کا صفایا بول دیا تو فیشن کا اثر قلم پر کیوں نہ پڑتا۔ پنچ کی چوٹی کتری گئی اور "وین"

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۲۳۲۵ سنہ ۱۹۲۹ء

بعدالت مرزا منعم بخت صاحب بہادر سکنڈ اڈیشنل جج خفیفہ لکھنؤ
لالہ موہن لعل ولد پنا لعل قوم رستوگی ساکن حیدر گنج قدیم تھانہ چوک شہر لکھنؤ . . . . . . مدعی

بنام

جیٹھن . . . مدعا علیہ

بنام جیٹھن ولد لچھمن ساکن حیدر گنج قدیم تھانہ چوک شہر لکھنؤ
ہرگاہ مدعی مذکور نے تمہارے نام ایک نالش بابتہ ۵۴ للعہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۲ ماہ جنوری ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے کما حقہ واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن شہادت پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز اُن کو پیش کرو۔
مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بلا حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہو گا۔
آج بتاریخ ۹ ماہ جنوری ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

نقل دستخط
اردو ٹرانزلیٹر
منصرم

مہر عدالت

کی رُم کا خشند ہوا۔ رہ گئی "چرخ" کبھی کھلتی ہے کبھی بند ہوتی ہے۔ بالفعل کھلی ہے۔ خدا کھلی رکھے۔ مگر کھلی بری طرح کیا معنی کہ سب سے پہلے آہ مولانا مظہرالحق کا تعزیت نامہ ہے۔ ابھی ہمیں سے چوک ہوئی ہم سمجھے تھے کہ یہ پہلی نمبر ہے اب جو غور سے دیکھتے ہیں تو زمانہ کی چند یا پر دوسرا وار ہے۔ خیر وہ پہلی ہوا دوسری یوں سیاہ جدول کی تربت بنا کے ہفتوں کو رملا نا ظرافت سے بعید ہے۔ کہاں ظرافت اور کہاں تعزیت "چرخ" کے مالک کا نام معلوم نہیں اڈیٹر عنایت دواری صاحب ہیں۔ عمداً ہم ظریف پرچوں کے مضامین سے تعرض نہیں کرتے۔ اسلئے "اللہ چرخ کو سلامت رکھے اور ترقی دے" کہنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ امیروں کو سو روپیہ میں چرخ میسر آتی ہے۔ سنٹر اور مسٹر کو پانچ روپیہ میں چرخ لو لے حضرات! سنیم کو غنیمت سمجھیے جلدی سے "چرخ" منگائیے۔ بازار اسٹریٹ کلکتہ میں چرخ کا گھونسلا ہے۔

آگرہ پنچ

یہ بھی نیا خاخسانہ ہے جسے سید امتیاز حسین صاحب بجلی کی الٹی بے چینی کا نتیجہ کہنا چاہیے حضرت وعدہ کرتے ہیں کہ فضول گوئی اور بیجا تمسخر سے احتراز فرمائیے۔ پہلا نمبر ہے ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وعدے کی پابندی کی گئی ہے۔ مفید خلق مضامین اسمیں موجود ہیں سب سے بڑی بات یہ کہ "اودھ پنچ" یعنی اینجانب کی سیدھی سادی چال انھیں بھائی لہذا ہم انھیں قوت بازو اور بھائی سمجھتے ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ اس روکھی پھیکی ظرافت یا ان سوکھے ٹھٹھوں کے بدولت اینجانب ہی نے کیا آسمان کے تارے توڑ لیے جو بھائی آگرہ پنچ کو فروغ ہوگا! آگرہ پنچ کے منیجر صاحب لکھتے ہیں کہ "ممنون ہے سرپرستوں کو سرپرستی کا پاجامہ پہنانے کی" ہم اس ذیل میں چند الفاظ ہم سے سنیے۔ بھلا ناصح مشفق سے بھی کوئی راضی رہتا ہے جو وہ سرپرستی کی لہذا میاں پنچ کی خاطر سے ہنسیں اور عریانی سے بچیں۔ بھائی عریانی اور بدتہذیبی وضع میں داخل کرنے کے بعد زر پرست سرپرستی نہیں ہو سکتا۔ اکثر اخبار نویسوں نے انکی رگ خوب پہچانی ہے کیوں شوخ تماشی کے یہی معنی ہیں یعنی لنگوٹی بھی کھینچ لیجا کہ بلباس فطرت مکمل عریاں نظر آئیں ڈھول اور تھوڑی بھی باقی نہ رہیں۔ کھیل فرخ آبادی کی جو سریہ پر رنگ کا تجلک شاطران زمانہ دیکھیں پھر ہنسیں اور عریانی کی ستائش کا صلہ اخبار نویسوں کو ملے۔ یہ گڑیاں کو انصاف دہ پہونچتا ہے اور خاموش ستاری کی پرواہ نہیں کرتے۔

پھر منیجر صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"رہنمبر بہ لرزاں ہیں آپ کے ٹھہری ہونے کی" یہ ضرورت واقعی صحیح ہے مگر ان ولک پر قناعت کرنی ہی اخلاقی رہبر رہنا کا معدہ پلاؤ کے قابل نہیں۔

چوتھی ضرورت ہے "پنچ کے نامہ نگاری کا طرہ لگانیکی" یہ ضرورت ان قواعد کی پابندی کے ساتھ جن کی تفصیل آگرہ پنچ نے سرے ہی پر کی ہے مشکل سے پوری ہوگی مثل مشہور ہے "بل تو اپنا بل، پرایا بل جائے جل"۔ مضمون آئینگے اور جب قواعد کی ترازو میں تولے جائینگے تو پلہ ہلکا ہی رہیگا۔ ایسی صورت میں اگر ہماری طرح آگرہ پنچ نے بھی انھیں ردی کی ٹوکری میں بٹھایا لکھنے والے تن بھن کرینگے بھنائینگے بسٹ پٹائینگے غرائینگے کانپینگے تھرتھرائینگے اور کہتے پھرینگے "ابھی پچھی کوئی "پنچ" ہے کمبخت متعصب بدسلیقہ ناقدرا اسے آتا ہی کیا ہے اے وہ اگلا "اودھ پنچ" ماشاءاللہ ٹپالے کی گھوڑدوڑ والا مضمون ابتک لوگوں کو ازبر یاد ہے۔ ابا اور اماجان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی۔ وہ بی چودھرائن کی صاحبزادی کی سڑھنکائی کا افسانہ۔ وہ فلاں بیگم کے چھنالے کی داستان۔ کیا کہنا۔ ملک بھر میں دھوم ہوگئی" ہر کیف وہر نہج وبہر حال وبہر طور وبہر صورت وبہر طریق وبہر پہلو فرض کیجیے کہ مضمون اصلاح دے ملا کے آپ نے چھاپ دیا اگر غیرت دار مضمون نگار ہے تو خیر ورنہ اس گستاخی کا مواخذہ کرے گا۔ یہ ٹھکیڑے ہیں ہماری جھیلی ہوئی ہیں لہذا یقین رکھیے کہ یہ آرزو کبھی پوری نہ ہوگی؟

> جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے
> آرزو کیوں لیے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں

جمیال عوام ہجو۔ دل آزاری۔ یاوہ گوئی۔ قصاص ظرافت کے اجزا ہیں۔ کام کی بات محاسن کلام اور لطف کے ساتھ کہی جائے تو وہ ظرافت نہیں ہے عوام کی اصلاح پر خواص کی اصلاح مقدم رکھی جائے تو خواص کا تعصب ترقی کی گاڑی میں روڑا اٹکاتا ہے عوام پر ان کا اثر ہے اس کا دارومدار ہی پبلس کے وضعداری پیا چاہتا ہے وشفدہ ہے۔ ہمارا کام خواص کی بے اعتدالیوں پر نظر رکھنا ہے تاکہ تقلید پیشہ عوام گمراہ نہوں۔ خواص کی اصطلاحات میں گفتگو کریں تو بلیغ النایکیت کے مجرم۔ عوام کی زبان میں خواص پر نکتہ چینی ہو تو غیر قابل خطاب ٹھہریں۔ "اجی لاحول ولا قوۃ۔ کیا بازاری زبان ہے" تو بھائی صاحب ہماری حمایت کرنے میں کانٹوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔ اس راہ میں بھنو نہیں پھول نہیں۔ پانی نہیں دانہ نہیں۔ سایہ دار درخت نہیں۔ اگر کچھ چنے یا ستو باندھ کے یہ راہ طے کرنی بھلی معلوم ہو تو بسم اللہ

> تکلف برطرف اے شاہ خوبی
> فقیروں کے یہاں جھاڑی زمیں ہے

آجکل جن قلمی سپاہیوں نے تلوار باندھ کے میدان میں نام پیدا کرنے پر لنگوٹ کسا ان میں سے اکثر اناڑی ہیں۔ اناڑی پن کی قصدا نا ساتھیوں نے جو کی تو بس ہلے غرور کے گلے اکڑ کے چلے انھوں نے اپنے جتھے بنائے ہیں اور اناڑی پن کی باصطلاح حال تبلیغ کر رہے ہیں ان سے بھی ہمارے دوست کو سامنا کرنا پڑے گا۔ گتکا کی لڑائی کے گُر اور چوٹوں کی بھی مشق لازم ہے ورنہ ایک بے ڈھنگا طرز تحریر مقبول عوام ہو کے اُردو کی جان کا وبال ہوگا۔ زود نویسی اور ہرزہ گوئی کے چلتوں زبان پر محنت کرنے کی مہلت نہیں محنت ہو تو لیاقت نہیں لیاقت ہو تو سبحان اللہ پھر گلہ ہی کیا ہے۔ امید متوالے کی پگڑی ہے اسے سنبھالیے اور اب آ لے میں توریوں کو ھارس دے لیجیے

> سفر ہے شرط مسافر نواز بہترے

قیمت دو روپیہ سالانہ۔ زرائش بنام منیجر آگرہ پنچ نئی بستی کٹرہ گاڈ بیانان آگرہ ہونی چاہیے۔

(باقی آئندہ)

نوٹ:- مخالف کا استقبال نہ کریں تو ناشکرے ٹھہریں لہذا "اہلاً وسہلاً ومرحباً"

خالی چیئرز (کرسیوں) سے "ڈانس ہو" اور "چیئرز" کی صدا بلند ہونے کی توقع

"ارے کوئی کہو۔ واہ سبحان اللہ خان صاحب۔ واللہ تم بھی اپنے وقت کے نائک ہو"

ادھر اُدھر کی باتیں

مسٹر محمد علی بھی بعض اوقات سبت بولے ہو جاتے ہیں آپ ترکوں پر معترض ہیں کہ اگر اسلام سے قطع تعلق کا [illegible] فقر تھا تو بھائی ہم سے کہہ دیتے ہندوستان کا [illegible] رہتا۔ گویا دو کروڑ کی رقم [illegible] کی جانب سے خلافت کمیٹی کے ہاتھوں انھیں ہو چکی ہے محمد علی صاحب کے پاس موجود ہے تاکہ ہندو [illegible] اور وقت ضرورت کام آئے۔" اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ بھائی تم کو ہندوؤں کا ساتھ دینے اور ہندوستان کو انگلش صحبت سے بچا کے آزاد کروانے کا شوق تھا اور ہونا تھا تو پہلے ہی سے کہہ دیا ہوتا۔ ہم یوں استقبال نہ کرتے یوں موٹر کار کے پیچھے اور ہاتھی کے آگے دوڑتے پھرتے نہ بولتے۔ اور اسکے بعد یوں اندکرہ خوشیاں نہ ہوتے۔ تو کیا جواب ہے؟

ولایت کے بعض اخباری کاغذ ہمارے دوست لارڈ ارون سے کہتے ہیں کہ میاں تمہیں حکومت کا سلیقہ نہیں تو پنجرا خالی کرو" بات معقول ہے ہمیں بھی آج تک پتا نہ لگا کہ لاٹ صاحب کتنے پانی میں ہیں۔ ہندوستانیوں کے دوست ہیں یا اہل ولایت کے۔ اسوقت ہندوستان اور انگلستان میں ٹکر ہو رہی ہے۔ چالاکی اور ذاتی حفاظت کا مقتضیٰ تو یہ ہے" الوقت علی الطلق اسلم" ٹیلے پر کھڑے ہو کے دور سے تماشا دیکھو اپنی جان بچاؤ اور بازی لگاؤ" کالا مارے سفید مارے۔ آندونی دیتے ہیں ایک جوڑ لو۔ برابر دبرابر رہے تو لیجئے دیکھئے اچھا سماں پر معاملہ ہوتا ہے؟ بقول بعض انتہا پسند گویا حکومت کا مقتضا یہ ہے کہ جنہیں کوڑی بھی ہندوستانیوں کے جیب میں نہ رہنے پائے سارا مال کھینچ کھانچ سوداگروں کے کتنے گئے۔ ہندوستانی اسامیوں کا پیٹ بھرنے پائے جو دور کی سوجھے ہمیشہ بھوکے رہیں تندور تنور کی سوجھے۔ ہندوستان کی خیرخواہی طلبگار ہے کہ بچا ہوں سے اتحاد اتحاد آخر بہت سال ہو یا حسین کہنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اب خدا کے لیے جو تمہارے پیٹ میں سمائے گی اور دیکھائی

کچھ یادھی پرسٹ" سے باز آؤ۔ لندن ڈیلی میل اس پیرایہ میں لارڈ ارون کا دل ٹٹول رہا ہے۔ انگلش صاحب اس کا جواب دیں گو وہ نہیں تو ڈیلی میل۔ بقول صاحب بہر حال مذہب شہنشاہ اکبر کے .... خانہ خالی نہ رہے گا۔ سوست ڈیلی میل ہی اس خانے میں ہے

لارڈ مسٹن کہتے ہیں کہ درحقیقت گورنمنٹ ہوم ریجیم اور ہندوستان میں اسکے عمال کو بغاوت کا سدباب کرنے کے مکمل اختیارات حاصل ہیں۔ یہی ہم بھی کہتے ہیں مگر تھوڑا سا فرق ہے آپ بھی درحقیقت گورنمنٹ ہوم ریجیم ہونے کی حیثیت ادر کھتی ہے ہندوستان میں بغاوت کا تخم مسٹن کی تنگ خیالی کے اثر سے اسوقت پیدا ہوا جب پنجاب کا [illegible] کا واقعہ ہوا۔ مسٹن کو حکومت کا سلیقہ خوب ہے ہو سکے تو لارڈ مسٹن ہندحکومت پر کھڑے ہو جائیں اور کہیں آؤ دوست دیا بخشیں۔ تفضل - آپ آ تھم برخاست جائے استادطالی است" لارڈ مسٹن ہیں آدمی با حیا و باسلیقہ۔

لارڈ رسل سچ کہتے ہیں کہ ڈومینین اسٹیٹس میں اور مکمل آزادی میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ یہی کوئی بالشت دو بالشت کا فرق۔ یا جتنا فرق ڈارون کے بابا آدم اور زمانہ حال کے انسان میں ہے اتنا فرق۔ اور انھوں نے یہ بھی سچ کہا کہ ہر دو ملوں کے ہاتھ میں جس وقت گورنمنٹ کی تکمیل آئی اسوقت وہ تاڑ گئی تھی کہ کیا ہوگا۔ اور اس کیجواس پر بھی آمنا و صدقنا کہنا چاہیے کہ" اٹھاؤ بی بی منڈھا کھینچے کا گنبا بھونڈا" اگر پارلیمنٹ انگلستان نے دفعتہً ہاتھ اٹھالیا تو ایشیائے اور ہندو کے نسلی اختلاف مذہبی اختلاف وطنی تعصب تفتر کے ذہبوں پر پہنچا کے نتیجہ [illegible] ہوگا۔ واقعی ہندوستانی ہیں تو [illegible] عقل اسی روشنی کے گرلاٹ صاحب نے یہ نہ بتایا کہ اس اختلاف کا سدباب کس حکومت کی جانب سے بھی کبھی ہوا جو کہتی ہے کہ ہم تو اس بچے کے رکھوالے ہیں۔ یا انگریس والے پکار پکار کے کہتے ہیں کہ ہم ہمیشہ سے متحد تھے آج بھی ہیں ڈیڑھ سو برس انگریزی حکومت کو گزر چکے آج تک اختلاف مٹائے نہ مٹا تو اب کیا مٹے گا جب کہ ہزاروں نئے اکھاڑے اختلاف کے خود حکومت نے آراستہ کر دیے اور ہندو پرور سبب یہی اختلاف ہے جس نے آپ کے قدم جمائے۔ تو آپ کی طرف سے دل کیونکر مطمئن ہو سکتا ہے کہ آپ رہیں گے تو اتفاق رہے گا۔ لڑائی بھڑائی نہ ہوگی۔ ابھی بیٹھے تاریخ بھی آپ کو جھوٹا کہتی ہے اور واقعات بھی۔

اتفاق کی قیمت اختلاف کے ہوتے تشخیص نہیں ہو سکتی آزادی کا اعلان خود ہی اتفاق کے معنی بتادے گا قیمت سمجھا دے گا۔ اے حضرت اس اعلان میں آپ کا تو سراسر فائدہ ہے پھر آپ کیوں چڑتے ہیں۔ کیا معنی کہ آزادی آسان نہیں بہت دشوار ہے اس آزادی کے حلقوں ابھی آپس میں خوب سر پھٹول ہوگی۔ غرضمند اندھوں کی لڑائی ہے سنبھلی ٹلتا نہیں۔ آپ ڈومینین اسٹیٹس کا ٹھاٹھر شاہی کمیشن کی رپورٹ دیکھ کے باندھیے۔ کونسلوں سے کانگریسیوں کی غالب تعداد تو روٹھ گئی۔ [illegible] ہوئی جاتی ہے آپ کے مطلب کے ممبر رہ جائیں گے آسانی کے ساتھ قانون پاس ہو جائے گا یہ گھبراہٹ کیوں ہے۔

ہندوستان کو خواجہ سرا بتانے کے بعد سر ہیلٹن گرانٹ کو یہ کہتے شرم نہ آئی کہ اگر سرحد پر فوجی طاقت معطل ہوئی تو سرحدی قبائل جھٹ پٹ اپنے ہتھیار پکڑ کے ہندوستانی ہیجڑوں پر ٹوٹ پڑیں گے پھر بقول آنجہانی سر پرتاب سنگھ کے پشاور سے کلکتہ تک کوئی کنواری دواری ہوئے بغیر نہ رہے گی اور کسی کی جیب میں کھوٹا پیسا بھی رہ جائے تو اپنا نام سر پرتاب سنگھ نہ رکھوں سر پرتاب سنگھ کے اس قول کے دو ہی محل ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ ہندوستان ازلی ہیجڑا ہے جب انگریزوں کا تسلط ہوا تو انھوں نے اپنی مردانگی کی قوت ہتھیا چھین لینے کے بعد ہندوستانیوں کو بخش دی۔ دوسرے یہ کہ نہیں وہ مرد تھا اب بھی مرد ہے انگریزوں کی صحبت میں رہ کے ہیجڑا ہو گیا ہیجڑا ہونے کے بعد سے

برہنگی سلاح جنگ ہے سود

علاوہ ازیں ایک معنی اور بھی ہو سکتے ہیں کہ گلہ چڑے مسلمان پٹھانوں پر اگر یہ ہوتے تو سر پرتاب کس جانے قول کا حوالہ دیتے [illegible] اس کثیر المعانی جملہ کی توضیح سر ہیلٹن گرانٹ پر لازم تھی۔ یہی ہندوستان ہے

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

بہت کو آزکوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائینسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکالی ہیں ان میں صحیح بیان پہونچتے ہیں سا اعضاء کو حرکت دینا چاہیئے ورنہ کبھی قبض کبھی آنکھ کان وغیرہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہے گا۔ اعضاء کو کس طرح حرکت دینی چاہیئے اس کے واسطے کتاب میں ۴۲ تصاویر دی گئی ہیں کسی اُستاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں کتاب زیادہ تر بیماریوں کے واسطے مفید ہے جو گھر سے باہر نکل ورزش وغیرہ کرنے کا موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے بہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفات کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

قلم دوات لے کر جلد بیٹھ جائیے ورنہ پچھتائیے گا

ایک کارڈ لیجیے۔ لکھنا شروع کیجیے۔ لیکن کیا لکھیے گا۔ سنئیے بیماریوں کو آسانی سے دور کرنے کے لیے۔ ہم نے ایک رسالہ نام خوراک و صحت تیار کر کے مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ رسالہ بتلاتا ہے کہ کس طرح خوراک لینے سے آپ ہمیشہ تندرست رہ سکیں گے۔ اور کس طرح آپ کی بیماریاں دور ہوں گی کس طرح آپ خوش رہیں گے۔

بس۔ اسی کتاب کا مطالعہ کیجیے ہم مفت روانہ کر دیں گے۔ ایک ایڈیشن ختم۔ دوسرا موجود تیسرا شائع ہوگا۔

وید شاستری۔ جام نگر کاٹھیاواڑ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خود غرض طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت کھو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں تحقیقات صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ لکھنؤ کے نامور تجربہ کار اور حذاق اطبا کے مشورہ و نسخے جات سے فیض و فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی فہرست مجاناً طلب فرمائیے خود بھی فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ سنہ ۲۸ و ۲۹ء

(۱) اُردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی و ادبی و اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خزانہ کتب میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد ۶ مع محصول ڈاک۔

(۲) سنہ ۱۹۲۸ء کی چند ششماہی جلدیں جولائی سنہ ۲۸ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں قیمت مع محصول ڈاک ۴ ہے۔

(۳) جلد سنہ ۱۶ء کے (۸ نمبر) ان نمبروں میں انشاپردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو جلد طلب فرمانا چاہیے قیمت ۸ علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

(یعنی)

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجیب و دلچسپ نظم ہے۔ منشی اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ٹکٹ بھیج دیجیے وی پی اور منی آرڈر بھیجئے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے [illegible] گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کہہ سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ نادر اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERD
LUCKNOW
1930
OUDHPUNCH
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M B Khan Artist Dobawan Lucknow

توجہ شـ ـطـ ـے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ ہنسانے والے مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس کی نقل بھی کرتے ہیں لیکن اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح تنائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطالب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں نہ ہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلا اخلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غیب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانہ سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ ہیں۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۵ نمبر ۲
مضامین
بابت ۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۳۰ء

کہنہ شاعر اور نیا سال

اودھ پنچ کی موت اور نخاس کا مال

معلوم شد کہ دورِ چرخ و گردشِ زمانہ پر گریہ و بکا ظریفوں کی عادت میں بھی داخل ہے گزشتہ اتوار کو اینجانب عبدالرحمٰن گشتی کرنے نئے نخاس پہونچے جس میں پرانا مال اکثر مل جاتا ہے۔ ایک بیاض ملی مگر کیڑوں کی چاٹی ہوئی۔ نصف حصہ کرم کی خوراک بنا باقی چاک چاک ہوا۔ خدا جانے کن صاحب نے سال کی رخصتی کا مرثیہ کہا ہے: بندہ یہ بھی نہیں جانتا کہ کبھی چھپا تھا یا اچھوتا ہے بہرکیف وہ غم اچھا جس کا نتیجہ خوشی ہو وہ خوشی بری جس کا انجام غم ہو۔ ایکی ریت بدل دیجیے اور حضرت رندقدیم کے ساقی نامے یا مثنوی پر اس مسدس کو مقدم رکھیے۔ خدا کرے سال کا خاتمہ بخیر لکھنے پڑھنے والوں کی مرادیں بر آئیں اودھ پنچ کا بول بالا ہو۔ شاعر قدیم فرماتا ہے

یہ پیر چرخ حد کا دنی اور بخیل ہے ــ ہے دشمنوں کا دوست عدو کا کفیل ہے
ناشاد و نامراد و سفیہ و ذلیل ہے ــ محتاج کا سوار رئیسوں کا فیل ہے

اس ٹیڑھے ترچھے منھ پہ اکڑفوں کو دیکھیے
جھک کر کماں بنا قدِ موزوں کو دیکھیے

پانی طلب کرو تو یہ دے خونِ دل ہمیں ــ مانگو مٹھاس گر تو چٹا دے مگس کی تے
راحت کے بدلے رنج دے دار و کے بدلے مے ــ مثل و نظیر اسکا نہ ہوگا نہ تھا نہ ہے

وسواس موت کا ہے نہ ڈر انتقام کا
یہ چرخ پیر ایک ہی ہے اپنے نام کا

بچوں سے انس اسکو نہ بوڑھوں سے میل ہے ــ چرباتک ہے ستم کا یہ دیدہ دلیل ہے
اور پیسنا جوانوں کا تو اسکا کھیل ہے ــ اس پکے خونی کو نہ سزا ہے نہ جیل ہے

دن رات ایک رنگ ہے اس بدمعاش کا
شمس و قمر سے شغل ہے ہر وقت تاش کا

کوئی چار بند کیڑوں نے چٹے اور دوسروں کے سننے کے لیے باقی نہ رکھے۔ بندہ صرف ناقل ہے ورنہ غائب شدہ بند بڑھا دینا کوئی بڑی بات نہیں مگر تحریف فی الظرافت ناجائز ہے۔

یہ چرخ پیر رنگ بدلتا ہے دم بہ دم ــ سینے میں غم کلیجے کو ملتا ہے دم بہ دم
آنکھوں سے اشک خون نکلتا ہے دم بدم ــ دل کو تڑپ پہ کوئی کچلتا ہے دم بہ دم

بیٹھے ہیں دانت بند ہے منھ حال تنگ ہے
فریاد! بے گناہ پہ قید فرنگ ہے

باقی نہیں زمانے کی چیزوں میں کچھ بھی ــ گھی کی طرح سے اہل عمل کی بری ہے گت
ہے صرف دھو بیو کے تصدق میں سب یہ تت ــ سگریٹ شراب اور جوے کی بڑھی ہے لت

چوستی ہے سینہ زوری ہے بغض و نفاق ہے
لعنت ہے سیل جہل جانے اتفاق ہے

شدت ہے مفلسی کی غریبی کا دور ہے ــ افلاس کا ہجوم نحوست کا جور ہے
صورت ہے بیکسی کے برسنے کا طور ہے ــ انصاف کا مقام ہے اور جائے غور ہے

رنگ اڑ گیا رخوں سے چمک ہے نہ روپ ہے
گرمی سے کچھ بڑھی ہوئی جاڑوں کی دھوپ ہے

ہر سو ترقیوں پہ ہے زور انقلاب کا ــ نقشہ بگڑ گیا ہے جہان خراب کا
پیری کا لطف ہے نہ مزا ہے شباب کا ــ برہم مزاج ہو گیا ہر شیخ و شاب کا

جو ہے وہ اپنے حال میں آفت رسیدہ ہے
گوشہ کماں کا زاغ کماں سے کشیدہ ہے

(کئی بند غائب۔ مگر کہیے سبحان اللہ!)

القصہ اسکے جور کہاں تک کریں رقم ــ سودے چکے ہیں قطعہ پہ رکا جاتا ہے قلم
شور تخلص "لغو" سے سناتے ہیں رنج و غم ــ بھرتے ہیں اہل حال کی جانب لب لب تو ہم

مضمون نئے نئے ہیں نکلتے پٹارے سے
جو خوب چکنے چپڑے ہیں اور پیارے پیارے ہیں

پھر شاہ کلام کی اے دل جھلک دکھا ــ اے اشہب قلم مجھے سیدھی سڑک دکھا
اے بحر فکر جوشش بحر اٹک دکھا ــ لے تازہ باغ نظم گلوں کی مہک دکھا

بزم سخن میں لارڈ مکالے سے "کوچ" لوں
بلبل مقابلہ جو کرے دُم کو نوچ لوں

اے قلب نامراد و حزیں سوگوار ہو ــ اے برق آہ کوند کے گردوں کے پار ہو
دُر ہائے اشک کا مری گردن میں ہار ہو ــ اے نالہ سطح چرخ پہ جا بے قرار ہو

بارہ کی ہے وفات کا غم جل کے زور کر
تھرائیں بارہ برج یہ گردوں پہ شور کر

یہ ہے وہ بارہ کون ہیں بارہ مہینے ہیں ــ شفاف گورے گورے بلوری نگینے ہیں
دیکھے نئے بھی ایسے ترانے کسی نے ہیں ــ کیا تارے پھول چرخ ستمگر نے چھینے ہیں

کلیاں مہک رہی تھیں کہ اک ہاتھ پڑ گیا
غنچہ ابھر کے کھلنے نہ پایا کہ سڑ گیا

یہ بچے مرنے والے اگرچہ تھے دل کے سخت ــ قاروں کی طرح تھے یہ دنی اور تیرہ بخت
لیکن وہ گول چہرے وہ رنگین وہ انکے رخت ــ کس پیڑ کے یہ میوے تھے کس باغ کے درخت

افسوس آگے پیچھے تو اٹھارہ گزر گئے
تیس دن کے بھی نہوئے تھے کہ مر گئے

پہلے تو جنوری سے ملی آن کر قضا — گرتے ہی ذبح ہو گیا مانند مرغ - ہا!
رگڑا ابھی وہ پڑا کہ نہ تسمہ رہا لگا — چڑیا سی جان پھرسے اُڑی وا مصیبتا

کیا شاد شاد پھرتا تھا وہ چپ چپ بول کے
آخر کو پھر سے اُڑ گیا یہ جب سے کول کے

پھر فروری کو آکے دبا یا بہ کرو فر — پھر مارچ کو جھپٹ کے چبا ڈالا پورا سر
اپریل کی فول کہہ کے جو پیچھے سے لی خبر — یہ تینوں لوٹ پوٹ گئے لیں ینگ خر

مے کو شال بادہ کے غش سے نگل گئی
جمل کی طرح سے جون کو چٹکی سے مل گئی

جولائی کو سمجھ کے یہ چلائی کھا گئی — لقمہ کیا اگست کو جب یہ بلا گئی
بن بھائیوں کا جبکہ ستمبر کو پا گئی — بسکٹ کی طرح پاؤ منٹ میں چبا گئی

مُنھ مارا اس طرح سے کہ سب دانت گر گئے
مرغی کے بچے بلی کے پنجے میں پڑ گئے

اکتوبر آ پھنسا تو اُسے بھی ہڑپ کیا — چیخا کیا وہ لاکھ مگر کچھ نہ بس چلا
نوچا کھسوٹا خون پیا پیٹ کو بھرا — پھر چکھ گئی پلٹ کے نومبر کو بے حیا

دورہ کیا جو پھر کو دسمبر کی جان لی
منڈخی حرام خور نی نے خوب تان لی

جب بارہ ہاٹ ہو گئے یہ بارہ ماہ آہ — بیچارے باپ ماں کا ہوا گھر تباہ آہ
چلتے تھے پہ و جدائی نہ دیتی تھی راہ آہ — ہر بار اُٹھتے بیٹھتے کرتے تھے آہ آہ

آبائے علوی سب کے یہ جاں کھوتے تھے
بادل کی طرح ساتوں فلک مل کے روتے تھے

ساری کمائی لٹ گئی جب ایک سال کی — کچھ حد نہ تھی فراق میں رنج و ملال کی
چاروں طرف تلاش کیا دیکھ بھال کی — پڑی تلک ملی نہ کسی بد سگال کی

کاٹا تڑپ کے روز بسر رو کے رات کی
کینی کی طرح تلخ تھی لذت حیات کی

تھا ان کے پیارے باپ کو بھی صدمۂ عظیم — حالات ولیک مادر گیتی کی تھی سقیم
رو رو کے بین کرتی تھی جس دم وہ دل دو نیم — تھا دل جو پھوڑا تو مچھڑن نکلتی تھی اس ایم

دن سخت رات سخت کٹھن اُس پہ گھڑیاں تھیں
اور سُرخ مُنھ پہ خون کے سہرے کی لڑیاں تھیں

کہتی تھی بار بار کہ پیارو کدھر گئے — اے اپنی ماں کے راج دلارو کدھر گئے
اے بابا لوگو ماں کے سہارو کدھر گئے — اے میرے آسمان کے ستارو کدھر گئے

دُنیا نظر میں کالی ہے اندھیر کر گئے
اے میرے گورو چٹو تم افسوس مر گئے

کیا ایک سال کے لیے آکے تھے تم یہاں — ہے ہے ہوا نہ کھائی تھی جو آ گئی خزاں
پھولے پھلے نہ چین کیا ہائے میری جاں — قربان نثار صدقے تصدق فدایہ ماں

برباد مجھکو کرنے کی دل میں سما گئی
اے میرے پیارو کس کی نظر تم کو کھا گئی

آگے کیڑے چاٹ گئے عجب نہیں کہ غم کی داستان کا زہر کھا کے کیڑے بھی عدم آباد کے رو رو میں پھنس گئے ہوں - چونکہ اپنجا نب فہم فرصت نہیں لہذا ضرورت ہے کہ دو چار آخری بند اپنی طرف سے بھی گرہ کے سال نو کا خیر مقدم فرمائیں -

بس اے قلم کہ سب کو ہنساتا ہے تیرا کام — مصنوعی آنسوؤں پہ نہ کر ختم تو کلام
دفع الم کے واسطے ساقی سے مانگ جام — پی قرض کی جو دینے کو تھیلی میں ہوں نہ دام

آیا ہے تازہ سال شگون نیک چاہیے
اک کجی اور شراب کا خم ایک چاہیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۲۰۱۴ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب مرزا منعم بخت صاحب بہادر سکنڈ اڈیشنل جج خفیفہ لکھنؤ

جوگل کشور — پسران لالہ ہرزائن قوم رستوگی ساکن رستوگی ٹولہ شہر لکھنؤ — مدعی
پرسوتم داس

بنام

مدعا علیہ

لساون لال
بساون لال ولد گیا دین برہمن ساکن موضع پور ہیا پرگنہ نگوہاں تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنؤ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۱۶۲ روپیہ کے ڈگری ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲ ماہ فروری ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل اُمور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے لہذا تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز اُن کو پیش کرو

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا -

آج بتاریخ ۱۴ ماہ جنوری ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا -

مہر عدالت

اودت نرائن ور
منصرم

وقت حاضری دفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک +

مسلمان کا رمضان نمبر

ہم نے بغرض فائدہ عام یہ فیصلہ کیا ہے - کہ مسلمان کا رمضان نمبر جو نہایت آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے - پانچ ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم کیا جائے - بس آپ جن جن ذی علم دوستوں کو یہ تحفہ دلانا چاہیں - آج ہی اُن کے مفصل پتے لکھ کر بھیج دیں

خاکسار منیجر مسلمان لاہور

ویسا ہی کاویسا۔ نیاگرا کی آبشار مارے رشک کے جل جل مرتی دریائے نیل کا دہانہ اسے دیکھے تو تشنہ کھول کے رہ جائے۔ فرہاد کی جوئے شیر اسکے آگے مات۔ کیا کرتا مجبور آخر اس طرح پر عمل کیا ؎

مژہ سے روک رکھا ہے اشک شور افزا کو
تماشا ہے کہ ہم نے بال سے باندھا ہے دریا کو

یعنی ادوان کی رسی اور سیج بند کی ڈوری سے کس کے تھن باندھ دیا اکثر ایسا اتفاق ہوتا کہ رسی تو ند پلے آدمی کے ازار بند کی طرح ڈھیلی ہو کے کھسک جاتی اور دودھ بہنے لگتا مگر خدا بخشے تمہاری بھابھی ہر وقت دیکھ بھال رکھتی تھیں جب تک وہ زندہ رہیں تھن کی رکھوالی کرتی رہیں۔ وہ جنت کو سدھاریں میں ہوا مجبور تھن کا چوٹ نہ رہا آنکھوں کو آنسوؤں کا نیند آنے لگا ایک شب غفلت کے حلقوں بند ھن ہو اسست۔ دودھ کی سوت میں طغیانی جو آتی ہے تو پلنگ بن گئے کشتی۔ آنکھ کھلی تو دیکھتے کیا ہیں کہ بکری اپنے دودھ میں آپ ہی غوطے کھاتی ڈبکیاں لیتی ہے جب تک پیر نا کھڑی لگاتا ملاحی کا ٹٹا سیونچوں "میں میں" کی دردناک آواز آئی اور بکری بیچاری دودھ سے غسل میت کر کے جنت کی سیدھی روب جرنے روانہ ہوگئی۔ الغرض اب وہ مکان تو کھیت ہوگیا ہے گیہوں بوئے جاتے ہیں مگر واللہ اُن گیہوں کے آٹے کی ٹکیا پکا کر تو روغنی ٹکیا کہتی ہے گھی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

شاباش شاباش۔ اچھال دے
"دوست یہ ٹوپی کیونکر اچھالوں۔ یہ تو خود ہی اٹھی ہے"

صاحب بہادر کی اردو نوازی کا پنجا بھی اسیوقت ختم ہوگیا جب اُنھوں نے اپنی غرض پوری کرنے کے لیے تسلط ہوتے ہی انگریزی مدارس کے دریا جاری کیے۔ اب جو اُردو کی ترقی میں تھوڑی بہت مدد کی جاتی ہے لوگ اُسے دودھ کی سینچی ہوئی زمین اور اسکی گندمی پیداوار کو روغنی ٹکیا سمجھتے ہیں غنیمت ہیں وہ لوگ جو اُردو کی خبر لیتے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ کیا کر سکی اور کیا کر رہی ہے۔

اس کتاب کے مؤلف نے ایک مختصر اور مفید مطلب تذکرہ کارنامہ ہائے اُردو کا چھیڑا ہے۔ یہ نامۂ عمل ناقص ہے مگر دلچسپ ہے۔ نقص کی ذمہ داری کوتاہ نہیں۔ بلکہ وہ بے ضابطگی اور غفلت ہے جسکا برتاؤ اہل وطن اور اہل زبان کی جانب سے ہمیشہ ہوتا رہا۔ ہزاروں تصنیفیں پیدا ہوئیں اور مینہ کے بلبلوں کی طرح اُبھر کے سطح سے ڈھلکتی فنا ہوگئیں پھر بھلا معدوم چیزوں کی فہرست کیونکر مرتب ہوتی۔ اُردو تصانیف علم و فن کی یہ فہرست نہایت جد و جہد سے تیار ہوئی ہے خدا مؤلف کی سعی مشکور فرمائے ماشاء اللہ یہ کتاب نہیں روغنی ٹکیا ہے۔

قیمت وغیرہ کا حال معلوم نہیں۔ سید روشنائی اکیڈمی آگرہ آباد سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ چھپائی لکھائی کی وہ تمام خوبیاں اسمیں موجود ہیں جو کتاب کو خوشنما بناتی ہیں۔

اس کتاب میں ماہواری رسائل نے جو مستقل کتابیں سلسلہ وار مختلف علوم و فنون پر شائع کیں وہ مذکور نہیں۔ حالانکہ ان رسائل یا جرائد کی سعی بھی اُردو کی علمی ترقی کی شریک غالب ہے۔ مثلاً ۱۹۰۵-۱۹۰۴ء میں کتب افلاطون کا سلسلہ وار ترجمہ اصل یونانی سے اُردو میں شائع ہوا۔ اس ماہوار رسالہ کا نام اشراق تھا اور ڈاکٹر مرزا احمد ہادی بی اے پی ایچ ڈی اسکے اڈیٹر تھے بہر کیف زیر تنقید کتاب دیکھنے کے بعد یہ خیال تازہ ہوا ... ... کہ لیجئے آپ نے یہ کیا کر ڈالا شیر بر سے اپنا مسدہ پھر چلے سال نو کا یہ تحفہ قابل ستائش ہے ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف ☆ گو کہ دنیا سے نکمی نا خلف۔

امید ہے کہ ... کی نوبت آئی تو اس چمن میں اُن پھولوں کا ذکر خیر بھی کر دیا جائے گا جو ؎

سر بر زد و غنچہ کرد و شگفت و بریخت

کی ادھیڑ میں گرد برد ہو گئے۔ فقط

مسیحائے زماں

ہے تو ساخورد طبی رسالہ مگر ہمیں اسی سال کے آغاز میں ملا۔ یہ الور ریاست راجپوتانہ سے شائع ہوتا ہے

گول میز اور بھیڑیوں کی خوراک

"ڈُشنا صاحب ابھی ایک آنچ کی کسر ہے"

بعض باتیں اسکی ضرور لکھ رکھنے کی ہیں چنانچہ زیر عنوان "کسی خاص عضو کو موٹا کرنا" آپ ذیلی تیلی میں باریک حکمت کو یوں فربہ بناتے ہیں :۔

"اول انکو خوب دھو کر سٹ کر سُرخ ہو جاوے پھر چندرس ملا کر لگا دے جس عضو سے جتنا کام لیا جاوے اتنا ہی بڑھتا ہے۔ سینہ بڑا کرنے کے لیے اسکی ورزش کرنا چاہیے۔ لوہار کا بازو اور ہرکارے کا پاؤں بڑا ہوتا ہے۔ کمہار کا منہ خواہ چھوٹا ہو۔ مگر اسکی اولاد کا ضرور بڑا ہوگا۔"

مضمون بھر ایسے ہی افادات پر مشتمل ہے۔ ایک تھے آغا۔ مسافرت کی حالت میں مفلس مسافروں کو کپڑے پھٹ جانے پر سینے پرونے پیوند لگانے رفو کرنے کی اکثر مصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔ آغا سوئی میں دھاگا پرونے کا فلسفہ حل کر رہے تھے مگر دھاگے میں بھوئیں تھے وہ ناکے میں اٹک جاتے تھے سوراخ کے منہ تک دھاگا پہونچا اور عصائے پیری کی طرح جھک کے نشانہ چوک گیا۔ اس وصل ناکام کا تماشا بھٹیاری دیکھ رہی تھی اُس نے ہنس کے کہا۔ آغا سے

مل دل کے کھڑا کرو

لب لگ کے کڑا کرو

آغا نے سوئی اور دھاگے کی مشکل بھٹیاری کے حُسن تدبیر سے حل کر لی سمجھے کہ جہاں گرہ دشوار ہو وہاں بھی تدبیر کارگر ہوگی اتفاقاً ایک گلی تنگ تھی چھکڑا پیچھے سے چیکلا تھا۔ گاڑی بان تھا ناواقف گلی کا موڑ پار کرنے کے بعد کچھ گلی تنگ پڑی کچھ دور دھا چھکڑا چھوڑ اپلا اور ہونے لگی وہی کشمکش جو دھاگے اور سوئی کے ناکے میں آغا نے دیکھی تھی۔ پھر نسخہ بھٹیاری کا بتایا اپنا برتا برتایا نسخہ یاد آیا۔ آغا بولے

بابا لب لگاؤ۔ لب سے

مل ملا کے کڑا کرو لب لگا کر کرا کرو

اس تین میںسی سالہ مالی تدبیر پہ اس تدبیر کا قیاس بھی چل سکتا ہے جو مسیحائے زماں نے ڈبلے عضو خاص کو الفربہ بنانے کے واسطے تجویز فرمائی ہے ناک تیلی ہو تو خوب دھو کر لیجے اور باندروں کے جوتے سے رگڑ کے پر رگڑا گھسنے پر گھستا دے کے پھلوری کی

طرح تل ڈالیے چند ہی روز میں انشاءاللہ کتارست سے شہتیر ہو جائے گی بشرطیکہ باقی رہ جاوے۔ رہا عضو خاص اور مخصوص تو اس تدبیر کے جلیوں انشاءاللہ سُرخ ہونے کے بعد کالا ہوجگا اور کالا ہونے کے بعد بالکل "لال" سے

فوارہ تو گم خزانہ باقی

مرغی کالد ہا بیتانہ باقی

فربھی رہی نہ لاغری کچھ وہی مادر زاد۔ اب چندرس (نہیں معلوم کیا بلا ہے) ملا کے پکا ڈالیے بس چوزہ مستقیل ہے بھی۔ اور جو رہی کچھ حرد عوت میں چیونٹی نے حضرت سلیمان کے لشکر سے کہا تھا دریا میں ٹڈی کی ٹانگ ڈالی اور کہا۔ ما حضر نوش کرو لشکری بھنائے کہ یک ٹڈی کی ٹانگ دکھا کے سب کو سوکھے گھاٹ اتارتی ہے۔ چیونٹی نے جواب دیا "ان فاتکم اللحم لم یفتکم المرقہ" یارو بوٹی نہ سہی شوربا تو کافی ہے؟۔

حضرت مضمون نگار کے تمام ارشادات مشاہدہ اور استقرا پر مبنی ہیں دیکھیے کیسی گُر کی بات بتائی ہے بازاری لڑکے شعر پڑھا کرتے ہیں سے

جعفر زٹلی نے ایسا کیا

کہ گھی کو مل مل کے بھینسا کیا

آپ بھی فرماتے ہیں کہ ہر عضو جتنا گھستا (کام آتا ہے) اتنا ہی بڑھتا ہے تمہارا عضو اگر گھس پس گیا تو اولاد کا ضرور بڑھ جاے گا بس جو کام تم اپنے اعضا و جوارح سے لیتے ہو اولاد کے اعضا سے لینا تیغ جوانی عصائے پیری بن جاے تو کوئی عیب نہیں مطلب بہر حال فائدہ اور ثواب سے ہے۔ اسپیکر اپنے حلق سے کام نہ لے سکے تو بلا سے کیا کم ہے کہ اولاد کا حلق رومی دروازہ ہو جائیگا گھس گھس کے بڑھنے کا فلسفہ بھی کیسا ٹھیکم ٹھیک ہے نہ راہ شاعر کہتا ہے سے

کون کہتا ہے کہ کلیجے سے چپاتی ہوگیا

تیرا عاشق جبہ کو اتھا اب توڑا تی ہوگیا

الغرض یہ طبی ظرافت کا مجموعہ حکیم قاضی سید محمد حسین صاحب کے زیر اہتمام مذکورۃ الصدر مقام سے شائع ہوتا ہے دو روپیہ سالانہ اسکی قیمت ہے ماہواری ہے

مگر بالفعل چار نمبر ایک ہی ٹائیٹل پیج میں یکجا ہو۔ ابھیجے گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی متوسط ہے۔ یہ نہ سمجھیے کہ بالکل بیکار چیز ہو۔ جی لیجیے۔ کام کی بات مل جائے تو نفع اٹھائیے ورنہ مفت ہنسانے کا فائدہ تو حاصل ہوتا رہے گا اسکا ہم ذمہ لیتے ہیں۔ جبر دار اسکی پروا نہ کیجیے گا کہ علمی اصطلاحات یا طبی مشکلیں اس سے حل ہوجائیں گی یا درسی کتب کے مشکل مقاما ت اسکے مطالعہ سے سمجھ میں آنے لگیں گے۔ ہاں طالبان طب کو اگر سستی دواؤں کا تھیلا بغل میں دبا کے دوائیں بیچنا اور کنجڑنیوں کی طرح جالم ساندے کے تیل کی تجارت کرنا ہو تو بسم اللہ یہی بغل میں انکلیں جس کا حلیہ شاعر نے یوں کھینچا ہے۔ اور پکارتے پھریں تیل جالم ساندے کا درد کی دوا گھٹی کی دوا سر جاکی دوا سے (مدنا تمام)

دوری پہن کے پاؤں میں وہ گھنگرو چھنچھنے

چھپا بغل میں۔ بغل میں سر کی۔ کرشمے

۔۔۔ بچہ کا ۔۔۔ ساتھ میں

دو ساندے ایک گوہ ۔۔۔ میں ہاتھ میں

سر پہ کٹھوتی تول کی انگیا سیاہ رنگ

نیلی گھنگھریا کھٹنوں سے اونچی عجب ڈھنگ

مالا گلے میں سانپ کی گریوں کا بے درنگ

پیتل کی تھنی ناک پہ چھلے وہ تنگ تنگ

بینی پہ دھوکا ہوتا تھا منقار زاغ کا

بالوں پر اسکے تیل پڑا تھا چراغ کا

شانے پہ جھولی اس میں یہ اشیاء بے مثال

کچھ مختصر سُنا تا ہوں ان کا بھی سب کو حال

ساندے کا تیل شیر کی چربی سور کے بال

ساہی کے کانٹے بوم کا دل بھیڑیے کی کھال

ہر چیز اسکے پاس بہت اور تھوڑی تھی

کہتہ سیار سینگی تھی اور ہتا جوڑی تھی

وہ چیزیں جنکی دید سے ہو جائے عقل گم

بولو طبیبو لوگے نہ ان میں سے کوئی تم

گینڈے کے دانت فیل کے ناخن گدھے کے سُم

گھوڑے کے پنجے اُلّو کی ہڈی مگر کی دُم

کچھ باہ کے ڈھکوسلے تھے کچھ تباہی کے

دو چار سو کھے ٹکڑے بھی تھے ریگ ماہی کے

اودھ پنچ لکھنؤ
غذائے روحانی
معروف النغمات
یعنے
وہ بے نظیر کتاب جس نے ۱۹۲۵ء میں گرہ لگائی
اور
ایک گراموفون کی طرح محروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے
اور
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اصل کتاب ہے
حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

کتاب اپنے ہر نظریے کی توجیہ و تفصیل میں کا میاب ہے اور جو قضیا یا مصنف نے چھیڑے ہیں اُن میں علم النفس کے اعتبار سے کوئی غلطی نہیں۔ انداز بیان واضح موثر اور مکمل ہے۔ مصنف نے پولیس اور مہاجن حضرات کی خاصی خبر لی ہے اور اس بحث میں بھی انصاف سے تجاوز نہیں کیا۔ حکومت وقت کی بیہودگیاں بھی آزادی کے ساتھ دکھائی ہیں قانون کی خامیاں بھی خوب نمایاں کی ہیں۔ ہندوستانیوں کی موجودہ اُفتاد مزاج کا خاکا بھی صحیح کھینچا ہے۔ غرض رعایا اور حکومت دونوں کے حق میں اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

سوا روپیہ قیمت ہے ساڑھے چار سو صفحے ہیں لکھائی چھپائی کاغذ ہر اعتبار سے خاصی ہے۔ غالباً دفتر لیڈر الہ آباد سے مل سکے گی۔

مجبوروں کے حق میں کسی نے کیا خوب لطیف کی ہے ؎

یا مکبش یا دانہ دہ یا مرغ را آزاد کن

اعجاز

راجہ صاحب جہانگیر آباد کا اسم گرامی ہے اعجاز رسول خاں۔ انھیں کے نام نامی پر یہ رسالہ بارہ بنکی سے شائع ہوا ہے ظل عاطفت اُن کا ہے اور نگرانی حضرت ریاض خیرآبادی سے متعلق ہے۔ ایک ایسے مقام سے ادبی رسالہ کا نکلنا جو لکھنؤ سے دس میل کے فاصلہ پر ہونے کے باوجود گنواری زبان کی منڈی ہے درحقیقت "اعجاز" ہے۔ شہر بارہ بنکی کو علوم و فنون سے ہمیشہ اجنبیت رہی خدا بھلا کرے رئیس احمد صاحب ناظر جعفری کا جنھوں نے ادھر توجہ کی۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے لعہ سالانہ قیمت ہے۔ بارہ بنکی ایک مردم خیز خطہ ہے لوگ ذہین اور خوش دماغ ہیں تعلیم یافتہ بھی ہیں رئیس اور تعلقدار بھی ہیں مگر ادبی اعتبار سے پھسڈی ہیں یعنی اُنکا ادبی ذوق ترقی کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اس رسالے سے بیشک اُمید ہوتی ہے کہ جہاں مقدمہ بازی اور دیگر امور میں عقل مصروف رہتی ہے وہاں تھوڑی سی توجہ اُردو ادب کی جانب بھی ہوگی۔ بالفعل ہم مضامین کے بارے میں کچھ لکھنا پسند نہیں کرتے۔ ایڈیٹر کی پہلی کوشش ہے اور ہر طرح اُمید افزا ہے۔ صرف اسقدر مشورہ دیتے ہیں کہ "ظل عاطفت" ذری سنبھالے رہیں اور "تکلف وضع" سے احتراز فرمائیں۔

ساقی نامہ رند قدیم

ساقی پلادے اک پیالا   زندہ رکھے تجھکو حق تعالیٰ
انتیسواں سال اس صدی کا   حامل تھا فساد اور بدی کا
صد شکر اُٹھا جنازہ اُسکا   اب تک ہے وبال تازہ اُسکا
ہو دافع رنج ہاں وہ شے دے   کہتا ہوں صاف صاف مے دے
مرنے والے کے سُن لے کرتوت   کیونکر گزرا یہ پر فسوں وقت
آتے ہی اُدھم مچایا کیسا   جائے دوزخ میں ایسا تیسا
ساقی مئے ارغواں کا دے جام   بے حد کرنا ہیں آج تو کام
دفتر شکوے میں کروں باز   اُنتیس کا حال کردوں آغاز
ماضی کا مرثیہ سُنانا   اور حال تو کا آلھا گانا
لقمہ پر میں میری لکھ گیا ہے   فرمان ہے جو پنچ کا بجا ہے
تعمیل حکم ہے ضروری   ہر حال میں مَیں کروں گا پوری
ہے گرم ملیریا کا بازار   ہر ایک ہے مبتلائے آزار
میں بھی ہوں مریض کانپتا ہوں   گرمی سے تپ کی ہانپتا ہوں
پابندی وضع پر ہے لازم   ہوں پنچ کا میں قدیم خادم
ہر حال میں حکم مانوں گا میں   دُکھ بیماری نہ مانوں گا میں
کہنا ہے خلاصہ حال ماضی   ہوں حضرت پنچ تا کہ راضی
تمہید تو ختم پر ہے ساقی   رکھ خم میں نہ اب شراب باقی
جتنی ہو پاس سب پلادے   اور پھر گزک سٹر منگا دے
دخت رز کا جمال دکھلا   ساقی ماضی کی چال دکھلا
ہوں تاک میں اُسکی کب سے ساقی   ملوالب جام لب سے ساقی
تا کسل طبع دور ہو جائے   ہلکا سا کچھ سرور آجائے
ہو بحر طبع میں روانی   مشکل مضموں ہو پانی پانی
ساری دُنیا کو چھان ڈالوں   اور لب لباب کچھ نکالوں
سب حال گزشتہ آئینہ ہو   ناظر کو خوشی ہر آئینہ ہو
اُم ترا شحنہ ہے سال ماضی   مردک سے نہیں ہے کوئی راضی
اس نے کیسا ہمیں ستایا   سکرات کا ذائقہ چکھایا
آفت ہمراہ اس کے آئی   یعنے یہ تھی مژدہ رونمائی
رنجوری شہ کو دیدیا طول   ملت ہوئی یہ بغیر معلول
صد شکر کہ تندرست ہیں شاہ   پیری میں چاق و چست ہیں شاہ
لیکن باقی ابھی ہے ناصور   ہوتا ہے دیکھیے وہ کب دور
انشاء اللہ دور ہوگا   ہم سب کے لیے سرور ہوگا
دے جام برائے جارج پنجم   ساقی یورپ کی عقل ہے گم
آیا طوفان برف و باراں   ساری خلقت ہوئی پریشاں
انسان مرے جہاز ٹوٹے   وہ داؤں پڑا کہ چھکے چھوٹے
ہنگامہ یہ بھی ہوگیا سطے   ان سب کی یاد میں پلا مئے
کابل میں ہوئی عجیب شاہی   افغانیوں کی ہوئی تباہی
بھشتی بچہ ہوا جہانگیر   تھی گردش چرخ کی یہ تاثیر
سقے کے جو یوں نصیب جاگے   منہ موڑ کے گھر سے شاہ بھاگے
سرسوں تھے ہتھیلی پر جماتے   کیا خیر بسنت کی مناتے

انسانی رسوم کو بگاڑا — جھنڈا عیسائیت کا گاڑا
گُلاوں کو پادری بنایا — ہندو کو رہن کر بنایا
سیلاب کی رو میں ڈالی بنیاد — محنت کی مدتوں کی برباد
نادانی سے سب کیا کرایا — گاندھو کے نالے میں بہایا
بوئے جو زمین میں کوئی بیج — ہوتا ہے درخت وہ بتدریج
یاں شاہ کو تھی ہمارے یہ دُھن — ہو تخم درخت کہتے ہی وکُن
جمہوریت کا کھیل کھیلا — گلشن کو بنادیا طویلا
آخر فسادوں نے سر اٹھایا — گھر بھاگ کے اٹلی میں بسایا
عزت گئی ملک و مال چھوٹا — سقا بچے نے گھر کو لوٹا
محکوم ہیں غیر کے جو تھے شاہ — جو کوے تھے بن گئے ہیں کاہ
تھیں پیرچرخ کی یہ چالیں — تا اہل زمانہ دیکھیں بھالیں
جو چلتے ہیں بند کرکے آنکھیں — کھولیں دیدے گریں نہ کالکھیں
تنبیہ ہے بہر دیگراں یہ — غفلت میں اگرچہ کل جہاں ہے
دستور کہن نہ بھولیے آپ — قد قطع سے پہلے لیجیے ناپ

الی آئندہ

راقم — رند قدیم

اقوال اہل فرنگ کے گراموفون

مولانا پنچ! واللہ دنیا بھی عجب مقام ہے خصوصاً ہمارا ہندوستان جو دوسروں سے اپنی قومی روایات دل سے بُھلائے بیٹھا ہے اور کچھ یاد بھی ہیں تو انھیں وقت پر منہ سے نہیں نکالتا جب لڑائی ختم ہو جاتی ہے تو بیتیرے بدل کے شوہر یورپ بجواب مادرِ ہند کا طمانچہ اٹھاتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو دیکھیے انکی شریعت نے عورتوں کو علاوہ چند فطری کمزوریوں کے باقی ہر بات میں مردوں سے مساوی رکھا ہے۔ انگریزوں کا یہ قول کہ ایشیائی قومیں عورتوں کی عزت سے قطعاً واقف نہیں بالکل بیہودہ سرے سے مہمل ہے۔ اگر وہ عربوں کی تاریخ اٹھا کے دیکھیں تو انھیں معلوم ہوگا کہ عورتوں کی قوت ہمیشہ مردوں پر مسلط رہی۔ بیچارے مرد عورتوں سے پوچھے بغیر کوئی کام نہ کرتے تھے ان کا مشورہ زیادہ تر ان کی خواہشوں کے تابع ہوا کرتا ہے اسوجہ سے پیمبر کو کھلم کھلا کہنا پڑا کہ ایسے زنانے مشورے کے آئینہ میں فلاح و ظفر کی صورت کبھی دکھائی نہ دے گی۔ فرمائیے جو عورتیں مردوں پر حاکم نہ ہوتیں تو اس تنبیہ کی نوبت کیوں آتی۔ اچھا آپ کسی مسلمان فرماں روا کا عہد بتائیے جو خواجہ سرا اور تارک الدنیا ہونے کے باوجود شہنشاہ بیگم یا حضور پیش محل کا بندہ فرمان ہو ابھی دور جانے کی ضرورت نہیں آج فرماں روائے دار السرور خیر پور کا مال بی بالی کے کالے بالوں پر تصدق ہے۔ خیر پور بھی دور ہے۔ رام پور پر نظر فرمائیے ہمیشہ ایک نہ ایک ذن بازاری پر بلاگرداں رہا۔ یہ اور بات ہے کہ ؎

نکالا مارنے ہم کو شہا یا غیر کو گھر میں — مری سرکار میں ہر صورت بدنامی خالی ہے

گر بدنامی ہو یا بھلائی ہو جھوٹوں ہی سے متعلق اپنی اور اپنی سی عورتیں ذخطہ وار کرم الطاف کا رجبہ پہنے گئیں ہیں اور بڑے بڑے خاندان والے جو آج اپنے کو ہار جھوڑ سچائی ہاتھ میں لے اکڑوں کرتے گئیں کھلے دکھا کے تیور یوں پر بل ڈالے جان ہتیلی پر لیے پھرتے تھے کل جو دیکھیے تو ایک نکاحی بی کے دربار میں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں آپ کہیں گے کہ یہ کمزوروں کی عنایت کا تصدق ہے گر واللہ یہ آپ کی عقل کی خرابی ہے اے جناب جو واقعی حمایت کرے کہ دین ایمان جان و مال سب دھڑ کے گند ے کو ہر قربان کردے اس نے عورت کی قدر و عزت کی یا حامی لے بس یہاں آپکی اور ہماری عقل میں فرق ہے۔ بہرحال آج سے اینجانب علیہ الحیاۃ الرجم اعلان کرتے ہیں کہ اے عقل کے دشمن ہندو مسلمانوں خبردار جو تم نے یورپ والوں کی ہاں میں ہاں ملائی اور کوئی کتاب اس بارے میں لکھی کہ ہندوستان میں عورتیں نہیں لونڈیاں ہوتی ہیں تو نورجہاں بیگم مرحومہ کے سر کی قسم جن کے دست نازک کی تعریف میں شاعر یوں ارشاد کرتا ہے ؎

وہ ساعدوں کا ہے اُسکے عالم کہ جس نے دیکھا وہ ہیدم
نیام تیغ قضا ہے ہبرم لقب ہے قاتل کی آستیں کا

اینجانب کبھی اُسے اہل عقل کی فہرست میں جگہ نہ دینگے۔ اور واضح رہے کہ دنیا میں اینجانب جبتک کسی کو صحت عقل کا سرٹیفکیٹ نہ دیں اُسوقت تک وہ پاگلخانے ہی میں رہتا ہے۔

نیاز مند — غیر مقلد

خیر مقدم

"بھل بھلیں آج موری گھر آئے گھنشیام"

آل پارٹیز کانفرنس مسودہ "ڈومینین سٹیٹس" کی دائی جنائی بھی اور ہمارے دوست آنریبل راجہ نواب علیخاں بھی اُن لوگوں میں تھے جو بیرونہ پکڑے البیلی بنچا کے لیے رائی کالے دانے اجوائی اور ستھورے کا بندوبست کر رہے تھے۔ بچہ پروان چڑھا مگر وقت سے پہلے یعنی کانگریس کے رجسٹر میں اس مسودہ کی صحت نسب کا معاملہ درج نہیں ہوا تھا کہ یاروں نے کہا بس جی بس۔

"والولد للفراش"

بچہ جیسے بچھونے پر ہوا اُسی کے سر منڈھا جاتا ہے یہ دو قلا نہیں خاص الخاص ہندوستانی ہے۔ آپ جانیے آجکل ہندوستانیوں کی موت زیست فوتی پیدائش حلال حرام کا مسئلہ بھی اُسوقت تک قابل یقین و اعتماد نہیں ہوتا جب تک کہ ولایتی ڈاکٹر اور قصاب فتویٰ نہ دیں۔ لہذا راجہ صاحب سائمن کمیٹی کے ممبر اسلیے مقرر کیے گئے کہ ایک طرف تو راجہ صاحب نے اجوائی ستھورے کا بار اپنے اوپر لے کے قومی ہمدردی کا ثبوت پیش کیا تھا دوسری طرف تعلقدار اور

بلائے نازل

کانگریس "اوئی اوئی - ذری ہٹ کے"

ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
دیکھیے پھولوں کی لاج رکھیے گلِ عارض کے رنگ سے اس کا رنگ پھیکا ہوا جاتا ہے۔ خوشبودار ہے
تو یہ عطر حاضر ہے
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

حکومت کے خیر خواہ ہونے کے باعث حکومت بھی آپ پر بھروسا رکھتی ہے الغرض گول میز کانفرنس کا لاڈلا

سہ ماہہ بالا راجہ صاحب کی آغوش تربیت میں دیا گیا کہ اس نازک ہستی کی ساتا اور ہمسایہ کے چھینٹے

سے بچا کر رکھا جائے۔ مثل اس صدقے کا جانا ہا تاکہ

جو کوئی نظر دے کے دیکھے اس کے بیرون ملک کی ہستی

اور لستی پیارے کے چھلکے چولے میں بھر کے آئے ہیں

یکا یک بھرتی بچہ بڑھ کے روز بہ رکھے۔ جادو ٹونے

ٹوٹکے کا اتارا کرتے رہیے۔ صبح اٹھ کے منھ دھلا دیجے

و آنکھوں آنکھوں کو اشارا کر۔ کبھی کبھی لپی جھپی کا کھیل کھلائیے

اور کبھی بھی جھلاتے رہیے:۔

"جھلو جھلو جھلو جھلو کی ہستی جھوم جھوم جھری۔ گود بھری

گود لال بھری بیکا بھرا ۔ ال بھری۔ میں کھاؤں بیرا

بچہ کھائے رشمن بیری جل مر جائے۔ دولھن مانگے جنی

پتا دے۔ بھیا کے اپنے گھر کو جاوے۔ دولھن گئی پھول بھیا

کی گئی ستی بھول۔ آنچے کچھ دودوں کی۔ کھٹرے کی بتی

دگی۔ نئی دیوال اٹھتی ہے پرانی دیوال گرتی ہے

الٹا الٹا با دھڑیم"

راجہ صاحب کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ حضرت کی توند

میں بہت سے گن بھرے ہیں موسیقی میں وہ فرد معاملہ فہمی

میں وہ طاق خوش خلق وہ پیٹ وہ بچہ سے لکھے تعلیم یافتہ

وہ۔ زمانہ شناس وہ۔ پھر اگر ان دودھ کے بچے پالنے میں

بھی ان کا سلیقہ تسلیم کیا جائے تو کیا خرابی ہے

حضرت نے بچہ بڑھنی کے لبو لے کی طرح کندے پر ڈالا

اور پہلے ہندوستان بھر کو پہنچا اتنے پھیرے کہ یاروں کو یہ

یہی مولود ہے نہ؟ اسکے ہندوستانی ہونے میں تمھیں

شک تو نہیں؟۔ یاروں نے جواب تو دیا مگر وہ

جواب نہ تھا بچے کی "آغوں" کی نقل تھی جسکے معنی

کچھ بھی نہیں۔ بڑی بڑائی یہ کہ جوابا کہہ دیجیے:۔

"غوں کر کے غوغائیاں پائے۔ بات کرے بتاسے پائے"

ادھر تو ہندوستان بھر میں یہ بچہ نا جانا جا رہا تھا ادھر

مذہبی کھڑ پینچ نکالنے والے اپنے حلوے مانڈے کی فکر

میں تھے ان کا خیال تھا کہ بچہ سب کے لیے ہے بھاگوان

اور خوش فال ہو مگر مذہب کے نام پر پیٹ پالنے والوں

کے حق میں یہ غرین اور منحوس پیدا ہوگا لہذا اغالب بطور

کا سلسلہ چھوڑ کہاسے لڑکا نہیں "نمرہ" کا بنا دو۔ زمانہ

جاہلیت عرب کے نکاح "استبضاع" میں یہ تو ہوتا تھا

کہ عورت اپنے دس مؤقر عالی نسب خاوندوں میں سے

دردِ زہ کے وقت جس کا دامن پکڑ لیتی تھی لڑکا اسی

کے باپ نام ہو جاتا تھا مگر یہاں یہ کوشش کی گئی

کہ بچہ کسی کے باپ نام نہ ہونے پائے۔ ہندوؤں نے

انکار کیا کہ ہم واحد شاہ نہیں جنم کنڈلی دیکھ لو ہمارے

بھاگ میں اس قسم کی اولاد نہیں لکھی ہے مسلمانوں

نے گردن ہلائی کہ بچے میں ہمارے اعضا کی کوئی علامت

اور مشابہت نہیں۔ ہم ختنوں یہ غیر مختون سکھوں نے

کہا کہ نہ داڑھی ہے نہ کیس خواہ مخواہ ہمارے سر لے

منڈھتے ہو۔ باایں ہمہ ہمارے راجہ نواب علی خاں

سارے ہندوستان میں "! اللہ اللہ بھائی کے کان

کالے ناک کے۔ بھتیا میرا روے میاں رونے نہ دوں

آوے سوداگر میں بہوا لے دوں" کہتے مارے مارے

پھرے اور جب یہاں بچہ نہ بہلا تو ولایت کی سیر

دکھانے لے گئے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بچہ پروری کا کمال

راجہ صاحب نے خوب دکھایا یہ دوسری بات ہے کہ یہاں

کانگریس والوں نے اعلان کر دیا "فلاں تاریخ فلاں سنہ

کو جو لڑکا راستہ میں دستیاب ہوا تھا تمام قوم اس کا

باپ ہونے سے انکار کرتی ہے نہ یہ ہمارا نہ ہم اس کے

لاوارث بچوں کا پالنا حکومت وقت کا فرض ہے لہذا

اگر وہ اپنی ابنیت میں داخل کر کے ہندوستانی ترکے

سے کچھ دینا چاہے تو اسے اختیار ہے۔ یارو ہم آزاد ہیں

آزاد کی ہوتی ہے "بانجھ بجوتی شیطان کی لنگوٹی" عربی کی

مثل ہے "الملک عقیم" پس برہنائے پند سعدی ؎

زنان باردار اے مرد ہشیار

اگر وقت ولادت مار زایند

ازاں بہتر بہ نزدیک خردمند

کہ فرزندان ناہنجار زایند

"بے اولاد ہونا" زیادہ مناسب ہے "ہائے ہائے ؎

بہت مشکل سے رحم ہند میں ٹھہرا تھا لڑکا

مگر لڑکا بھی وہ لڑکا جسے کہتے ہیں لڑکا

نو دس مہینے ہمارے راجہ صاحب کی گود اس طفل نا تحقیق

کے بوجھ سے بھاری بھر کم رہی دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں

کہ راجہ صاحب بہت دبلے ہو گئے ہیں جتنی اچکنیں

تھیں سب ڈھیلی ڈھالی ہو کے ٹانکے کی معلوم ہونے

لگیں۔ پیٹ کا دور ایسا گھٹا جیسے "ہوسک" دفع ہونے

کے بعد گھٹ جاتا ہے۔ "ہوسک" کی عربی ہے "رجا"

رجا کے دوسرے معنی ہیں "امید" امید ایک "خواہ"

ہے تمنا کا فعل ہے بھرنا سا تا اور سبب پیدا ہو جائے

تو نکل جاتا۔ ہو سکتا ہے کہ کانگریس کے انکار کا دباؤ

پڑا ہو۔

بہرحال ہمارے راجہ صاحب کی محنت اور فرض

شناسی میں کوئی کلام نہیں آپ نے اپنے فرائض حسن و

خوبی سے ادا کیے اور جس طرح بیٹھے دکھائی تھی اسی طرح

منھ دکھایا۔ آپ سوال کریں گے کہ بچہ کیا ہوا۔ تو سنیے

بچہ اللہ رکھے آجکل برطانوی ہوشیار داناؤں کی

گود میں ہے عنقریب گول میز کانفرنس کی صورت میں

اسکی چھٹی کا جلسہ ہوگا۔ لارڈ ارون زچا بن کے

لیٹیں گے اور ہم ظریفوں کو گانے کا موقع ملے گا:۔

"بلا تجھے زیب زچا رانی"

بالفعل تو ہم اپنے مقتدر دوست کے بامراد آنے پر

خوشیاں مناتے ہیں مگر بھانڈوں کی طرح نہیں جنھوں

نے (حسب روایت جعلی) راجہ صاحب کی آمد پر شور

مچایا تھا:۔

"زچا اور بچہ سلامت اتو آؤ!"

بلکہ تہذیب اور ظرافت کے ساتھ:

"راجہ تم آئے۔ بامراد آئے۔ کامیاب آئے۔ خوش

و خرم آئے صحیح سلامت آئے۔ مبارک ہو۔ شاد رہو

آباد رہو۔ ملک اور قوم میں اعتبار بڑھے پرواز بڑھے"

آخری شکایت بھی سن لو کہ تم نے مولانا پنچ سے اپنے

سفر کے حالات لکھنے کا وعدہ کیا تھا وہ پورا نہ ہوا۔

یہ وعدہ خلافی اچھی نہیں لگے ہاتھوں حافظہ کے نقوش

کو اُبھار کے ایک سلسلہ شروع کر دو اور جو کچھ رپورٹ

کے متعلق لکھ آئے ہو وہ بھی کہہ ڈالو کہ جی کی گوئیوں کا

موقع ملے:۔۔۔ مرحبا ۔۔۔۔ اہلاً و سہلاً فخطا

راقم

خیر مقدم

پنچ — وراثی حکومت وقت کے لیے ایک مصیبت مفرد ہے "جنے کون اور پالے کون" مگر پالنے پوسنے کا ذکر کر جھیلنے کے ساتھ ہی حکومت کو نتیج بھی بھگتا کر اٹھان اپنی مرضی کے مطابق اٹھانے کی۔ سچ پوچھو تو یہی بہت ہے۔ کیا معنی کہ اگر اہلِ ہند کے سر پر تربیت کا بوجھ پڑتا تھا جب بھی جوان چڑھتے ہی اپنے مربیوں کی ہاں میں ہاں ملاتے۔ اب یہ ہوگا کہ جن جائے اس کو لپٹائے "کھائیں نانا کے گھر سے کہلائیں دادا کے پوتے"۔ ہاں ہاں تیرے جی کا کال۔ اصلیت ابھی ظاہر نہیں ہوئی مگر عقل کہتی ہے کہ برخلاف جدید قانونِ شادی کے سائمن کمیٹی کی سفارشات اور یونائیٹڈ اسٹیٹس کے مسودے کی شادی (قبل البلوغ) بولایت انگلستان مع کونسل و مسٹر سائمن چند روز میں ہونے والی ہے۔ ان میاں بیوی کے تال میل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ ضرور ہی ہندوستان کو پالنا پڑے گا۔ اس وقت راجہ نواب علیخاں کی گود کا اثر جبر و تطبیق کے کام آئے اور غالب رہے تو سمجھنا چاہیے کہ ہمارے دوست راجہ نواب علیخاں کو اپنی محنت کا صلہ ملگیا۔ پھر تو ہم بھی یہ کہیں گے ؎

یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے

بالفعل "اہلاً سہلاً" کہنے میں ہم بھی شریک ہیں۔

اختصار

کمانڈر کینیڈی کو خدا جانے شیطان نے کیا انگلی دکھائی کہ ہندوستان تشریف لائے اور لگے ریاستوں میں شکار کھیلنے۔ بہانہ یہ تھا کہ مزدوروں سے ہمدردی مقصود ہے۔ وا ہندوستان کی قسمت بھی کتنی ملبد ہے۔ اگر شکار میں مزدوروں کی ہمدردی مضمر ہے تو عورتوں کے ناچ گانے میں بھک منگوں کی تسکین اور ہو سکا۔ منہ چومنے میں بھی خواہی خلق مستتر ہوگی۔

سنتے ہیں کہ کمانڈر صاحب کی آنکھوں کو الٹا دیکھنے کا مرض ہے آپ دبلے کو موٹا دیکھتے ہیں اسی "الطیابیہ" کی وجہ سے آپ کو ریاست کے چار سو بھوکے افراد سے خوش و خرم دکھائی دیے۔ اپنی آنکھوں پر اعتبار تھا اس وجہ سے آپ نے پوچھا کہ کوئی کیسے ہو جا رہا ہوا۔ آپ کی دعا سے سب بخیر و عافیت ہے۔ بیگار دیکھ کر پتا لگا۔ معلوم ہوا کہ باوجود کشف و کرامات کمانڈر صاحب ہاتھ کی بولی سمجھنے میں ابھی بد طولیٰ رکھتے ہیں اور دو چار بھی اپنے وقت کا ولی ہے جو کمانڈر صاحب کی تشریف آوری کا اصلی سبب بہ نورِ روشن ضمیری سمجھ گیا۔ اور بولا بھی سمجھنے لگا۔

ایک شاعر کا قول ہے ؎

فرشتو مبکسی سے ہو وقوع سعی لاحاصل
مرے اعمال میں لکھ دو محنت رائگاں کیوں

علی پور جیل میں "یوم آزادی" کی یادگار منائی گئی اور خدا جانے کہاں سے تین رنگ کا جھنڈا قیدیوں کے ہاتھ لگ گیا۔ حکومت پریشان ہوئی۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بوکھلائے۔ آخر بابو سبھاش چندر نے تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں میرا نام لے دو۔ ایک بھٹیاری کو بواسیر کا مرض تھا بیچاری جب بکانے بیٹھتی تو اپنے لڑکے کو پاس بٹھا لیتی کہ اپنا قصور لڑکے کے سر منڈھے تنہائی میں اگر ایسا اتفاق ہوتا تو بیچاری یہ کہہ کے چپ ہو رہتی "یہ نگوڑی تو ہی جو ملاجھ کی یا مجھے پھونکنے دے" مگر ایک روز کئی سانوجوڑے کے پاس بیٹھے تھے لونڈا کمبخت صحن میں گلی ڈنڈا کھیل رہا تھا۔ ادھر طلبی کی ضرورت ہوئی اور ماں نے پکارا۔ ادھر لڑکا سمجھ گیا اور دور ہی سے کہنے لگا "تم شوق سے ... وہیں ہیں سے کہہ دونگا کہ میں نے ... دا ہے"

آجکل مشکل سے کوئی گورے چمڑے والا حاکم ملے گا جو دھمکیاں نہ دیتا ہو۔ وائسرائے صاحب نے دھمکیاں دیں۔ اب ہمارے صوبے کے گورنر صاحب دے رہے ہیں۔ حضرت کوئی نئی بات کہیے۔ کانگریس والے ننھے نادان چھنو نہیں ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ حکومت کے گھر بتیا دینا ہنسی ٹھٹھا نہیں۔ پھر آکلی میں سر دیا تو دھمکیوں کا ڈر کیسا؟ اگر آپ عوام کو اونچ نیچ سمجھاتے ہیں تو سامان تزک و احتشام چھوڑیے اور حالی موالی کو ساتھ لے کے گاؤں گاؤں پھریے اور ادھر کانگریس والے اپنا گھر اکھاڑ دیں ادھر آپ

آنکھیں ہیں گے۔ ہر زمیں عوام کہاں ہیں اور جو ہیں موجود ہیں وہ آپ کے ہم خیال ہیں یہاں وضعداریں آمد و لیتی ہے انالحق سرکار پر یہ انالحق کی سمت کس طرف کی صدا ہیں۔ کیا قیامت بخلوائیں گے اسلامیہ کالج لاہور سے ہر کرک اسپیڈ چوری گیا ہے کی ڈھونڈ مچا رہی ہے۔ چور پکڑ تا ہے لیکن مشکل نہیں پولیس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے مگر ہمیں اندیشہ ہے خدا نہ کرے جو یہ اسپیڈ اسلح ظاہر ہو جس طرح تمک جھکنی ظاہر ہوئی تھی۔

ہمارے ایک ظریف دوست نے اپنے ایک بوالہوس ملاقاتی کو نمک جھکنی کا سفوف دیا اور کہا کہ یہ سفوف بے انتہا مقوی ہے بس ادھر سونگھا ادھر قوت کے رہوار پر چابک پڑا اور لگا ہنہنانے۔ حضرت اپنے اندھے پڑوسی کی صاحبزادی پر عاشق تھے۔ رات ہوئی اور معشوقہ کے گھر پہنچے۔ اس کی چلبلی لڑکی اور آچھیں نے چوری کھولی۔ اب زبردستی کے سسرے صاحب آچھیں کی صدا پر دوڑنے لگے۔ اس کونے سے آچھیں اُس گوشے سے آچھیں۔ چار پائی کے نیچے سے آچھیں۔ الماری کے پیچھے سے آچھیں کوٹھری سے آچھیں دالان سے آچھیں۔ عاشق صاحب دیوار پھاند بھاگے تب بھی آچھیں پیچھے پیچھے اندھا آگے آگے بندہ۔ سارا محلہ جاگ اٹھا۔ لینا لینا۔ آچھیں آچھیں۔ یہ ہے آچھیں۔ وہ ہے آچھیں یار لوگ کرک اسپیڈ کی آچھیں عاشق کی آچھیں نہیں۔ جان لیوا آچھیں ہے بہرکیف آچھیں کا انتظار کرنا چاہیے۔ دیکھیے کس گوشے سے ظاہر ہوتی ہے۔

مبلغ

REGISTERED
LUCKNOW
1930
OUDHPUNCH
अवधपंच
लखनऊ
1930
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
H.B. Khan Artist Bogawan Lucknow

توجہ

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ ذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ ہنستا ہوا مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی اودھ پنچ صرف اپنی لطافت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر شبہ نہ کیجئے۔ نہ عمر کی کمی پر توجہ۔ یاں پڑھا لیجئے کہ ہر حرف میں غرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بدلئے۔ ورعایت نکتہ چینی بے تعلق و لغات و بنیادی اصلاحات اخلاق و سیاسی و ادبی پر نظر کیجئے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ للعہ سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر بقیہ روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ مانجیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرا لیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غیب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر مدت خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جو اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چیٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

نمبر ۷

مضامین

۱۸ فروری ۱۹۳۰ء

مناد

واللہ دنیا بھی عجب مقام ہے جہاں اہل ہنر دم بخود ہیں اور کم مایہ منہ زوری کا دکھانے پر بہرحالت آمادہ۔ ہمارے دوست خواجہ حسن نظامی صاحب خاموش رہنے والے آدمیوں میں نہیں اُن کا بس چلے تو روے زمین کو سبزہ و گل سے خالی کرکے اخباری کاغذ اور اخبار رسالے اگوایا کریں چنانچہ حال میں "منادی" نام کا ایک پرچہ ان کی عنایت سے بمقام دہلی جاری ہوا۔ کچھ لوگ سمجھے کہ "منادی" میں شاید یاے "تانیث" ہے لہذا اس کا "نر" ڈھونڈھ نکالنا چاہیے۔ آپ جانیے "بجرند و پرند" مشہور ہے "منادی" کا "نر"، کسی لغت میں جب نہ ملا تو اعتقاد میں آنے لگا فرق "خلقنا ہ زوجین" غلط نہیں ہوسکتا۔ یہ کیا ضرور ہے کہ ڈھونڈھنے سے چیز مل بھی جائے؟۔

"اچھا پھر کیا ہو "منادی" بے خاوند رہیں سکتی؟" کچھ پروا نہیں۔ ابھی نہ ملے تو نہ سہی۔ تھوڑی دیر کے واسطے واہمہ کی طرح خلاقی کا لباس پہن لو اور جاری کردو "مناد"

لیجیے جناب دہلی سے "منادی" نکلی اور اجمیر سے نکلا "مناد"۔ منادی ہے مادہ اور "مناد" ہے نر۔ اب بھی آپ کو اسمیں شک ہے کہ لغت میں "ناممکن" کے معنی موجود نہیں۔ مدت ہوئی کہ اہل علم و فضل سے معنی مطلب صیغہ اور بات پوچھنے کا حق سلب ہوچکا۔ لہذا کس کی مجال ہے جو پوچھے کہ حضرت ذری "مناد" کے معنی ارشاد ہوں۔ اور اگر کوئی شامت زدہ پوچھے بھی تو "مناد" کی لوح پر جو شعر لکھا ہے وہ خود ہی سند ہے سہ

مناد دل از دید دل دو سخن نداداد
رسوائی فطرت مکن اسے بندۂ آزاد

مجیب کہہ سکتا ہے کہ اگر "مناد" کوئی بامعنی لفظ نہیں تو حضرت معنی اجمیری نے اپنی نظم میں "مناد" کو جگہ کیوں دی؟ معنی کے کلام سے معانی کا سلب محال ہے اسلیے کہ بقول منطق والوں کے "سلب شے من نفسہ" باطل ہے۔ پس "مناد" صحیح اور اس کا باپ صحیح۔ منادی کی "ی" گر اور نون کی ذلت میں تشدید کی کلغی گھسیٹر دو بس ہم گئی ناک نبوجا ندسی" آخر عربی کی نحو جاننے والوں نے "ترخیم المنادی" کا اختیار کیونکر حاصل کیا۔ اور حارث نے الی کی شاکس حق سے گرا کے "حالی" یا حار ہند ان" کہا کیا انھیں حارث کو "حار" کہنے کا سارٹیفکٹ اللہ میاں نے دیا ہے؟ ہرگز نہیں۔

الغرض خدا کا شکر ہے کہ دنیا اہل علم اور اہل ایجاد سے خالی نہیں۔ میاں "مناد" صاحب کا پہلا پرچہ سرکار رینج دام اقبالہ سے بغرض تنقید و تبصرہ ملا۔ یہ ایک "ہفتہ وار علمی ادبی اور سیاسی باتصویر اخبار" ہے اسکے ایڈیٹر حکیم محمد اسحٰق صاحب دہلوی ہیں۔ رنگین ٹائٹل ہے چہرے کے سیاہ ہے اور نام کی سرخی لکھ چکنے کے بعد "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی جگہ لفظ "افتتاح" خطبہ کے قبل درج ہے۔ یہ بھی نرالی وضع ہے خطبہ کا آغاز خدا کے نام سے پرانا دستور ہے اب بغیر بسم اللہ کے نکاح بھی ہوتا ہے اور پیٹ بھی رہ جاتا ہے باانیہمہ "قطع" اور "اسقاط" کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

میاں "مناد" کو اپنے عیب کی نمائش کا شوق بھی ہے۔ عام طور پر لوگ عیب چھپاتے ہیں جو ٹنڈے ہیں وہ دوسری آستین اپنے پیراہن میں ضرور بناتے ہیں کہ دفعتہً ناظر کی نگاہ اسیر نہ پڑے جو ایک ہی ٹانگ کے ہیں وہ بھی نہایت شیدائی طور نا نہیں رکھتے اور حادثے کی واقعیت کی تقلید میں خلوار کی ایک ٹانگ حذف نہیں کرتے۔ جو کانے ہیں وہ شیشے کی آنکھ لگا کے بے نور گڑھے کی تاریکی باہر نکلنے نہیں دیتے مگر میاں "مناد" کی دنیا ہی نرالی ہے وہ عربی نہیں جانتے اور عدم علم کی نمائش فرماتے ہیں۔ بھلا پوچھیے کہ آپ عربی خطبہ نہ لکھتے تو کیا قاضی گلہ کرتا یا کھانا پیٹ میں نہ پہنچتا اور کالمیت کی گلیں بن کے الجھ جاتا؟ لکھتے ہیں

"الحمد للہ الذی ہدنا سواء الطریق وجعلنا التوفیق خیر رفیق" (یعنی اس خدا کو ہر قسم کی ستائش زیبا ہے جس نے سیدھی راہ دکھائی اور ہمیں توفیق خیر رفیق گردانا) اگر عربی سے واقف ہوتے تو یوں لکھتے۔ وجعل لنا التوفیق خیر رفیق (اپنی توفیق کو ہمارا بہترین رفیق قرار دیا) مگر اسطرح لکھنے سے حضرت خود "توفیق الٰہی" کیونکر بن سکتے تھے۔ اچھا جناب "توفیق الٰہی" بن جایے ہمیں اعتراض نہیں لیکن "خیر رفیق" کا ٹھکانا بھی بتا دیجیے کہ یہ کدھر جائے۔ جب آپ خود ہی توفیق الٰہی کے قائم مقام ہیں تو جعل کا فعل آپ ہی پر تمام ہوگیا مفعول ثانی کی حاجت نہ رہی۔

ہم اس پرچے کی اُردو سے تعرض نہیں کرتے اسلیے کہ وہ موجد "ادب" ہے اور اگر زندہ رہا تو دیکھ لیجیے گا کہ "مناد" کیسے کیسے عربی نما الفاظ گڑھتا ہے۔ رہی پالیسی تو وہ گول گول ہے یعنی "معاد" ہے۔ معاد سمجھے؟ "معاد" بروزن "مناد" یعنی اعتدال پسند۔ وہ متاس ہے یعنی سیاسی ہے وہ مصتار ہے یعنی اسمیں تصویریں بھی ہوتی ہیں چنانچہ بالفعل سرجان سائمن کی تصویر شائع کرتا ہے جو اپنے بسورتے ہوئے منہ سے مسکرا رہے ہیں خدا جانے انکی صورت کیسے پسند ہے لیکن سیاسی سیاسی سیاسی۔ مہاراج راجا جھالاوار کی تصویر شائع کرتا ہے جنکی ماہیت معلوم نہیں کہ منادر ہیں مصتار ہیں معاد ہیں متاس ہیں آخر کیا ہیں۔ حکیم مرحوم اجمل خاں کی تصویر شائع کرتا ہے جو ان تمام صفتوں کے حامل تھے مگر اب نہیں ہیں۔ سب کے نیچے نوخیز مہاراجہ اندور کی شبیہ ہے۔ جنکا تعلق مناد سے کچھ ہوگا۔ مناد صاحب نجات بھی ہیں یعنی تمام عالم کو درس اخوت دینے کے لیے تشریف لائے ہیں مذہبی (ادبیت) کے ساتھ خدائی اسے سبحان اللہ۔

آپ کرٹ کی جے پسند کرتے ہیں اور فتح کی جے بھی مناتے ہیں والیان ریاست کی حمایت بھی کرینگے اور مظلوم رعایا کی طرف اگر انھوں نے غلط بھی نگاہ سے دیکھا تو پھر تلوار بھی میان سے کھنچ جائیگی یعنی مار کرنے میں مروت کو دخل نہ دیجئے۔ دیکھنا یہ ہو کہ معاصی (دھما بازی) اور متواری کے ساتھ رئیسوں کی مختاری یعنی خیرخواہی کیونکر نبھتی ہے۔

خیر بھئی میاں منّاد خوب آئے تم بھی جیو اور تمہاری بی بی یعنی منادی خانم بھی جئیں سے
چنیاں کا بیاہ ٹھہرا ہے جنیں ہے
اور اگر ددھوں نہانے پوتوں پھلنے کا وقت آئیگے
وہ تو آئے گا اور ضرور آئے گا بالجمعی کر سے
اگر را با گمر [illegible] کردند
از یں دو بچہ شد کا بچے نام

تو سفرۂ طعام ہمارا دوستاں (سخاوت) دوستوں کو بھول نہ جانا بھئی بگڑنے کی بات نہیں۔ ہماری اور تمہاری کسی کی تخصیص نہیں یہ مشورہ عام ہے کہ قلم اٹھانے سے پہلے الفاظ کی صحت پر نظر رکھنی چاہیے۔ ورنہ جو دعوے قلم کی زبان سے نکلتے ہیں انکی درستی میں لوگ شک کرینگے۔ منّاد کی قیمت سالانہ تین روپیہ ہے لکھائی چھپائی کاغذ بے عیب ہے۔ دفتر منّاد اجمیر سے منگا کے طلب کیجیے۔

راقم

اوباما الجرائد والمنادی والمتابی والساسی

مسرور وزین الموصف

(ترجمہ۔ حقوق محفوظ)

"پھر فرمائشی خطوط کا تانتا بندھا کہ عربی قصوں کا سلسلہ موقوف نہ ہو اور بجھ گیا ہمارے دوست حضرت ذوالمنکک نے پھر قلم سنبھالا۔ یہ قصہ بھی دلچسپ ہے۔ امید ہے کہ ناظرین خوش ہونگے۔ خصوصاً سید عشرت صاحب منیجر روزنامہ ہمت لکھنؤ"

المدیر

کہتے ہیں کہ ایک خوبصورت نوجوان نصرانی تاجر بہت متمول اور بار باش تھا بے فکری اور سیر سپاٹے میں عمر بسر ہوتی تھی۔ بن بیاہا تھا۔ اپنے وقت کا مالک مختار تھا۔ اتفاقاً ایک رات کھانے پینے سے فارغ ہو کے لیٹا اور سو گیا۔ رویا اللہ پر چہ ہوے چشم باطن کشادہ۔ سیلانی ربیع کا الہ عمل کے ایک باغ کی سیر میں مشغول ہو گئی۔ سیمان اللہ کیا باغ تھا پر بہار تھا جسکے نظارے سے عجیب سماں ہو جاتی تھی طبیعت رجعت پاتی تھی۔ صحن باغ میں چار کبوتر یاں خوش فعلیاں کر رہی تھیں دفعتاً ایک باز پروں کی قینچی باندھے اوپر سے لوٹ پڑا اور جو سب سے زیادہ خوبصورت کبوتری تھی اُسی کو اٹھالے گیا۔

خواب دیکھنے والے کی آنکھ خود بخود جب کھلتی ہے کوئی صدمہ پہونچے یا حد سے زیادہ خوشی ہو۔ ان حالتوں میں نفس کو حرکت ہوتی ہے اور روح (جسم مثالی) جو عنصری جسم سے علیحدہ ہوئی تھی پھر اپنے پنجرے میں پلٹ آتی ہے۔ باز نے کبوتری پر جھپٹ کی مسرور کی آنکھ کھل گئی۔ صبح قریب تھی ارادہ کیا کہ پھر سو رہے مگر نیند نہ آئی۔ چار ناچار اٹھا منہ دھویا کپڑے پہنے عطر لگایا اتنے میں پاس کی مسجد سے صدائے "اللہ اکبر" بلند ہوئی۔ یہ بھی چھڑی ہاتھ میں لے کے اس خیال سے باہر نکلا کہ کسی سے خواب کی تعبیر پوچھے۔ ٹہلتے ٹہلتے گھر سے دور چلا گیا مگر کسی بہانہ دیدہ بڈھے سے ملاقات نہوئی جو خواب کی تعبیر پوچھنے کی نوبت آتی۔ دفعتاً ایک سوداگری محلہ کی طرف گزر ہوا جسکے بائیں باغ کا دروازہ چشم منتظر کی طرح کھلا ہوا تھا۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو دماغ میں پہونچی۔ کانوں میں کسی خوش گلو کے گانے کی صدا آئی۔ بے اختیار دروازے کے اندر پاؤں رکھا اور بے خبری کے عالم میں باغ کے صحن سے بارہ دری تک پہونچ گیا۔ باغ سے زیادہ بارہ دری آراستہ تھی۔ صدر مکان میں تکلف فرش بچھا تھا۔ تین خوبصورت کنیزیں ایک حسین جمیل بیگم کے گرد بیٹھی تھیں اور بیگم طنبورا چھیڑ کے غزل گا رہی تھی میں اسقدر مصروف تھی کہ اُسے اجنبی کے وارد ہونے کی خبر نہ ہوئی۔ مسرور حیرت کے عالم میں اس محبوبۂ دلنواز کا گانا سنتا رہا۔ ناگاہ آنکھیں چار ہوئیں اسنے گردن جھکالی اُسنے گھر ک کے کہا، آپ عجب بے غیرت ہیں

ہمارے گھر میں یوں گھس آنا شرفا کا دستور نہیں۔ پھر اٹھائی دیکھو کہ مقدمات میں منصوبہ ڈالے ہوئے ہیں۔ مسرور نے عذر کیا کہ تمکا اندھوں آپکے باغ کی بہار دل کو کھینچ لائی میں ہا اندر چلا آیا قصور معاف کیجیے۔ مرضی مبارک ہو تو دو گھڑی دم لے لوں ورنہ چلتا رہوں۔ اگر روں۔ میں تو غیر ہے غیرت ہوں مگر شفا معاف۔ حضور کی حمیت اور مروت داد کے قابل ہے۔ کوئی اپنے گھر آئے کو نہیں دھتکارتا آپ انسان کے کھڑے ہونے کے روادار نہیں۔ پھر اس نے اپنے میزبان کے حسن و جمال کی تعریف میں قصیدہ پڑھا جسکی فصاحت نے جھکی ہوئی گردن کو اٹھایا پھر لائی ہوئی چتون کو دلیر بنایا۔ سچ ہے خوشامد عجب کہ ہے دشمن دم بھر میں دوستی کا دم بھرنے لگتا ہے پھر خوشامد بھی وہ جسمیں محبت کی تلاوت شامل ہو۔ حسین میزبان نے آنے والے کو نگاہ بھر کے دیکھا اور کہا یہ عشق اور محبت کی کہانی کہیں اور سنائیے گا۔ اب تو آپ بن بلائے مہمان ہیں تشریف لائیے۔ آسودہ ہونے کے بعد گھر کا راستہ لیجیے"

حسب آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

نوٹس

بعدالت جناب سید حسن ارشاد صاحب بہادر منصف ملیح آباد

مقام سلطانپور۔

اجرائے ڈگری مقدمہ نمبر ۲۰ سنہ ۱۹۲۹ء

جگیشور پرشاد بہت جھنگا دوبے ساکن ...... پرگنہ الدیپہ ضلع سلطانپور ڈگریدار

بنام

منیشر تیواری مدیون ڈگری

بنام منیشر تیواری ولد دوار کا ساکن گورہ پرگنہ الدیپہ تحصیل کادیپور ضلع سلطانپور مدیون۔

ہرگاہ مسمی جگیشر دوبے نے درخواست اس عدالت میں گذرانی ہے کہ مطالبہ زر ڈگری بذریعہ نیلام جائیداد غیر منقولہ وصول کرایا جائے لہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ ۱۴ ماہ مارچ ۱۹۳۰ء اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ۔ اگر ایسا نہ کرینگے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں سماعت کی جاوے گی۔ اور تاریخ مذکور تم حاضر ہو کر بیان کرو کہ آیا کرا دو نیلام حسب تفصیل فہرست منسلکہ کیا جائے۔
بتاریخ ۱۴ ماہ فروری ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بحکم ڈگری

وقت حاضری بدفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک۔

مسرور بولا کہ غالباً ہوگی تو اب خیال خام ہے۔ مگر تعمیر حکم کی تکمیل کرتا ہوں۔ یہ کہہ کے پائیں فرش بیٹھنا چاہا۔ میزبان نے اصرار سے قریب بلایا مسند پر بٹھایا۔ باتیں ہونے لگیں۔ اتنے میں دسترخوان بچھا۔ لذیذ کھانوں کا لطف اٹھایا۔ وصل کی زندگی تھوڑی ہوتی ہے۔ مروت و ملاقات میں دن تمام ہوا شام نے اپنا چہرہ دکھلایا۔ میزبان نے پوچھا کہ آپ کو شطرنج میں بھی دخل ہے۔ مسرور نے جواب دیا ہاں کبھی یہ کھیل کھیلا کرتا تھا مگر اب تو حضور کے رخ انور نے چالیں بھلا دیں دل کا مہرہ شش در میں پھنس گیا؛ "مات مات" پکار رہا ہے۔ صاحب خانہ کے اشارے پر محبوب نامی کنیز آبنوس کا تختہ لائی جس پر ہاتھی دانت سے منبت کا کام بنا ہوا تھا۔ زرکار تھیلی سے عقیق سرخ اور بلور کے مہرے نکال کے سامنے رکھے قندیلیں روشن کیں کھیل شروع ہوا مسرور شیفتہ جمال محبوب تھا اسکی نگاہ خوشنما باریک حنائی انگلیوں میں پیوست ہوئی جاتی تھی بھلا چال کی برائی بھلائی کیا سوجھتی۔ بارہا حریف کی گوشہ اپنی سمجھ کے اٹھائی اور ٹھوکر کی کھائی کہ حضرت ہوش میں آئیے سرخ مہرے پیرے میں سفید آچکے۔ خدا جانے آپ ہیں کہاں۔ اسی منہ پر شاہ ہونے کا دعویٰ تھا۔ ابھی کچھ دنوں سیکھیے پھر کھلاڑیوں کا مقابلہ کیجیے گا۔" دو ہی چالوں میں حسین حریف نے "شاہ مات" کی صدا بلند کی۔ میاں مسرور بازی ہارے۔ دل نے کہا خدا خیر کرے ہم نہیں ہارے حواس بری بول گئے۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے زیر لب عذر کیا کہ آپ سے کون جیت سکتا ہے۔ یہ پیاری پیاری انگلیاں ہوش و خرد کے لیے برچھی ہیں خدا غارت کرے اُسے جو ان انگلیوں پر عقیق کے مہروں کو ترجیح دے۔ ہاں ہاں میں بار بار ہمیشہ ہاروں گا۔ مگر اتنیک مغائرت باقی ہے لب نازک سے نام نامی تو ارشاد ہو کہ مقتول جفائے حسن کو مرتے دم تک یاد رہے۔

صاحب خانہ نے مسکرا کے "زین المواصف" نام بتایا۔ پھر مہمان کا نام پوچھا۔ مسرور نے جواب دیا خادم کو برائے نام مسرور کہتے ہیں مگر اب مغموم مقتضی آیندہ مسموم یا مقتول کے نام سے پکارے جانے کی توقع کرنی چاہیے۔

زین المواصف نے جب دیکھا کہ مسرور ہارتا چلا جاتا ہے تو کہا کہ اب بغیر کچھ بدے بندی نہ کھیلے گی۔ کون ایسے پست کھیلنے والے کے ساتھ وقت ضائع کرے۔ میاں نقد جان ہارے بیٹھے تھے عذر ہی کیا ہوتا۔ بسر و چشم کہا اور ہارنے پر کمر باندھ لی چند بازیاں تابڑتوڑ مات ہوئیں تو زین المواصف کے دل نے گواہی دی کہ تیری محبت نے اسے پاگل کر دیا ہے۔ ہاتھ اور چہرے کے سوا تمام جسم ریشمی چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ صرف انگلیوں نے تو عقل و حواس کو ٹھوکر کھائی اگر پیشانی کھل جائے تو شاید میاں آدمی سے چمگادڑ ہو جائیں۔ آفتاب کی روشنی دیدوں کا نور اڑا دے اور اگر گھنیرے بالوں کی سیاہ گلیم دیکھ پائیں تو عجب نہیں دنیا آنکھوں میں اندھیر ہو جائے۔ یا صراحی دار گردن کی جھلک نظر آجائے تو رشتہ دل کا ٹیٹوا عشق کے پھندے میں اسطرح پھنسے کہ دم پھڑپھڑا کے نکل بھاگے۔ یہ خیال آتے ہی زین المواصف نے زائد کپڑے اتار ڈالے۔ بال کھول دیے لٹیں شانوں پر بکھرا دیں گلوبند کن رسے رکھا بے تکلف ہو کے بیٹھی۔ واقعی اس چال نے میاں مسرور کو مبہوت بنا دیا نگاہ کاٹ کبھی چاند سی پیشانی پر کبھی بالوں کے ظلمات میں کبھی گردن کے ستون سے زنجیر قلابازیاں کھانے لگا۔ کیسی شطرنج اور کیسی بازی۔ چٹکی بجاتے کئی ہزار اشرفیاں زین المواصف نے جیت لیں۔ اور میاں مسرور کی جیب میں زین المواصف کی گرہ سے ایک کوڑی بھی نہ گئی۔ بوکھلاہٹ ایسی بڑھی کہ زین المواصف خود ہی چالیں بتانے لگی مگر میاں مسرور کی سمجھ میں بتائی ہوئی چال بھی نہ سمائی۔ آخر زین المواصف نے کہا "اب میں اس شرط سے کھیلوں گی کہ ہاروں تو ایک چھینددوں اور میں غالب ہوں تو تم سے دام دام وصول کروں اگر یہ شرط منظور نہ ہو تو جوا کھاؤ گھر کو سدھارو" مال کیا مال ہے یہاں جان دینے میں تامل نہ تھا اس کڑی شرط پر بھی راضی ہو گئے۔ دونوں طرفی سے داؤں بڑھتے بڑھتے ہزاروں تک ترقی کر گیا صبح تک آدھی املاک ہار چکے تو چلنے کی ٹھہرائی زین المواصف نے پوچھا کدھر کا قصد ہے"۔ جواب دیا "گھر جاتا ہوں جسقدر نقد و جواہر پاس ہے سب کا داؤں لگاؤں گا" زین المواصف نے کہا بہتر ہے جائیے جس طرح پشت دکھائی ہے پھر منہ دکھائیے" مسرور خراب عشق و حسن کے نشے میں جھومتا اپنے مسکن واپس آیا اور کل مال غلاموں کنیزوں پر لدوا کے دوبارہ اپنی قسمت کی طرح یہاں پلٹا۔ یہاں سب مال اسکے لوٹنے غارت کرنے کا منصوبہ باندھے منتظر تھی۔ شام سے صبح تک کیا پایا تھا جو صبح سے شام تک کچھ ملنے کی امید ہوتی۔ ہارتے ہارتے تمام نقد و جنس ہار بیٹھے پھر ہاتھ جھاڑ کے اٹھے۔ پوچھا "اب کہاں چلے" کہا دوستوں کی مروت کا امتحان لینے۔ اگرچہ میں لباس کے سوا اسوقت کسی چیز کا مالک نہیں مگر احباب کی وفا کا خزانہ خالی نہیں۔ مال پر کھیل چکا جان پر کھیلنے کا وقت آگیا۔ زین المواصف نے خندہ لب ہو کے دریافت کیا کہ حضرت بھلا جو آج تک مسئول تھا کیونکر سائل ہونے کی تلخی برداشت کرے گا۔ پہلے ہارے ہوئے مال کی دستاویز لکھوا کے قاضی کے سامنے میرے حوالے کیجیے پھر شوق سے جدھر سینگ سمائے تشریف لیجائیے۔ غرض قاضی آیا گواہ طلب ہوئے دستاویز لکھی گئی دستخط ہوئے۔ سب کرم پورے ہوئے مگر عقل پھر بھی بجا نہ ہوئی۔ قصیدہ خوانی اور دریائے طبع کی روانی کا سلسلہ بدستور رہا مشہور شعر ہے ؎

کسی سے ہو محبت یا عداوت
مزا دے جائیگی جو دل سے ہوگی

زین المواصف اسکی فصاحت پر دل میں وجد کرتی تھی مگر زبان سے تشنیع کے سوا کچھ نہ کہتی تھی۔ وہ سمجھتی تھی کہ برے وقت کا ساتھی دنیا میں کون ہے میاں مسرور ڈینگیں ہانکتے ہیں بھلا گئے تو پھر کیا آئینگے ان کے دوست بغلیں جھانکیں گے ٹالے بالے بتائینگے جب مسرور نے اپنے احباب کی سچائی پر اصرار کیا تو زین المواصف نے ایک گراں فرمائش کی:۔
"چار نافے مشک ختن کے۔ چار قرابے عطر کے۔

چار رطل عنبر خالص - چار ہزار دینار سرخ ...
...... چار سو جوڑے دیبائے شاہانہ کے
درکار ہیں - یہ سامان ابھی مہیا کرو تو مراد حاصل
ہوگی ورنہ جواب کھاؤ گے؟

مسرور نے دل میں کہا "بی بی چار ماشے
سنکھیا مجھ غریب کے لیے بھی فہرست میں شامل
کرلی ہوتی" مگر کھسیانے پن کے ساتھ مستعدی
ظاہر کی "اجی ابھی لیجیے - یہ کتنی بڑی بات ہے"
اٹھا جوتا پہنا چھڑی ہاتھ میں لی اور گنگناتا ہوا
باہر نکلا۔

زین المواصف نے اپنی کنیز محبوب سے کہا
"ذرا پیچھے پیچھے چلی جا - دیکھ تو میاں کہاں
جاتے اور کیا کرتے ہیں - مجھے بھی دیکھنا ہے انکے
دوستوں کی حمیت جن کے برتے پر غرے اور تبتے
دکھاتے ہیں"

محبوب نے تعاقب کیا - میاں مسرور بارے
جواری تھے وہ تو کہیے زین المواصف کے ساغر دیدار
نے اتنا مست کردیا تھا کہ غم کا اثر کم ہوا ورنہ
سڑی ہوجاتے گم کردہ آشیاں مرغ کی طرح شاخ
بہ شاخ حیران و سرگرداں پھر رہے تھے کہ پس پشت
زنانی پاپوش کی کھس کھس محسوس ہوئی مڑ کے
جو دیکھتے ہیں تو محبوب چلی آتی ہے "ارے تم کہاں؟"
محبوب نے ساری داستان کہہ سنائی - میاں مسرور
نے بدیدۂ نم آلود بیان کیا کہ سنو بی محبوب اصل
تو یہ ہے جو کچھ میرے پاس تھا سب محبت کے پہلے
دربار میں نذر کردیا اب ہاتھ خالی ہے ارادہ کرتا
ہوں کہ کسی طرف نکل جاؤں پھر منھ نہ دکھاؤں۔

محبوب نے ملامت کی کہ پھر بھلا تم نے بی بی سے
وعدہ ہی کیوں کیا - جو بات نہ ہو سکے وہ منھ سے
کیوں نکالے - مسرور نے مسکرا کے جواب دیا - ہر ایک
وعدہ وفا نہیں کیا جاتا - تم محبت کے کرشموں سے
واقف نہیں ہو - انکار میں بات جاتی عزت میں
بٹا لگتا۔

محبوب کا دل کڑھا تسلی دی کہ گھبراؤ - جہانتک
میرا بس چلے گا بی بی سے ملاؤں گی - تم یہیں
شہر میں آتی ہوں۔

محبوب وہاں سے چل تو آنکھوں سے آنسوؤں کا
دریا بہاتی زین المواصف کے سامنے آئی اور کہنے لگی
"بیگم - آپ بڑی سنگدل ہیں - خدا نے چاہنے
والے پیدا کیے کہ وہ غریب بھو کریں کھاتا پھرے
میرے آگے ہاتھ پھیلاتا پھرے اور آپ کا دل نہ
پسیجے - ایسا عشق مار دوا ہے کہ جو مرے گر رہا
نے لوگ سلام مجرے کو جھکتے اور تعظیم کرتے ہیں۔
معشوقوں پر عاشق کی باتوں کا اس وجہ سے اثر
نہیں ہوتا کہ وہ تمام چاپلوسی کو بناوٹ سمجھا اور
خوشامد پر محمول کرنا داخل وضع معشوقانہ سمجھتے
ہیں - مگر غیر کی زبان اگر عاشق کا افسانۂ اضطراب
سناتی ہے تو اس وجہ سے یقین آجاتا ہے کہ بیشک
ہم ایسے ہی ہیں" محبوب کا قول سن کے زین المواصف
نے کہا "اے بی ہوش میں آ لوگ یوں ہی جان
ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں - مرنے والے ہزاروں ہیں
مگر جنازہ کسی کا آج تک نہ دیکھا - بس اب میاں
مسرور کو معدوم ہی رہنے دو - انکی آمد و رفت میں
آبرو ریزی ہوگی - راز کھل گیا تو خدا جانے
کہاں تک بات بڑھے"

محبوب قدموں پر لوٹ گئی اور لگی فریاد کرنے
کہ - واہ بی بی واہ کیا انصاف کیا ہے ایسا
خوبصورت ایسا دولت والا ایسا فیاض جس نے
ساری دولت آپ کے ایک اشارے پر قربان
کردی اس سے رکھائی کس مذہب میں جائز ہے
سچ پوچھیے تو اسکا اور آپ کا جوڑا خدا نے اپنے
ہاتھوں بنایا ہے - بھلا اس گھر میں ہم تین
لونڈیوں کے سوا ہے ہی کون ہے جو بھید کھولے گا۔
مناسب یہی ہے کہ اپنے زخمی کا علاج کیجیے -
جوانی کا لطف اٹھائیے - جوان طرحدار ہے - اور
برا نہ مانیے تو عرض کروں یہ اوپری دل سے
"نہیں نہیں" ہے حضور کا دل ہی خوب جانتا ہے
کہ میں جو کچھ کہتی ہوں اسکی قائل آپ بھی ہیں"

آخر محبوب کی چرب زبانی کا زین المواصف کے
دل پر اثر ہوا - خفگی اور خشونت رفع ہوئی - اور
اس نے قلم اٹھا کے رقعہ لکھا - (باقی آئندہ)

تدبیر تحفظ حکام از وبائے بمباری وگولہ باری باغیان نافرجام

ہرگاہ کہ شورہ پشت مفسدان ہند نے جان دینے اور
جان لینے پر کمر باندھی ہے کیفیت یا اعلان دیدہ و دلیری
روز روشن میں بغل سے بم اور جیب سے پستول
نکال کے "ڈن" سے بم اور "پھٹ" سے پستول کا
وار کر بیٹھتے ہیں اور ہرگاہ کہ اس نامعقول حرکت کا
انسداد ناممکن ہے لہٰذا با پہ دولت و اقبال چند مؤثر
دائمی عملی آسان کم خرچ بالانشین ممکن العمل تدبیریں
نہاں خانۂ دماغ ظرافت آجاغ سے احداث و ایجاد
فرما کر زیب قرطاس فرماتے ہیں - اگر یہ تدابیر عمل
میں آئیں تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ بحران بلاؤں
سے جسم و جان حکام عالی مقام محفوظ و مامون و مصئون
رہینگے - آمین!

(۱) چار انگل موٹی فولادی چادر کا ایک خول
ہر حاکم کا ڈیل ناپ کے بنایا جائے اور جناب حاکم
صاحب اس لوہے کے کوٹ یا غلاف سے خلوت و
جلوت میں کسی وقت جدا نہوں - اس خول میں کوئی
سوراخ نہ ہونا چاہیے - جب کسی ملزم کی جانب
دیکھنے کی ضرورت ہو تو پہلے گھنٹی بجا کے پولیس کو
اطلاع دیں کہ اینجانب کا ارادہ ملزم کی طرف
نظر فرمانے کا ہے ہشیار باشید - پولیس کو لازم ہوگا
کہ بمجرد گھنٹی بجنے کے فی الفور حاضرین کے دونوں
ہاتھ پکڑ لے اور ہتھکڑیوں سے جکڑ لے بعد ازاں
حاکم صاحب لوہے کا ٹوپ اتاریں ضروری بات چیت
کے بعد ٹھیک اسی طرح جھپ سے خول کے اندر
منڈ یا گھس لیں جس طرح خطرے کے وقت کچھوا۔

(۲) جب کورٹ سے باہر نکلیں تو پشت و سر و گردن
و سینہ پر بالو سے بھرے ہوے بورے باندھ لیا کریں
تاکہ کم از کم پستول کی گولی اس تین فٹ موٹی ریت
کی دیوار میں پھنس کے کھیلتی رہ جائے اور جسم کو
آزار نہ پہونچائے۔

وا بکن از خواب نوشین چشمہا

"میاں اتنی نیچی ٹوپی نہ پہنو کہ زمانے کا رنگ نہ دیکھ سکو"

ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
تو یہ عطر حاضر ہے
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

(۳) ہر حاکم کے گھر سے ایوان کچہری تک سرنگ بنائی
جائے تاکہ باغیوں کا مقصد بنے ولے حکام بآسانی تمام
نقب کے ذریعے سے ایوان انصاف تک مجسم عدل بنکر
پہونچ جایا کریں۔ بعض زمین ہیں عدالت سطح زمین ہی ہوا

ونما خوب بعت کش عدم تعمیرست
سیل اجل است گر جوان ور پیرست
ہم بر وئے زمیں بر ست و ہم زیر زمیں
ایں صنعت خاک ہر دو رو تصویرست

اور احیاناً کچھ ہوا گو بھی نظر آئے تو کرسی چھوڑ کے فوراً
سرا ندر سوراخ نقب کردہ اوسی طرح غروب ہوجائیں
جسطرح میاں تاج الملوک گل بکاؤلی کے جیب میں غائب ہو جاتے
تھے۔ باینمعنی کہ قانون اور عدل کا تحفظ ایک آہنی بکس
کے واسطے بہ نسبت دوسرے انتظامات کے مقدم ہے۔
(۴) ناول نویس اعظم مسٹر رینالڈ کی روح بذریعہ عمل
مسمریزم (حاضرات) بلائی جائے اور اون سے سوال
ہو کہ "فاسٹ" نے "ابلیس" سے کون سا جادو یاد
کیا تھا جو اُس پر کوئی حربہ کارگر نہ ہوتا تھا۔ جب
یہ عمل معلوم ہو جائے تو "آئی سی ایس" کے نصاب تعلیم
میں بھی داخل ہو اور بسر حکومت انگریز و ہندوستانی
افراد کو بھی یاد کرایا جائے۔ کہ "بم" کے زور سے "زیر"
نہوں۔ اور زیر ہوں بھی تو حکومت بے تالی ہونگی
نہ ہونے پائے۔
(۵) ظاہر ہو رہی ہے کہ ملزم کی غیر حاضری میں مقدمہ
کی سماعت کے جواز کا قانون مروج ہوا۔ اسی قانون
میں ایک جزو یہ بھی بڑھا دیا جائے کہ حاکم یا مجسٹریٹ
کی حاضری بھی مقدمہ کی سماعت کے واسطے ضروری
نہیں ہے۔ بس ملزم ہوں اور گواہ یا خالی گواہ جس کے
سامنے چاہیں گواہی دے دیں۔ جسطرح مُردے کی
روح کو فاتحہ کا ثواب پہونچ جاتا ہے اوسی طرح گواہوں
کے اظہار حال کا ثواب عدل و انصاف کی روح کو
پہونچ جائیگا۔
(۶) ہر ایک کرسی نشین حاکم کو اجازت ہو کہ سماعت
بذریعہ مختار نامہ عام کر سکے۔ سلامتی کے ہوا خواہ ہم بازو
کو یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ قسمت کی باگ کسی مختار
کے ہاتھ میں ہے یا کسی شہسوار کے۔ اگر یہ ناممکن ہے
تو پھر حاکم کے سراجہ کی قید اٹھا دی جائے اور ٹیلیفون
کے واسطے سے اظہار لیے جائیں۔
بالفعل یہ چند صورتیں بچاؤ کی تجویز کی جاتی
ہیں امید ہے کہ قبول خاطر ہونگی۔
الجزائر و بار المحکومۃ عفی عنہ

خوبیٔ قسمت

شہد کو ہاتھ لگاؤں تو ابھی سم ہوجائے
پنڈی شادی کی بھی چھولوں تو ابھی بم ہوجائے

سنا جاتا ہے کہ مراد آباد میں دریا کے کنارے ایک
کانسٹبل صاحب کا گزر ہوا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ناؤ کے پل کے
قریب گوندھے ہوئے آٹے کا ایک لڈو ریت پر پڑا ہوا ہے۔
پبلک مال کی تباہی بھلا وہ افراد کیا پسند کریں جن کا
فرض حفظ مال و جان خلائق ہو۔ حضرت [illegible] نے
سمجھ کے وہ گولا اُٹھایا آدمی ہیں قانونی خود متصرفہ [illegible]
میں قباحت معلوم ہوئی خیال کیا کہ گھر لے چلو [illegible] سے
آئے تو اسے کھلاؤ۔ شام کو گائے آئی آپ نے لڈو اٹھا
توڑتے ہی دھماکا ہوا اور دونوں ہاتھ اڑ گئے۔ واہ ؎

بورکے لڈو میں یہ جو کھائے گا پچھتائیگا

اُمید کرنی چاہیے کہ ہمارے کانسٹبل صاحب بہادر کو کی
پنشن اور ایمانداری کے سرٹیفکیٹ سے سرفراز ہوسکے
کیا معنی کہ بم کا گولا کھایا اور جیتے بچے یہ بہادری ہے اور
پبلک مال اپنے قبضہ میں لے کے مقدس گائے کا [illegible]
بنایا کہ ثواب خیرات کرنے والے کو ملے یہ ایمانداری ہے۔
جو شخص کانسٹبل صاحب کو چوری کی سزا کا مستحق سمجھے
وہ نا اہل ہے۔ اس لیے کہ چوری کی سزا عربی قانون میں
"قطع ید" ہے گولے نے ایک ہی وار میں دونوں ہاتھ اُڑا دیے
اب کیا ہے جو کوئی کاٹے ؎

کیا لگا دست دل آرام سے ہاتھ
دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ

بم سازی کا فن اب عام ہوتا جاتا ہے۔ حکومت کے
کچھ نہیں بنتی۔ اجی ہتھیار ہو تو کوئی پکڑے۔ یہ گول مول
چیزیں گرفت میں کیونکر آسکتی ہیں۔ دنیا ہی گول دیکھیے
دنیا سے بھی کسی کا بس نہیں چلتا۔ جب ہتھیاروں پر قبضہ
کیا گیا تھا تو کسی میں ہتھیار چلانے کی طاقت نہ تھی اب
ہم بھی نہتے اور جان باز ہیں سب اچھے رہینگے۔ نیلا
جان پر غریبوں کے۔ جو نہ ہتھیار سنبھالنا چاہتے ہیں نہ ہم
چلانا جانتے ہیں فقط

راقم
شامت زدہ

پنچ رِل خدا۔ خدا رِل پنچ

طلسم اسرار پر یاروں کی تکرار

آج کون پیچ الداغ ہے جسے اعتراض کرنے کا روگ نہو؟
افسانہ طلسم اسرار تین قسطوں میں شائع ہوا۔ دوستوں نے
تحریری و تقریری سوالات کا تانتا شروع کر دیا۔
(۱) جناب ایڈیٹر صاحب واللہ آپ کو بھی ہمیشہ نرالی
سوجھتی ہے [illegible] کہاں کی [illegible] اور کہاں افلاطون کی روح [illegible]
نصیحتیں [illegible]
(۲) [illegible] کتاب نصیحت نامہ کی۔ وہ سب رسالہ اس کلام کو چوری میں
لیے پھرتی ہیں آپ نے انا طوار نصیحت نامہ کھول دیا۔
سلطان نجد نے شیعہ ہر دو اصل [illegible] کا خاتمہ کر دیا
اب شیعہ رہ گئے ہیں تو وہ بھی گنے دن کی ہیں۔ سلطان نجد
تو یہاں نہیں ہیں لیجیے تو شیطان نجد کو زحمت دوں۔
(۳) ڈراما تو خوب ہے مگر نمک مرچ سے خالی ہے۔
یہ خلاصہ ہے بعض دوستوں کی رائے کا۔ پہلے صاحب
کو تو ہم لیے یہ کہہ کے ٹال دیا کہ ذوق صحیح کی قلت ہے۔
اگر کسی حکیم یا ڈاکٹر سے مل سکے تو ذہن عالی میں ذخیرہ
فرمائیے۔ وہ طبیعت کا ہیضہ بن گیا اور جواہرات میں
لطف ملنے لگا۔
دوسرے حضرت سے عرض کیا کہ شیطان کی صحبت آپ
کو مبارک رہے۔ تیسرے معترض کو جواب دیا کہ کبابی کی
دوکان پر جا کے تیز چاشنی مرچیں بھی لگیں گی [illegible] میٹھا
خدا کا شکر ہو کہ اودھ پنچ کے خریداروں میں غالب
تعداد اہل فہم و ذوق کی ہے اونھوں نے ستائش نامہ لکھے
ان کا ملخص کون چھاپے۔ اب حاشیہ شروع ہوتا ہے
اوسے نیچے پڑھیے دیکھیے۔

اڈیٹر

محروم ہو کر تو ذرا ہی لا ہو رہا ہوں آتا ہی ہوگا۔ ایک اشتیاق میں مسرور نے دروازے پہ دستک دی زرینہ نے بڑے شوق سے آپ اٹھ کر دروازہ کھولا آنکھ چار ہوتے ہی دونوں بغلگیر ہوئے خاطر مدارات کے بعد بزم عیش آراستہ کی گئی کشتیاں بادہ ناب کی لائی گئیں کباب کی تر پلیٹ بھی رکھی گئیں زرین نے بھاری جوڑا نکلوا کے پہنا۔ زلفوں کو پیچ و تاب دے کے آزاد کیا۔ موتیوں کے ہار گلے میں ڈالے سر پر مرصع تاج رکھا جس کے جواہر کی چوٹ سے تمام کمرا روشن ہو گیا لطف یہ تھا سب میں لڑکپن کا اظہار تھی کمر لچکاتی آنکھوں سے کنائے کرتی پہلو میں آن بیٹھی۔ محبوب نے بلائیں لیں دعائیں دیں کہ خدا نظر بد سے بچائے۔ غم کبھی صورت نہ دکھائے جیسا مسرور کا ذہن بھی کھلا مدح و ثنا پہ اُبھار و ہوئے کم و بیش تین درجن اشعار کا ایک قصیدہ پڑھ ڈالا۔ زرین نے آنکھوں کو گردش دے کے شکریہ ادا کیا۔ اب محفل گرم ہوئی اختلاط بڑھا اسی گرمجوشی میں زرین کہنے لگی کہ سنو پیارے اب میں اور تم جدا نہیں۔ مزدور بلواؤ اور اپنا مال اپنے گھر بھجواؤ۔ جب تم مجھ پر حلال ہوئے تو مال تمہارا مجھ پر حرام ہے اتنا کہہ کے دستاویز چاک کر ڈالی۔ مسرور نے لاکھ اصرار کیا مگر اُدھر سے انکار ہی ہوتا رہا آخر معشوق کی خاطر سے مال واپس لیا اور دل حوالے کیا جب اختلاط میں حوصلے بڑھے تو دکھاوے کی راہ سے زرین کنارے ہوتی مگر محبوب کی سفارش اُس وقت بھی کام آئی......

آخر جو ہونا تھا ہوا۔ اس دن سے معمول ہو گیا کہ میاں مسرور دن بھر اپنے گھر میں رہتے اور شام کو زرین کے پہلو میں سوتے۔ کبھی زرین مسرور کی مہمان ہوتی۔

سال بھر تک یہی دستور رہا مسرور اتنا خوش تھا کہ لونڈیاں باندیاں کیسی گھر میں بلی ہوتی تو طلبی بھی ذرا سی کام ہونے لگی جب وہ کھانا کھانے بیٹھتا تو بجرے کی ٹکڑی کھول دیتا چڑیا فرا اُٹھا بجرے کے اسے زائرہ آ بیٹھتی اور مسرور مسرور کی مشتاق رہتی مگر بعد سال بھر کے ؎

ایام وصال و صحبت سیم تناں
در عالم خواب اختلاط شد و رفت

لیجئے زرین کے یہودی شوہر کا خط آیا کہ عمر سفر تمام شد عنقریب وطن کی زیارت اور تمہارے وصل سے

محو انتظار
جواہر لال نہرو آمادہ بہ کشتی
"گو کہ ہیں پرانے دل ہے جوان"

شاد کام ہوں گا زرین پر اس خط کے دیدار سے بجلی گری ؎

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

جی میں کہنے لگی یہ آنے والا ہوا نا پید ہو جائے۔ نگوڑے نے مزے میں کھنڈت ڈالی۔ گڑیاں میں غلہ مارا۔ مسرور نے جو رقیب کے آنے کی منادی سنی تو اس کا بھی جی بھر آیا۔ آخر مشورہ ہونے لگا کہ آنے والی

آفت کا علاج کیا ہے عورتوں کی عقل ایسی گتھیاں سلجھانے میں طاق اور مشاق ہوتی ہے۔ زرین نے کہا کہ اسے اپنے گھر آنے سے کون روک سکتا ہے مگر یہ شخص لالچی ہے جب وہ یہاں آکے اپنی دکان پہ بیٹھے تو اس سے مل کے یارانہ گانٹھو اور ظاہر کرو کہ میں عطر فروش ہوں اگر تمہارے زور لیے مت وارث کے ساتھ سودا لے گا تو میرا تمہارا بیوپار ہو جائے گا تب وہ تمہارے نام کا کھاتا کھول دے گا پھر آتے جاتے رہو۔ ربط بڑھاؤ۔ موذی کو چنگ پہ چڑھاؤ مروت عجب چیز ہے کیا عجب ہے جو پینگ بڑھیں۔ ہیجڑے کے گھر نہ جانا ہو۔ بار سے کبھی نکلے اس خشک مزاج تنگ چڑھے مردوے کا دل پسیجے آنے جانے کا راستہ کھل جائے۔

مصیبت چاہے جائے دیر میں مگر آتی جلدی ہے۔ چٹکی بجاتے دن گزر گئے اور یہودی سوداگر یعنی زرین کا شوہر بلائے ناگہانی کی طرح نازل ہو گیا۔

زرین نے پہلے ہی سے منہ پر زعفران کا پانی مل لیا تھا کہ شوہر کے فراق کی زردی آشنا کے وصل کی سرخی سے بدل جائے۔ عطر کی بوند نے زبردستی دیدوں میں سیل پیدا کر دی تھی۔ یہودی نے قدم گھر میں رکھتے ہی بی بی کو زار و نزار پایا۔ دل میں حیران ہوا کہ یہ کیا حال ہے آخر ٹھوڑی میں ہاتھ دے کے حال پوچھا۔ بی بی آنکھوں میں آنسو بھر لائیں گردن جھکا کے بولیں، پیارے جب سے تم سدھارے ہو میرا تمہارے ہجر میں بُرا حال ہے نہ بھوک ہے نہ پیاس ہائے کیا دنیا ہے ہم تو یوں جدائی کی آگ میں جلیں اور آپ یوں شہروں شہروں کی ٹھنڈی ہوا کھاتے پھریں۔ بھلا چاہنے والے کو اسی طرح ترساتے ہیں کہ خط بھی نہیں بھیجتے۔ آپ کنجوسی کے مارے کوئی رفیق مصاحب بھی ساتھ نہیں لیجاتے کہ وہی آپ کی طرف سے خط پتر لکھے اور دل کو تسکین ہو۔

یہودی نے بی بی کی دلجوئی کی کہ اب ایسی خطا نہیں
تم نہ کرو ہو۔ پھر تحفہ تحائف نکالے کچھ بی بی کو دیے
باقی عزیز دوستوں کو تقسیم کیے چند روز میں کسل اس
دفع ہوا دکان کھولی اور بیچ بے پار کرنے لگا یہاں
میاں مسرور کی حالت خراب تھی نہ کماتے نہ گھر بیٹھے۔
دن بھر انگاروں پر لوٹنا اور شام سے صبح تک ٹھنڈی
سانسیں بھرنا۔ راستے گلی میں محبوب سے ملاقات
ہو جاتی ہے اپنا دکھڑا روتے وہ بی بی کا پیام
سناتی اور دونوں کی قسمت پر آنسو بہاتی۔ یہودی
کے دکان کھولنے کا حال سنتے ہی انھوں نے
تھیلی اشرفیوں کی بغل میں دبائی اور لبیب سے
بیوپار کرنے چل کھڑے ہوئے۔ آدمی چرب زبان
شیریں بیان تھے دو چار پھیروں میں ایسا دوغن قاز
ملا کہ پڑھے جن کو شیشے میں اتار لیا۔ دونوں میں
گاڑھی چھنے لگی۔ حالانکہ دونوں کے مذہب میں
باپ دادے کا بیر تھا۔ یہ تھے عیسائی وہ تھا یہودی
جب اچھی طرح خلا ملا ہو گیا تو ایک روز یہودی
نے کہا کہ سنو بھائی میرے پاس خدا کا دیا سب کچھ
ہے مگر بیکار بیٹھے بیٹھے جی گھبراتا ہے اگر کوئی شریک
مل جائے تو کوئی بڑا کام تجارت کا کھول دوں۔
مسرور نے کہا یہ تو تم نے میرے دل کی بات چھین لی
والد مرحوم بھی تجارت پیشہ تھے یمن میں جواہر کی سوداگری

کرتے تھے انکی کمائی میں ایسی برکت دی کہ
آج میرا خزانہ بھرا ہوا ہے مجھ کو بھی خدا نے اقبال دیا
پلنگ پر پڑے پڑے بیٹھنے کے واسطے نہیں دیا ہے ابھی
جوان ہوں اس دولت کو چھوڑ بروز کم ہوتی چلی
بڑھانا چاہتا ہوں۔ پاک مریم کی قسم تم سے بہتر شریک
دوسرا میری نگاہ میں نہیں۔ یہودی اس خبر سے بہت
خوش ہوا اور کہنے لگا تو دوست قسم کھاؤ کہ تم سفر حضر
میں میرا ساتھ دو گے ۔

یہاں انکار ہی کسے تھا میاں مسرور پہلے ہی سے
شریک بن چکے تھے قسم پر آمادہ ہو گئے۔ یہودی انہیں
لے کے گھر گیا اور بی بی سے کہا میں نے ایک حسین
خوبصورت نوجوان سے دوستی کا عہد کیا ہے اس کی
دعوت کا سامان کرو اور دیکھو بی بی وہ ایک امیر کبیر
ہے اسکی شان کے موافق دسترخوان ہونا چاہیے۔
زین سمجھ گئی کہ مسرور ہے دل میں خوش ہوئی اور
ظاہر میں کہنے جھجکنے ناز نخرے کرنے لگی کہ واہ تمہارے
مہمان بھی خوب ہیں اور تم بھی خوب ہو۔ بھلا اس

دو پہر یا مہین کون اپنی عورت کو چھوڑ کے غیر مرد کی
خاطرداری کرنے آئے۔ [illegible] پھر سوا کہ زمین گئی۔ [illegible]
خطوب نکھوادی اور صراحی اور [illegible] ہاتھ نے کھول
سکوت کیا۔ چار پائیوں کو سانپ سونگھ گیا کوئی نہیں
بولتی۔ کنیزیں اپنے اپنے مقام سے ڈالی سجائی
حاضر ہوئی۔ کہنی چاہیں جلدی جلدی فرش صاف
کیا مسند لگائی۔ دسترخوان چنا سامان سب کھل
تیار کیا۔ پھولوں میں عطر ملا۔ دیواروں پر گلاب
چھڑکا۔ میاں مسرور یہودی کے ساتھ اندر آئے
ہر چیز دیکھی بھالی تھی بتانے بٹھانے کی ضرورت
نہ ہوئی جھٹ سے مسند پر جلوہ گر ہوئے۔ انہیں دیکھتے
ہی طوطی نے پنجرے میں ادھم مچانا شروع کیا کبھی پر
پھٹ پھٹاتی کبھی چونچ قفس کے روزن سے باہر
نکالتی۔ صاحب خانہ اسکی طرف ملتفت نہ ہوا۔
زین سے کہا مقنع کھولو اور مہمان کی خاطرداری میں
تم بھی حصہ لو۔ زین نے جواب دیا۔ اے ہے میاں خیر تو
کیا تم نے مجھے بے شرم بنایا ہے ایک اجنبی آدمی خدا جانے

نگہت

عورتوں کی اخلاقی حالت کو سنوارنے والا انکے تمدن کی
صحیح ضروریات سے مطلع و باخبر کرنے والا انکے حقوق کا سچا حامی
اور زبردست وکیل انکی سوشل و اخلاقی تمدنی حالت کو سلجھانے
والا علمی و ادبی مضامین کا گلدستہ

نگہت

کے نام سے انشاء اللہ عنقریب لکھنؤ کی مایۂ ناز شاعرہ مس
زاہدہ خاتون صاحبہ کی زیر ادارت لکھنؤ سے جاری ہونے والا
ہے اسکی بھینی بھینی خوشبو آپکے دل و دماغ کے ساتھ وہ کرے گی
کہ جسکی آپ کو درحقیقت ضرورت ہے پانچسو خریداروں کی
فراہمی ہوتے ہی اس کا پہلا پرچہ شائع ہو جائے گا۔
ضخامت ۴ جز سائز [illegible] قیمت سالانہ [illegible] فرمائش
کے ہمراہ پیشگی روپیہ ضرور روانہ کیجیے۔
منیجر نگہت۔ [illegible] باغ ماہر جھاؤ لال لکھنؤ

دکن پنچ کا سالنامہ

کثیر تعداد میں نہایت آب و تاب کے ساتھ تقریباً (۸۰) صفحات پر
۲۱ فروری ۱۹۳۰ء تک بہت ہی منظم شائع ہوگا
جس میں متعدد ہاف ٹون مع تصاویر آرٹ پیپر پر چھاپے جائیں گے
تاجروں کے لیے اشتہار دینے کا یہ ایک زریں موقع ہے
جملہ اشتہارات ۲۵ جنوری ۱۹۳۰ء تک دفتر میں آنا چاہیے

نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے

خصوصی صفحات جو آرٹ پیپر پر طبع ہوں گے
اسکی اجرت ایک صفحہ (للعہ) اور نصف (عہ)
رنگین میٹر (مضامین کے درمیان) ایک صفحہ (عہ)
نصف صفحہ (للعہ) اور ایک کالم (عہ)
معمولی صفحات ایک صفحہ (عہ) نصف صفحہ (عہ)
ایک کالم (عہ) اور نصف کالم (عہ)
اجرت اندراج اشتہارات ہر حالت پیشگی
آنی چاہیے

المشتہر

منیجر اخبار دکن پنچ حیدرآباد دکن

باتصویر علمی ادبی ذخیرہ
ایک کارڈ لکھ کر مفت منگا لیجیے

آرٹ پیپر پر پاک چھپی ہوئی متعدد تصاویر کے علاوہ تقریباً
سو صفحوں کے اس میں وہ مضامین بھی ہیں جس میں ہر مذاق کی دلچسپی
کا خیال رکھا گیا ہے۔ اگر آپ باتصویر ذخیرہ حاصل
کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر

دین و دنیا بالکل مفت منگا لیجیے اس میں دینداری اور دنیاداری کی تعلیم ہے اور اس میں ہر قسم کے عجیب مضامین اور افسانے ہیں اور وہ سب کچھ ہے جسکی آپ کو ضرورت ہے۔

سیاسی دنیا کی معلومات اس میں کمیں جمع ہیں تاکہ آپکو معلوم ہو سکے کہ اس وقت دنیا کس رنگ میں ہے۔

مذہب و اخلاق کی تعلیم کا بھی کافی ذخیرہ موجود ہے جسکو قرآن و حدیث و دیگر مستند کتب سے انتخاب کیا گیا ہے

اعلیٰ مغربی لٹریچر کی بھی اس میں وہ سب چیزیں ہیں جو یورپ و امریکہ کے اعلیٰ کتب سے حاصل کی گئی ہیں۔

البیلے اور شوخ مضامین بھی اس میں وہ ہیں جو مردہ دلوں کو ہنسانے اور مردہ دلوں میں زندگی پیدا کر دیتے ہیں۔

دلچسپ افسانے بھی وہ ہیں جو بحث میں ڈوبے ہوئے اور پڑھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔

معاش کی تدبیر بھی اس میں وہ ہیں جن پر عمل کرنے سے بے روزگار روزگار سے لگ سکتے ہیں۔

عورتوں کے لیے بھی اس میں نہایت مفید دلچسپ اور کارآمد مضامین درج کیے گئے ہیں۔ غرضیکہ اس میں وہ سب کچھ ہے جسکا [illegible]

منیجر دین و دنیا خواجہ بک ڈپو دہلی

"دستے از پردہ بروں آمد و محشر برخاست"

گل صبحدمے بخود برآشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بدعہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر بر زد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت
اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر ساز لکھنؤ چوک
سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہار باغ ناپائدار ہے اور اس کی خوشبو پائدار

کہاں نہ سمجھا کہتا آج ہی مہمان ہوا ہے۔ لو صاحب میں سر جھاؤ مجھ پہ وار آنکے سامنے چلا جاؤں۔ اے ہوش کی دوا کرو۔ نہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام۔ میاں بولے کہ اسمیں نقصان ہی کیا ہے۔ وہ نصرانی ہے یہودی۔ ہاں کوئی مسلمان ہوتا تو وہ خود پردہ کرتا۔ آنکھیں جھکا کے بیٹھتا۔ غرض جب بہت منت سماجت کی تو زین اُٹھی اور سجا بنا دولہ کے مہمان خانہ میں آئی "مرحبا" کہہ کے مہمان کا استقبال کیا مگر مسرور نے جو نئے دولہا کی طرح ٹھوڑی سینے سے ملائی تو پھر سر نہ اُٹھایا۔ یہودی اپنے دل میں اندازہ کرنے لگا کہ عجب مرد شاہد ہے۔ حالانکہ یہودی کی نگاہ بچا کے دونوں کھانا کھانے میں اشارے بازیاں کر رہے تھے۔ ہنگامہ ناز نخرے کرنے اور کنکھیوں سے مذاق حجت کھیلنے کا برابر برپا رہا اسی گرمی اختلاط میں دن آخر ہوا اور شام سیاہ چادر پیچھے میں لپیٹی ہوئی فواکہ انجم کے طبق لے کے مہمان کے سامنے آئی چار ناچار مسرور نے عمامہ سر پر رکھا.........

.... دبی ہوئی سسکیاں اور آہوں کی دو طرفہ باڑ ہ چلنے لگی۔ مگر چارہ ہی کیا تھا۔ سنگ صبر دل پر رکھ کے گھر سے نکلنا پڑا یا تو اپنی جان کو روتے اپنی طرف چلے۔ یہاں میزبان نے جب خوابگاہ میں قدم رکھا تو زین کی آنکھ لگ گئی تھی اور عالم رویا میں مسرور مسرور کہہ رہی تھی۔ یہودی ابھی تک اپنے مہمان کے نام سے واقف نہ تھا۔ اس نے یہ نام سنا متحیر ہوا کہ یہ کیا بک رہی ہے۔

زین کی آنکھ شوہر کی آہٹ سے کھل گئی اُٹھی اور بالوں کا جوڑا سمیٹ کے باندھا لیکن حزن و ملال کے آثار چہرے پر ہویدا تھے۔ خیر تین چار راتیں اسطرح گزریں کہ یا تو زین تمام شب کروٹیں بدلا کرتی اور اُسکا شوہر اس غیر معمولی بے چینی پر متحیر ہوتا یا سو جاتی اور خواب میں بڑبڑاتی۔ مگر یہودی ایک گرگ باراں دیدہ تھا اُس نے زین سے کچھ نہیں کہا۔ جو تھے یا پانچویں روز وہ پھر اپنی دوکان پر بیٹھا تھا کہ اتنے میں مسرور آیا۔ اُس نے مسرور سے کہا کہ میں بعض ایام میں پاگل سا ہو جاتا ہوں۔ بھلا یہ بھی کوئی آدمیت ہے آپ سے ملتے اتنے

دن ہوئے مگر آج تک آپ کے اسم مبارک سے بندہ واقف نہیں" مسرور نے مسکرا کے جواب دیا "عاجز کا نام مسرور ہے" یہ نام ایک گولی کی طرح گلے کی بندوق سے نکل کے یہودی کے دل میں دھنس گیا اور دماغ سے ٹکرا گیا کہ یہی نام بیگم سوتے میں لیا کرتی ہیں اور اٹھ اٹھ جاگتی ہیں مگر آدمی تھا ہوشیار دل کا حال چہرے سے ظاہر نہونے دیا اور نہایت انکسار کے ساتھ اصرار کیا کہ آج بھی کلبۂ احقر کو فانۂ سرور سے مالا مال بنائیے میرا ارادہ ہے کہ آپ سے بھائی چارے کے معاملات کا پیمان کروں۔ مسرور نے دعوت قبول کی یہودی کے ساتھ اُسکے گھر آیا۔ یہاں زین اچھی صورت بنے کی تصویر بنی بیٹھی تھی۔ یہودی نے خبر دی کہ مسرور کو آج میں اس غرض سے ہمراہ لایا ہوں کہ اُسے تجارت کا ساجھی اور اپنا بھائی بناؤں تم ضیافت کا سامان کرو اور پیاری اپنے مہمان کی خاطر مدارات آج تم کو ضرور کرنا ہوگی خواہ مخواہ کی شرم سے مہمان کی خاطر شکنی ہوگی۔ زین نے ہزار نہیں کی مگر یہودی نے ایک نہ سُنی۔ آخر زین اپنے عاشق کی دعوت کا سامان مہیا کرنے میں مصروف ہوئی تھوڑی دیر کے بعد مجلس آراستہ ہو گئی۔ کھانے چنے گئے آج یہودی نے طوطی کا پنجرا دسترخوان کے پاس ہی رکھوا لیا اور اُسکی بیتابیاں بنظر حیرت دیکھنے لگا جو مسرور کی صورت دیکھ کے اُس سے ظاہر ہو رہی تھیں۔ مزید امتحان کی نیت سے یہودی نے آنکھ بچا کے پنجرے کی کھڑکی کھول دی۔ پنجرے کی کھڑکی نہیں جو رخانے کے پٹ کھل گئے چڑیا حسب عادت تیر کی طرح مسرور کی گود میں جا بیٹھی۔ یہودی نے یہ تماشا کنکھیوں سے دیکھا اور دیکھتے ہی دھوکا دینے کے لیے اُدھر سے منہ پھیر لیا تو دوسرا کھیل پیش نظر ہوا یعنی بی گھر بسی کے پنجۂ چشم سے مسلسل اشاروں کے طوطے نکل کے مردم دیدۂ مسرور کی آغوش میں خوش فعلیاں کرتے نظر آئے۔ یہ تماشا دیکھ کے دل تو جلا مگر اشتباہ کو تیقن کے درجے تک پہونچانا منظور تھا فوراً بہانہ کیا کہ بھائی ٹھہر جاؤ میں چند بھائی بندوں کے مواجہ میں عقد مواخات کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ بھی میرے اور تمہاری اُخوت کے گواہ ہو جائیں۔ کیا نہ سنتا بھلا نہ رہتا۔ مجھے دیر نہ ہوگی ابھی گیا اور آیا۔

(باقی آئندہ)

چاند

اس نام کا ایک ماہوار رسالہ ہمارے دوست منشی کنہیا لال ایڈوکیٹ نے الہ آباد سے جاری کیا ہے پہلا نمبر ہماری نظر سے نہیں گزرا دوسرا اور تیسرا نمبر ہمارے پاس ہے۔ اخلاقی اور تاریخی مضامین کے علاوہ یہ ایک خوبصورت رسالہ ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس حُسن انتظام سے صوبۂ اودھ میں اور کوئی رسالہ نہیں نکلتا۔ ہر نمبر میں صدہا تصاویر ہیں رسالہ کا ہے کو اچھا خاصا البم ہے۔ سرورق پر جانوروں کے دل لبھانے کا اچھا خاصا اہتمام کیا گیا ہے ایسی موہنی صورتوں کا جلوہ ایک شوقین کی نگاہ کی طنابیں زبردستی اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

آسمانی چاند کے عشاق میں سب سے زیادہ مشہور جانور "الو" ہے مگر یہ مقولہ غلط ہے۔ ان حضرت کو عشق و محبت سے کوئی لگاؤ نہیں یہ تو شب کے وقت محض پیٹ کا دھندا کرتے اور شکار دیکھ لیتے ہیں تو خوشی کے گیت گانے لگتے ہیں۔ عشق حضرت انسان ہی کے لیے خلق ہوا ہے پس اگر الہ آبادی چاند بھی چمک دمک کے ساتھ کسی محبوب کا دعوٰی فرض ہی سہی اچھی ادا کے دکھا کے انھیں اپنا گرویدہ کرلے تو ممکن ہے۔ بہ نسبت دوسرے کے تیسرا چاند بحسب قاعدہ ستھرا و زیادہ روشن ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر کنھیا لال ان ضرورتوں سے بے خبر نہیں ہیں جو ایک ادبی رسالے کے لیے ظاہری خوبیوں کے علاوہ درکار ہیں ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ بعض ذکی الحس مسلمان اس رسالے میں بھی جو کہ ہر مذہب و ملت سے یکساں تعلق رکھتا ہے تعصب مذہبی کی علامتیں پاتے ہیں چنانچہ کوئی اسلام احمد صاحب فاروقی قریشی ہیں انھوں نے پنڈت کرشن پرشاد کول صاحب پر مذہبی تعصب کا الزام لگایا ہے۔ کول صاحب نے غالباً لکھا تھا کہ "ایک اللہ میاں ہیں تنہا احکام صادر کرنے والے۔ .... اونٹ کی طرح اللہ میاں (یا خدا) کی بھی کوئی کل سیدھی نہیں" یہ فقرے اُس مضمون میں ہیں جو بیلٹ ہی نئے مجلد اب کی ٹہر سے عنوان سے لکھا تھا۔

پہلا فقرہ صحیح ہے اللہ میاں تنہا احکام صادر فرماتے ہیں اُنکے ارادے میں کوئی شریک نہیں نہ اُنکی مشیت میں کوئی دخل دے سکتا ہے۔ دوسرا فقرہ

تو وہ "بھگوان" کی قسم عقل کا گرو بنا رہا۔ ہندوؤں کی زبان
سے قرآن میں بھی بہت سے گستاخی آمیز فقرے ملتے
ہیں۔ سدا سہاگن فقیر جنہیں آپ نے دیکھا
بھری محفلوں میں اللہ میاں کو دولہا اور اپنے کو دلہن
کہتے ہیں اور سب حق کے عرفان اٹھنے کے دریا میں
(نہ معلوم خدا) غرق ہو جاتے ہیں۔ اگر قریشی صاحب
یہ فرماتے کہ ایسے مضمون کی ضرورت ہی کیا تھی تو
ہم ضرور ان کی تائید کرتے۔ پنڈت جی سے ہم بخوبی
واقف ہیں وہ ہرگز متعصب نہیں۔ اس مقام پر پنڈت
میاں یا خدا کہنے سے ان کی مراد مسلمانوں کی دل آزاری
یا ان کے خدا کی توہین نہیں۔ تمام دنیا کے مذاہب
ایک ہستی کو خالق مانتے ہیں البتہ فرق اوصاف الٰہیہ
و تنزیہی ماہیت میں۔ اگر کوئی ہندو اپنی اصطلاح میں
رام چھوڑ کے دوسری زبان کا نام (اللہ یا خدا)
لے کر یہ کہنا کہ اس نے مسلمانوں کی دل آزاری کی
صحیح نہیں۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس قسم کے الفاظ
اہل مذہب کے دلوں پر گراں گزرتے ہیں۔

پنڈت جی کا یہ جواب صحیح ہے کہ کفر و الحاد کا الزام
مجھ پر عائد ہو سکتا ہے مسلمانوں کی دل آزاری
سے میں بری ہوں۔ مگر اس اعتراض کی وجہ سے
تنگدل ہو کے یہ کہنا بیجا ہے۔

"غالباً منشا یہ ہے کہ کوئی ہندو اردو زبان میں
بجز مثل یا اشارہ خیالات کے کسی خاص موضوع پر
کچھ کہنے کی جرات ہی نہ کرے"

بھائی پنڈت جی! تم جو جی میں آئے لکھو۔ خدا
اکیلا مسلمانوں ہی کا خدا نہیں وہ ہے الٰہ العالمین
اگر ہم کچھ ہو تو اسی کو جواب دے لینا۔ بندگی
کے اعتبار سے ہر بندے کو اس سے ایک ہی نسبت
ہے کوئی مانے یا نہ مانے "یا حق پناہ دے من گل
بحق عشق با سینۂ مشتاق و لغات مختلفہ"

البتہ خلوص اور یقین درکار ہے۔

اور جناب اسلام احمد صاحب۔ آپ بھی اپنی طرف
دیکھیے ہر بات اپنے مذاق و ان کے اسلام ہی پر نہ ڈھالا
کیجیے۔ بھروپ کی ویدہ کا مؤلف ہندو ہے اور غالباً
خدا کا منکر نہیں۔ اس نے اپنے مضمون میں مخفی اشارہ
بھی خدا کے اس آئینۂ پاک کی جانب نہیں کیا ہے بلکہ
کے خیالات اور مسلمات سے مخصوص ہیں مسلمانوں
ہی میں ہم نے تجسیم و حلول باری کے قائل دیکھے
ہیں اور مسلمانوں ہی میں ایسے بزرگ موجود ہیں جو فرماتے
ہیں ؎

تن نازک کہ پیراہن است
وحدہ لا شریک لہ جان است

انھیں میں وہ بھی ہیں جن کا مسلک ہے ؎

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اور ایسے بھی ہیں جو قرآن پاک کا مغز نکال کے
اس کی ہڈیاں کتوں کے آگے پھینکتے ہیں اور اسی پر
جھوم جھوم کے وجد کرتے ہیں۔ کہا جائے گا کہ یہ شاعر
ہیں مگر گستاخی نظم میں ہو یا نثر میں گستاخی ہی ہوگی
اس قسم کی گستاخیاں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی
ہیں ممکن ہے کہ صاحبان علم و تہذیب مسلمان اسے
پسند نہ فرماتے ہوں مگر ہم نے انھیں ان باتوں پر
برا مانتے کبھی نہیں دیکھا۔

ایک سدا سہاگن فقیر تھے دہلی میں ایک بارش
میں ان سے لوگوں نے دعا کی فرمائش کی۔ حضور
انگیا پہنے ہوئے تھے اسے اتار کے فرمانے لگے
"دھانی اسے رنگ کے دھوپ میں پھیلا دو پھر تماشا
دیکھو۔ وہ موا ایک ہی نٹ کھٹ گنڈا ہے کبھی
سوکھنے نہ دے گا" (نقل قول) وہی ہوا کہ تیرہ و
ابر اٹھا تل دھارا اور دھار دو پیالہ پانی برسا کہ
تین دن تک نہ تھما جب انگیا الگنی سے اتری
تب ابر چھٹا۔ اس معشوقانہ کرامت پر اچھے اچھے
پڑھے لکھے ان کے مرید ہو گئے۔

ان سطور سے یہ مطلب بجز ایک جاہل کے اور
کوئی نہیں نکال سکتا کہ ہم خدا کے ساتھ تحریراً تقریراً
یا عملاً گستاخی کے جواز کے حق میں ہیں۔ ہمارا مقصود
یہ ہے کہ اصلاح گھر سے شروع کیجیے اور ان بیہودگیوں کو
دور کیجیے تاکہ غیر مذہب والے بھی اس قسم کی جسارت
نہ کریں۔ ذکاوت حس پنڈت کشن پرشاد کول ہی
کے مقابلہ پر ختم نہ ہو جائے۔

بہرحال کا مذہبی رچا نہ نکلا ہے تو کا میدان کا
مصدرہ گر جانے اور ... کے ہاتھوں
مرد ... مظالم ... اور ...
سال ... تقریباً ...
رائے

خاکسار اوتار

آپ بیتی

ہائے بڑی بیتی۔ عذر بے عذر کر کے ہم تو ایسے پشیمان
ہیں کہ توبہ بھلی۔ خدا کا شکر ہے کہ ڈاک خانہ کا انتظام
بہت درست ہے یعنی جتنی تصویریں اس ایک ماہ کے
اندر مصور صاحب کی خدمت میں کانپور بھیجی گئیں وہ
سب (بقول ان کے) انھیں نہیں ملیں۔ اور مصور صاحب
نے جو خطوط تصویر کی طلب میں یا دیر ہونے کا سبب
دریافت کرنے کی غرض سے ہمیں لکھے وہ ہمیں
نہیں پہنچے۔ دوسری مصیبت یہ نازل ہوئی کہ
منیجر صاحب تمام حسابات بے معنی صورت میں
چھوڑ کے یک لخت روپوش ہو گئے جا بجا شکایتی
خطوط کے تسلی آمیز جواب کا دارومدار بھی سوخت ہوا
اڈیٹر صاحب کی خوش نوازی اور مضمون نگاروں
کے پرانی قحط کی شکایت پرانی ہے۔

حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ تعویق کا زخم
کسی مرہم تدبیر سے مندمل ہو۔

اس کے ساتھ ہی اعلان کیا جاتا ہے کہ
سید قاسم حسین صاحب منیجر اودھ پنچ کا تعلق
اس دفتر سے قطع ہو گیا ہے وہ ۹ مارچ سے روپوش
ہیں۔ تاریخ مذکور سے کوئی معاملت جو
سید صاحب موصوف اودھ پنچ یا ممتاز المطابع
پریس کے متعلق کریں گے وہ مستند نہ ہوگی۔
تصویر کا مرحلہ بھی عنقریب طے ہو جائے گا
گھبرانے کی بات نہیں۔

راقم منیجر اودھ پنچ مورخہ ۲۰ مارچ

جن حضرات کی میعاد خریداری ختم ہو چکی ہے وہ تجدید فرمائیں
ناخلف خرابی ہے ... ورنہ ... نام خارج کر دیا جائے گا۔

اودھ پنچ لکھنؤ ۱۹۳۰ء
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
جلد ۱۵ نمبر ۱۴
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی
اور
ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستانی اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
LUCKNOW
1930
OUDHPUNCH
अवधपंच
लखनऊ
1930
Oudh Punch Lucknow
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
H.B. Khan Artist Bosawan Lucknow

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ بیہودہ جھگڑے شائع ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ اخباروں اور رسالوں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس کی ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر یہیں اودھ پنچ صرف اپنی لطافت بلاغت اور مشکورات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر شبہہ نہ کیجیے۔ نہ حجم کی کمی پر توجہ۔ یاں پڑھا جائے کہ ہر ہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی تنقید و لغات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر کیجیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچوں میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر بقیہ تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں کاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُس کا جواب نہ ملا تو زیادہ … طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب … سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ ہیں۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱ نمبر ۹

مضامین

بابت ۱۰ مارچ ۱۹۳۰ء

زین الموصف و مسرور

بقیہ ۳ مارچ ۱۹۳۰ء

یہودی اتنا کہہ کے جواب کا انتظار کیے بغیر اُٹھ کھڑا ہوا اور ادھر اُدھر گھوم کے ایک ایسی کمینگاہ میں بیٹھ رہا جہاں سے وہ زین اور اس کے شیدا کو اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔ آپ جانتے ہے

چو خانہ خالی و معشوق مست و نادہ بود
تواں گریست براں کس کہ پاکباز بود

زین نے کنیزوں کو حکم دیا کہ دروازہ بند کر دو اور خود بے اختیار مسرور کے گلے سے چمٹ گئی اور گلی وانہ بوس (بوسہ بازی) ہونے ابھی کوئی اور نوبت نہ آئی تھی کہ یہودی کا پیمانۂ صبر چھلکا کمینگاہ سے نکل کے زور سے کنڈی کھٹکھٹائی۔ سکوب پکاری کہ "میاں آئی ہے"۔ زین اور مسرور کپڑے درست کر کے قرینے سے بیٹھ گئے یہودی نے لونڈی سے دروازہ بند کرنے کی علت پوچھی اُس نے عرض کیا "میاں میری عادت ہے کہ باہر کا دروازہ کبھی کھلا نہیں چھوڑتی جب سے آپ سدھارے میرا یہی دستور ہے"۔ یہودی نے شاباشی (شاباشی) دی اور کہا نمک حلالی کے یہی معنی ہیں۔ تمہارا یہ دستور مجھے بہت پسند آیا۔ دل سے بھایا۔ بعد ازاں مسرور سے معذرت کی کہ برادر ہاسوقت دوستوں اور ملنے والوں میں سے کوئی مجھے نہ ملا۔ آؤ آج ہم اور تم تنہا کھانا کھائیں پھر کسی روز دیکھا جائیگا۔ کھانے پینے سے فراغت ہونے کے بعد مسرور نے اپنے گھر کی راہ لی۔ مگر یہودی بات دل میں لیے رہا۔ سینے میں آگ روشن تھی منہ سے پھول جھڑتے تھے۔

دل کتا تھا سے دوستی باہر کہ کردم خصم یار او بود
آشیاں ہر جا گرفتم خانۂ صیاد بود

زبان پی پی کی نادیدہ اسی اور خوشامد میں مصروف تھی سے

شوق سے تیر لگا ذرا تھیں ڈر کس کا ہے
سینہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے

البتہ کسی وقت تنہائی میں وہ اپنے اشعار پڑھتا جنھیں سنتے ہی زین الموصف کا ماتھا ٹھنکتا اور وہ کا پڑھنے لگتی کہ راز کھل گیا۔ مگر وہ دل سے مجبور اور اُن تمام سختیوں کے جھیلنے پر آمادہ تھی جو حضرت عشق کے جلیلوں نادل ہونے والی تھیں۔

اسی گو مگو میں وقت گزرتا گیا اور یہودی نے چپکے چپکے باغ تال زمین املاک مکان بیچنے کا لگا لگا دیا۔ زین کو مطلق علم نہ ہوا کہ عنقریب عشق و عاشقی کی چوکن بھری کلی میں آگ لگنے والی ہے جب رفتہ رفتہ ساری جائداد بک گئی صرف وہی مکان رہ گیا جس میں سکونت تھی تو یہودی باحسرت ہاتھ میں ایک کاغذ لیے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ بعد مدت کے میرے چچا زاد بھائی صاحب نے مجھے اور تمہیں یاد کیا ہے۔ بھتیجے کی شادی میں بلایا ہے جانا ضروری ہے۔ وقت نکل جاتا ہے بات رہ جاتی ہے اگر شرکت نہ ہو سکی تو شکایت ہوگی۔ چلنے کی تیاری کرو ہم سب اور سکوب کو خدمت کے لیے ساتھ لے لو اور خطوب کو گھر کی حفاظت کے لیے چھوڑ دو۔ زین نے پوچھا "وہاں کتنے دن قیام ہوگا۔ کہا دس بارہ روز رہنے پھر چلے آئینگے" زین سمجھ گئی تھی کہ یہودی جھوٹ بول رہا ہے نہ اسکا کوئی چچا ہے نہ چچا زاد بھائی۔ یہ سب بہانے بازیاں ہیں مگر زبان سے نہ کہہ سکی۔ ہاں مسرور کو مخفی طور پر لکھ بھیجا کہ فراق کا زمانہ قریب آ گیا۔ ہوشیار ہو۔ اگر دو ہفتہ تک میں پلٹ کے نہ آؤں تو سمجھ لینا کہ کوئی افتاد پڑی۔ میں اس موئے کی چلتر بازی سے خوب واقف ہوں ضرور اسپر میری اور تمہاری آشنائی کا راز آشکار ہو گیا۔ اس حیلے سے چاہتا ہے کہ تمہارا اور میرا میل جول نہ ہو سکے صبر کرو دل پر جبر کرو۔ میرے اور تمہارے جو قرار ہیں اُنھیں بھول نہ جانا۔

بعد ازاں اپنی تمام قیمتی پوشاک گٹھریوں میں باندھی زیور صندوقچوں میں بند کیا اور اپنی بہن کے پاس امانت رکھوا دیا جو کہ پڑوس ہی میں رہتی تھی اور اُسے بھی راز سے واقف کر دیا۔ یہودی نے ایک پر تکلف محمل زین کے لیے مہیا کی اور ضروری چیزیں گدھوں پر لادیں۔ یہ تو اسباب سفر کی درستی میں لگا یہاں زین نے مکان کے دروازوں پر فراقیہ اشعار لکھے اور اپنے آنسوؤں کے قافلے کی قافلہ سالار بنی ہوئی محمل میں جا بیٹھی۔ زین کو روتے دیکھ کے یہودی نے تسلی دی کہ دو ہی ہفتوں کا تو زمانہ ہے بات کہتے گزر جائے گا۔ گھر کی جدائی پر اتنی گریہ و زاری کیوں ہے؟ اگر کوئی غور کرتا تو دیکھ لیتا کہ یہ تسلی و تشفی مانت میں میں کے دی جا رہی تھی۔

الغرض محمل آباد ہوئی۔ کاروان روانہ ہوا۔ سواری کچھ دور بڑھی تھی کہ کسی کے گانے کی آواز کانوں میں آئی پردۂ محمل کے شگاف سے زین نے دیکھا کہ میاں مسرور خاک اڑاتے روتے گاتے فقیروں کے بھیس میں ساتھ ہیں۔ وہ تو کہیے یہودی قافلے کے آگے انتظام کرتا جا رہا تھا ورنہ بری ہوتی آخر زین نے بہزار منت سماجت سے مسرور کو رخصت کیا۔

مسرور گھر میں آ کے بیتابیوں میں مصروف ہوا مگر یہ قافلہ شب و روز سفر کرتا رہا۔ گھڑی دو گھڑی کے لیے تو کسی آباد مقام پر ٹھہرتا ورنہ راہ پیمائی سے کام تھا۔ اسی طرح دس شبانہ روز گزرے زین الموصف اونٹ کی ناہموار چال اور راستے کے ہچکولوں سے جامنوں کی طرح بکھر گئی اور شوہر سے کہنے لگی۔ "یہ آپ کے بھائی بھتیجے بھی عجب چیز ہیں دنیا کے اُس سرے رہتے ہیں اور سلامتی سے آپ بھی نہایت فرمانبردار ہیں کہ اُنکی خوشی کے واسطے دوسرے کی جان کو جان نہیں سمجھتے"۔

سفر کو مسلسل جاری رکھنے کا باعث یہ تھا کہ میاں مسرور دم بدم آدمی اور محبت نامے بھیج رہے تھے۔ یہودی کو اس کا علم تھا وہ چاہتا تھا کہ فاصلہ بڑھتا جائے اور بہ آسانی نامہ و پیام پہنچنے کا امکان نہ رہے۔ اس نامہ و پیام میں زین کی بہن واسطہ تھی۔ یہودی نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار کی بات نہیں ابھی دس روز اور یوں ہی سفر کرنا ہوگا۔ خداوند

کرکے بیچتی رہی خیر ہوئی ایک آباد شہر میں یہودی نے
محلسرا کرایہ پر لی۔ مگر یہاں بھی آ کے معلوم ہوا کہ
دہن نے مسرور کے خط کا جواب ایک سوداگر کے ہاتھ
بھیج دیا ہے۔ دو ہی روز کے بعد یہاں سے بھی کوچ کیا
بیٹی منزلیں اور طے کیں۔ اب تو دہن سے صبر نہ ہو سکا
جھنجھلا کے بولی۔

"خدا کی مار۔ چولھے میں گئے تمہارے بھائی اور
بھاڑ میں گئے تمہارے بھتیجے۔ مجھ سے اب سفر کی ایذا
اٹھائی نہیں جاتی۔ دیکھو تو میرا کیا حال ہو گیا ہے"

یہودی کا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا تھا دہن کے
کلمات سن کے بولا "ہوش میں آئیے
بیگم صاحب خوب آپ نے میرے بعد مسرور
کے ساتھ مزے اڑائے۔ مجھے گھر سے بے گھر
کیا اب تو سال بھر تک بندہ آپ کو شہر شہر
لیے پھرے گا۔ میاں مسرور تک آپ کی ہوا
بھی نہ پہنچے گی اور نہ آپ کی دلالہ محتالہ
بہن بی نسیم ہی کو آپ کی خبر ملے گی۔ مجھے
معلوم ہے کہ آپ نے میری ساری کمائی
بھی اپنے یار کے سپرد کر دی۔ مجھے اپنا مال
دام دام آپ سے وصول کرنا ہے۔ دیکھیں
تو میرا کوئی کیا بنا لیتا ہے۔ یہ میرے صبر کا
نتیجہ ہے کہ آپ نخرے جتاتی ہیں"

یہودی اتنا کہنے کے بعد بکتا جھکتا باہر
چلا گیا اور ایک لوہار کو بلا لایا جس نے
آتے ہی بھاری بیڑیاں زین المواصف اور
محبوب سکوب کے پاؤں میں ڈال دیں نیز ان
کے ریشمی لباس اور زیورات کے کمل اوڑھنے کو دیے
جنھیں گندھک کی دھونی دی گئی تھی مگر بیڑیاں
پہناتے وقت زین کی گوری گوری پنڈلیاں نازک
نازک پاؤں دیکھ کے لوہار کے ہاتھ تھرتھرانے لگے۔
کئی مرتبہ ہتھوڑی بیڑی کے عوض کلائی پر پڑی۔
اس نے یہودی سے کہا اے شخص تجھے شرم نہیں
آتی کہ ایسی نازک اندام عورتوں کو بیڑیوں
اور زنجیروں سے جکڑتا ہے۔ یہودی نے جواب دیا
کہ تجھے اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے اجرت لے

اور اپنے گھر جا۔ یہ دو لیسیں کی کافریں ہیں کہ ان کا
کاٹا پانی نہیں مانگتا۔ یہ میری کنیزیں ہیں انھوں نے
میرا مال چرایا اور لے کے بھاگیں بہت مشکل سے
آج ہاتھ لگی ہیں۔ مگر لوہار چونکہ زین المواصف کے
عشق میں مبتلا ہو چکا تھا کہنے لگا یہ تو ظاہر اگر یہ
عورت قاضی القضاۃ کے گھر میں رہ کے زنا سرزد
گناہ کرتی تو شاید وہ بھی اس سے قصاص نہ لیتا
اسکے علاوہ ایسی حسین شکلیں چوری کی محتاج کہاں
ہو سکتی ہیں جنکی ایک نظر لعنت اکسیر ہے۔ کمبخت اگر
تو نے اس حسین عورت کے پاؤں زخمی کیے تو

یاد رکھ کہ میں ابھی قاضی شہر کو اس ظلم صریح کی
اطلاع دوں گا اور وہ تجھے سزا دے گا۔ یہودی
نے جب لوہار کی باتیں سنیں تو وہ دل میں ڈرا
اور ہلکی بیڑیاں زین المواصف کے پاؤں میں
ڈلوا دیں۔ لوہار کا دل اس خوبصورت قیدی
کے پاس سے ہٹنے پر راضی نہ تھا مگر مجبور تھا کیا
کرتا اپنے اوزار اٹھا کے گھر آیا اور انگاروں پر
لوٹنے لگا۔ دل کی جلتی بھپھولوں کی دھونکنی
سے ذکی عشق کے شرارے زبان باہر نکال کے

لپکے تھا اس پہلو قرار نہ اس عمل کا [illegible]
قاضی القضاۃ صاحب کسی غرض سے اس کی
دکان پر تشریف لائے [illegible]
دیکھے عاشقانہ اشعار پڑھتے دیکھ کے متعجب ہوئے۔
حال پوچھا۔ حداد نے بادل گرم و آہ سرد بیان کیا
کہ حسن و جمال کی صبح روشنا کی اور تمام حال یہودی کے
آنے اپنے جانے اور بیڑیاں پہنانے کا واضح کر سنایا
کہ جناب قاضی کی سفید ریش میں بھی جنبش ہوئی
بہ نہایت غیظ لوہار کو حکم دیا کہ فوراً اس مظلومہ کو میرے
پاس لاؤ اسکی داد فریاد سنی دی جائے گی خبردار
اگر دیر ہوئی تو تو نہیں جانے گا۔ حداد کے
دل سے خود یہی لگی ہوئی تھی وہ حکم سنتے
ہی یہودی کے گھر پہونچا اتفاق کی بات
کہ اسوقت یہودی غیر حاضر تھا۔ زندان کا
دروازہ مقفل تھا۔ اندر زین المواصف
شریلی آواز میں فراقیہ اشعار گا رہی تھی
ان اشعار کی سماعت سے حداد کا دل
پگھلا اور وہ بھی رونے لگا۔ پھر دروازہ
پر جب دھکا دیا زین المواصف پٹ کے
قریب آئی اور بآواز حزیں زبان پر
لائی کہ بھائی تو کون ہے۔ لوہار نے قاضی کا
اور اپنا ماجرا سنایا۔ زین نے کہا کہ یہودی
کسی کے یہاں ضیافت میں گیا ہے اگر
قفل کھلا ہوتا تو یہ موقع اچھا تھا۔ حداد نے
ہتھوڑے کی ایک ہی ضرب سے قفل کے
پرزے اڑا دیے۔ رستی سے زین اور
وسکوب کی بیڑیاں کاٹیں اور انھیں بدلوا کر لباس
میں جو یہودی نے انھیں پہنایا تھا ساتھ لے کے
دار القضا میں آیا۔ یہاں قاضی صاحب ریش
مبارک میں وسمہ لگائے ڈھاٹا باندھے تشریف
فرما تھے کہ یہ گروہ وارد ہوا۔ قاضی صاحب ان کے لباس
میں گدڑی کا لال آنکھیں گڑو کے ڈھونڈھنے لگے۔
محبوب و سکوب نے بی بی کو ٹھونکا دیا کہ ذرا [illegible]
ابر گھونگھٹ کے چاند سے ہٹا کے جھلک دکھا دو قاضی
چند چشم کی نگاہ گندم نما کی چنا تنی ہے۔ ادھر

کرو گھٹ جاؤ گی اور جناب قاضی محترم کا وضو ٹوٹا۔ عقد اور بین جو سے قلابازیاں کھانے لگے۔ حیرانیت نے وہ زور مچایا کہ نطق کے گلے میں پھانسی پڑ گئی کس مسالے کے لفظ بلفظ لڑا کر دیتے تھے مگر تسکین نہ ہوتی تھی۔ گھبرا کے پوچھا تمہارا نام؟ سکوب نے جواب دیا میری بی بی کا نام زرین الموصوف ہے میں اسکی کنیز ہوں میرا نام سکوب ہے۔ خدا حضور کو سلامت رکھے ہم لوگوں کی کہانی سنیے اور اس موذی کے پنجہ سے بچائیے۔ یہ کمبخت خائن ہے میری بی بی کے ابا جان خدا انھیں بہشت نصیب کرے بیس ہزار اشرفیاں نقد بطور امانت اس موذی کے سپرد کر گئے تھے کہ تجارت کرے نفع میں جو کچھ میسر آئے اسمیں آدھا خود لے آدھا صاحبزادی کے حوالے کرے۔ قسمت کی خوبی کہ میاں اپنی کمسن بن ماں کی نادان بچی کو چھوڑ کے خدا کے یہاں چلے گئے۔ جب صاحبزادی جوان ہوئیں اور میں اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہوں رنگ روپ نکالا تو یہ مردود لگا ڈورے ڈالنے محلے والوں کو جو سن گن ملی تو انھوں نے یہودی کو خوب ذلیل کیا اور کہا کہ یہ مسلمان تو یہودی وہ حور تو جہنم کا کندہ بھلا نکاح کیونکر ہو سکتا ہے جب اسے ناکامی ہوئی تو اس نے میری بیگم کی جائداد اونے پونے بیچی اور کل مال لے کے راتوں رات بھاگ گیا۔ مدتوں کے بعد معلوم ہوا کہ عدن میں ہے۔ حضور بخدا کسی کو بے والی وارث نہ کرے میری بی بی کے ساتھ آنیوالا کوئی نہ ملا۔ کیا کرتیں اپنی دو لونڈیوں کو ہمراہ لیکے یہاں آئیں۔ نگوڑے نے پہلے تو آؤ بھگت کی پھر وہی شادی کا بیہودہ سوال پیش کر دیا۔ جب ادھر سے انکار ہوا تو لاوارث سمجھ کے ان نازک نازک ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پھول سی پنڈلیوں میں بیڑیاں ڈالیں ریشمی کپڑے اتروا کے یہ سڑا ہوا کمل اوڑھایا۔ اب چار چوٹ کی مار دیتا ہے وہ تو خدا بھلا کرے اس لڑکے کا جسے ہمارے حال پر ترس آیا اس نے حضور کو خبر دی ورنہ ہم تو لونڈیاں ہیں کسی نہ کسی طرح سختی جھیل لیتے مگر اس نازک بدن نازوں کی پلی بیگم کے دشمنوں کی جان پر بن جاتی۔ ہم لوگ حضور کے حکم سے یہاں تک چلے تو آئے ہیں مگر جان سانسے میں ہے کہ کہیں وہ موا ہمیں ڈھونڈھتا یہاں نہ چلا آئے۔ پردیس کا معاملہ ہے ہمیں کوئی جانتا بوجھتا نہیں جو فریاد کو پہونچے۔ خداوند وہ حرامزادہ کہتا پھرتا ہے کہ یہ تینوں میری لونڈیاں ہیں“

اتنا کہہ کے جب ہچکو ہچکو رونے لگی زرین اور سکوب نے گریہ وزاری میں اسکا ساتھ دیا۔ دارالقضا سچ مچ قضا (موت) کا گھر بن گیا۔ زرین کی صدف حیشم سے جو موتی گرتے تھے قاضی صاحب کا لبن تھا کہ انھیں داڑھی میں پروتے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جناب قاضی کی ریش بھی سیوار کی طرح بھیگ گئی۔ پھر انھوں نے قسم لی کہ سچ بتاؤ تم سب مسلمان ہو۔ ان تینوں نے کلمہ پڑھا۔ یہاں کی طرح اطمینان ہوا تو قاضی صاحب نے اپنی پاک نیت کا حال سکوب کو علٰحدہ بلا کے کان میں کہا کہ سنو جی سکوب اگر تمہاری بیگم بن بیاہی ہیں تو انھیں یہودی کے ہاتھ سے چھٹکارا پاتے ہی گھر آباد کر لینا چاہیے۔ اور بزرگانہ طور پر ایک بات کہوں خدا کی قسم جیسا ہمیشہ ان کے رونے نے بیاہ کی جھلک دکھی ہے نئے سرے جوان ہو گیا ہوں اگر انھوں نے خدا نخواستہ انکار کیا تو بس سندِ قضا اٹھ جائے گی۔ آخر کسی نہ کسی گھر کی زینت بنیں گی پھر مجھ میں کیا کیڑے پڑے ہیں۔ ابھی میں جوان ہوں بالوں کی سفیدی کا خیال نہ کرو یہ تو پہلے ہی سے مغربی رنگ پر لوٹ پوٹ تھے نزلے کی بدولت سفید ہو گئے۔ سکوب قاضی کی تقریر سن کے گھبرائی ہوئی زرین کے پاس آئی۔ مگر شوخیٔ طبع کے صدقے جائیے کہ اس نے فوراً درخواست منظور کر لی۔ پختہ وعدہ کے بعد قاضی صاحب نے اظہار لکھنے کا محرروں کو حکم دیا۔ دفعتاً ہوا کے جھونکے سے کمل کا کونا اڑا اور زرین کا چہرہ کھل گیا۔ لے میرا بھائی اب تو سارے محکمے کی شامت آگئی۔ کاتب صاحب کا قلم کاغذ کے پار۔ بگی ہوں کی زبان دانتوں کے نیچے۔ محاسب گنتی بھولا۔ جلادوں نے تلوار کی لپک آزمانے میں انگلیاں کاٹ لیں۔ غرض ساری مجلس درہم برہم۔ ہنگامہ بپا۔ مفلوج ہو گئی۔ بڑی مشکل سے مستغیثہ کا بیان ختم ہوا۔ چلتے وقت قاضی نے ترقی حسن وجمال کی دعائیں دیں اور نگاہوں سے بوسۂ حلال لے کے رخصت کیا (باقی آئندہ)

راقم

ادبار الملک

مسئلہ

النکاح مع الریش والریش مع النکاح

کیا فرماتے ہیں جناب عطوفت مآب شیخ الجواہر پنچ اس مسئلہ کے۔ دام ظلکم۔ سنا جاتا ہے کہ جناب کے بعض مریدین ریش باختہ نے بغیر داڑھی رکھوائے زبردستی صیغۂ نکاح پڑھا اور پڑھوایا۔ عوام سمجھتے ہیں کہ تعلقاتِ زناشوئی میں جواز کا فتویٰ جب تک داڑھی کی جانب سے صادر نہ ہو اسوقت تک نکاح کی حلت مشتبہ رہتی ہے خواص کا یہ خیال ہے کہ ان الحرام لا یحرم الحلال ایک فعل حرام کے ارتکاب سے دوسرے فعل حلال پر اثر نہیں پڑتا۔ اسلام کے تمام فرقے اس ضابطہ پر صاد کر چکے ہیں۔ یا مرادِ داڑھی منڈوں نے (تحجمت) اور قبلت کا صیغہ کرانا اور نکاح کی ہانڈی میں ابال نہ آیا۔ پس جو قید جناب نے اس باب میں عاید حال مریدین فرمائی ہے وہ قدیم ہے یا جدید۔ اگر قدیم ہے تو ماخذ اس قید کا حدیث ہے یا قرآن اور اگر خدا نخواستہ دشمنوں کے کان بہرے یہ جدید قید ہے تو اس زمانۂ حریت و آزادی میں جبکہ شرعی آہنی زنجیریں تار عنکبوت ہو رہی ہیں یہ چند بالوں کی رسی جو بٹی ہوئی بھی نہیں اپنی مضبوطی کسطرح قائم رکھ سکتی ہے۔ فی الحال داڑھی کے جنجال سے بڑے بڑے متشرع پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایک مولوی اپنی داڑھی سے بہت بیزار تھے تو وجہ کیا ہے اے حضرت وہ داڑھی تھی کہ ایک۔ ایک کنپٹی سے لیکے دوسری کنپٹی تک تمام زمین خام (ادسر) تھی مگر کبھی اوسر میدان میں ہوا کے زور سے تھوڑی کھار جمع ہو جاتی ہے اور بالشت دو بالشت جگہ پر ہو لے ہو لے اگ کے پودے اگ آتے ہیں۔ اسی طرح کنپٹی کے دس بارہ

بال ملنڈی کے گرداب میں تم گئے تھے جنہوں نے
عرصۂ دراز تک بائیکاٹ کرکے طول ہی میں اسے درنماعت
خیال کیا آپ کو اختیار ہے اس بانکے طرفدار کو کوئی
کے جالے کو داڑھی کا لقب عنایت فرمائیں۔ مگر

شعرا اس داڑھی کو دیکھ کر منتعب تھے ؎

ماسب ایں ریش ہست یا نیش ہست یادم شتر
پینڈنی لسن بود یا جھنڈی صحرا ہست ایں

اب مولوی صاحب اس کشمکش و پیچ میں گرفتار ہوئے
کہ استرے کی منہیات اس امر بیل کو دفع کرتے ہیں
تو خلاف شرع اور قینچی سے اس ابریشم بے شکن کو
مقرّض کرتے ہیں تو مشابہت بحلق خلق میں محدود
کرتی ہے آدمی تھے منطقی نہ اچھا لیا نہ قینچی اٹھائی
بازار سے ایک باریک دندانوں کی کنگھی مول لے کے
اور پھر صبح و شام مشق شانہ زنی شروع کردی معدودے
چند التفاتے مشتبین کرتے ہوئے موہا ئے ریش کنگھی کے
جھٹکے نہ سہ سکے آج ایک اکھڑا تو کل دوسرا بیخ و
بن سے غائب۔ ایک ہی ہفتے میں چٹیل میدان نہ
جھاڑ کا نہ جھنڈی۔ لطف یہ کہ جناب حرام سے
ذاتِ شریعت سمات بالکل منزہ پاک اور سادہ رہا
کیا معنی کہ داڑھی میں کنگھی کرنا بھی سنت اور داڑھی
خود بھی سنت سنتیں آپس میں لڑیں اور داڑھی
کا زین ڈھا تو مولوی کا اسمیں کیا گناہ۔

پس جب مولوی صاحب نے دو سنتوں کے
بیچ لڑا کے اس ظلمت سنت نما کی جھلجھل روئے
منور کی محفل سے دور کردی تو عوام کا ذکر ہی کیا وہ تو
اس کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھتے۔

ہمیں اندیشہ ہے کہ بعض مریدین خاص جو اس
تقابل عدم و ملکہ کے جھنجھٹ سے نالاں ہیں اگر
دمِ بھر بال نہ اگنے کا جوہر استعمال کرنے لگے تو پھر
آپ کا حکم وجودی داڑھی کے عدمی ہونے پر کوئی
گرفت نہ کر سکے گا۔

یہ کیوں جی تم نے داڑھی منڈائی؟
معاذ اللہ ثم باللہ نہیں۔ وہ تو اگتی ہی نہیں۔
غریبی اور سچی قسم کھانے کے بعد انصاف کا تقاضا
تو یہ ہے کہ جناب اس روئے ارد کا رشتہ دوسری

دوسری جنس کے روئے سادہ سے باوصف عدم لحیٰ
باندھ دیں کیونکہ استرے کے بغیر حلق مونڈنے کا اطلاق
گال اور زنخ پر ناممکن ہے۔ ایسی صورت میں جناب مُلّا
کو جو محبت ریش کے ساتھ ہے وہ افسردہ خاطر اور مجبور
ہو جائے گی۔ اور اگر پھر بھی جناب یا جناب کی امت
نے اس فدائے سادہ یعنی گروہ کو رفتہ رفتہ برادری
سے خارج فرمایا تو ممکن ہے کہ زنخ فہرست مریدین با اخلاص
اسی مولوی کی سنت زدہ ملنڈی کی طرح صاف اور
بے نقش رہ جائے جس نے کنگھی اور داڑھی میں دو
دو پیچ لڑوا کے داڑھی کے دشمن حسن کالوں
سے نجات حاصل کی۔

سختی اور سخت گیری کا اثر کبھی اچھا نہیں ہوتا
گناہ کے عاشق مداہنہ کرے کہ ضد پر آمادہ ہوں۔
برادری سے خارج کر دینے کے بعد مایوسی اور مایوسی
کے بعد یا تو دشمنی یا تبدیل مذہب

اطلاع نامہ۔ بنام سپانڈنٹ مشعر اطلاع تاریخ مقررہ سماعت اپیل
بعدالت ... صاحب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر ... تمام گونڈہ
مقدمہ اپیل نمبر ۹ سنہ ۱۹۲۹ء
بدری پرشاد — اپیلانٹ
بنام
چھیدی سنگھ وغیرہ — رسپانڈنٹ

اپیل بنا راضی فیصلہ جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر
طرمگنج
مورخہ ۲۴ ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء

۱۔ رگھوبرت ولد کالی سنگھ ساکن موضع موتیجیر پرگنہ وکسبہ
۲۔ شنکر ولد گنیش قوم برہمن ساکن موضع بر سری کا پرگنہ وکسبہ ... ضلع گونڈہ
۳۔ بنہان سنگھ ولد نامعلوم ساکن ... پرگنہ ... ضلع ...
۴۔ رام نراین سنگھ
۵۔ مسماۃ شیام کلی بیوہ امبیکا پرشاد ساکن بسالت پور پرگنہ
۶۔ مسماۃ پاربتی ... بہار ... پور ضلع گونڈا
۷۔ مہنت گنگا داس چیلہ و لونندن داس ساکن رام کوٹ
استھان رام گونند ضلع فیض آباد

مطلع ہو کہ اپیل بنا راضی ڈگری ۲۴ ستمبر ۱۹۲۹ء ابتداء مدعی ... نے پیش کیا ہے وہ اس عدالت میں درج رجسٹر ہوا اور اس عدالت نے تاریخ
۸ ماہ اپریل ۱۹۳۰ء واسطے سماعت اس اپیل کے مقرر کی ہے اور اگر خود
تم یا تمہارا وکیل یا کوئی اور شخص جو قانوناً تمہاری طرف سے اپیل مذکور میں
جواب و سوال کرنے کا مجاز ہو حاضر نہ آئیگا تو اس کی سماعت اور
تجویز بعدم حاضری میں یکطرفہ کی جائیگی۔
آج بتاریخ ۱۲ ماہ مارچ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی
منصرم

وقت حاضری بدفتر کچہری گونڈہ ۱۰ بجے سے چار بجے تک۔

مایوسی، دشمنی، مذہب سے بیشتر داڑھی کے تینوں
عرض ساری ہوتی ہے اگر ہیں امکان قوی ہے کہ اندیشی
حالات دشمن باصطلاح غالب ترقی پذیر ہوں ؎
اس باعث تو ہے بلبلوں کی ضمانت کرکے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کارواں ہو کر

ہم نے یہ مانا کہ آپ ازروئے قانون یا رواج مذہبی لوگوں
کی داڑھیوں پر قبضے اور احتساب کا حق رکھتے ہیں
آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ داڑھی منڈوں کے نکاح
کی حلّت کو حرمت سے بدل دیں لیکن یہ مصیبت پہلی
مصیبت سے زیادہ مضر ہوگی یعنی کہ نکاح بدون
ریش سے جو پیداوار ہوگی وہ ساقط الملک زمین کی
پیداوار سمجھی جائے گی اور اسطرح خالص کھن میں خیر
صالح النسب بناس پتی روغن مخلوط ہو گئے ناگوار حد تک
کے انتشار کا باعث ہوگا نسب کے اعتبار سے ہوگی
کچھ دھن ہانڈیوں کی زیادتی آنو بے کی ناہموار گرتش
ہے۔ بل ناطق ہے۔ ... او توجہ وا

ر۔ تی ۔ ریش

پنچ۔ جناب ر۔ ی ریش صاحب!

آپ کا مضمون تاخیر کے ساتھ شائع ہو رہا ہے
اپنی بدنظمی سے اپنجانب خود ہی نالاں ہیں مگر مجبوری
و صد عیب۔

اسی دوران ریش و برادری میں ایک چھپا ہوا
پمفلٹ بعنوان "گناہ پر اصرار" ہمیں موصول ہوا۔
اس پمفلٹ میں عالیجناب داعی مطلق فرقۂ داؤدیہ
اسمعلیہ دام اقبالہ کے ارشادات درج ہیں تمہید میں
زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ "داڑھی ہر ایک
مسلم و مومن کے لیے ضروری ہے۔ اور دعوت ہادیہ سے
خارج شدہ افراد نے گناہ پر اصرار کیا اسلیے وہ نکال باہر
کردیے گئے انکا نکاح بھی صحیح نہیں ہوا۔ پمفلٹ پر
ہم آئندہ نظر کرینگے بالفعل استدعا رکھتے ہیں کہ اللہ
ان زنخداں پوش گورے یا کالے بالوں کے طوفان سے
محفوظ رکھے۔ دنیا میں یہ پہلا تاریخی فساد ہے (غالباً)
جو بی داڑھی خانم کے حلقوں برپا ہوا۔ یہ ہوتی ہیں تو
آفت برپا کرتی ہیں اور منڈتی ہیں تو بھی۔ کاش انکے

"تاخیر اشاعت مبنی بر مصلحت"

"یہ ہمیں ہیں او میرے پریزاد گھوڑے - دھیرا رہ"

ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
"دیکھیے پھولوں کی لاج رکھیے گل عارض کے رنگ سے اسکا رنگ پھیکا ہوا جاتا ہے خوشبو درکار ہے
تو یہ عطر حاضر ہے"
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

قائل ہیں کہ مفرورین کی نہر بدن سے جو رے خون جاری ہے۔ اسپتال میں ہیں۔ پولیس نے معاملہ اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ مرچاہے کرو دقار خلیفہ کو دیکھ کے کہتے ہیں، سَآوِی اِلیٰ جَبَلٍ یَعْصِمُنِی "ہم پہاڑ میں پناہ لیں گے وہ ہمیں بچا لے گا" یہاں تخت خلافت کی چہل خود ہی چکنا چور ہو گئی ہے جبکہ ہمیں لگا کہ وہ بجز لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ (آج کے دن کوئی بچانے والا نہیں) کہنے کے اور کیا فرمائینگے۔

ایک ضروری رزولیوشن

(برائے اسمبلی)

ہرگاہ کہ اسمبلی خدا کو اللہ میاں سے کسی قسم کا لگاؤ نہیں اور نہ وہ اس کے کاموں میں دخل دیتے ہیں لہذا اسمبلی یہ تجویز کرتی ہے کہ اگر نماز یا پوجا کا وقت دوران اجلاس میں آجائے تو اللہ میاں یا ایشور کے بہانے سے کوئی ممبر صاحب اپنی تقریر ادھوری چھوڑ کر یا کسی ضروری رزولیوشن کو بیچ دوراں بیچ بیرون۔ ہاں اور نہیں۔ وجود اور عدم۔ ایجاب اور سلب کی کشمکش میں مبتلا فرما کے ایوان اسمبلی سے جدائی اختیار کرنے کے مجاز نہیں۔ قرین قیاس ہے کہ اس مقول جمل کی عبارت شاید درقبول تک پہنچنے سے بھی قاصر ہو کہ گفتہ اند ؎

از برون نماز چہ حاصل بود کہ من ہمہ او
نشستہ روئے بمحراب و دل بہ بازاریم

دل میں تو یہ ہوگا کہ میرے دوست آنریبل مسٹر بے نماز تنہا پیش قاضی پٹیل جھک رہے ہونگے اور کمر جھکی رکوع میں۔ منہ سے کہینگے سبحان ربی العظیم اور دل میں ہوگا ما انصف انریبل قاضی پیٹل العظیم "(قاضی پٹیل نے انصاف نہیں کیا)۔

اشتغال اسمبلی موجب اختلال و خفقانِ دل ہے۔ اختلال باعث عدم حضور قلب۔ اور بدون حضور قلب نماز تمام نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے کہ سر سجدے میں مَن زند نور سخن میں "ہو تو انسان مرتبۂ اعظم سمجھا جائے گا۔ لہذا ممانعت ساقط شد۔ ہرکارہ فرمایان اسمبلی شاد باش یہ دوسری بات ہے

کہ نیز آزادی جائز باشد۔ اگر یہ رزولیوشن پاس ہوا تو پھر وہ لوگ مزے میں رہیں گے جنکے شعور عام [illegible] ؎

جو دل قمار خانۂ بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

نمک گاندھی

چہ خواہد شد؟

لوگ خواہ مخواہ پھڑپھڑاتے ہڑبڑاتے ہیں کہ آخر اس ہڑبونگ کا جو ملک میں پھیل رہی ہے کیا انجام ہوگا؟

اسوقت چند مسئلے درپیش ہیں:۔

(۱) مہاتما اپنی غیر مسلح فوج سے نمک کے قلعے فتح کرنا چاہتے ہیں۔

(۲) حکومت ایک طرف تو پٹھان نمک خواروں کا لشکر مرتب کر رہی ہے۔ دوسری طرف علاوہ نمک سانبھر نمک سیاہ، نمک شور، نمک سیندھا، نمک تلخ (پھٹکیا نمک) نمک عمّانی (امونیا۔ نوسادر) نمک سرخ (لاہوری نمک) کے جو ایک نئی قسم نمک (یعنی نمک گاندھی) پیدا ہونے والی ہے اُسے پانی میں گھول کے بہا دینے پر آمادہ ہے۔ اور یہ بھی ارادہ رکھتی ہے کہ منڈی میں اگر نمک گاندھی بکنے لگے تو اُسے ضبطی اور قرقی کی آندھی سے اُڑا دو۔ گول میز کانفرنس کی گردش سائمن کمیشن کی رپورٹ کی اشاعت۔ انگلستانی صنعت پارچہ بافی کی اعانت۔ یہ انکار مزید برآں۔

(۳) ملکی آبادی کی بڑی تعداد۔ تھوڑدلوں مطلب پرستوں نفاق انگیزوں۔ ڈرپوکوں۔ کاہلوں عیش پرور خوشامدیوں جاہلوں پر مشتمل ہے۔

ہمارے نزدیک اس چہ خواہد شد کا جواب بالکل آسان ہے۔ یعنی شورا شوری اور بے نمکی۔ چار دن کے بعد سائمن رپورٹ کی گڑیا جھولے لیکے تبت تولئی کیسی دھنک بانکڑی گوکھرو ٹیکے جھالر کرن۔ شیشے موتی سے بن سنور کے آجائے گی اسکے آتے ہی چند مشہور گل کے گڈے کھلنڈرے لیڈر اسی طرح ٹوٹ پڑینگے جیسے سینما کی نوخیالی پر تماشائی ٹوٹ پڑتے ہیں۔ آوازیں بلند ہونگی:۔

"واللہ نرالا کھیل ہے"

"یہ از خوش موئے لبس است"

"یہ جہاں رنگ نہیں وہاں رنگ بھی ملکے ہے"

"بڑی سخاوت کی اب اور کیا کری گھونٹا دے دینا"

"کیے ماہ گیرو دگیہ راہ بوسے گن"

"یہ ان سفارشوں میں فلاح کی صلاحیت موجود ہے۔ اگرچہ حقیقی صلاح و اصلاح نہیں"

"ہاں ہاں بھائی ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا

"اجی بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی سہی۔ سارا دھن جاتا دیکھیے تو آدھا دیجیے بانٹ" اس غوغا کے بعد خود ہندوستانی ہی ہندوستانیوں کی آزادی پر نکتہ چینی کرینگے۔ اور عجب نہیں کہ اس افراتفری کا اثر پولیٹکل مطالبات پر ایسا پڑے کہ نمک بھی بدستور رہے اور نمک کے مزے اڑانے والے بھی مزے میں رہیں۔

بے فائدہ خوش باوری

کیا ہنسی آتی ہے جب اخباری عنوانوں میں یہ عنوان نظر آتے ہیں

(۱) شاہ نادر خاں پر اعلیحضرت امان اللہ خاں کا اعتماد۔

(۲) اعلیحضرت امان اللہ اس دن کی دعائیں مانگتے تھے کہ نادر خاں بادشاہ ہو جائیں۔

(۳) اعلیحضرت نادر شاہ نے شاہ معزول کی خدمت میں اپنا تاج بھیجا ہے کہ آپ اسکے موتی ثریا خانم کی زنجیر پاپوش میں ٹکوائیے۔ یہی بخشش کا وسیلہ ہے۔

(۴) امان اللہ خاں شاہ معزول افغانستان کھانا کھاتے وقت شاہ جدید کا نام جب تک نہیں لیتے لقمہ نیچے اترنے سے انکار کر دیتا ہے۔

یہ کیا دل لگی بازی ہے۔ اجی چھوڑو بھی اس مسخرے پن کو۔ نادر شاہ کی خیر مناؤ اگر کہیں افغانستان میں انقلاب ہوا تو چاروں طرف دیکھو بھاؤ تاتے نظر آئینگے۔

مولانا پنچ کی ستیاگرہ

زمانہ اگرچہ ناموافق ہے آئین نظام اگرچہ خراب ہے مگر اودھ پنچ "تین ہفتہ کی تاخیر سے نکل رہا ہے ایک پرچہ کا مضمون تیار تھا مگر بفضل خدا گم ہو گیا لہذا تو وہ پرچہ نہ شائع ہو سکا۔ کوشش اندمالِ زخم ہو رہی ہے بشرطیکہ ناسور نہ ہو جائے۔ ابھی تک نیا منیجر بھی دستیاب نہیں ہوا

جلد ۵۱ نمبر ۱۰

مضامین

بابت ۱۰ مارچ ۱۹۲۱ء

جدید اللغات

(تتمہ ۲۴ فروری ۱۹۲۱ء)

تکیہ (۱) مولانا ماران معشوق جس کی جڑیوں کی زنجیریں عاشق کی رانوں میں نہ چھپیں (۲) تھیلے میں بھری ہوئی روئی جو شب ہجر میں معشوق کی قائم مقام ہے (۳) بروقت جنگ عاشق کو معشوق کی چوٹوں سے بچانے والی سپر (۴) ہم خوابی بعد از جدال معشوقانہ کی حالت میں مقل رقیب حد فاصل۔ یا دیوار قلعہ جائے پناہ۔

تلمیذ۔ نقال حقیقی۔ شاگرد استاد مصنوعی۔

تلبیس۔ جوہر اوصاف حکومت وقت۔ تمام دنیاوی کاموں کی کلید فتح۔ آئینۂ علم کو جلا دینے والا رومال۔ مکر و زور کی حقیقی بہن۔ "الدنیا زور لایحصل الا بالزور" دنیا مکر ہے اور صرف مکاری ہی سے حاصل ہوتی ہے)

تلہ۔ (ترکی) دام تہ خاک۔ استعارۃً گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء۔

تلخی۔ کار بے سرمایہ۔

تماشا۔ بستیاگرہ۔

تمدن۔ تلخی عیش کا دوسرا نام۔ بات کو بتنگڑ بنانا۔ اسباب کوتاہی حیوۃ حقیقی آزادی کا عدوئے حقیقی۔

تمغا۔ (ترکی) داغ پیشانی۔

تمکنت۔ خاصۂ مرجعیت (لیڈری)۔

تملق۔ گنجینۂ دست غیب۔ ہر دلعزیزی کے طلسم کی لوح۔ اصطلاحاً "الو بنانا اور الو بنا الو سیدھا کرنا"۔ دار و بے بیہوشی۔ نقل محفل امراء و حکام۔ دام الفاظ۔ سامع کو بیخود کر دینے والی شراب۔

تمسک۔ کاغذی پھانسی جو کسی غرضمند کے گلے میں ڈالتے ہیں۔

تمرد۔ ترقی کا پہلا زینہ۔ اعزاز نفس خود۔

تمادی۔ نان مرحوم خواہی کا جائز حیلہ۔ نادہند قرضدار کا پروانہ رہائی۔

تناسخ۔۔۔۔ چکر۔ روح کی ابدی بے قراری۔ دور تحقیق تسلسل ممکن۔ آواگون نسخ شاعری۔

تنخواہ۔ محنت گر پر زبان عالم۔

تنظیم۔ موزوں چھ تبدیلی۔ اہتمام صید اندازی۔

تناسل۔ بجائے نسلے پیدا کرنا۔ زمین کا بوجھ بڑھانا۔ ایک حماقت جس کا ارتکاب اہل عقل بھی کرتے ہیں۔

تنقیص۔ اپنی تکمیل کی فکر۔

توبہ۔ مرہم جراحت گناہ۔ زبانی کفارہ۔ زود شکن چیز۔

توالد۔ داڑھی کا موچنا۔ چندیا کا بالخورہ۔ جمع سوروثی بنی آدم۔

توارد۔ سرقہ جائز (باصطلاح شاعری)

تواتر۔ پاپوش کاری پیہم۔ رواج باسوری کا زور۔

تہذیب۔ وضع آبا و اجداد پر لعنت بھیجنا۔

بحث تائے ہندی

ٹائیں ٹائیں۔ غیر ضروری قوانین کے اجرا کی تمہید۔

ٹاپ۔ ٹیکس کی زیادتی۔

ٹاپنا۔ انگریز وائسرائے کی دعوت اہل ہندوستان کو۔

ٹرانا۔ قوی دلیل پیش کرنا۔ ستیاگرہ اصلی۔

ٹرٹرانا۔ کمزور دلیل پیش کرنا۔

ٹال مٹول۔ مسئلۂ حکومت خود مختار۔ اصول بالی۔

ٹرخانا۔ مطلب کا خفتہ کرنا۔

ٹرمیس۔ بس نہ چلنے کا دیباچہ۔

ٹپیانا۔ بسہولت راضی نامہ حاصل کرنا۔

ٹخ ٹخ۔ آہستہ خرامی۔

ٹلٹلانا۔ اظہار نوازش وہمی۔ یعنی اسمالی آرٹم۔

ٹیلینا۔ ہندوستانیوں کی نیک کمائی ہضم کرنے کا چرن۔ چندے کی رقم۔

ٹیپ۔ وہ دلیل معقول جس سے انکار اپنے بس کی بات نہ ہو۔

ٹیم ٹام۔ نمائش خیر خواہی۔

ٹوہ لگانا۔ خدمت خفیہ پولیس۔ مصنوعی ثبوت کا عرف عام۔

ٹھٹھا۔ شمع دل کی دیاسلائی۔

باقی آئندہ

راقم

ع : بلھوری

نقد سخن

نہ جانے دل میں ذوق جستجو کس کے جو پنہاں تھا
کہ راہ شوق میں ہر ہر قدم اک اک بیاباں تھا

مطلع کے شروع میں "نہ جانے" لایا گیا ہے۔ یہ متروک محاورہ ہے۔ آجکل "خدا جانے" اور "کیا جانے" بولتے ہیں۔ ذوق جستجو کے پنہاں اور آشکار ہونے کا فائدہ ظاہر نہ ہوا پنہاں ہی رہا۔ اگر ذوق جستجو دل میں پنہاں نہ ہوتا تو کیا راہ شوق میں ہر ہر قدم بیاباں نہ ہوتا؟ مصرعۂ ثانیہ میں "ہر ہر" کی تکرار غیر ضروری نے شاعر سے "بھرتی" بولوا دی۔ اور اسی طرح "اک اک" نے مطلب بدون تکرار بھی تمام ہو سکتا ہے "راہ شوق میں ہر قدم ایک بیاباں تھا"۔ دوسرے مصرعہ میں ہر ہر قدم کے بعد لفظ "پر" ظاہر ہونا چاہیے۔ شعر میں خیال کی یہ غلطی ہے کہ جب آپ کا ذوق جستجو بیحد بڑھا ہوا ہے تو آپ کو مسافت دشوار نہ معلوم ہونا چاہیے شوق کبھی دو بھر نہیں ہوتا۔ اور شعر سے بجائے عجلت کے ناگوارائی مترشح ہوتی ہے۔ حضرت آپ سے کون کہتا ہے کہ قدم بھر مسافت کو ایک بیابان یا بیابان عظیم بنا لینے کی مہم اپنے سر لیجیے۔

خدا جانے کہاں کا جزر و مد اشکوں میں پنہاں تھا
کبھی آنسو کا قطرہ تھا کبھی دریا کا طوفاں تھا

کبھی آنسو کا قطرہ اور کبھی دریا کا طوفاں کیا چیز ہو جاتی تھی؟ "اشک"۔ اور اسکا باعث کیا تھا؟ جزر و مد! اشک کی تصریح خود مصرعہ اولی میں موجود ہے لہذا دوسرے مصرعے میں اسکا ترجمہ کرنے سے شعر بھونڈا ہو گیا۔ جزر و مد اور طوفان میں فرق ہے۔ ہر رقیق مادہ میں طوفانی کیفیت ظاہر کی جا سکتی ہے۔

منطق کا ماتم بنام لارڈ ارون

وہی ماشاءاللہ صاحب میں تمہارے نواب کی زبانی
سنا کرتی تھی کہ انگریزوں کی قوم عورتوں کی عزت
کرنے میں تمام دُنیا کی قوموں سے بڑھ چڑھ کے
ہے مگر نام بڑا اور درشن تھوڑے۔ جب سے تم آئے ہو
ہندی سیکڑوں خط لکھ چکی مگر جواب ایک کا بھی نہ ملا
خیر میں خود بھی جواب کی طالب نہیں وہی مثل ہے
"ندیا تو گُنگُراتی کیوں ہے ہندی پاؤں ہی نہ دھر گئی"
اسکے علاوہ ہندی یہ ہے منطق تم اس علم سے بے بہرہ ہو
اور تمہارے اکثر ساتھی بھی منطق کی طرف سے بالکل
کورے ہیں۔ تم لوگوں کو بس یہی آتا ہے کہ اسے پکڑا اسے
بندی خانے بھیجا۔ اسکے پاؤں میں لوہے کے کڑے
ڈالے اُس کے ہاتھ ہتھکڑی سے جکڑے" بھلا یہ آہنی
اور فولادی منطق بھی کوئی منطق ہے؟ ساری دُنیا
کے منطقی اُن قضیوں کو دیکھ کے ہنستے اور حکم لگاتے
ہیں کہ حکومت جھوٹی ہے جب دلیل سے مقابلہ نہیں کر سکتی
ہارتی ہے تو قید و بند کی بودی بُھس بھسی دلیلیں پیش
کرتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قیدی کا دل مطمئن
ہو جاتا ہے عقل شاباشی دیتی ہے کہ تم حق پر ہو
تم جیتے حکومت ہاری۔ انسان کا منشا اسی بات کو
ہے جو عقل میں سمائی ہے اب تم یہ کہو گے کہ عقل
ناقص بھی ہوتی ہے کامل بھی ہماری عقل
کامل ہے اور ہندوستانیوں کی ناقص ہے
اور دلیل اس دعوے کی یہ دو گے کہ ہم اپنی
بات زبردستی منوا لینے کی قوت رکھتے ہیں تو ادھر
یہی جواب دے گا کہ غلط بالکل غلط سراسر غلط
مان لینے کے معنی تو یہ ہوئے کہ پھر کوئی سر نہ اُٹھاتے
اور ہم نہ ہوتے اور یہاں حال یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں
جکڑے ہوئے ہیں مگر دُنیا کو (زبان) منہ میں قرار
نہیں جب دیکھو فر فر چلے جاتی ہے۔ وطن ستارہ
ہندوستان آباد کو کیت برباد گاندھی زندہ باد
کے نعرے راتوں کی نیند حرام کر رہے ہیں۔ یہ صحیح ہے
کہ تم نے ذہنی عقلمندی سے قانون میں منطق سے
بہت کام لیا ہے جرموں کی تعریف اس طرح کی ہے کہ ایسکے
گھیرے میں ہر قسم کے افعال ہی نہیں الفاظ بھی پھنسے
ہوئے ہیں جو بات منہ سے نکلی وہی پھندا بن گئی
مگر الفاظ تو خیال کے باؤں کے مرید ہوتے ہیں
خیالی مجرموں کے واسطے کوئی قید خانہ ایجاد نہیں ہوا۔
منطق یہ کہتی ہے کہ میں فکر کو خطا سے بچانے کے لیے
پیدا ہوئی ہوں۔ تم اور تمہارے قانون قاعدے
اسکی پیروی نہیں کرتے۔ تم یہ چاہتے ہو کہ خیال چاہے
کچھ ہو ہمارے خلاف کوئی کلمہ کسی کے منہ سے نہ نکلے
اور قانون ایسے ایجاد کرتے ہو جس سے خواہ مخواہ
آدمی کو تنہا آ جائے اور کچھ اول فول منہ سے نکالنے پر
مجبور ہو جائے۔ منطق میں اسے "مصادرہ علے المطلوب"
کہتے ہیں جس میں کُبریٰ اور مطلوب یا نتیجہ جزو قیاس کا
ہو جاتا ہے اور ہم عورتوں کی اصطلاح میں مصادرہ

سمن لغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر — سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب اسسٹنٹ کلکٹر پرگنہ ردولی مقام ردولی۔
سید احمد حسن ولد سید اکبر علی ساکن و زمیندار موضع مرتیک پور
پرگنہ ستہ کھور تحصیل حیدرگڑھ مرتہن موضع بکاول پرگنہ
ردولی .... مدعی

بنام

سنگو رسرن ولد نامعلوم قوم کائستھ ساکن موضع پورا لی متعلقہ
موضع بکاول پرگنہ ردولی .... مدعا علیہ
بنام سکو رسرن ولد نامعلوم قوم کائستھ ساکن پورا لی
موضع بکاول پرگنہ ردولی

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ارضی رہن کے
پختہ بنگالی مبلغ ... کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے
کہ تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۳ ماہ اپریل ۱۹۳۰ء بوقت
دس بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے
قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب
دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات
کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ
وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال
قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب
دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات
پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز اُن کو پیش کرو۔
مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم نہ حاضر ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری
تمہارے مسموع اور منفصل ہو گا۔
آج بتاریخ ۱۳ ماہ مارچ ۱۹۳۰ء میرے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بعنقر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

بدست عوام فروخت کیے لیے

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

نمبر مقدمہ — سنہ ۱۹۳۱

بعدالت جناب چودھری محمد علی صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول
مقام ردولی ضلع بارہ بنکی۔
مسماۃ رابعہ بی بی بیوہ انطاف احمد قوم شیخ ساکن قصبہ
ردولی ضلع بارہ بنکی .... مدعی
بنام چودھری محمد رضا وغیرہ
بنام اشفاق احمد ولد رشید احمد قوم شیخ ساکن قصبہ ردولی
ضلع بارہ بنکی حال صدر مہتمم پولیس نظارت معربیہ
مقام سیہور ریاست بھوپال .... مدعا علیہ

ہرگاہ کہ مدعیہ نے تمہارے نام ایک نالش بابت بقایا منافع
حصہ ابتدائی ... لغایتہ ... کھاتہ کھیوٹ نمبر ۲
موضع ... پرگنہ ردولی ضلع بارہ بنکی کے دائر کی ہے
لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۳ ماہ اپریل ۱۹۳۰ء بوقت
دس بجے دن بمقام ردولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ
کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات
اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور
شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی
دعوے کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات
پیش کرو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔
تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے
تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔
بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۸
ماہ اپریل ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

بدست عوام فروخت کیے لیے

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

نمبر مقدمہ — سنہ ۱۹۳۰

بعدالت جناب چودھری محمد علی صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر
درجہ اول ضلع بارہ بنکی
مسماۃ رابعہ بی بی بیوہ انطاف احمد قوم شیخ ساکن قصبہ
ردولی ضلع بارہ بنکی .... مدعی
بنام چودھری محمد رضا وغیرہ
بنام اشفاق احمد ولد رشید احمد قوم شیخ ساکن قصبہ ردولی
ضلع بارہ بنکی حال صدر مہتمم پولیس نظارت معربیہ
مقام سیہور ریاست بھوپال .... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعیہ نے تمہارے نام ایک نالش بابت بقایا منافع
حصہ ابتدائی ... لغایتہ ... کھاتہ کھیوٹ نمبر ۲ موضع
... پرگنہ ردولی ضلع بارہ بنکی کے دائر کی ہے
لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۳ ماہ اپریل ۱۹۳۰ء بوقت
دس بجے دن کے بمقام ردولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو
مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات
اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور
شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی
دعوے کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات
پیش کرو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔
تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو
مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔
بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۸
ماہ اپریل ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

[illegible] جگہ بنا ایک مثال دی جاتی ہے " پھر بھی گھوڑے ہیں (دیکھیں) [illegible] " پھر بھلا تمہارے قیاس کا صحیح نتیجہ کیونکر نکل سکتا ہے۔

ذرا اپنے دماغ پر زور دے کے دیکھو تو یہ مہمل قانون جو سارڈا بل یا نکاح کے خطرے کے نام سے دنیا میں مشہور ہے کیسا مہمل ہے۔ نکاح بیاہ کا مسئلہ مذہبی مسئلہ ہے اور ہر مذہب میں جداگانہ ہے تم نے ایک ہی لاٹھی سب کو ہانک دیا اور پھر یہ بھی ڈھونگ ہے کہ ہم کسی کے مذہب میں دخل نہیں دیتے کیا ووٹ دینے کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟ پارسال میں اس قانون کے بارے میں کئی مضمون لکھ چکی ہوں۔ حد ہو گئی کہ مولانا پنچ جو کبھی شورش اور ہنگامے کے قریب نہیں پھٹکتے میرے مضامین کے قائل ہو گئے انھوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ اس پر "ستیاگرہ" یعنی "منڈ چراپن" کر دیتے اپنی بات پر جم "ٹھکو" ہو کے بیٹھ جاؤ ؎

یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اٹھیں گے
بیٹھے ہیں ترے در پہ تو کچھ کر کے اٹھیں گے

وہی ہوا۔ پہلی اپریل ہی سے قانون کی مخالفت شروع ہو گئی۔ چھ مہینے کا دولہا دو مہینے کی کپڑا سی دلھن۔ دونوں ماؤں کی گودی میں بیاہ دیے گئے۔ نکاح کو بجز مذہبی قانون کے اور کوئی قانون باطل قرار نہیں دے سکتا تمہاری حکومت کوئی قاضی تو ہے نہیں۔ نہ شادی کا قانون ہی قاضی کا منصب رکھتا ہے اب تمہارے لئے دو راہیں ہیں تیسری نہیں یا تو قانون صاحب ماں باپ کو دولہا دولھن سمیت جیل خانے بھیجیں (دیں) یا کہا دیں یا دوران نکلتے بچوں کے بچھڑے نہیں ہو گا آگ جانے لوہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے۔ پہلی صورت میں قانون صاحب قاضی نہ بن سکے تو جلاد بن بیٹھے۔ دوسری حالت میں اپنی بیبسی پر پچھتانے لگے اور جن بچوں کا نکاح خدا کی بدولت بند ہو گیا اگر کچھ اونچ نیچ ہوئی تو اونکی دعا لگ جانے میں یہی مثل ہے "بجاڑ لیا کا نینا بیر اٹھ کا کے کاٹے"۔

جس قانون کی یہ صفت ہو کہ جلے تو جلاد بنے تو بجڑا اوسکی تعریف کا کیا پوچھنا۔ قانون کی تائید کرنے والے اس بات پر زیادہ زور دیتے ہیں کہ لڑکیاں وقت سے پہلے اگر مردوں کے تصرف میں آجاتی ہیں تو کمزور اولاد پیدا ہوتی ہے اور ملک کو اسوقت پہلوان پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ قانون قبل از وقت تصرف کو جرم نہیں قرار دیتا وہ تو نکاح کو جرم قرار دیتا ہے اگر تصرف جرم ہے تو ماں باپ کیوں دھرے جاتے ہیں؟ یہ تو وہی مثل ہے "کرے مونچھوں والا پکڑا جائے داڑھی والا" اگر قانون ہی بنانا تھا تو یوں بناتے کہ۔

"اگر خلوت صحیحہ قبل از وقت ہو اور لڑکی والے (ولی) صحت کی نقصان رسانی کا دعویٰ کریں تو (بعد ثبوت ضرر صحت) ایسی خلوت سزا کے قابل ہو گی" سزا مالی ہو سکتی ہے جسے اصطلاح شرع میں "دیت" کہتے ہیں اور جو بہرحال معلوم کر دلائی جاتی ہے اور جسمانی بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ خلوت غیر شرعی طریقے سے ہو۔ (یعنی قصاص (نفسا) میں یہ مانتی ہوں کہ چودہ برس کی لڑکی بڑھیا نہیں ہوتی اور حساب لگا کے دیکھا جائے تو بہت کم شادیاں ایسی ہوتی ہیں جن میں لڑکی کی عمر چودہ سے کم ہو مگر نابالغوں کی شادیاں ہمیشہ کسی نہ کسی مصلحت سے ہوتی ہیں۔ ماں باپ کا حق ہے کہ اپنی اولاد کی بھلائی کا خیال رکھیں جو قانون اس قدرتی حق کو ماں باپ سے چھینتا ہے وہ مٹا دینے کے قابل ہے۔ حکومت عورتوں کی بھلائی چاہتی ہے تو وہ اس قسم کا مشورہ دے سکتی ہے کہ لڑکی والے ایسی مضبوط شرطوں پر نکاح کی باگ میں جس میں تو ڑ نہ سکیں اور توڑیں بھی تو فائدے سے خالی نہ ہوں مسلمانوں کی شرع یہاں تک اجازت دیتی ہے کہ لڑکی کا دل چاہے تو اسوقت تک ہمکارانہ [illegible] تک دولھا میاں سے یہ نہ قبول والے :-

"جعلت طلاقها بيدها"

یعنی جب اپنی عورت کے اختیار میں ہے جب چاہے اپنے مطلقہ ہونے کا اعلان کر دے خواہ دولھا میاں قبل سے راضی ہوں یا نہوں۔ یاد رہے کہ جن شرطوں پر نکاح ہوا ہے اگر وہ پوری نہ ہوں تو نکاح صحیح نہیں رہتا خود بخود قلابازی کھا جاتا ہے۔ خیر بات کے دہرانے سے کیا فائدہ۔ تمھیں اور تمہاری حکومت کو بے رتق مبارک رہے وہ خواہ مخواہ بیٹے میں پاؤں دفتر میں نام لکھ لیتی ہے اور ہندی کو ان بے وقوفیوں پر ٹھٹھے لگانا مبارک "خدا ہنستا ہی رکھے ہنستے گھر بستے ہیں۔"

جس شریعت نے دولھا دولھن کو اتنا آزاد رکھا ہو کہ وہ خود نکاح پڑھ لیں نہ مسجد کی ضرورت نہ ملا کی حاجت اوسکی آزادی میں تم ہاتھ نہ ڈالو۔ کچھ بھی نہ ہو گا۔ اب رہا بدانتظامی کا عذر تو دولھا اور دولھن والے خود سمجھدار ہیں وہ دستاویز لکھوانا بھی جانتے ہیں گواہیاں لینا بھی جانتے ہیں شرطیں بھی لکھوا سکتے ہیں۔

دَن - دَن - پٹ - پٹ

بہار آتشین (ہولی)

نہ چھیڑ اے نکہت بادِ بہاری راہ لگ اپنی تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

رجسٹری بھی کروا سکتے ہیں۔ آخر تیرہ چودہ سو برس سے شریعت جاری ہے کیا اب تک تمہاری نگاہ میں نابالغ ہے؟ توبہ توبہ گیا یہ ولایتی غنڈے نمک کی حس بھی کھو بیٹھے جو کبھی بالغ ہی نہ ہوئی۔ تھی ہی رہی کوئی حرج نہیں تو پیچ تمیں تو بھر کی میٹھی رہے۔ ہر سال نئی آنا ئیں کھلائیاں (قانون ساز) بدل جائیں اور پھر بھی عادتیں درست نہ ہوں۔

علیٰ ہذا القیاس نمک کا قانون بھی بے ڈھنگا ہے۔ یہ تو صحیح ہے کہ نمک پر محصول کیوں نہ باندھا جائے مگر بھلا پراسے ڈالے ست نمک لا کھانے کے معنی کیا ہیں۔ اسے گھر ہی میں خدا کا دیا نمک انبار موجود ہے۔ جو کوئی اس بات کو سنتا ہے اچنبھے میں رہ جاتا ہے۔ خیر نمک کی متعلق پیر آئندہ بحث کروں گی مضمون لمبا ہوا جاتا ہے کہیں تم گھبرا نہ جاؤ۔

خالہ یہ نہیں کہ تمہیں مشورہ دیتی ہے کہ بات بڑھانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ میں ثابت کر چکی کہ شادی کا قانون بلا دلیل ہے بیکار ہوا بھی ہے۔ مسلمانوں کو علاوہ یہ سینہ زوری پہ اور بھی جرات کی۔ لہذا بقول ڈونیا کے پیچھے دوڑ کر دو بڑھا لکھتا ہے۔ ی"

اسے اپنے پتلون کی جیب میں ڈال رکھو اور جس کو اس کی ضرورت ہو اس کے حوالے کر دو۔ جو لوگ اس کی تائید کرتے ہیں وہ اچھی طرح اس کی پابندی کریں۔ "آنکھوں کے لیے ٹھنڈک" اور جو اس کی پابندی نہیں کرنی چاہتے انھیں اپنے حال پہ چھوڑ دو۔ اگر کل انھیں بھی ضرورت ہو تو اختیار باقی ہے۔ کوئی اپنی اولاد کو چودہ اور اٹھارہ برس تک شادی یا بالی شادی سے بچائے رکھے تو اس میں کسی کا اجارہ ہی کیا ہے۔ آگے تم جانو تمہارا کام جانے۔ میں تو ہو گئی بڑھیا اولاد کی شادی بیاہ کر چکی اور تم بھی اٹھارہ برس سے زیادہ سن رکھتے ہو۔ بوڑھے ہونے کو آئے کیوں بیکار کی بہے ہے " سنتے ہو۔

راقمہ

نطق آرا بیگم

زین الموصف اور مسرور

(بقیہ ۳ مارچ ۱۹۳۱ء)

اب یہاں سے دو مدہ اتیں دو مختلف اڈیشنوں میں ہیں ایک تو یہ کہ زین قاضیوں کو دھوکا دے کے یہودی کو گرفتار کروا دیتی اور بھاگ جاتی ہے قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ دوسری کتاب میں ایک واقعہ زائد ہے ہم بہ تبدیل جمع دونوں کو درج کیے دیتے ہیں۔

"مترجم"

زین الموصف نے گھر پہنچتے ہی اپنی کارگزاری کی اطلاع مسرور کو اشتیاق نامہ کے ذریعہ سے دی اور لکھا کہ آپ کے عشق نے مذہب چھڑوا دیا۔ مگر اسکی شکایت ہی کیا محبت خود ہی ایک مذہب ہے۔ اب آپ مستعد رہئے ضرورت ہوئی تو بلا بھیجوں گی۔ سوتے غافل و غفلت سے کام نہ لیجئے گا ... اور نہ ضرورت ہوئی تو پھر حسب مقدور جلد ممکن ہوگا میں خود آؤں گی۔ یہ خط محبوب کے ہاتھ ایک ساقی نے بھیجا۔ کیا حسن کا خاتمہ اسی طرف روانہ ہو سکے وہ تھا اور وہ خود وقت کو غنیمت سمجھ کے والی دارالشاہ کے دربار میں پہنچی مگر اس وقت حاکم کی بدولت کچھ نہیں اور سے تھی بلکہ زیور دار اس خانزہ سے تہذیب تھی خیاب خلافت مآب کے سامنے بھی وہی قصہ دہرایا جو قاضی کو سنایا تھا پھر گوشہ نقاب چہرہ دیا ہے ہٹا کے سحر سامری کا کرشمہ دکھایا شطرنج کی طرح سشدر رہیں ہوتا عقل گم ہو کر اس بات پر یہودی سے محبت کا اقرار کرکے اپنے اشتیاق کی کہانی لے بیٹھا زین نے یہاں بھی انکار نہ کیا فوراً اقرار کر لیا کہ جب یہودی گرفتار ہو جائے تو دولت خانہ زینت "بسم اللہ تشریف لائیے کنیز نوازی فرمائیے۔ وہاں سے چلی تو راہ میں کوتوال صاحب پر بھی شمشیر حسن کا ایک وار کر ہی دیا وہ بھی لوٹ ہوئے اور عقد کی درخواست پیش کی۔ یہاں طبع گرہ کشا ہر مشکل کو ہیچ سمجھتی تھی چنانچہ حضرت بھی امیدواروں کی فہرست میں درج کر لیے گئے۔

کچھ دور آگے بڑھی تھی کہ لوہار کی دکان ملی۔ یہی لوہار تھا جس نے بیڑیاں کاٹی تھیں۔ یہ بیچارہ عشق کی آگ میں گھل رہا تھا دیکھتے ہی شاد ہو گیا کہئے لگانا کیسے کیا ٹھہری"۔ محبوب نے کوتوال اور والی کے وعدہ کر لینے کا حال سنایا۔ لوہار نے عرض کی "اب اس خادم کے سپرد کونسی خدمت ہے۔" زین نے فوراً جواب دیا "واہ۔ تمہارے احسانات ایسے نہیں کہ بھول جاؤں۔ جب سے تمہیں دیکھا ہے ہر وقت آنکھوں تلے تمہاری صورت پھرا کرتی ہے ایک کام کرو مجھے بڑی سی ایک الماری بنا دو جس میں چار خانے ہوں اور چاروں اتنے بڑے ہوں کہ ہر ایک میں ایک آدمی اچھی طرح بیٹھ سکے۔ دیکھو کل تک یہ الماری تیار ہو جائے"۔

زین الموصف نے اصرار کیا کہ اجرت طے کر لو مگر یہ بے چارہ شخص دل سی نایاب چیز نذر کر چکا وہ سونے چاندی کی پروا کیا کرتا۔

لوہار سے رخصت ہو کے یہ تینوں جب گھر پہنچیں تو یہودی غصے میں بھرا ہوا صحن میں ٹہل رہا تھا۔ دیکھتے ہی مستفسر ہوا کہ تم تینوں چڑیلیں کہاں گئی تھیں اور تمہاری بیڑیاں کس نے کاٹیں۔ شاید مسرور ملعون یہاں بھی آ گیا۔

زین الموصف کو اب دبنے کی کیا ضرورت تھی تڑ سے بولی "دور بھی ہو موئے کھوسٹ۔ کچھ شامت آئی ہے۔ بہت دو بتیر دکھاتا ہے۔ کل دیکھنا اگر اللہ خدا نے چاہا تو شنڈیاں کسی ہوں گی درے پڑتے ہوں گے۔ اسی میں خیر ہے کہ آج ہی ہمیں گھر سے نکال دو ورنہ بری ہو گی پچھتائے گا۔ پچھتانا کام نہ آئے گا۔ ارے او موذی خدائی خوار تجھ پر خدا کی مار۔ ہم تو بے کس ہیں مگر ہمارا خدا مجبور نہیں۔ اسکی بے نیازی کے صدقے جس نے رہائی کا سامان کر دیا۔ دیکھنا کل کیا ہوتا ہے"

رات بھر دونوں میں "تو تو میں میں" رہی صبح کو یہودی لوہار کی تلاش میں نکلا کہ ان کی بھاری بیڑیاں بنوا کے ڈالوں گا۔ یہ تو ادھر گیا اور ان تینوں نے کچہری کی راہ لی ... پہنچتے ہی داد بیداد فریاد کا غل مچایا قاضی نے فوراً پیادہ بھیجا کہ یہودی کو

پکڑوا ئے۔ میاں یہودی تو ہزار اور بیڑیوں کی فکر میں تھے کہ نزدہ ہنس گئے اور بڑے پھنسے۔ پیادہ کشاں کشاں کچہری میں لایا۔ اسے دیکھتے ہی قاضی نے آنکھیں نکالیں۔ اور کہا یہ کیوں بے ملعون شقی۔ حریم ناس پر تصرف بیجا کرتا ہے اے دشمن خدا خدا سے نہیں ڈرتا ہے۔ خیریت اسی میں ہے کہ ان مخدرات مسلمات کا مال انکے حوالے کر اور لعوبت تمام انھیں ان کے گھر پہونچا ورنہ بصورت خلاف وا ختلاف تیری جلد (کھال) بھس میں بھس بھرا دیا جائیگا۔ تکفیر مسلمین کی پاداش میں ٹکہ اٹھائے گا ڈرے کھائے گا۔

یہودی کے حواس فرما ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ عدلیہ (نکڑ) انصاف ہیں جو ہے وہ اسی کی سی گاتا ہے۔ بیچارہ عذر کرنے لگا کہ یہ عورتیں جھوٹی ہیں ان کی بیگم بھی یہودی اور یہ بھی یہودی ہیں۔ انھوں نے میرا مال خوب لٹایا۔ آشناؤں کو کھلایا۔ جب میں انھیں یہاں لایا تو یہاں بھی نیا گل کھلایا۔ حضور کے ہاتھ انصاف ہے "

یہ کلمات سنتے ہی۔ محبوب نے کہا "لا الٰہ الا اللہ" سکوب نے کہا "محمد رسول اللہ" زین الوصف بولی

"بہ ذلک امرت و انا من المسلمین" متوفی سمائے حبیب آپ اور سارے عملہ معلوم تم بھی گواہ رہنا کہ نہ ہی مسلمان ہے۔ ہم نے جبراً یہودی ہونا قبول نہ کیا تو اس ملعون نے ہمیں چار چوٹ کی مار دی قید خانے میں بند کر دیا۔ کلمہ پڑھنے کے بعد تم خدا کے یہاں جواب دے لینا کہ تم نے چند مسلمان بیکس عورتوں کو ایک ظالم کافر کافر یہودی کے پنجے میں دیدیا"

ان کلمات سے تمام حاضرین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ مسلمان ہونے کے لیے زبانی اقرار کافی ہے۔ یہودی میاں پر پوری مار پڑنے لگی وا ویلا مچایا۔ دہائی تہائی چوتہائی۔ داڑھی نچی گریبان پھٹا۔ چہرے لال ہوئے منھ کالا ہوا۔ آخر قید خانے سدھارے۔ میعاد کا حال معلوم نہیں۔

زین الوصف۔ محبوب۔ سکوب۔ گھر لٹیں۔ متفرق اسباب کی گٹھریاں باندھیں۔ صرف فرش اور ہر وقت کی ضرورت کا سامان رہنے دیا۔ آج کی رات آرام سے بسر ہوئی۔ نیند بھر کے سوئیں۔ ناگاہ قاضی مشرق شعاعوں کے پیادے ہمراہ لیے دار القضائے فلک پر نمودار ہوا۔ (باقی آیندہ)

اثر طبع یکے از مخدرات فاضلہ ایران

شیخنا ہر خدا دست مدار از سرما شیخنا این ہمہ ترویر مکن در برما
کس ندیدہ است کہ گل پردہ نشین بودہ نیہا تا بہ کے ور کفن تیرہ بود پیکر ما
عصمت آن نیست کہ در پردہ بود محجوبہ شیخنا دیدہ خود بند نہ ای ہتر ما
گوہر پاکی ما ہست بدست خود ما ورنہ چادر نہ بود حافظ این گوہر ما
از بر خویش بکن کسوت تزویر ریا خود چہ دیدہ ای ہست یکے سا تر ما
شیخنا عجب نیا نیست پر شیدا آمد پاکی دامن ما ہست خود ش رہبر ما
چادر ما نہ بود علت پاکی نہاد دامن پاک بجایے کہ شود زیور ما
دیدہ شہرت خود را نابکور کہ ہست عصمت عفت ما تا بہ ابد ہمسر ما
چادر آن نیست کہ مستور کند عیب حافظ عیب عمل ہست خود این ہتر ما

اے ثمین ما مکن تیرہ کفن از برخود
چون سبب گشتہ سیہ کاری این کفو ما

مرزا جہانگیر اصفہانی
طہران

پنچ۔ مسز آسیتم کو گل پہ لنثوی۔ دل شوی تا در سینہ ات نگاہداریم۔ بیچارہ "شیخ" چہ جان دارد حالا تو مالک کار خودت شدی۔ ہاں پردہ از رخ و جامہ از بر دور کردہ

رقص وسمائے معارضہ گرہش کن ؎
دلبرا ہر خدا دست میار از سر ما
دلبرا ایں ہمہ ترویر مکن در بر ما
پاکی نیم در ہیں سلسلہ چیزے اشتر
انچہ گفتیم بود گفتہ پیغمبر ما

التماس

(۱) پرچہ کی اشاعت میں تاخیر ہونے کی وجہ سے ہیں جرأت نہوئی کہ جن حضرات کی مدت خریداری ختم ہو گئی ہے ان سے تجدید پیمان خریداری کا تقاضا کرتے۔ شرم دامن گیر تھی۔ اب اکثر حضرات کو سال گذشتہ کے نا مشدہ پانچ پرچے بلکہ ان سے زیادہ وصول ہو چکے ہیں مگر انھوں نے سال جدید کی قیمت اور نہیں فرمائی۔ اگر خریداری منظور ہو تو دفتر سے اطلاع دینے کی راہ نہ دیکھیں خود ہی یا دیر زور دے کے انگلیوں پر حساب لگا کے یا جنتری دیکھ کے منی آرڈر کے ذریعے سے روپیہ عنایت فرمائیں اور ہو سکے تو نئی فرمائشیں بھجوائیں۔ سات آٹھ ماہ سے کارخانہ کو مسلسل نقصان پہونچا ہے۔ اور مشتہدین "منیجر صاحب نے تو براہ نوازش و پاس حق نمک اپنی روپوشی کے ذریعے عظیم الشان فائدہ کارخانے کو پہونچا ہی دیا۔ حسابات اور رجسٹر کی دیکھ بھال سے جدید منیجر کو فرصت متفرقہ اطلاعی خطوط لکھنے کی نہیں ہے۔ وہ خریداروں سے رحم کی التجا کرتے ہیں۔ قبول فرمائیے۔

(۲) ۱۹۲۸ء کی مجلدات اودھ پنچ جن میں مسلسل مفید۔ اخلاقی اور فلسفیانہ مضامین اور کارٹون ہیں دفتر ہذا میں برائے فروخت موجود ہیں یہ مجلدات باعتبار فوائد ادبی و اخلاقی اپنی آپ ہی نظیر ہیں جلد منگائیے اور اپنے کتاب خانے کو ان سے محروم نہ رکھیے۔ قیمت فی جلد مع محصول چھ روپیہ

ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا
اور درویش کی صدا کیا ہے

ایڈیٹر

REGISTERED
LUCKNOW
1930
OUDHPUNCH
Oudh Punch
Lucknow
1930
M B Khan Artist Budawan Lucknow

توجہ ــــ ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ ساحروں یا مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر یہی اودھ پنچ صرف اپنی نفاست پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے۔ دیکھئے کہ ہر حرف میں فرق ہے کہ افادات کی جہت سے اس کی اشاعت بے روک ٹوک رعایت نکتہ چینی صحیح تنقید و انکشافات اور بنیادی اصطلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھئے۔ انشاءاللہ سال بھر کے پرچوں میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ انجیر خیما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ توہم کر نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جواب دہ ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اودھ پنچ لکھنؤ

جلد [illegible] نمبر ۱۱

مضامین

بابت ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء

منطق آرا بیگم بنام لارڈ ارون

لاٹ صاحب! میں نے ۲ مارچ کے خط میں نمک کی شورش اور حکومت کے قریب گلے کے متعلق سارے خیالات ظاہر کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

سچ پوچھو تو اس نمک سازی سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ نمک کا محصول یا اسکی قیمت گورنمنٹ اپنے کلیجے میں رکھ لیتی تھی اور یہاں کے باشندہ ان کو اس آمدنی سے کوئی فائدہ نہ ہو پہنچتا تھا۔ میں مانتی ہوں کہ ہر گھر میں نمک بنا اور نمک کے دام نہ دینا پڑے یعنی ادھی کی کوڑیاں بچ رہیں تو اس سے کیا ہوگا۔ ایک دن کے خرچ کے قابل نمک پانچ گھنٹے لگاتار محنت کرنے سے اُس مقام پر بن سکتا ہے جہاں کی زمین سلونی ہو پھر یہ نمک بھی خالص، مزے دار اور صاف نہیں ہو سکتا۔ کہیں شورے کا مزا کہیں نوشادر کا مزا کہیں مٹی کی کیچڑ کا رنگ کہیں ریت کی ملونی آمیزش کہیں کچھ کہیں کچھ۔ تندرستی پر جو اثر اس نمک سے پڑے گا وہ کھاتے ہیں۔ اسکے علاوہ لاگت بھی دونی بلکہ چوگنی آئے گی۔

۱۸۵۷ء میں جب میری عمر کوئی چار یا پانچ برس کی تھی سانبھر کی جھیل کا نمک بازاروں میں یک بخت بکنا موقوف ہو گیا۔ لاہور سے کھنگر کے کھنگر لال نمک کے آنے لگے اور اُسکے کھانے سے شہر بھر میں وہ کھجلی پھیلی کہ الله دے اور بندہ لے۔ جتنے آدمی سڑک سے نکلتے تھے سب کے ہاتھ بغل میں چلتے دکھائی دیتے تھے۔ راہ چلتے میں تو کھجا رہے ہیں باتیں کرتے ہیں تو ہاتھ چڈھوں میں ہل رہے ہیں بیٹھے ہیں تو سونے والیوں کا یہ حال کہ ترازو میں ترکاری اٹھا کے رکھی اب ہاتھ رکھنے کی فرصت نہیں تھی انکا شیخ سند کھلیں! ہے "اے بڑھا اسو دا تول! ہر جواب دینا تک ٹھہر جاؤ دیتی ہوں" صاحبزادی دم لو ڈیل میں کھجلی ہو رہی ہے۔ کھجلی کی بیماری کا کہنا بچوں کی طرح دھنیں گھستی ہوتی ہے اُس کی گودی سے اتری دوسرے کی گودی میں پہونچی۔ خدا خدا کرکے سودا سے لتھڑے ہوئے ہاتھوں کو تھوڑی سی دار ملی ڈنڈی اٹھائی ابھی پلڑے کے اونچ نیچ کا حال نہ کھلا تھا کہ دھڑ سے آواز آئی ترازو بیٹھے ترکاری زمین پر ڈھیر اور بی کی دونوں ہاتھ رکھ کے جھگڑے میں مبتلا۔ منہ کھل گیا۔ دانت نکل پڑے باچھوں میں چرسیں پڑ گئیں ناک چڑھ گئی اور کھبر کھبر کی آواز کھال سے آنے لگی۔ ہائے اس کھجانے میں وہ مزا آتا تھا کہ شاعروں کو ستم یار میں وہ لطف ملنا محال ہے۔ اگر اسوقت کوئی سارا لوکرا لوٹ لیتا تو اُسے خبر نہ ہوتی۔

ابا جان اُس زمانے میں سرکاری ملازم تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ کچہری میں ایک حلوائی پر کم تولنے کا مقدمہ چل رہا تھا۔ مجسٹریٹ صاحب کے سامنے جب وہ آیا تو اُس سے وکیل اور پولیس نے سوالات پوچھنا شروع کیے وہ کمبخت کھجلی میں سر سے پاؤں تک سنا ہوا تھا۔ کچہری کا داب حاکم کا ادب پولیس کا رعب وکیل کے سوالات کی گھبراہٹ ایک طرف اور کھجلی کا زور ایک طرف۔ پہلے تو اس نے بہت ضبط کیا مگر آخر دونوں پاؤں آگے بڑھائے پشت کی سمت اتنا کھنچا کہ دہرا ہو گیا آنکھیں بند کیں اور دونوں ہاتھوں سے زور زور سے لگا کھجانے ریلی ہوتی جسکی خوشبو سے حاکم کا دماغ معطر ہوا جاتا تھا بجلی ہو کے گر گئی۔ صاحب نے فرمایا "بول یہ کیا کرتا؟" پولیس نے ڈنڈے کا ہوا دیا "یہ سرکار کی مہراسی کرتا ہے" وکیل نے ننگی کرامات دیکھ کے منھ پھیرا۔ مگر حلوائی کو اپنے لڈو گلاب جامن کی خبر تھی نہ ڈانٹ پھٹکار کی وہ ساری جان سے زمین پر کھڑا جھولا جھول رہا تھا۔

"ابے تیرا نام؟"

"صاحب کھجلی ہوتی ہے"

"کہاں رہتا ہے"

"حضور، کھجلی سے دو مہینے سے پریشان ہوں"

"پیشہ کیا ہے"

"یہ کھجلی حرامزادی ہمسکی طرح پیچھے پڑی ہے"

"ابے تو سودا کم تولتا ہے۔ باٹوں میں تلبیس کی ہے؟"

"ہائے ہائے کھجلی۔ اوں۔ اوں۔ اوں"

آخر مجسٹریٹ صاحب نے حکم دیا کہ اسے باہر نکال دو مقدمہ ثابت نہیں۔ اگر مجسٹریٹ یہ نہ کرتا تو شاید گھی اور مردار سنگ کیلے کے مرہم کی بو سے دوسرے دن دماغ معاملہ فہم میں ایسی کھجلی لگتی کہ ذرا آجاتا۔

میں سمجھتی ہوں کہ یہ نمک استعمال کے لیے نہیں بنایا جاتا صرف اس خیال سے گاندھی جی نے یہ تجویز کی ہے کہ سرکاری قانون کے مرچیں لگیں۔ اور وہ حلوائی کی طرح کھجاتے کھجاتے ننگا ہو جائے۔

ہندوستانی مسلمانوں میں رسم ہے کہ دولھن کا نکاح ہو جانے کے بعد رخصتی کے روز دولھا کے یہاں سے

اطلاعنامہ بنام دائنان نسبت تعین تاریخ سماعت درخواست دیوالہ

دفعہ ۱۹ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء

بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر مقام ہردوئی۔

درخواست دیوالہ نمبر ۳ سنہ ۱۹۳۰ء

مقدمہ قرار دیئے جانے دیوالیہ مسمی بلدیو ولد ماکھن۔ اشرف علی چھٹے لال انت لال پسران بلدیو اقوام حلوائی ساکنان گوپی گونڈہ تحصیل سنڈیلہ ضلع ہردوئی

بنام مہاجنان

ہرگاہ مسمی بلدیو وغیرہ نے عدالت ہذا میں بذریعہ عرضی مورخہ ۱۸ ماہ اپریل ۱۹۳۰ء درخواست کی ہے کہ وہ حسب منشا ایکٹ دیوالیہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء دیوالیہ قرار دیا جائے اور تمہارا نام فہرست دائنان میں جو درخواست مذکورہ کے داخل کی ہے پایا جاتا ہے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عدالت نے تاریخ ۲۶ ماہ مئی ۱۹۳۰ء واسطے سماعت درخواست مذکور العدر اور لینے بیان مدیان کے مقرر کی ہے۔ اگر تم کچھ اس معاملہ میں پیروی کرنا چاہتے ہو تو اصالتاً یا بذریعہ وکیل جو حال مقدمہ سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو معہ ثبوت حاضر ہو۔

آج بتاریخ ۱۸ ماہ اپریل ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

بحکم کیسی دیال منصرم

(دستخط انگریزی)

مہر عدالت

بکھا دیکھی جھرے روکے بھی آدمی ست ہو سنے
چھنے میں آپ ہی جب ان کی نگرانی کرتی پھرتی ہے کہ
جنگل ہی میں آ کے زمیں شاعروں کے پھندے میں نہ
پھنسیں جو بگڑی کے چور کی گردن مارنے پر تلا
ہوا ہے شاعر کتنا ہی ہے

ہے مکس کی نبض ہر ہر نواح چنگ تھا
طور نغمہ کا لک ریز ہے آہنگ تھا

(باقی آئندہ)

راقف

منسلق آرا بیگم

محاورات نسواں

جناب منیر لکھنوی اُن لوگوں میں ہیں جنھیں اردو زبان کی لفظی و معنوی تحقیق کا شوق ہے جناب موصوف نے اپنی چند کتابیں ہمیں عنایت کی ہیں مذکورہ بعد رسالہ اُن میں سے ایک ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ پُرانے زمانے کی عورتیں مردوں کی زبان پر چڑھے ہوئے الفاظ کا اپنی زبان پر جاری کرنا داخل عیب سمجھتی تھیں۔ کچھ یہ بات نہیں کہ وہ پڑھی لکھی نہ تھیں نہیں جن خاندانوں میں تعلیم کا رواج تھا اُن کی لڑکیاں اکثر فارسی عربی حدیث فقہ عقائد کی کتابیں پڑھتی تھیں مگر آگرہ علاوہ لڑکیوں کی بزرگ عورتیں اُنھیں مردانی بولی پر ٹوک دیتی تھیں "ہائیں یہ "واللہ باللہ" کیسی؟ یہ بات چیت کا انداز کیسا؟ اس روک ٹوک کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اُنھیں ضروری الفاظ گڑھنے پڑے پھر ان گڑھے ہوئے لفظوں میں بھی چند امور کا لحاظ کیا گیا (۱) الفاظ میں خشونت اور کھردراپن یا سختی نہ ہو (۲) لوچ ہو اور کانوں کو بھلے معلوم ہوں اور سننے والے (خصوصاً مرد) کا دل لبھانے والے ہوں (۳) فحش نہ ہوں (۴) ان میں کنائے اور استعارہ کی لطافت موجود ہو یعنی اگر وہ کسی مرد کے سامنے بولے جائیں تو نسوانی غیرت اور شرم کے خلاف نہ سمجھے جائیں۔ (۵) ان الفاظ میں دین داری اور تقدس کی احتیاط بھی ملحوظ رہی

خشونت نہ ہو اور لوچ ہو۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو بالکل ظاہر ہیں مگر فحش و فاحش نہ ہونا کسیقدر تصریح طلب ہے۔ مثلاً بیماری کی حالت میں انھیں طبیب کے سامنے بعض اعضا کا نام لینا پڑا تو اُنھوں نے ایسے الفاظ بیان حال کے لیے وضع کیے جو عامیانہ فحش کی ہوا سے بالکل محفوظ ہیں۔ حکیم صاحب ٹھیکری (غلق رحم) میں سوجن ہے۔ معمول (یا ماہواری خون) میں فرق ہے۔ جب سے پاؤں بھاری (حمل) ہوا سر میں دھمک رہتی ہے۔ آنچل (سرپستان) پکا ہوا ہے۔ کوکھ کی رگ (معدہ جو چھاتیوں سے متصل ہونے کی وجہ سے قابل ستر ہے) میں میٹھا میٹھا درد ہوتا ہے بچے کی گھر (اعوجاج رحم) یعنی کل سیدھی نہیں ہے بیٹھی ہے دکھ = عضو و آرام) کنایہ اور استعارے کی صدہا مثالوں میں سے چند یہ ہیں "سر میلا ہے۔ بے نماز ہوں" شریف خواتین کی زبان میں کنایہ ہے ماہواری نجاست سے۔ اسی محل پر بسبب درجے کی عورتیں کہتی ہیں "ایام سے ہوں"۔ "کپڑوں سے (صیغہ جمع) ہوں"۔ فلانی لڑکی خالہ تھی یعنی کنواری نہ تھی (عام اس سے کہ نا روشنیز کی فطرۃ ہو یا کسی گناہ کا نتیجہ ہو) خالو ما ایک درخت کے پتے کو کہتے ہیں جسے گرم کر کے زیر ناف باندھنے سے حمل گر جاتا ہے یہاں اسکا اثر یعنی زوال بکر مستعار ہے۔ فلانی عورت بٹیلا ہے یعنی لگا ہے کہ خواص اسمیں نہیں ہیں۔ کنایہ ہے اندام نہانی بکسر یعنی الانقباض ہونے سے کہ شل یا گرہ کے ہو جائے۔ جیسے عربی میں رتقاء کہتے ہیں یا ہڈی پیدا ہو جانے سے کہ قابلیت انزال کی وزفافت کی معدوم ہو جائے۔ فلانی مرد ابیلہ (بیلے معروف) ہے فارسی میں بیلہ نہر جاری کو کہتے ہیں کنایہ ہے اس امر سے کہ وہ عورت کے ساتھ مباشرت نہیں کرسکتا۔ ایک نہر کی طرح بہہ نکلتا ہے۔ تقدس اور احتیاط کا مقتضی یہ ہے کہ نجاست کے عالم میں کوئی مقدس نام زبان پر نہ آنے پائے۔ چنانچہ متبرکوں کلام بڑی روٹی۔ قرآن کے نام ہیں۔ عموماً بچوں کے نام لاڈلے۔ دولہا۔ ربکہ پیارے منے۔ مکمن جانی بیگم۔ کامنی بیگم نواسی جان۔ سبدا ابی بی۔ اسی احتیاط کے بگاڑ ہے ہوئے ہیں۔ سچ ہے ضرورت ایجاد کی ماں ہے اور

آرڈرہ کا عدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

سمن لغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب سید حسن ارشاد صاحب بہادر منصف امیٹھی مقام سلطان پور۔

بیجے بہادر سنگھ ولد پتھیراج سنگھ ساکن ظفر پور پرگنہ امیٹھی ضلع سلطان پور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مدعی

بنام

رام بہرشاد وغیرہ

بنام رام پرشاد تیواری ورسیشر تیواری پسران گیا دین ساکن ظفر پور پرگنہ امیٹھی ضلع سلطانپور ۔ مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ملکیت کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ دھم ماہ مئی سنہ ۱۹۳۰ء وقت دس بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جملہ دستاویزات کو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۰ ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری کچہری منصفی امیٹھی ضلع سلطانپور ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک۔

صیدا

د۔ سنا دوست! مچھلی بہت ہوشیار ہے“

ث۔ ”مگر شست میں بھی مقناطیسی کشش ہے“

زنجارت چمنت بر بہار منت ہاست
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
دیکھیے پھولوں کی لاج رکھیے گل عارض کے رنگ سے اس کا رنگ پھیکا ہوا جاتا ہے۔ خوشبو درکار ہو
تو یہ عطر حاضر ہے
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مت کرو کوئی شخص [illegible] لیکن [illegible]
نے ضعیفی دور کرنے کی [illegible]
پہونچے ہیں اعضا کو حرکت دیتے ہیں [illegible]
اور [illegible] اعضا کو [illegible] حرکت
دینے [illegible] کتاب [illegible]
گئی ہے کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں کتاب
زیادہ تر بیماریوں کے لئے مفید ہے گھر بیٹھے ورزش
ورزش تحریر کرنے کا موقعہ ملنے کی وجہ سے بعض
بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے
مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی مقبولیت
کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف [illegible]
تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

قلم دوات لے کر جلد بیٹھ جائیے

ورنہ پچھتائیے گا

ایک کارڈ لیجیے لکھنا شروع کیجیے۔ لیکن کیا لکھیے گا۔ سُنیئے
بیماریوں کو آسانی سے دور کر لینے کے لئے۔ ہم ایک رسالہ بنام
خوراک وصحت تیار کر کے مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ رسالہ
بتلاتا ہے۔ کہ کس طرح خوراک لینے سے آپ ہمیشہ تندرست
رہ سکیں گے۔ اور کس طرح آپ کی بیماریاں دور ہونگی۔
کس طرح آپ خوش رہیں گے۔
بس۔ اسی کتاب کا مطالبہ کیجیے ہم مفت روانہ کر دینگے
ایک ایڈیشن ختم۔ دوسرا موجود تیسرا شائع ہوگا۔
وید شاستری۔ جام نگر کاٹھیاوار

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دیجائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائیگی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم
کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے نہ بکنے پرچے واپس نہ لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات اور جاہل
خود غرض طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس
ہو چکے ہیں لہٰذا عالم یاس میں عجائبات صحت حاصل کرنا
یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ لکھنؤ
نامور تجربہ کار اور حاذق اطباء کے مشہور نسخہ جات سے
فیض فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ لکھکر
دواخانہ معدن الادویہ کی فہرست مجدید طلب فرما لیجئے کہ
فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے
تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر
منیجر دواخانہ معدن الادویہ کٹوری ٹولہ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ سنہ ۲۸ و ۲۹ء

(۱) اُردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی
ادبی اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خزانہ کتب
میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد ۶ معہ محصول ڈاک
(۲) سنہ ۱۹۲۸ء کی چند ششماہی جلدیں جولائی سنہ ۲۹ء
لغایت دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں
قیمت مع محصول ڈاک ۳
(۳) جلد سنہ ۱۶ء کے (۵ نمبر) ان نمبروں میں انشاپردازی
کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے شائقین
کو جلد طلب فرمانا چاہیئے قیمت عہ علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم طرز
مراق عجب دلچسپ نظم ہے۔ ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ
استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ر
ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر بھیجیے

المشتہر
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہندوستانی ایکاڈمی صوبہ متحدہ

مطبوعات

۱۔ ازمنہ وسطیٰ میں ہندوستان کے معاشرتی اور اقتصادی
حالات۔ از علامہ عبداللہ بن یوسف علی۔ ایم اے۔
ایل ایل ایم۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مجلد ۱۲
۲۔ ایضاً ایضاً غیر مجلد عہ
۳۔ اُردو زبان اور ادب از سید ضامن علی ۔ عہ
۴۔ مغلوں سے پہلے عرب اور ہندوستان کے تعلقات
از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ للعہ

زیر طبع

۱۔ مسلمانوں کے تمدن پر ہندوؤں کا اثر۔ از مولانا
محمد امین صاحب عباسی ۔ ۔
۲۔ قرون وسطیٰ کا ہندوستانی تمدن۔ از را سے بہادر
مہامہو پادھیائے پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا۔
۳۔ ہندی شاعری۔ از ڈاکٹر اعظم کریوی۔ ۔ ۔
۴۔ ناتن (جرمن ڈراما) ترجمہ مولانا محمد نعیم الرحمان
صاحب ایم اے۔ ایم آر اے ایس ۔۔۔۔
۵۔ ترقی زراعت۔ از خان صاحب مولوی محمد عبدالقیوم
ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت الہ آباد ۔۔۔۔ ۔۔۔

رجسٹرڈ نمبر اے ۵۸۳   ۱۹۲۳ء

غذائے روحا[illegible]

معرف ا[illegible]ت

کیلئے

وہ [illegible] جن نے بیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھانے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پہ

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پہ کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھدیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ نادر اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
1930

مسز آر ایچ ایم بنام لارڈ ارون

(نمبر ۲)

(۳)

"پکڑ دھکڑ کا مسئلہ"

شکلی میں بھی تخم غم بودیے
وہ سمجھاتے سمجھاتے خود رودیے

واہ صاحب تم ایک طرف تو یہ چاہتے ہو کہ دُنیا تمہارا اکلیہ پھرے تمہارا نام جیسے تمہیں الفت محبت کے ساتھ دیکھے دوسری طرف یہ خواہش رکھتے ہو کہ ہماری قوم کا بھلا ہو جو لوگ ہماری حکومت میں رہتے ہیں وہ اپنے اپنے دل مطلب بھول جائیں ٹکٹکی باندھے صرف ہماری صورت دیکھتے رہیں اور یہ مراد پوری نہ ہو تو بس ملک بھر جن لوگوں کو پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ ہیں رقیب انہیں مشکیں باندھ کے جیل خانے بھیجدینا چاہیے۔ کوئی خفا ہو تو ٹھینگے سے جھلائے تو جوتی سے بھلا یہ باتیں چلنے والی ہیں تمہاری قوم کی حالت یہ ہے کہ ساری زمین کا نقشہ سامنے رکھ کے دیکھتی اور خیالی قلعے بنانے لگتی ہے :۔

یہ ہے ہندوستان ہم نے اسے جھنڈے بجا کے کی لڑائی لڑنے کے بعد حاصل کیا ہے (یعنی فتح کے ٹھیکے لیے ٹوڑا پیسہ اپنا لگایا فوج یہاں کی یہ تی کی جیب یہاں کی زری قوت سے ملک فتح ہوگیا تو لیتا رہے یا دیتا) ہے نہایت عمدہ ملک اجی دُنیا کے سر کا تاج ہے گرم ہے سرد ہے سیر حاصل ہے ہٹ ہے میدان ہے۔ پہاڑ اس میں۔ زراعت کے قابل زمین اسمیں۔ ہر قسم کا تخم یہ قبول کرے۔ ہر قسم کا میوہ اسمیں پیدا ہو۔ وسعت میں ایک چھوٹی موٹی اقلیم۔ لوہا چاندی سونا۔ ہیرا۔ جواہر۔ نمک۔ پیتل۔ گندھک۔ پھٹکری۔ سوڈا سجی۔ جو چیز درکار ہو افراط کے ساتھ ہے تو اب جو یہ ملک اپنے نصیبوں کی خوبی ہماری شامت کی بدنصیبی سے ہاتھ آگیا ہے تو بھائی اسکی حفاظت کرنی لازم ہے ایسا نہ ہو کہ آپ دوبارہ سنبھالے کے وانوں کی طرح باگ موڑ لے اچھا تو اسکے ارد گرد کیا ہے؟ چین! ہاں چین ایک مستقل پر قوت سلطنت ہے دل بھی رکھتی ہے بادل بھی اور ایسی قوم تمام ملک میں آباد ہے اس سے ڈرنا چاہیے۔ اور ہو سکے تو ہندوستان کی حفاظت کی خاطر اسے چین! بولو آؤ۔ اور وہ؟ وہ ہے برہما یہ بھی ایک قوم بھلا کیا ہو جو یہ قوم بھر جائے۔ نہیں صاحب! ہندوستان کے فائدے کی خاطر اس کا بھی غیر کے قابو میں ہونا مصلحت کے خلاف۔ اور یہ کیا ہے تبت! مضبوط قوم ہے مگر جاہل۔ کچھ حصہ اس کا بھی اپنے پاس رہنا ضروری ہے۔ یہ افغانستان ہے طورے پشت ایک زمانے میں ہندوستان کا حاکم رہ چکا ہے اور یہ لو یہ فارس ہے یہ پلاؤ کھا کے مونچھوں پر تاؤ دینے والی قوم ہے اس وقت کچھ خوف نہیں مگر دُنیا ترقی کر رہی ہے۔ اور یہ یہ یہ عدن ہے اور وہ وہ رہ وہ عراق کہلاتا ہے۔ اُدھر یہ جنگجو ٹھہرو جی یہ افریقہ کا کنارہ ہے واہ اتنا نزدیک! فرعون کیسے رہنے کی جگہ بالکل ہندوستان کے راستہ میں۔ الامان الحفیظ ہم تو چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں:"

اب شیخ چلی کے تخیل نے ایسا زور باندھا کہ آئی تیری بنیاد اور تمہاری قوم نے پڑوسیوں میں سے ایک چندیا بھی ایسی نہ چھوڑی جس پر پھونک کے ٹیپ جڑی ہو میں نہیں جانتی کہ سوتی بھڑیں جاگیں اُنھوں نے ڈنک نکالے یا پھر چھتے میں بیٹھی رہیں۔ لیکن اتنا جانتی ہوں کہ پڑوسیوں میں سے کوئی تمہاری بدولت ہندوستان کا دوست دکھائی نہیں دیتا حالانکہ تہذیب تعلیم اور شائستگی پیدا ہونے کے بعد ہندوستان خود اپنی حفاظت کر سکتا ہے۔ اُسے اپنی حدیں بڑھانے کی ہوس نہیں وہ قوت رکھتا ہے اور پڑوسیوں میں سے کوئی اُسکے ساتھ عداوت رکھنے کا لوتا نہیں رکھتا۔ اسکی لیئی ہوئی عقل پھر سے دماغ میں سما چکی ہے۔

ان وہمی باتوں کی پیش بندی پر جو صرف ہو رہے ہیں وہ بھیک منگے ننگے دھڑنگے ہندوستانیوں کو کھل گئے۔ اور اُن میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جو اپنی بات پر آڑ گیا ہے جتنی تمہارے وہم کی وسعت اتنی ہی اُسکی ضد کا دائرہ ہے اس نے جان دے کے اہل ملک سے محبت کے عہدنامہ پر دستخط کروا لیے ہیں۔ تمہاری قوم گردنوں پر بار ہے اور ان کی محبت دلوں کی مالک ہے۔ اب تمہیں فیصلہ کرو کہ انکی پکڑ دھکڑ سے ہوگا کیا؟" ایک میدان سے ہٹے گا دوسرا آئے گا۔ ذرا یہ بھی خیال رہے کہ تم نے کب سے رعیت پر انھیں ٹال رکھا ہے۔ کتنے وعدے ہیں جو تمہاری قوم نے زبان دے کے پورے کیے؟ صنعت حرفت فوج اور دوسرے محکموں کو دیکھو۔ ان میں ہندوستان کے فوائد کے نام سے خاک اُڑتی ہے یا نہیں۔ آخر کب تک زبانی وعدوں سے لو لگائے بیٹھے رہیں ؎

ایک مدت تو ہول حشر کو ہوتے ہوتے
پسلیاں دُکھنے لگیں قبر میں سوتے سوتے

اے ہے میں تو پھر بکواس کرنے لگی پسلیں ہو گئی اب ہماری تو یہ مثل ہے :۔

[illegible]

(ذکر دوقل) مار مار تیری ہتھیلی پر اسے موری عادت جائے

دو دن لد گئے جب انھیں ہندوستانیوں کا یہ حال تھا۔

ماں ماں کا ہی ماں پکار (گنوار و) مارے ہارے گتیاں تیری آس

آس کیونکر ہو۔ بات کہہ کے مگر جانا ہو تو کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے بقول شخصے

آنکھوں دیکھا بہت پڑا موہے کانوں سنے و

مانگا اور نہ ملا۔ مانگا اور پٹے۔ خودداری اور بھاری بھرکم پنے کو دخل دیا اور بات پوچھی نہ گئی۔ سنتے تھے بن مانگے موتی ملے۔ مانگے ملے نہ بھیک۔ مگر موتی ملا نہ بھیک ملی۔ اے بی سی ڈی کے چند حرف وہ بھی کسی نے پائے کوئی منہ تکتا رہ گیا۔ دعویٰ یہ کہ صاحب آئینی طریقے سے جو کچھ طلب کرو گے وہ دینگے۔ عمل یہ کہ نمک کا محصول بڑھانے پر خلقت رضی نہیں مگر قانون بن بھی گیا چل بھی گیا۔ ولایتی مال پر اتنا ہی محصول لگانا جتنا کہ وہ سرت باہر کے مال پر لگا یا گیا عین مصلحت ملک مگر نہ تم کچھ کہو ہم تو اپنی ہی کریں گے۔

پرائے مال پر یا حسین

زبردست مارے اور رونے نہ دے

لوگ خصوصاً ... خیال کرتے ہیں کہ سیدھی انگلیوں گھی نہیں نکلتا۔ کچھ نہیں ہے تو جان ہی دیے دو۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اب جان کا اور کوئی مصرف دنیا جہان میں باقی نہیں۔ اور ہم نے :

یہ کمر باندھی۔ گاندھی اور کئی بڑے آدمی کہتے ہیں کہ لاٹ صاحب کا دل ہندوستانیوں پر آگیا ہے مگر بیچارے اپنے قومی فوائد یا بالائی حکومت سے مجبور ہیں۔ ایشیا میں محبت کا قانون دوئی پسند نہیں کرتا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

سراسر سنگ ہو یا موم ہو جا

دوسرا کہتا ہے ؎

یا زجاناں یا زجاں بایست دل برداشتن
کار عاشق نیست در یک دل دو دلبر داشتن

یہ تو ملا پچھے مار کے سرخ رو بنتا ہے ایسی گھاتیں ہم خوب سمجھتے ہیں۔ دیکھو تو سہی یہ محبت اور یہ پکڑ دھکڑ ؎

صبحدم مرغ چمن با گل نو خاستہ گفت
ناز کم کن کہ دریں باغ بسے چوں تو شگفت
گل بخندید کہ از راست نہ رنجیم ولے
ہیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت

"کیوں جی کوئی ناجائز محصولی مال؟"

"ہاں! چوری کا نمک۔ بالکل خلاف قانون مال"

"اوہ! یہ کوئی چیز نہیں۔ جائیے"

گل بصدے سجود بر آشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بدعہدی دہر بیں کہ در چندے ہنوز
سر بر زد و غنچہ گردد بشگفت و بریخت
اگر ... زمانہ میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر ساز لکھنؤ
سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجئے۔ بہار باغ ناپائدار ہے۔ اور اس کی خوشبو پائدار ہے

وہی اشتعال ہوا

من میں شیخ فرید اور بغل میں اینٹیں

لاٹ صاحب تم محبت جتانے کے ساتھ یہ بھی تو کہتے جاتے ہو کہ ابھی دیکھو تمھاری شورش روکنے کے لیے ہم سب کچھ کرینگے اور کوئی دقیقہ نہ چھوڑینگے جس کا ہمیں قانونی اختیار ہے۔

ارجھا جی۔

پھر بھی گھوڑے ہیں سے۔ تم نے اُڑائیں میں نے بھون بھون کھائیں

اچھے عاشق ہیں کہ معشوقوں سے جیلخانے بھر رہے ہیں۔ زلیخا نے یوسف کو بندی خانے کی ہوا کھلائی بےشک رسم عاشقی کے خلاف کیا مگر لاٹ صاحب کوئی زلیخا نہیں۔ وہ تو ایک ناقص العقل عورت ذات تھی کسی یونیورسٹی میں اُس نے تعلیم نہیں پائی تھی۔ آخر لاٹ صاحبوں کو زلیخا بننے کی فکر کیوں ہے۔ وہ کیوں یوسف نہیں بنتے۔ جو اُن کی سج دھج صورت دیکھ کے ترنج کے بدلے ہندوستانی اپنے ہاتھ کاٹ ڈالیں۔ بازار مصر میں چل یوسف کا سامنا کر کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلتے ہیں وہ دیکھو۔

اڑی اڑی طاق بیٹھی

الیسی جانب میں ۹

شگفتہ ہو دلِ پُر داغ کچھ یہ کھیل نہیں
منڈھے چڑھے جو کبھی وہ میاں یہ بیل نہیں

تب اسی طرح ہر معاملے کی گتھیاں سلجھائے صاف نکلا تمھارے سامنے رکھا جاتا تو یہ بات جو بات منطق کے خلاف ہے وہ کبھی ٹھیک نہیں سکتی۔ جب تم سختی کروگے تو تیزی کا دعویٰ تو ڈھلا ڈھلا پلپلا ہو جائے گا یہاں تک نوبت پہونچ چکی کہ دنیا بھر کہنے لگی۔

یا سر نہیں یا سر وہی نہیں

بیٹھے ہیں ترے در پہ تو کچھ کرکے اُٹھیں گے
یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اُٹھیں گے

(۴)

”چکر گھنی کا نفرنس کا معاملہ“

لاٹ صاحب میں نے اب کرکے یہ بات سُنی کہ ”گول میز کانفرنس بھی کوئی بلا ہے۔ اللہ جانتا ہے اتنی عمر آئی گول میز بھی دیکھیں مگر اُن میں کانفرنسوں کا کہیں پتا نہ تھا جب میں نے پہلے پہل یہ الفاظ سُنے تو میں سمجھی کہ جس طرح لڑکے کھیل کود میں کہتے ہیں“ لھا جا الی کی پتی پہ چکر گھنی سرکار بھی کھلنڈری ہے وہ بھی رعایا سے کبڈی کھیلتے وقت کہتی ہے ”کھا جاؤ گول میز پہ چکر گھنی“ لیکن تو اب صاحب سے معلوم ہوا کہ نہیں صاحب ایک بڑی میز بچھے گی اسکے ارد گرد بڑے بڑے داڑھی مونچھ والے عقلمند لونڈے بیٹھیں گے اور اپنی عقل کی تُلی کو اُسپر

اودھ پنچ لکھنؤ
رجسٹرڈ نمبر ا ے ۳۰ ۶
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی
اور
ایک گراموفون کی طرح مُحروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کی کیفیت کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم میں مصنف نے
اساتذۂ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر
قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا
ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ اُنکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ
صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں
موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک ہر حال ذمۂ خریدار۔
المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No. L.85.
"LUCKNOW"
OUDHPUNCH
1930
Oudh Punch Lucknow
M B Khan Artist Dogawan Lucknow

توجہ

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ [illegible] کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح جاہل [illegible] پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس [illegible] کی تقلید بھی کرنا [illegible] کر رہے ہیں اودھ پنچ صرف اپنی لطافت و ظرافت [illegible] اور معقولیت سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نظر کی کمی پر تیوریاں چڑھا بیٹھیے کہ [illegible] میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ زمانے کی اصابت پر روئے سخن رعایت نکتہ چینی پنچ [illegible] اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے پرچے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر [illegible] روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر مزید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خاص اپنی تحریروں کے وہ خود ذمہ دار [illegible]

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو [illegible]

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

کیا بات ہے ... جائے ...
... پولیس ... از لیپ جانا پی گہہ
... جو آگ ... لگی سے کند ماں آمد

بھینس میں چنگی ڈول جا والگ کھڑیں

ڈھٹائی اور بے رحمی کی شہرت عام ہو رہی ہے اور پولیس خود اپنے چال چلن سے اپنی بے گناہی کا ثبوت نہیں دیتی بلکہ اور روز دلیری پر کمر باندھے نظر آتی ہے۔ وہی مثل ہے۔

منہ پر پھیری لوئی تو کیا کرے گا کوئی

ایسی حالت میں کانگریسی ہندوستانوں کو یہی سوجھی کہ وہ ان کا بھی بائیکاٹ کریں عجب یہ ہندوستانی ہو کے ہندوستانیوں کے ساتھ ایسا برا اور غیر قانونی سلوک کرتے ہیں تو پھر ان سے الگ تھلگ ہی رہنا چاہیے۔

غور کرو کہ پولیس یا سرکاری ملازموں کے ہاتھ سودا نہ بیچنا یا اُن سے مقاطعہ (بائیکاٹ) کرنا عوام کا کام ہے یا کانگریس والوں کا؟ کانگریس والے صرف زبان سے کہیں گے۔ مگر عملی کاجواب سودا بیچنے والوں یا خریداروں کے اختیار میں ہے۔ باقی رہی کروڑ کی آبادی میں کانگریس سے کتنوں کا تعلق ہے؟ عام ناراضی نہ ہو تو کہیں بھی تحریک چل سکتی ہے! حاشا للہ کبھی نہیں!

تم کہتے ہو کہ اس بارے میں مؤثر تدبیر یا اقتدار کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر یہ نہیں بتاتے کہ علاوہ قانون بنانے کے اور کونسی کارگر تدبیر ہو سکتی ہے۔ اور وہ کامیاب طریقہ کون سا ہے جو کام میں لایا جائیگا یہی نہ کہ

بنیا تولتا نہیں پوری تول

پولیس کہے گی اور ڈنڈے کے زور سے کہیگی۔

اچھا پولیس نے بنیے سے جنس حاصل کر لی دام اول تو دینے کی ضرورت نہیں دیے بھی تو کم دیے۔ اور دونوں طرح اُس نے آرڈیننس کی تعمیل جائز طریقہ کروا لی پھر یہ تو بنیے کے اختیار میں ہے کہ دام نہ لے اور دکان لٹنے دے۔ اگر یہی تھا اس آرڈیننس کا مطلب تو کیوں لاٹ صاحب کیا یہ طریقہ پبلک اور کاروباری آدمیوں کے حق میں انصاف اور ترس کا ہو گا اور اس آرڈیننس کی یہ علت کہ عوام کی آزاری کو بحال کرنے کے لیے یہ حکم نافذ ہوا صحیح ہو گی؟ کیا ہر شخص کو یہ اختیار نہیں کہ دکان بند کرے اپنے گھر میں بیٹھ کے جس کے ہاتھ چاہے سودا بیچے جسکو چاہے ٹھکا دے۔

دوسرا امر یہ غور کے قابل ہے کہ جو بنیا کانگریسیوں کے

سکھانے پڑھانے سے آگیا اُس کا مال سرکار کے نزدیک ضبطی کے قابل ہے یا نہیں؟

تیسری بات یہ کہ کیا ایسے انسدادی تدابیر سے حکومت لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت کی بنیاد مضبوط کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ وہی مثل ہے۔

”کہا کانے مُزارے مولی دے۔ کہا یہی سُہاون بول“؟

(دکانا بھی کہتے ہو۔ مولی بھی مانگتے ہو)

لاٹ صاحب تم نے شاید ایک حکایت نہیں سُنی۔ ارے میری اماں ایک اتاوہ سوتیا ڈرا کی ایک حکایت بیان کیا کرتی تھی۔ یعنی ایک میاں تھے وہ گئے کنوئیں پہ پانی پینے کنوئیں کی جگت سے ایک مینڈکی پھدک کے نکلی اور ان کی گود میں بیٹھ گئی۔ اسکی اچھل کود میاں کو اتنی بھائی کہ روز کنوئیں پر جاتے لونگ سپاری پستہ بادام ساتھ لے جاتے اور پکارتے:۔

”آئینگی بی مینڈکی پیاری بیٹھیں گی گود ہماری چابیں گی لونگ سپاری“

بی مینڈکی فوراً اچھلتی کودتی چلی آتیں اور لونگ سپاری نقل کرنے لگتیں۔ آپ جانیے لونگ سپاری میوہ ترکاری کی غیر معمولی خریداری ہو اور بلی ٹھہری

ولایتی شراب اور ہندوستانی نمک

"نمک خوارِ گلشن ہے سیاست میری"

"کیا ہے ؟"

"نمک !"

"نمک ہے ؟ تو مرچ کی فکر کرتا ہوں"

"ہاں مرچ بھی کام دے گی بشرطیکہ شراب میں نہ پڑے وہ سرکہ بنے اور سرکہ چٹنی کے کام آئے"

ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
دیکھیے پھولوں کی لاج رکھیے گلِ عارض کے رنگ سے انکا رنگ پھیکا ہوا جاتا ہے۔ خوشبو کا ہے
تو یہ عطر حاضر ہے
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطر میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

غذا [illegible] ئی

[illegible]

وہ بے نظیر کتاب جس نے ہر جگہ دھوم مچا دی

اور

ایک گراموفون کی طرح مغنیوں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر [illegible] کے قواعد سے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERD No 785
LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
قیمت پیشگی اہل ہند سے
سالانہ
ششماہی
ممالک غیر سے
سالانہ
ششماہی
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
1930
M B Khan Artist Dugawan Lucknow

توجہ نمبر

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تکے مضامین نہیں ہوتے [illegible] کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح [illegible] ہے۔ دوسرے [illegible] کی [illegible] گر یہی اودھ پنچ صرف اپنی لطافت مضامین اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ جمع کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے کہ کہ ہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی [illegible]۔ زمانے کی اعانت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح تنقید و اطلاعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر کیجیے۔ ان شاء اللہ سال بھر کے عرصے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ماہنجر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیم کا واسطہ دلانا خلاف حیثیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ جنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر آئندہ خریداری منظور ہو تو بذریعہ اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔ مشتہر [illegible]

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی طرف پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۵ نمبر ۱۵

مضامین

جون ۱۹۳۰ء

منطق آرا بیگم بنام وائسرائے

(مسلسل)

لب یا بد عیسیٰ ہر کیا کوئی ہو جو معجزہ ساز ہو
ہم اسے کہیں گے مسیح دم دلِ مردہ جس نے جلا دیا

اِس صاحب اتنا سچ ہے۔ مگر جو دل جب جیتی زندگی ہی میں مردہ ہو جاتا ہے تو پھر جھنجھوڑیاں دینے شانہ ہلانے خاک شفا کی چٹکی کھلانے آبِ حیات کی بوند پلانے پر بھی ہلتا جلتا اور آنکھ نہیں کھولتا۔ وہ دل دل ہی نہیں جس کی چہل پہل مٹ چکی ہے جس کی امنگ گزر چکی ہو۔ آدمی مرتا ہے موت سے دل مرتا ہے یاس سے۔ موت ابھی کہ جھنجھٹوں سے نجات پا کے انسان دوسرے عالم میں چلا جاتا ہے جہاں سب زندہ دکھائی دیتے ہیں۔ یاس بُری جس کے پیدا ہوتے ہی عالم کی ہر چیز مردہ دکھائی دیتی ہے۔ وہی حکومت کامیاب حکومت ہے جو دلوں کو مرنے نہ دے۔

اگلے زمانے میں جو بادشاہ یا وزیر یا کوتوال رعیت کے خیر خواہ ہوتے تھے وہ بھیس بدل کے راتوں کو نکلتے اور دلوں کی ٹوہ لیتے پھرتے تھے۔ لاٹ صاحب تم بھلا کاہے کو اتنی زحمت اٹھاؤ گے جلاؤ لشکر پھیری دھونسے نوبت نقارے توپ کی سلامی چھوڑ کے فقیروں کے بھیس میں نکلو اور کھوج لگاؤ کہ ہندوستانیوں کا دل مر چکا یا ابھی کچھ سانس ڈکار باقی ہے مجھے یقین ہے کہ ہر گلی کوچے سے یہی صدا سنو گے ؎

اتنے دل تو نے سُلائے مرا جی جانتا ہے
وہ ستم بھی نے اُٹھائے مرا جی جانتا ہے

پہلے تو انگریزی حکومت نے دوست پیدا کیے تھے گویا اب ہاتھ سے اب تو دشمن پیدا کر رہی ہے۔ ان دشمنوں میں کچھ تو نوجوان کم سن الھڑ بے پروا زندہ دل ہیں اور کچھ افسردہ دل بجھی ہوئی شمع جلے ہوئے پھول روندی ہوئی گھاس مایوس جوانوں کو اپنے بزرگوں سے انگریزوں کے بارے میں یہ سبق ملا۔

من کے بھیتر ہت نہیں منہ سے کہیں سنیہ
جل میں جیوں چھائیں پڑے شیتل ہوئے نہ دیہہ

جس سے سراسر پشیمانی اور بے اعتباری ٹپکتی ہے گویا انھیں انگریزوں کی دوستی میں نفاق اور دھوکا یا خود غرضی کی بو محسوس ہوئی۔ خود وضع داری نباہ گئے اور بچوں سے وصیت کر گئے کہ میاں ہم تو حماقت میں پھنسے مگر تم سمجھ بوجھ کے قدم اُٹھانا۔ اگر حکومت کی مٹی اُلٹ نہ جاتی تو وہ اپنی ساکھ بگڑنے نہ دیتی جس طرح نئی پود نے انگریزی معاشرت کی آؤ بھگت کی تھی اُسی طرح وہ حکومت کے طرز کو بھی پسند کرتی۔ اُن کے سامنے پولیٹکل کتاب کے دونوں صفحے کھلے ہوئے تھے اُنھوں نے دیکھا کہ انگریز اپنی قوم پر کس طرح اور دوسری قوم پر کس طرح حکمرانی کیا کرتے ہیں۔

اپنا پوت پتنگر دوسرے کا ڈھنگر

ہے۔ ایک ہے روزی کا ٹھیکرا دوسرا ہے پیٹ۔ روزی کے ٹھیکرے میں سے جو کچھ نکلتا ہے وہ پیٹ میں چلا جاتا ہے۔ اُنھوں نے یہ بھی دیکھا کہ روزی کا ٹھیکرا نظیر اکبر آبادی کا چھوٹا ہوتا جاتا ہے ؎

نوچا پیند افاقہ اُسے گلا نمارد
پانی کا گرمیوں میں جھجھر ملا کوا پیا

وہ وقت بہت قریب ہے کہ چھیدوں کی کثرت سے کوئی چیز اس ٹھیکرے میں نہ ٹھہرے اور کھانے والے جس ہنڈیا میں کھائیں اُسی میں چھید کر کے انگلیاں چاٹیں۔ اُنھوں نے رخنہ بندی کے لیے ہر سطح واویلا مچائی۔ مگر وہی مثل ہے:

لینا دینا کیسا محبت بڑی چیز ہے

ہم ایسے ہی فسادات کے تحت میں سمجھتے ہیں:-

کیا معنی کہ لڑائی جھگڑا خواہ ملکی ہو یا معاشرتی یا
مذہبی بلکہ ہے جب مہذب ملکوں میں تجارتی
خونریزیاں اور ملکی خانہ جنگیاں آزادی کے منافی
نہیں تو مذہبی اتحاد کا للہ بازی کیوں خاص آزادی
میں ایچ ہو گی؟ پالیٹکس میں اتنی نادگی کبھی آپ کو
اپنے ملک میں بھی سوجھی تھی؟ کہ:-

دُنیا ہے عرض کی بندی غرضیں جب آپس میں
ٹکراتی ہیں تو خواہ وہ غیر ہوں یا عزیز اسلامی ہوں
یا بیرونی اپنے ہوں یا بیگانے دشمن اور جان کے
بھوکے خون کے پیاسے نظر آتے ہیں۔ رائے کا
اختلاف ہر حال میں خونریزی کا سبب ہو سکتا ہے۔
اور ہر ملک میں موجود ہے۔ ایسی ہی دُنیا کی ماتا
پیٹ میں گھسی ہوئی ہے تو جرمنی میں اٹلی میں
روس میں خانہ جنگی اور دھول دھاں ہوئی
آنکھوں کھٹکتی رہے اُسوقت کیوں نہ آپ کی
قوم نے ان کی نگاہداشت اور نگہبانی کا حق
ادا کیا۔

سنا تم نے؟ میں اتنی آزاد خیال تو نہیں ہوں
سوت کا غم سہتے سہتے غمزدگی کی عادت
ہو گئی ہے مگر اس رپورٹ کو دیکھ کے اتنا ضرور
کہوں گی کہ:-

تفصیل جو زندگی رہی تو آئندہ لکھوں گی۔

راقمہ
منطق آرا بیگم

اسلامی دُنیا

مصر سے ایک اُردو رسالہ نکلا ہے اور خاص
اہتمام سے نکلا ہے پیمانہ ۲۰×۳۰ لکھائی
چھپائی بہت خاصی۔ کاغذ چکنا سفید تصویردار
ہے۔ سرپرستہ و اتحاد کے ارادے بلند ہیں۔ اسلام اور
مسلمین کے کارنامے (بزمانہ ماضی و حال و مستقبل)

اسمیں بیان ہوں گے۔ اُردو کی خوش قسمتی ہو کر
پہلے اُردو رسالہ ... مصر
بھی اس نے اپنی جھلک دکھائی۔ جو نمبر اسوقت
پیش نظر ہے وہ ہر لحاظ سے پسند ہے لہذا امید
سمجھے کہ ہمیں پسند ہے تو دوسروں کو بھی پسند ہوگا۔
یہ فرض مسلمین ہند کا ہے کہ وہ اسکی خریداری میں
سبقت فرمائیں۔ اُردو ہونے کی جہت سے ہم تو
جملہ اہل ہند سے کہتے کہ بھائیو اس کی خاطر
تو اضع کرو مگر پرچہ ہے خاص۔

اس نمبر میں پالیٹکس کا کوئی اہم مضمون نہیں ہے
مگر پہلا ہی داؤں ہے قبضہ سکت تھی وہ ورزش
میں صرف ہو گئی۔ اسکے علاوہ قلم سے کتابت نہیں
ٹائپ کی بہت سی غلطیاں بھی صحت سے رہ گئیں
ابھی ہی تعجب ہے کہ ہمارے دوست مولانا محمود احمد
عرفانی کو وہ کمپوزیٹر کیونکر مل گئے اسے از سرنا پا
غائب ہونا چاہیے تھا۔

اطلاعنامہ بنام رسپانڈنٹ مشعر اطلاع تاریخ مقررہ سماعت اپیل

عدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول کھیری مقام لکھیم پور
مقدمہ اپیل نمبر ۱۲ سنہ ۱۹۳۰ء
بھرت سنگھ نابالغ بولایت مسماۃ جسود اکنور بیوہ خوشحال سنگھ
قوم ٹھاکر ساکن سنو ابگینہ بیگوار ضلع کھیری اپیلانٹ
بنام
شیو شنکر لال وغیرہ رسپانڈنٹ
اپیل بنارضی نیلامی بعدالت صاحب کول عدالت جناب
منصف صاحب بہادر کھیری مقام لکھیم پور
مورخہ ۱۳ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء
مسماۃ رام پیاری بیوہ ہیرا سنگھ قوم ٹھاکر ساکن گمہا گپور
بنام مسماۃ کیلا کنور بیوہ نرسنگھ ... بیگوار ضلع کھیری
مطلع ہو کہ اپیل بنارضی ڈگری و تجویز اس مقدمہ نمبر
مسمی بھرت سنگھ نابالغ نے پیش کیا اور وہ اس عدالت میں
رجوع و رجسٹر ہوا اور اس عدالت نے تاریخ ۱۴ ماہ جولائی
سنہ ۱۹۳۰ء واسطے سماعت اس اپیل کے مقرر کی ہے اور
اگر خود تم یا تمہارا وکیل یا کوئی اور شخص جو قانوناً تمہاری
طرف سے اپیل میں جواب و سوال کرنے کا مجاز ہو
حاضر نہ آئے گا تو اس کی سماعت اور تجویز تمہاری
غیر حاضری میں یکطرفہ کی جائے گی۔
آج بتاریخ ۲ ماہ جون سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت
سے جاری کیا گیا۔
دستخط حاکم بحروف انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری دفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

"چھپ! چپ!!"

"باران رحمت" اور شکاری

کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

توقع رکھنی چاہیئے کہ اہل ہند اور اہل مصر میں اتحاد و اتفاق کی نسبت سے اسلامی دنیا مسلمانوں کا چہلا فتنہ ہے۔ خدا کرے مضبوط رہے۔ متعلق نمونہ قیمت معلوم نہیں نمونہ منگا لیجیے یا کچھ زر نقد بصیغۂ پیشگی آرڈر بھیج کے جاری کرا لیجیے پھر دیکھا جائیگا ملنے کا پتا مدیر اسلامی دنیا ثبت الند۔ نمبر ۵ شاہ ... لکھنؤ (دفتر)

۵ و فیصدی آبادی جب ہل کی پھال سے سطح ارض پر جدول کشی کرتی اور بیلوں کی دم مروڑتی نظر آئے تو بیار و فلاح کی صورت کیونکر نکلے؟ اسلام کے آخری پیغمبر کے بعض ارشادات اسی طرف اشارہ کرتے ہیں جہاں فلاحین کی ستائش ہو رہی ہیں زراعت پیشگی میں اعتدال کیطرف اشارہ ہے یہ

نکالتا تیسرا آتا گاتا تا چوتھا کبڑا ان کے بازار سے جاتا تو آج یہ نوبت نہ آتی کہ ہمیں سے روپیہ کی دس سیر نخود سمیت روٹی مل جاتی اور دو سیر وقت ہمارے ہی ہاتھوں روپیہ کی چٹانک بھر بیچی جاتی۔ بقول بوا نصیبن کے آٹو ٹیرو ان کچھ گھر سے لیجاؤ ایک پیسہ جو ملا تھا وہ تو چل ہی دیا اور راستے ساتھ ہی دس روپیہ اور بھی لیا گیا۔

سائمن کمیشن کی رپورٹ جلد اول

مجموعۂ لباس

''دیدہ ہو بہوا نہیں مین ٹٹل ہمن معلوم ہوتا ہے۔ مگر ٹٹول کے نہ دیکھو''

دیہاتی دنیا

سرکاری اخبار سمجھنا چاہیئے کہ اوس نے دنیا دیہاتی بنا دی۔ اب صحیفہ نگاری کی اوسر بنجر۔ نوتوڑ کھیتی۔ سوومٹ پرتی۔ کنکریلی۔ سٹھار ریتیلی زمین میں قلم کا ہل چلیگا۔ اور صفحۂ قرطاس شگفتہ گلشن ہو جائیگا۔ بس دوات سے نکلا اور مضامین کی گلکوٹ کرنے لگا۔ کھیتی باڑی کے نام سے تو خیر صلاح ہے ہاں پٹواری اور پاسی کی طرح تنخواہ لیگا گاؤں والوں سے اور کیگا سرکار کی۔ جس ملک کی آمدنی محض کھیتی پر منحصر ہو اور جس پر سے پڑوسیوں کی للچائی ہوئی نگاہیں کبھی نہیں ہٹتیں کیا معنی کہ پیٹ سے ایک دوزخ اور لوٹ کا ایندھن ہی غلہ۔ جنگل وہیں موقع تاکتی رہتی ہیں کہ آنکھ بچے اور یار دوستوں کا ''اس کام میں اتنی فضیلت مقصود ہوتی ہے کہ پیشہ وروں کو مہلت ملکی حفاظت اور دیگر حوائج کی بہم رسانی کی ملتی ہی نہیں ہندوستان غریب اسی کثرت زراعت کی بدولت ہمیشہ پڑوسیوں کا گیند دھڑکا رہا۔ سنگلاخ زمین والے نرم زمین میں دوسروں کا بنایا ہوا پل تلاش کرتے آئے اور ہیں کے ہو رہے۔ لیس ہماری رائے تو یہ ہے کہ زمین سے اوتنا ہی حاصل کیا جائے جتنا اہل ملک کی ضرورت کے موافق ہو۔ تو باسی بچے نہ کتا کھائے''

وقت زراعت کی توسیع کا ہرگز نہیں۔ ابھی جو کچھ ہو اوسکی حفاظت کی فکر کرو۔ یہ کیا کہ گھر کے چار آدمی ہیں تو چاروں ایک ایک کھیت لیے ایک ہی قسم کی جنس بو رہے ہیں فرض کرو کہ چار کھیت روئی کے ہیں اور چاروں کے مالکوں نے روئی بوئی ہے تو اس سے کیا فائدہ ہوا۔ اگر ایک بوتا دوسرا بنتا

اس خیال سے جو اہل قلم تمام دنیا پر ہل چلانا چاہتے ہیں وہ دشمن ملک ہیں۔ تھوڑی سی جگہ میں بہت پیداوار ہو یہی اصلی ترقی ہے۔ اور یہ کہ تمام قابل زراعت افتادہ زمینیں ہل والوں کی چرائی کے واسطے دانہ چارہ نکالنے لگیں ترقی نہیں تنزل ہے۔ ابھی تنزل ہی نہیں شامت ہے توراۃ مقدس گواہ ہے کہ بنی اسرائیل کے کسانوں کو ایک کھیت میں دو سال متواتر تخم ریزی ممنوع تھی ایک سال غلہ نکال کے کھاؤ دوسرے سال مواشی کے لیے کھیت خالی چھوڑ دو وہ چر کے موٹے تازے ہوں تیسرے سال پھر بوؤ جوتو۔

دیہاتی دنیا میں اس عہد مقدس کی ثنا خوانی کا بڑا جزو توسیع زراعت ہے۔ سرنامہ پر دو بیلوں کی تصویر ہے اور ایک کسان صاحب ''ٹنک ٹنک'' کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اوسکے بعد ایک نظم کسان کی مدح میں ہے۔ دوسرے صفحہ پر اخباری کاغذ صاحب انہی مدح و ثنا یعنی اپنے اغراض و مقاصد کی گوئی جوت رہے ہیں۔ آپ کو کانگریس کے کام ناپسند ہیں اور گاندھی کی قابلیت تسلیم فرمانے کے بعد اونھیں پر منہ بھی مارتے جاتے ہیں۔ اے کیوں نہ ہو۔ بلی دیہاتی دنیا صاحب والئی جناب نے امیدوں کے انبار میں اپنے ذریعے سے گولر کا پھول ڈالدیا ہے

REGISTERED
LUCKNOW
1930
OUDH PUNCH
اودھ پنچ لکھنؤ
सालाना
छमाही
तिमाही
M B Khan Artist Doorawan Lucknow

ضمیمہ اودھ پنچ

جون ۱۹۳۰ء

محمد افضلیا

محترم جناب اڈیٹر صاحب زید لطفکم وہ تسلیمات مسنونہ قبول ہو۔ خط اور پرچہ ملا بہت بہت شکریہ جس دن میں نے آپ کو یہاں سے پرچے کے لیے خط لکھا تھا اس کے دوسرے ایک دن مکان سے وہی مطلوب پرچہ آگیا۔ میں نے جواب استفسار غور پڑھا قبل اس کے کہ میں اس کے متعلق کچھ اظہار خیال کروں یہ کہہ دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ جن الفاظ کی فہرست پیش کی ہے اس میں شک نہیں کہ غلطاً ہی کہہ کر پیش کی ہے اور یہی سبب ہے کہ میرے مقالے کے اکثر الفاظ ....

میرے جذبۂ غلط دانی کا پتا دے رہے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان کے استعمال و ترک کے متعلق میں نے اپنی رائے محفوظ ہی رکھی ہے۔ عنوان مقالہ کا لفظ استفسار اس کے بعد تمہید کے الفاظ پھر آخری اور ضروری گزارش کے آخری حصے کے جملے اسے بخوبی واضح کر رہے ہیں کہ میں ان الفاظ کے ترک استعمال کی قطعی رائے یا حکم نہیں نافذ کر رہا ہوں بلکہ ارباب ادب سے استفسار و دریافت کر رہا ہوں وہ بھی استفادۃً نہ کہ امتحاناً۔ اسلیے آپ کا اسی سے مجھے معترض قرار دے دینا غالباً صحیح نہیں۔ اس وقت میں ایک سائل کی حیثیت رکھتا ہوں نہ کہ حاکم جابر کی۔ میری تحریر میں اعتراض کا سا پہلو ضرور پایا جاتا ہے لیکن وہ در اصل بہ ضمن استفسار ہے۔ جو الفاظ میں نے اپنے مضمون میں نقل کیے ہیں ان میں خود ان میں سے بعض کا استعمال (بعض مواقع پر) جائز سمجھتا ہوں بعض کا ترک مناسب خیال کرتا ہوں اور بعض کی ترمیم یا تبدیل ضروری جانتا ہوں (ان سب کا بیان پھر آئندہ بہ تفصیل آئے گا انشاء اللہ) استفسار سے میری غرض یہ معلوم کرنا تھا کہ اہل زبانِ اُردو کے نزدیک کون سا لفظ قابلِ ترمیم و تبدیل ہے، کون جائز الاستعمال اور کون لائق ترک ہے اور کن کن مواقع پر۔

اس کے بعد آپ کے جواب استفسار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

صفحہ کے تیسرے کالم میں آپ فرماتے ہیں کہ "باغات، عملجات اور بیگمات وغیرہ اس قسم کے الفاظ ہیں جو اکبر اعظم کے وقت سے حساب کی کتابوں اور دیہی کاغذوں میں لکھے نظر آتے ہیں۔ اب اگر ہم باغها و باغان کہیں تو بُرا معلوم ہوتا ہے".... انتہیٰ۔

کرم فرماے من! اکبر کے وقت کی کتابوں میں کسی لفظ کا پایا جانا اسکی صحت کی دلیل نہیں نہ معلوم کتنے الفاظ و محاورات ہیں جو قدیم میں مستعمل تھے اور اب متروک ہیں۔ تو سو اور پچاس پچاس برس پیشتر کے بعض الفاظ جب متروک ہو گئے ہیں تو اکبری دور کے الفاظ کو کون پوچھتا ہے۔ نیز اسکی کیا دلیل ہے کہ اکبر کے وقت میں بھی وہ الفاظ صحیح ہی تھے اور غلط نہیں تسلیم کیے گئے جس طرح اس وقت کی کتابوں میں بہت ساری غلطیاں آئندہ صدی میں بھی غلطیاں کہی جا سکتی ہیں اُسی طرح گزر جانے والی صدیوں کے اغلاط بھی ہمارے زمانے میں اغلاط کہے جا سکتے ہیں (بشرطیکہ مروج اصول و قواعد بھی ان کی تغلیط کرتے ہوں)

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو کون مجبور کرتا ہے کہ خواہ مخواہ آپ باغها اور باغان بولا کریں۔ آپ صرف باغ کہیے، کون منع کرتا ہے۔ آخر لفظ آدمی یا پلنگ کا استعمال کس طرح کرتے ہیں؟ آدمیات، پلنگات یا آدمیاں، پلنگان یا آدمیها، پلنگها وغیرہ تو نہیں کہتے؟ بلکہ واحد ہی کو بجائے جمع بھی استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ہزاروں الفاظ ہیں جو واحد و جمع دونوں طرح اپنے اپنے موقع پر مستعمل ہیں۔ "چند باغات (یا باغها و باغان) نیلام ہونے والے ہیں" کی جگہ اگر "چند باغ نیلام ہونے والے ہیں" بولیں تو ہمارا کیا بگڑ جاتا ہے؟

اس کے بعد اسی کالم میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "معترض (یعنی میں) خود اپنے اعتراض کی زد میں آ گیا اسلیے کہ لفظ اخبارات لکھتا ہے جو غلط فی غلط ہے کیونکہ اخبار خود خبر کی جمع ہے"۔ انتہیٰ ملخصاً —

بندہ نواز! اخبار بالکسر مصدر ہے (جیسا کہ خود آپ نے بھی لکھا ہے) اور مصدر اسم فاعل کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے عدل بمعنی عادل۔ پس اگر اخبار کی جمع مصدری (اسے مصدر بمعنی مخبر مان کر) اخبارات بنا لی جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ (ہم اخبار بالفتح نہیں کہتے۔ اخبار بالکسر کہتے ہیں) (بانہمہ یہ عربی لفظ نہیں بلکہ اردو ہو گیا ہے)

خیر یہ تو ایک لطیفہ تھا۔ ایمان کی بات تو یہ ہے کہ میں نے "اخبارات" کا لفظ لکھا ہی نہیں ہے یہ سب نگران یا کاتب کا تصرف ہے۔ میں نے نہ تو کاپی دیکھی نہ پروف۔ طباعت اور نیز اشاعت کا کُل کام میری غیر موجودگی میں ہوا ہے۔ اصل مسودہ (جس کے حاصل کرنے میں اتنی دیر ہوئی اور اسی سبب سے جواب میں بھی تاخیر ہوئی) آپ کے ملاحظے کے لیے بھیجتا ہوں۔ آپ اپنا پورا اطمینان کر کے واپس فرما دیجیے گا اور اپنے موقر جریدے میں اس غلطی کی بابت میری کلی براءت ظاہر فرما دیجیے گا۔ (حاشا وکلا یہ مسودہ جعلی نہیں۔ اسکی شہادت آٹھ دس معزز اصحاب دے سکتے ہیں جنہوں نے چھپنے سے پہلے اس کو دیکھا ہے) اصل مسودے کے دیکھنے سے آپ کو پتا چلے گا کہ فقط الفاظ کی ترمیم ہی نہیں بلکہ بعض جگہ جملے بھی غائب کر دیے ہیں اور بعض جگہ کے اشد ضروری نشان وخط بھی اڑا دیے ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسکی ذمہ داری کس پر عاید ہوتی ہے لیکن اتنا یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں اس سے قطعاً بری ہوں۔

"کاغذ" کے لفظ کے متعلق آپ کی جو اصلاح ہے وہ مجھے بسر و چشم منظور ہے اور بلا کسی حجت کے

اپنی غلطی تسلیم ہو۔ میں اپنی بدنصیبی سے نہیں مگر اپنی بے تحقیقی سے اسے خالص فارسی اور غیر عربی سمجھے ہوئے تھا۔۔۔ یا تبخالہ ہوا تھا۔ (کیا ہونا چاہیے ؟) کہا تھا؟ نہیں۔

۳ میں نے بنگلہجات و صوبجات وغیرہ کو جو غلط جمع قرار دیا ہے اسکے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں "یہ تعریب کا ایک قاعدہ ہے کہ جو عجمی الفاظ ہائے مختفی پر تمام ہوتے ہیں ان کی تعریب آخر لفظ میں جیم کی زیادتی سے کرتے ہیں لہذا بنگلہ جات اور پارچہ جات بنگلج اور پارچج کی جمع ہے"۔ انتہی ملخصاً ———

اگر آپ نے یہ مزاحاً لکھا ہے تو خیر ورنہ ......

(الف) یہ قاعدہ غلط بیان کیا ہے اسلیے کہ تعریب کے لیے آخر لفظ میں جیم کی افزائش نہیں کرتے بلکہ اس ہائے مختفیہ کو جیم سے تبدیل کر دیتے ہیں جیسا کہ خود آپ ہی کی پیش کی ہوئی مثالوں سے واضح ہے کہ فالودہ سے فالوذج، لوزینہ سے لوزینج، بنفشہ سے بنفسج اور کوسہ سے کوسج وغیرہ۔ پس آپ نے جو اپنی تحریر میں بنگلہ جات اور پارچہ جات لکھا ہے اسے بنگجات اور پارجات (بغیر الہاء) لکھنا چاہیے (لا بہ نیابت حرکت زبر پیش)

(ب) تعریب کے یہ معنی نہیں کہ ہر کس و ناکس جس لفظ کو چاہے مُعَرَّب کرلے۔ عرب کے اہل زبان جب تک کسی لفظ کو معرب نہ مان لیں ہرگز معرب نہ ہوگا بلکہ مُخَرَّب ہوگا۔ (ضرور ی نمبرا)

(ج) آپ نے تعریب فرمائی بطیر تراشہ کیا لیکن ہائے مختفیہ تو (جو عرب و عجم میں مشترک ہے) تعریب کے خیال سے مبدل بہ جیم ہوگئی مگر بنگلج کا گاف اور پارچج کی چے اسی طرح باقی رہی۔ یعنی واہ کیا اچھی تعریب ہے۔ (ہائے مختفی اور ہوئے آدھی اور ادھی)

(د) اچھا یہ تو عجمی الفاظ تھے جنکی تعریب ہوئی لیکن قبہ جات اور حوالجات تو عربی ہی الفاظ کی جمعیں ہیں پھر یہ جات والی علامت جمع کہاں سے تشریف لے آئی ؟۔ (اللہ کہو کے سو کی بڑائی جیہ)

(ہ) مجھے افزائش جیم یا تبدیل ہائے مختفیہ یا تعریب وغیرہ سے تو بحث ہی نہیں ہے میں نے تو بیان جمع کے ضمن میں چند الفاظ نقل کیے تھے لہذا مجھے تو جات یا آت سے بحث ہے تو کہ جمع اگر کسی لفظ کی تعریب ہو بھی جائے مثلاً کوسج یا بنفسج وغیرہ تو اسکی جمع خواہ مخواہ بلا ضرورت اور بے قاعدہ الف تے سے تھوڑا ہی بنے گی بلکہ اصول کا جو مقتضا ہوگا اسپر عمل کیا جائے گا۔ کوسج کی جمع کوسجات نہیں بلکہ کواسج ہوگی۔ اور بنفسج کی جمع بنفسجات نہیں بنافس ہوگی (بنوزن آتہ جیسے عندلیب سے عنادل)۔ ہاں اگر کوئی لفظ مؤنث ہو تو غالباً الف تے سے اسکی جمع بن بھی جائے وہ بھی اگر قاعدہ مقتضی ہو جب۔ وہ یہ کہ ایک تو تعریب غیر مسلم دوسرے ہائے مختفیہ اسی طرح باقی تیسرے مختصات عجم موجود جو تھے جمع بے اصول۔

۴ نمبر کونسل اور تخم تجواکے متعلق آپ نے جو رائے دی ہے اس سے مجھے قریباً اتفاق ہے اور اسکے متعلق ایک الگ رائے بھی رکھتا ہوں۔ ان تمام مباحث کے متعلق اپنی مفصل رائے بعد میں بھیجوں گا انشاء اللہ۔

۵ لفظ "رسامنا" کے متعلق آپ کی رائے سے قدرے شک کے ساتھ متفق ہوں۔ ایسے ہندی الفاظ جو ہائے مختفیہ پر تمام ہوتے ہیں اور بکثرت رائج ہیں اُن کے غلط ہونے کا میں ابھی قائل نہیں ہوا ہوں۔ مختصات عرب و عجم کے قاعدے میں مستثنیات بھی بہت نظر آتے ہیں۔ بہرکیف سردست اس بحث کو ملتوی رکھیے اگر میں غلطی پر ہوں تو یہ میری ہی غلطی ہے کتابت کی نہیں۔ اسی لیے مسودے میں بھی ہائے مختفیہ ہی سے لکھا ہوا ہے۔ نیز شاید یہ غلط نہوگا اگر میں کہوں کہ میں تو نہیں مگر جناب خود اپنے اعتراض کی زد میں آگئے ہیں۔ اسلیے کہ بنگلجات میرا بنگلہ ہائے مختفیہ سے لکھا ہے۔ لالہ لکھنی چند کا لالہ بھی شاید اسی طرح کا لفظ ہے ورنہ صرف لالہ تو فارسی ہے۔ واللہ اعلم۔ والسلام

[illegible]

آپ مخاطب بنے ہماری حضرت کا اقبال

تمہید جواب وحاشیہ جواب دونوں پر غور نہیں فرمایا۔ ان فقرات میں تو خود آپ کی تحریر کی تصدیق اور تائید موجود ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

(۱) "اودھ پنچ قبل ازیں بارہا اور ہر وقت پر اعتراضات کے ذیل میں اُن سے تعرض کر چکا ہے"

یعنی اس قسم کے الفاظ قطعاً بے قاعدہ اور نادرست ہیں جن کی آپ جو فاضل مستفسر نے کی ہے اور یہ اعتراض ہمارے واسطے نئے نہیں ہیں۔

(۲) "اہل ہند کورانہ تقلید کے عادی ہیں۔ ایرانیوں کو دیکھا کہ نگارشات لکھنے لگے تو نیاس کے درپے ہیں ...... الخ"

کیا کورانہ تقلید مبنی بر صحت ہوتی ہے ؟

(۳) "ہر ڈیوڑھی پر ایک لالہ لکھنی چند حساب کی لمبی چوڑی بہی لیے موجود رہتے تھے"

یہ اُن کے لایعنی تصرفات کی طرف اشارہ ہے۔ ان تصرفات سے املا بگڑا اور رواج پا گیا۔ کیا اس میں آپ کو شک ہے ؟ جب تصرف اور بیجا تصرف مسلّم ہے تو یہ لکھنے کی ضرورت ہی کیا رہی کہ غلطی ہمیشہ غلطی رہے گی۔ اسمیں کلام ہی کسے ہے ؟ بے شک اپنی سہولت کے لیے انھوں نے غلط و صحیح کی پروا نہیں کی اور اسی لیے اُن کا تذکرہ کیا گیا۔

دفتری ضرورت کے اعتبار سے "باغات" کی جگہ صرف "باغ" سے جو کہ واحد و جمع دونو کے لیے استعمال ہوتا ہے کام نہیں چل سکتا مثلاً ایک ہی قطعہ زمین پر چار مختلف مالکوں کے چار باغ ہوں اور حد فاصل بند ہو۔ تو اسپر صرف "باغ" لکھنے سے یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی باغ ہوگا اس لیے انھوں نے "باغہا" کی جگہ "باغات"

(جون ۱۹۳۱ء)

مضمون کی مشق یا بدہیئت مضمون نگاری

جناب میر شیخ زمان الدولہ خاں خاں بہادر بالقابہ
جن کو خدا طول وقت دے اس سطوت دوران کہنا چاہیے
مدت سے مصر ہیں کہ دنیا خاص دلی راز کسی پر
ظاہر کیے بغیر عنایت کرو غرض کی عبارت میں مضمون نویسی
کرو۔ چونکہ خیال چند مختلف اوراق جو ادھر گو ناگون
کا مطالعہ کرتا بطور رشوۂ طلبی ابجدی کا نظر انتخبہ یہ ہوا
کہ بہت سی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ مضامین از سر
تا قدم نقشہ بگلی۔ کچھ شک سے درست نظم عبارت
بالکل شکستہ یعنی دھوئی ہوئی۔ اور اسپر خستگی کا
ہوبہو ماش کا آٹا۔ جو کا پڑھتے پیٹ پھر جائے۔
پیاسا ہو زبان باہر نکل پڑے چنانچہ انکو دیکھ بھالکر
پھر جناب میر شیخ زمان الدولہ خاں خاں بہادر
بالقابہ کی خدمت میں بذریعہ لاحول گزارش پیش
کی۔ لیکن بلا کسی پس و پیش قابل ذکر کے آگاہی
حاصل ہوئی کہ جناب موصوف اس طرز طاؤسی
سے مدت دراز سے خوش ہیں۔ لہذا عذر پیش کرو
کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یا تم اسکے موافق کیوں نہیں
کہنا چاہتے۔ ڈرتے ڈرتے میرے منہ سے نکل گیا کہ
کہ جناب اس طرز تحریر سے تو میرے ہوش و حواس
بجائے رفو چکر ہو جانے کے برف کی طرح جمے چلے
جاتے ہیں۔ آپ ہی غور فرمائیے۔ ایک صاحب
تو اپنے الفاظ سمجھنے میں اسقدر مصروف ہوئے۔
کہ دیدہ و دانستہ پڑھنے والے کے دماغ کا ایک
کونا بھی چھیل لے گئے۔ یہ بچارا فریاد نہ کرنے پایا
تھا کہ ایک صاحب کے کسی فقرے کا کڑھا اتر گیا
اور کاربنی صاحب کا اشہب فکر جو اس وقت تک
اس عبارت پر سوار تھا دھڑام سے نیچے آ رہا۔
ایک صاحب بڑی مشکل سے اپنا سفر لا حاصل
طے کرکے مضمون کے پرلے پار پہنچے تھے کہ دریافت
کرنے پر معلوم ہوا رستہ میں بُری طرح گھسوٹ
لیے گئے۔ ادھر ایک صاحب مسٹر گھوگھلے کے لقب سے یاد
فرمائے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا صاحب آپ
اسقدر عبارت آرائی پر تکلف کیوں فرماتے ہیں
مجھے تو چہرے پر صاف خشکی نظر آرہی ہے فرمایا۔
ہاں علمی مضامین اکثر خشک ہوتے ہیں۔ عرض
کیا تو پھر علمی مضامین دیکھیے اگر کوئی شکایت
کرے تو میرا ذمہ۔ یہ تبسم زیر خند فرمایا۔ کہ تم
تحقیقات علمی اور ریسرچ ورک سے بے بہرہ معلوم
ہوتے ہو میں نے کہا معاف فرمائیے آپ مجھے
بے بہرہ کہیں گے تو میں آپ کو بہرا کہونگا۔ بیچارے
کچھ زیر لب نقالی تحمل فرماتے ہوئے چل بسے۔
ایک صاحب ذرا طبیعت کے گرما رہے تھے ان کا کام
یہ تھا کہ گرم گرم خیالات اور تر بتر فقرے بے ترتیب
شتر بے مہار صف بستہ جائیں۔ میں نے کہا جناب
یہ آپ اپنی آنکھیں کیوں دبا رہے ہیں۔ اتنا کہتے
ہی وہ میرے سر ہو گئے میں بھی پنجے جھاڑ کر پیچھے
پڑ گیا۔ انھوں نے مجھے جھاڑنا شروع کیا۔ نتیجہ یہ
ہوا کہ انکے برش خرد کے دندانے رہے سہے بھی
گر گئے۔ اس گرمی میں ان کا سرخرو ہونا لازمی
تھا میں بھی اپنا سا منہ لے کر چلا آیا۔ اور بہانہ
آ کر ناک اور کان خوب اچھی طرح سنبھال لیے۔
ایک صاحب کچھ منتر ساجپ رہے تھے کچھ اس
قسم کے الفاظ سننے میں آئے۔ ملاپ۔ گاے۔
سبھا۔ سماج۔ پوجا۔ باجا۔ ہتیا۔ مگر عجیب
زور دار الفاظ تھے۔ تمام سرزمین کے پیچھے ان کا
آلا نبر کھیچے چلے جا رہے تھے۔ مگر میرے اندر خبر
نہیں کیوں مادۂ نفرت کا اسقدر جوش ہوا کہ
فوراً ضرورت ہوگئی تبدیل آب و ہوا کی۔ آگے
ایک صاحب الغرض کچھ سفید و سیاہ منکے پھول لیا
رہے تھے معلوم ہوا من میں بھجن ... ہے۔
دیکھتے ہی کچھ لگے فرمانے کہ در طریقت الاذریت
چپ برورن۔ میں نے بہت کوشش کی مگر کچھ سمجھ
میں نہیں آیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ رات دن کا آنا
ہٹتا کھا گیا اسلیے بچارے غم و غصہ کھا رہے ہیں
ناک کی کنگری تک بھی نہیں چھوڑی جو چبا لیتے۔
زمان الدولہ نے میری داستان نہایت بے صبری
سے سنی آخر کار بول ہی اٹھے کیوں کچھ اور کہنا ہے یا
بس۔ میں بھی جی جناب باقی ہوس کہہ کر گھٹنی
سادھ گیا۔ کہنے لگے یہ جملہ لغو جن کو تم کیا سے کیا
سے کیا کہہ گئے ہو ہمارے چہیتے فرزند ہیں۔ میں نے
کہا ٹھیک۔ پویا نہ ہوتا۔ داتا نے دیا پوتا۔ بولے
ہماری شہایت آجکل انپر مبذول ہے۔ یہ سن کر میں
رو دیا۔ کہ کیا مجھ سے بھی اسی طرح نامۂ اعمال سیہ
کروانے کا ارادہ ہے جو بار بار کہتے ہو کہ لکھو حکم ہوا
کہ پہلے لکھو پھر ہم بتا دینگے کہ تم ہمارے معاملہ میں
کیا کر سکتے ہیں یہ حکم ناطق سن کر میں نے بغلیں
جھانکنی شروع کیں اتفاق سے گریبان میں منہ
چلا گیا۔ فوراً لکھنا شروع کیا۔ میرے بے میدان
جولانی۔ تحقیقات علمی و ریسرچ ورک ہو تو کیسے ہو
ذرا سمجھا لیکہ۔ اسکے معنی سمجھ کے سمندر کے بلبلوں نے
یوں لکھے ہیں کہ تمام علم و دنیا۔ پوتھی۔ گرنتھ۔ وغیرہ
وغیرہ کو بالائے طاق رکھ کر اتار دو اور ریزہ میں
دفن کرو۔ اسکے بعد صرف ایک نقطہ پر پوری طاقت
سے نظر جماؤ۔ مثلاً یہ کہ زید زمانہ گزشتہ میں جلیبی تک
کسی قدر کنکھیوں سے دیکھتا تھا اسکے بعد تمام لیاقت
صرف کرکے شہادات مستورات اضیہ و مکشوفات
حالیہ جمع کرو۔ اور نہایت سلیقہ کے ساتھ اعلان چھاپو
کہ بنا بریں شہادات بہ نسبت کسی قدر زیادہ قرین قیاس
یہ معلوم ہوتا ہے کہ زید بجائے نر ہونے کے مادہ تھا۔
لہذا اسوقت تک جتنے کرتا دھرتاؤں نے اسکے ساتھ
سلوک نرینہ کیا ہے وہ اپنے افعال سے تائب ہو لیں
اور آئندہ و بخندہ پیشانی اسکو بزمرۂ مادگان رونگا
منسلک کرکے موقع و محل شناسی کی داد دیں۔ ورنہ
سیہ ان تحقیقات علمی یعنی ریسرچ ورک میں بجز
بار برداری دیگر خدمات ان سے نہ لیجا سکتی ہیں
نہ وہ اسکے مستحق ہیں۔ آپ نے سنا ہوگا صوفی
فنا حاصل کرکے بقا حاصل کرتا ہے۔ ثبوت جدیدیہ کہ
جس وقت ایک انسان تمام پڑھا لکھا بھلا کر۔ اگر وہ

منطق آرائیم بنام وائسرائے

تنبیہ

جھپک جھپک کے جو چشم نصیب ہو بیدار
تھپک تھپک کے سلائے سپہر ناہنجار

اس شعر خوانی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف رعایا ہی کی قسمت فتنہ کی ماتی متوالی ہو رہی ہے نہیں لاٹ صاحب! حکومت کی قسمت اُسی دن سو گئی جس دن ایک طرف تو۔

"یہ سب کچھ تمہارا" کا اعلان ہوا۔ دوسری جانب وائسرائے کو اختیار دیا گیا کہ:۔

یہ یہ قانون موم کی ناک ہے اور تکمیل اس کی تمہارے ہاتھ ہے تو وہی مثل ہے۔

گھر تمہارا بار تمہارا مگر ہاتھ نہ لگانا

ہنگنی ہوئی ۔ مہندی ہوئی۔ مانجھا ہوا سانچق ہوئی ۔ بہات ہوئی ۔ مگر سہاگ کی اجازت نہیں۔ انگریز کبھی ایسے احمق نہ تھے جیسے آج کل ہیں۔ آخر یہ کیونکر انھوں نے سمجھ لیا کہ اس مصنوعی رسوم دستور کے سے براتی بھی خوش ہونگے اور ارمانوں بھرے دولھن دولھا کی حسرت بھی نکل جائے گی۔

سائمن کمیشن کی پہلی جلد کا حال تو میں لکھ چکی کہ بے نتیجہ تمہیدوں اور یاوہ گوئیوں کا ایک طومار ہے۔ کوئی شخص جس کا چیتا ٹھکانے ہو اس قسم کے مچلا مطروں میں آ نہیں سکتا۔ منطق کی راہ سے اس کی کوئی کل سیدھی نہیں اب میں نے دوسری جلد کے ورق بھی اُلٹ پلٹ کے دیکھے تو سبحان اللہ:۔

کہاں گئے تھے کہیں نہیں کہاں سے آئے کہیں سے نہیں

ہندوؤں اور مسلمانوں کے واسطے مذہبی فساد پھیلا کے گاڑھا پسینا بہانے بغیر لیڈر بن جانے اور کونسل میں گھس پڑنے کی روح جب تک اس انتظامی جسم میں بیٹھی ہوئی ہے اُس وقت تک نالائق نااہل ایمان فروش وطن دشمن ممبروں کے ہتھکنڈوں ملک مصیبت میں مبتلا رہے گا۔

لاٹ صاحب! ملک میں فساد پھیلنے اور اختلاف بڑھنے سے تمہارا کوئی فائدہ نہیں۔ نہ تمہاری حکومت فساد پھیلانے کے درپے ہے تو پھر جگہیں مقرر کرنے کے بعد مشترک انتخاب کو منظور کر لینا تھا۔ کیوں تمہارے سائمن کمیشن نے اس سے گردن چرائی بس ایسی ہی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ "یہاں پانی مرتا ہے" مشترک انتخاب کے خلاف ہندوؤں یا مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے غل غپاڑا مچایا ہے ذری ٹٹول کے دیکھو تو وہ کون ہیں اور اس غل کی تہ میں اُنھیں منیڈکوں کا صدا ہے جو فساد ساختہ

لیڈر ہیں انھیں ۔ اسے سو میں ایک ایسا نہ ملے گا جو تم کبھی بھی پہونچا پاؤ گے ۔ تم انھیں میرے نہ جانو ۔ کیونکر کیوں کہ تم ان کے کرتوت سے واقف نہیں ۔ آخر یہ تو دو وادو کے تم سے ملنے اور گھنٹوں باتیں کرتے ہیں ۔ کیا تم نے انکی باتوں سے ان کے دل کی تھاہ نہیں لی ؟ بیٹھو بھی میں ہرگز نہ مانوں گی کہ تم اتنے نادان اور بھولے ہو ۔
بقول نواب مرزا شوق کے ؎
کون تجھ کو کہے اودھورا ہے

مسرور فرالیوں سے کبابوں سے ہیں سب جیو
سمجھے ہیں ہے کیا شیخ ؟ نہ پیالہ نہ پیالہ

سائمن کمیشن نے ہندوستانی اخبارات کا فدول کی دل کھول کے ہجو کی ہے کہ اختلاف اور لڑائی جھگڑے دنگے بکھیڑے پھیلاتے رہتے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ انھوں نے اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں ۔ مانا کہ صحیح ہے مگر اس واقعہ کے اظہار میں حق گوئی سے بالکل کام نہیں لیا گیا ۔ کانگریس والے بھی یہی کہتے ہیں کہ اکثر اخباری

کبھی یہ بہانہ ہوتا ہے کہ صاحب ہم کسی کے مذہبی باتوں میں دخل نہیں دیتے ۔ کسی مہذب حکومت کا یہ دستور نہیں ۔ مذہب آزاد ہے ۔ کبھی یہ حیلہ تراشا جاتا ہے کہ معاملہ حقوق کا ہے رائے کی آزادی پر پہرا بٹھانا اچھی بات نہیں ۔ کہنے دو ہم بھی تو سنیں آخر مطلب کیا ہے ۔ مگر ادھر کسی قلم نے حکومت کی چالوں کا پردہ چاک کیا اور لے میرے بھائی شامتیں آگئیں سب قانون قاعدے سمیٹ سماٹ کے اکٹھا کر دیئے ہیں زبان پر قفل قلم میں زنجیر منھ پر پکیری آنکھوں پر اندھیری ۔

اگر سائمن صاحب اور انکے ساتھی ایمان کی کہتے تو حکومت پر بھی اس مطلبی خاموشی کی وجہ سے جس کا اظہار کانگریس والے کرتے ہیں نکتہ چینی کرتے مگر وہاں تو

نامبارک ونامسعود گٹھ بندھن

"گاجر کی پنیدی گل خیرو کا پھول ڈنڈے کی شام اور برچھے کی ہول کہو دولھن دولھا نکاح قبول"

دولھا ۔ قبول ۔

دولھن ۔ دور موئے اول جلول گدھے کی جھول ۔

کاغذ فساد کی جڑ ہیں مگر یہ وہی ہیں جو آپس میں لڑوا کے اپنا بازار گرم کرتے اور اپنے تنور میں ایندھن جھونکتے ہیں حکومت نے فساد انگیزی کے خلاف قانون قاعدے بنائے تو ہیں مگر ان سے کام اسی وقت لیتی ہے جب اس کی ذات پر نکتہ چینی کی جائے ورنہ چپکی بیٹھی تماشا دیکھتی رہتی ہے ۔

لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ ایک طرف تو حکومت آپس میں لڑوا کے اپنی ہنڈیا گرم کرتی ہے دوسری طرف جو لڑنے بھڑتے ہیں ان کی عزت بڑھتی ہے وہی منہ چڑھے کہلاتے ہیں انھیں سے حکومت خلا ملا رکھتی ہے ۔ محمد علی شوکت علی جب تک گاندھی کے ساتھ تھے روز جیل جانے کا پھاٹک خواب میں دیکھا کرتے تھے اب الٹے کھیلے اینڈتے پھرتے مونچھوں پر تاؤ دیتے داڑھی پر ہاتھ پھیرتے توند سہلاتے ۔ خواہ مخواہ کی پنشنوں پر چکت لگاتے ڈنر اور پارٹی کے مزے اڑاتے پھرتے ہیں نہ بی اماں یاد رہیں نہ باپو کی صحبت رہی نہ خروھانند سے یارانے کا نباہ ضروری معلوم ہوا ۔ نہ ہندوستانیوں کا اتحاد ملحوظ رہا ؎

"من انداز قدرت را می شناسم"

گل صبحدمے بجود برآشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بد عہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر بر زد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت
اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر سازان چوک لکھنؤ سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہار باغ ناپائدار ہے اور اسکی خوشبو پائدار ہے

یہی اخبار والے تھے جنھوں نے سائمن صاحب کا ناک میں دم کر دیا تھا جو ہر جگہ "گو بیک" "دور دور" "ہٹ ہٹ" کی صدائیں سنتے۔ علاوہ ان اخباری کاغذوں سے کیوں خوش ہوتے ہمارے کو بڑی منتوں مرادوں سے زبان کھولنے کا ایک موقع ہاتھ آ گیا - وہی مثل ہے:-

بی بی نے مجھے مارا میں نے اندھیرے میں کھڑے ہو کے خوب گھورا

سنو لاٹ صاحب! میاں اودھ پنچ کی بدولت اب میں بھی اخبار نویسوں کی فہرست میں شامل ہوں - اور مجھے کامل حق حاصل ہے کہ اُن کی پڑ چک لوں اب وہ وقت پلٹ کے پھر نہ آئیگا کہ "سلف گورنمنٹ" تو خیر حکام کی "سلفشنس" (خود غرضی) پر قلم کی آزادی قربان کر دی جائے!

وہ دن لد گئے جب خلیل خاں فاختہ اڑاتے تھے

نہ زبان رکے گی نہ قلم رکے گا - جیل خانہ اب کوئی ڈرانے کی چیز نہیں رہا - قانون توڑنے کی عادت خود حکومت کے بھونڈے پن نے رعایا کو ڈال دی۔

علت دھوئے دھائے جائے عادت کبھو نہ جائے

"گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ" وائسرائے کو قانون مسترد کرنے اور جاری کرنے کا حق دیتا ہے تو کانگریس والوں کا دل بھی انھیں یہ اختیار دیتا ہے کہ جو بات ماننے والی نہ ہو اُسے قبول نہ کریں تو میں اپنے دل کی بات نہیں کہہ رہی ہوں آنکھ کھول کے دیکھو یہی ہو رہا ہے یا کچھ اور؟

اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں کا ڈر کیسا

کیا تمہارے آرڈیننس پاس کرنے سے وہ سودیشی اُچاپت مٹ گئی؟ بھئی جو بُرا نہ مانو تو میں کہوں کہ اگر تمہارے آرڈیننس کا زور بڑھا تو یہ تحریک تھوڑے ہی دنوں میں آسمان سے باتیں کرے گی۔ اچھے دل بُرے ہو جائیں گے اور ہر دل میں ضد اور کد پیدا ہوگی کہ لو جب نہیں تو اب بھی "جاؤ نہیں پیتے ولایتی شراب - نہیں پہنتے ولایتی کپڑا - نہیں خریدتے بدیسی مال" یہی حال قلم کی بندش اور اخبار نویسوں پہ ترق بٹھانے کا ہوگا۔

میری جان لاٹ صاحب! تمہارے نادان دوستوں کی صلاح نے گلی گلی بم نکلوا دیے اب اور کیا چاہتے ہیں؟

میں مانتی ہوں کہ ابھی بم جو چلتے ہیں تو انھیں "پھٹ جانے" کی عادت نہیں ہوتی ہے اور جانی نقصان کے بغیر ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ لاہور میں بم پھٹا شیخوپورہ میں بم پھٹا۔ راولپنڈی میں بم پھٹا۔ امرتسر میں بم پھٹا۔ یہاں پھٹا وہاں پھٹا

[illegible]

گویا ہندوستان کی سرزمین نے خرگوش کی مینگنیاں چلم میں بھر کے پی لیں۔ دن ڈھلے۔ وصلِ جاناں کی آواز ہر مشہور مقام سے آتی اور آئے جاتی ہے مگر جب ہم سادی کی جماعت بڑھ جائے گی تو یہ بیماری ممکن ہے کہ جاتی رہے۔

یہ سچ ہے کہ بم بنانا جرم ہے مگر کیا جانثاری کا جذبہ ہونا نہیں۔ کون سا جرم ہے جو دنیا نہیں کرتی۔ تمہاری حکومت ۔ ٹ کن ڈسٹ ۔ اسپیشل انٹیلیجنس کی بیاس ۱۲۴ کی سیکشن ۔ پریس ایکٹ یا گرفتاری کی گنڈ ھک " سے کام لے رہی ہے۔ یہ ہم اُن ہوں کا مقابلہ کب تک کریں گے جنھیں ہوس یافتہ نوجوان جابجا تیار کر رہے ہیں؟۔

مضمون اعلان متعلق آصفیہ طبیہ کالج گورنمنٹ بھوپال

آصفیہ طبیہ کالج گورنمنٹ بھوپال بحیثیت سرکاری کالج ہونے کے ایک زمانہ سے بسلسلہ فرائض طبی خدمات ملکی میں حسب اشارے کام لے رہا ہے اس سے طبی دنیا اچھی طرح واقف ہے ۱۰ اس کالج کے نصاب میں طب یونانی کے ساتھ مضامین ڈاکٹری کے کثیر اصلاحیں مفید معلومات کا بھی خزانہ ہے علاوہ ازیں آپ اسپیشلسٹ کورس کی مکمل تعلیم بھی لازمی طور سے دیجاتی ہے اور اسکی ہسپتال میں بڑا کورس شامل ہے نیز بھی اسپیشل لیکچرز فضل سے مرتب ہوکر آتی ہیں جبکہ آصف کالج ہذا کو برٹش گورنمنٹ کی جانب سے بھی خوش قسمتی سے استفادہ حاصل ہے۔

(۲) کالج ہذا کے سند یافتہ طلبہ کو بھوپال گورنمنٹ میں ترجیح خاص استحقاق ملازمت حاصل ہے۔

(۳) کالج ہذا کی تعلیمی زبان عربی و اُردو ہے اور اس کا جامع کورس مثل طبیہ کالج دہلی کے مرتب و مدون ہے۔ کیونکہ بعض مفید مضامین و دیگر اعتباری حیثیت سے اُس سے بھی اسکو تفوق حاصل ہے۔

(۴) امتحانات کالج ہذا کا تعلق طبیہ کالج دہلی و تکمیل الطب کالج لکھنؤ سے ہے

(۵) کالج ہذا میں جدید داخلہ کے لیے ۱۰ جولائی تک تمام درخواستیں بنام مہتمم صاحب کالج آجانا چاہیئیں داخلہ یکم اگست تک کیا جائے گا۔

(۶) معیار قابلیت درجہ عربی کیلئے کم از کم امتحان مولوی کی سند اور درجہ اُردو کیلئے کم از کم منشی یا انگلو ورنیکولر مڈل کی سند ہونا ضروری ہے بصورت دیگر امتحان داخلہ ضرور لیا جائیگا جس کا معیار مذکورہ بالا مضامین کے امتحانات کے مساوی ہوگا۔

(۷) معیار قابلیت کورس کے ساتھ انگریزی دان کو ترجیح دیجائیگی۔

نوٹ:۔ دیگر تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے پراسپکٹس کالج ہذا سے حاصل کرنا چاہیئے۔

دستخط

سکریٹری آصفیہ طبیہ کالج گورنمنٹ بھوپال

چکر گمنی کا نفرنس اور مقل گنگا کمیشن مقرر کرنے سے تو یہی بہتر ہے کہ وائسرائے کے خاص اختیارات میں اچھی خاصی کمی کردی جائے اور تمام انتخابی کونسلیں قانون وضع کرنے میں آزاد کردی جائیں میرا دل کہتا ہے کہ محض ہم سادی کی یہ اسیر اس رسوخ کے استعمال سے نکل جاتی رہے گی جب وائسرائے پر خاص پابندیاں عائد کر کے جمہوریت کی تذلیل میں کمی فوراً سوقت تک کیجیے تو آرام اور اطمینان کو سوں دور معلوم ہوتا ہے آگے تم جانو اور تمہارے صلاح کار مشیر۔ خدا کرے تمہارے عہد کی چکر گمنی کانفرنس اور مقل گنگا کمیشن کامیاب ہوں ایک نہیں سو کانفرنسیں تم کو نصیب ہوں۔ مگر یہ رپورٹ تو بزبانِ حال کہہ رہی ہے:۔

جب اصل کا یہ حال ہے تو شاخ (کانفرنس) کی کون پوچھے۔

لاٹ صاحب! مجھے نہ تم سے عداوت ہے نہ دوسروں کی بیجا حمایت مقصود ہے جو میں بھی یہی کروں تو مجھ میں اور لڑانے والے لیڈروں میں فرق ہی کیا رہا۔ دونوں کی خیر خواہی میرا فرض ہے وہی مقل ہے:۔

(باقی آئندہ)

راقم

منطق آما بیگم

ترشحات قلم

اشاعت اودھ پنچ میں عوائق اور بدنظمیوں کے تفصیلی حالات آئندہ نمبر میں ملاحظہ طلب ہیں مختصر کہ اب کچھ درستی کے سامان ہو چلے ہیں: ناظرین نے جہاں اتنا دیر بی صبر کیا ہے وہاں چندے اور سہی۔

سائیمن رپورٹ طعنہ زن ہے کہ مدراس میں جسٹس پارٹی کے سوا اور کسی صوبہ میں کوئی گروہ ایسا نہیں دکھائی دیتا جس نے سیاسی مسائل میں حکام کی تائید کے بغیر کوئی فتح حاصل کی ہو یعنی جس پارٹی کی پشت گری حکام نے کی رہی بقول گلی ڈنڈا کھیلنے والے لونڈوں کے "بتری" رہی ورنہ "بھیتی"۔ یہ بے شرم کی بات گویا ہندوستانی فرقہ پرستوں کو وہ انگریزی حاکموں سے مدد لینے میں شرمائیں۔ واللہ ڈسوا اس آرڈیننس جو پڑ کانے والوں کے خلاف جاری وائسرائے نے جاری کردیا ہے۔

اے پارہ گر بیگ کو اگر تم جیسی کا ریب یہ تصدیق نہیں کی حضرات اب تو اپنے ذمے کی وجہ بالاطاقت ادا کیجیے ناغہ شدہ نمبروں کا بدل مت بھولی کو۔ سمجھ گیا۔

غذائے روحانی
ایک گراموفون کی طرح ٹھمریوں کے محفوظ رکھنے بلکہ گھے ۔ ہر گانے کا غذ پہ لکھ لینے کے قواعد سکھاتے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جو علمی پہ
سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب
حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر
قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھدیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا
ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپیہ
صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ نادر اس میں
موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔
المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No. A. 60.
LUCKNOW
1930
OUDHPUNCH
अवधपंच
सालाना
छमाही
तिमाही
1930
M.B. Khan Artist Bogawan Lucknow

توجہ شر سے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ [illegible] کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں لیکن اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی یاددہانی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیور بدلئے۔ یہاں پڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ با بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں [illegible] خوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر مدت خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانہ سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے وجوہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر پر نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اودھ پنچ لکھنؤ

ضمیمہ اودھ پنچ

(۱ ماہ جولائی ۱۹۳۰ء)

التماس اڈیٹر

"یادگار اروِنی"

کسی کی یادگار قائم کیجیے یا نہ کیجیے مگر ہر ایک وجود کی یادگار خود بخود قائم ہو جاتی ہے ایک مخیل سے اُسکے دوست نے فرمائش کی کہ اپنی انگوٹھی دے دو جب انگوٹھی دیکھوں گا تمھاری یاد تازہ ہو جائے گی۔ بھلا میاں کنجوس کب ان جھڑوں میں آنے والے تھے فوراً ٹھینگا سا انگوٹھے کے ہاتھ میں رکھا کہ بھائی خالی انگلی دیکھنا تو یاد کر لینا کہ فلاں مردود سے انگوٹھی مانگی تھی کمبخت نے ٹال دیا۔

الف لیلہ میں ایک جوان سرانگشت بریدہ کی حکایت مذکور ہے کہ اُس نے لہسن پلاؤ کھایا۔ ہاتھ منھ اچھی طرح نہ دھویا لہسن کی بھبک آ رہی تھی۔ سر پر شیطان جو چڑھا تو معشوقہ کے گل رخسار کو بدبودار کرنے کے لیے منھ بڑھایا۔ نازک دماغ محبوبہ نے "دور ہو بدبو" کہہ کے منھ ہٹایا۔

"ہا! لنگوڑے بدتمیز۔ رہ تو جا۔ میں بھی وہ سزا دوں کہ عمر بھر یاد رہے۔ ارے کوئی ہے؟ بلاؤ تو جراح کو" جراح آیا۔ دونوں ہاتھوں کے کلینگے (انگوٹھے) مخنون ہو گئے۔ چلیے بدتمیزی کی یادگار قائم ہو گئی محبوبہ کو ٹھینگا دکھا کے رگڑا ہے دار فنا ہو ئیں مگر محبوب صاحب جب تک زندہ رہے اپنے بے ٹھینگے کے ہاتھ دیکھ کے انھیں یاد کیا کیے پس کوئی تعجب نہ ہوگا اگر ہم اس سال کا نام "سال اروِنی" رکھیں۔ کیا معنی کہ اس سال میں اخباری کاغذوں کو حضرت ارون کی بدولت یادگار آفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اڈیٹروں کی انگلیوں میں انگوٹھیاں کیسی ہوتیں۔ ہاں قلم ہے جسپر طفل نے سوار کی طرح انگلیاں سواری کا شغل کرتی اور میدان کاغذی میں چوگان کھیلا کرتی ہیں اگر حضرت ارون پریس آرڈیننس کا انگا لگا کے قلم کو قلابازی نہ کھلاتے اور انگلیاں متوالے کی پگڑی کی طرح تجد سے گر نہ پڑتیں تو واللہ اس عہد زریں اس دور جواہرین کی یادگار کسی طرح قائم نہ ہوتی۔ ہاں ان اڈیٹروں نے انگوٹھی مانگی مگر نہ ملی۔ انھوں نے مطالبات قومی کا لہسن پلاؤ کھا کے رائج صابون سے ہاتھ نہ دھوئے وہی ہاتھ مصافحے کے لیے بڑھایا اور خلطہ کی خوبی دیکھیے کہ ٹھینگا کٹوایا۔

"آل انڈیا جرنلسٹ ایسوسی ایشن اور نیشنل کانگریس نے کٹے ہوئے انگوٹھوں پر مرہم لگانے کا ارادہ کیا۔ مگر تجویزوں میں ہو گیا اختلاف۔ ایک نے کہا مجروح ٹھینگا بھی جب تک "ہری" نہ ہو لے چلاتے رہو۔ دوسری بولی "واہ زخم کا انگور کیونکر بندھے گا؟ بس گل جندرے میں ہاتھ ڈالو اور آرام کرو۔ چنانچہ اخباری کاغذوں نے اپنی انجمن کے ارشاد پر عمل کیا اور چنانچہ کانگریس کی تجویز پر کاربند ہوئے اس دو تین ماہ میں افواہ کا بھی دور دورہ تھا کہ خدایا تیری پناہ! کیوں نہ بندھتا۔ ایسے ایڈیٹر کم ہو گئے جن سے پولیس یا ڈپٹی کمشنر نے بازپرس کی ہو "ڈیکلیئر آؤ۔ کیا کھاتے ہو۔ منھ میں کے دانت ہیں؟ تمھارے پڑوس میں کون رہتا ہے۔ دن میں کتنی مرتبہ تنبولہ کرتے ہو۔ مسواک بھی استعمال کرتے ہو یا نہیں اور ہاں ہاتھ ولایتی صابن سے دھوتے ہو کہ میرٹھ کے صابن سے۔ اے خبردار لہسن کا پلاؤ کھانا تو ہمارا ہاروہ لیا سوپ سے ہاتھ دھونا۔ ورنہ انگوٹھے کی خیر نہیں"

بہرکیف جدت بند ہوا۔ سہم بے دم ہوا۔ اودھ پنچ سے کوئی بازپرس نہیں ہوئی مگر کانگریس کی دھمکی اور افواہی دور نے "وچ کنم" کی آفت میں اُسے بھی پھنسایا۔ کبھی مہینے میں دو پرچے نکلے اور کبھی تین۔ یعنی جرنلسٹ ایسوسی ایشن کے حکم کی تعمیل بھی ہو لی اور کانگریس والوں کی پکٹنگ کی چوٹ بھی بچا لی۔ نامہ نگار اور مضمون طراز اول تو میسر ہی نہیں اور جو تھے اُنھوں نے بھی سونگھ نہ پی۔ ہم ہمیشہ مصیبت گزر جانے کے بعد اپنے خریداروں کو مطلع کرتے ہیں تاکہ مصیبت کے وقت جو ہائے قلم کی زبان سے نکل جاتی ہے اُسکا دھواں ناظرین کی آنکھوں میں نہ لگے وہ ہنسی کے عوض بخیال ہمدردی بسورنے لگیں۔

اسی "دورِ اِروِنی" میں بیماری کا بھی دور دورہ رہا کہ انسان تو انسان قلم بھی بھینسوں بخار چڑھ بیٹھا۔ اور خدا سے دعا مانگنی پڑی کہ الٰہی سر منڈاتے اولے پڑتے ہیں تو قلم اٹھاتے سنگین کی گولیاں بھی برسیں۔ اسکے علاوہ گول گول خوش بختیوں کا دل بادل ٹوٹ ٹوٹ کے برسنے لگا:۔

گول گول ڈنڈے اہل وطن پر برسے۔
گول مول گولیاں (رحمت نجات) نہتوں پر برسیں
گول مول رپورٹ برسی۔
گول گول آرڈیننس برسے جنکے چرخ میں عقل چکرا کے گول فوروڈن قبول کر لے۔ اور اب گول میز کانفرنس برسنے والی ہے۔

ظاہر ہے کہ زیادہ مار میں انسان تو بہ بھول جاتا ہے ہم نے معذرت نہ کی اور جب قلم کو ذرا سی مہلت ملی فوراً اپنے فرائض کے انصرام میں مشغول ہو گئے۔ ایسی حالت میں شکایتوں کی بوچھار بھلا کیوں نہ ہوتی۔ ہوئی اور خوب ہوئی۔

پرچہ تازہ خبریں تازہ اور تاریخ باسی؟ یہ ہم نے گوارا نہ ہوا کہ نمبر اور مہینہ لکھ کے پرچہ چلتا کر دیا۔ مگر اب پھر مصمم ارادہ ہے کہ چھتری لگا کے اس بارش بے ہنگام کا مقابلہ کریں۔ امید ہے کہ ناظرین شکایت کے عوض ہمارے استقلال کی داد عنایت کرینگے۔

خاکسار ... اڈیٹر

مضامینِ غیر

منطق آرا ہیکم بنام وائسرائے

نمبر ۳

دریں محفل بااظہار نیاز و ناز مو مو سے
ہزار آئینہ است از سرکجا خواہی نمایاں شو

لاٹ صاحب! سرکاری گزٹ کا وہ اعلان میں نے

"بلا کا زور ہے..... کمبخت روکے سے نہیں رُکتا۔ ہیوں ہیوں ہیوں"

زغارت چمنت بر بہار منت ہاست   کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
ہر کجیے پھولوں کی لاج رکھئے گل عارض کے رنگ سے ہمارا رنگ پھیکا ہوا جاتا ہے۔ خوشبو درکار ہے
تو یہ عطر حاضر ہے
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

اتنا بڑا وسیع ملک کا تھمنا چاہیں گے یا کیا کریں گے تھوڑی دیر کے لیے مان لیجیے کہ اگر یہ ملک صرف فوج نے بنایا ہے ورنہ بدستور سنبھال کر ہیک مینی ملک کوٹس حب سلامتی سے آگئے ہیں اسی راستہ سے بادل ناخواستہ رخصت کر جائیں اور یہ بھی فرض کیجیے کہ ہندوستانی اپنے یہاں پیر، وشنو، گیا، مسجد، وغیرہ اور مندر کو جا جائیں اور ایسا بھی ہوگا کہ کنوئیں کی مٹی کنوئیں میں لگنے کے لیے یعنی غیر ملکی ہونے سے سہم کر کروڑوں روپیہ فوج پر صرف کرنے کی ضرورت نہ رہے ولایتی فرنیچر کرایہ پر نہ منگا نا پڑیں، بجلی کے قمقموں کی جگہ ٹمٹماتے ہوئے مٹی کے چراغ گھر کی زینت بنیں غیر ملکی مصنوعات کی درآمد بالکل بند ہو جائے ہندوستانیوں کو فاقہ مستی سے بچانے کے لیے امریکہ کا گیہوں منگانے کی زحمت حکومت کو صدیوں برداشت نہ کرنی پڑے۔ تو یہ دانا زندہ ہندوستانی جو ایک لنگوٹی میں ستر ڈھانپ کر زندگی بسر کر لیتے ہیں اور فاقہ پر فاقہ کرنے میں بھی اُف کرنا نہیں جانتے وہ مٹھی چنے چبا کر چلچلاتی دوپہریا میں چوٹی کا پسینہ ایڑی کو بہانے کے عادی ہیں جب کروڑوں روپیہ کی بچت دیکھینگے تو بھلا اپنے آپے میں رہینگے ان کو اس گاڑھی کمائی کے خرچ کرنے کا وہ سلیقہ کہاں جو ہمارے انگریزوں کو ہے گنوار و مثل ہے :۔

جا کا کام تاہی کو چھاجے
دوسر کرے تو ٹھینگا باجے

اچھا صاحب جانے دیجیے اس سیاسی اصلاح کے جھنجھٹ کو لاٹ صاحب سمجھدار ہیں گول میز کھولنے میں مصروف ہیں اور ہندوستانی نا سمجھی کے چکر سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں دونوں ایک دوسرے سے سمجھ لینگے۔ جنگ ہمیشہ صلح پر ختم ہوتی ہے خواہ طرفین کے سر سلامت رہیں یا ایک ہی باقی رہ جائے دوسرا اُس جہان کی ہوا کھائے۔ ملکی جھگڑوں کا تذکرہ تو ضمناً تھا اسوقت ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ خود ہماری قوم جن افراد پر مشتمل ہے انکی معاشرت کتنی قابل اصلاح ہے۔ اخلاقی عوارض تمدنی خامیاں معاشرتی کمزوریاں ہر متنفس کے گلے کا ہار ہیں جب تک ہمارا زینت گھر ہے اُسوقت تک سیاسی اصلاحات کے عالمہ اُٹھانے کی توقع فضول ہے کیونکہ سیدھا سادہ کے چلے حال ہے سنڈاور ستم سے کلائی لڑانے کی ہمت نہیں۔ نہایت مبتنی ہے فرد سے اور افراد کا نفسیاتی نقشہ یہ حال ہے کہ شبانہ روز وقت عزیز اپنی نفسانی خواہشات کی خاطر داری میں صرف کر دیتے ہیں۔ جدھر آنکھ اُٹھا کر دیکھیے گا دیہات اور شہر کی گلیوں میں بدچلنی اور بیہودہ اعضاے تناسل نظر آئینگے اور ہم انھیں نفس کے تابع فرمان۔

مثال کے لیے چند فرضی خاکے ملاحظہ ہوں :۔

(۱) ایک مسلم صاحب خانہ قبریں پاؤں لٹکائے ہوئے سپید داڑھی ہو نیا و ما فیہا سے بے خبر ملکا کسبیوں کا ہجوم دس پانچ خوشامدی پیٹ لگے بندو وسکی مصاحبت لیس تو کے ٹھاٹ۔

ایک کسبی :- بڑے آج مورہے نہ جانی کی گردا مورے بھرا ہرے تے پرات ہے۔

صاحب خانہ۔ سچ کہو پیاری سر تو میلا نہیں ہو گیا۔

ایک مصاحب۔ حضور رسائی کہت ہو آپ چنبیلی آکیر گر تکیہ اُدھڑو بیدھڑو گھو رلا پڑ اور بہرت ہے۔

(۲) ایک فریادی آتا ہے۔

فریادی۔ سلام علیک۔

صاحب خانہ جیتے رہو۔

فریادی۔ جناب ۱۲ بیگہ زمین آپ کی ۷ برس سے میرے قبضہ میں ہے میں اُس کا موروثی کاشتکار ہوں وہ مدن بھنگی . . . .

صاحب خانہ۔ مجھے فرصت نہیں فیوا سے کہو۔

فریادی۔ وہ کہتے ہیں آپ سے کہو۔

صاحب خانہ۔ میں کچھ نہیں جانتا فیوا جانے۔

فریادی۔ ارے صاحب میں تو موروثی کاشتکار ہوں ایک پیسہ آپ کا باقی نہیں اور مدن بھنگی کہتا ہے کہ کوٹھی سے حکم ملا ہے کہ تم زمین . . . . .

صاحب خانہ۔ پہلوانخاں نکال دو اس مردود کو۔

(دوچار مصاحب اُٹھے اور پا بدست دگر و دست بدست دگرے)

(۳) دوسرا فریادی آتا ہے۔

فریادی۔ سلام بھیا۔

صاحب خانہ۔ جیتے رہو۔

فریادی۔ میرے بھینسے فیوا نے کھلوا منگائے ہیں۔

صاحب خانہ۔ ہا ہے تیرے دروازہ سے۔

فریادی۔ نہیں سرکار امیرا کے دروازہ سے۔

صاحب خانہ۔ وہ ہمارا باقی دار ہے۔

فریادی۔ تو سرکار بھینسے تو میرے ہیں وہ مجھ سے پالنے ڈالنے کے لیے مانگ لیگیا تھا اُسے سرکار ڈیڑھ سو روپیہ کی جوڑی ہے۔

صاحب خانہ۔ کچھ نہیں وہ اب تمہیں نہیں مل سکتے ہم کو اسوقت ضرورت ہے روپیہ کی۔ بلاقن جان کی بہن پیٹ سے ہیں بس صبح یا شام کو ماں بنجائینگی اگر بھینسے تمہارے تھے تو تم ہی اُسکی طرف سے پچاس روپیہ کا ڈنڈ اُٹھاؤ۔ ہم نے تو اُسکے دروازے سے پائے ہیں۔

فریادی۔ تو حضور بھینسے تو میرے ہیں۔ سارے گاؤں سے پوچھ لیجیے۔

صاحب خانہ۔ ہم کچھ نہیں جانتے فیوا سے کہو۔

فریادی۔ وہ کہتے ہیں آپ سے کہو حضور مالک باپ ہیں آپ کی زمین سب پہلی پڑجائے گی۔

صاحب خانہ۔ ہم تمہارے باپ سے لگان لے لینگے فیوا نے جو کیا وہ ٹھیک ہے۔

فریادی۔ مالک یہ تو بڑا اندھیر ہے کہ میرے بھینسے اور امیرا کے چکوتے ہیں۔

صاحب خانہ۔ نکال دو اس نا معقول کو۔

(ایک مصاحب اُٹھا اور ہاتھ پکڑ کے بارہ پتھر باہر کر آیا۔) (باقی آئندہ)

راقم

کچ مچ خیال

سوراج

یہ نہ سمجھیے کہ اس شیب سرخی سے ہمیں انگریزوں کو خواب راحت سے جگانا مقصود ہے۔ یا پولیس کے لونڈوں کا سرشتانی ہے۔ اجی نہیں! جان ہے تو جہان ہے۔ بات یہ ہے کہ کوئی سید محمد ضمیر صاحب عابدی ہیں جو

مجلدات اودھ پنچ ۲۹ و ۲۸ء

(۱) ادر دو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی ادبی اخلاقی مضامین اور کا قدیم کا بہترین خزانہ کتب میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد ۷ مع محصولڈاک۔

(۲) ۱۹۲۸ء کی چند ششماہی جلدیں جولائی ۲۸ء لغایت دسمبر ۱۹۲۸ء برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں قیمت مع محصولڈاک ۴ ہے۔

(۳) خاص نمبر۔ چونکہ وہ نمبر ان نمبروں میں انشاپردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے شائقین کو جلد طلب فرمانا چاہیے قیمت عہ علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے۔ ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۶ ر ٹکٹ بھیج دیجیے وی پی اور منی آرڈر جلد بھیجئے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مطبوعات

۔۔۔۔ ہندوستان کے معاشرتی و اقتصادی حالات۔ از علامہ عبداللہ بن یوسف علی۔ ایم اے۔ ایل ایل ایم سی ایس آئی۔ مجلد ہمہ
ایضاً ایضاً غیر مجلد عہ

۔۔۔ زبان اور ادب از سید ضامن علی ۔۔ عہ

۔۔۔ سے پہلے عرب اور ہندوستان کے تعلقات از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ للعہ

زیر طبع

۱۔ مسلمانوں کے تمدن پر ہندوؤں کا اثر۔ از مولانا ۔۔۔ صاحب عباسی۔

۔ ۔۔۔ ہندوستانی تمدن۔ از راے بہادر ۔۔۔ پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا۔

۔ ہندی شاعری۔ از ڈاکٹر اعظم کریوی ۔۔

۴۔ ناٹن (جرمن ڈراما) ترجمہ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب ایم اے۔ ایم آر۔ اے۔ ایس ۔۔

۵۔ ترقی زراعت۔ از خاں صاحب مولوی محمد عبدالقیوم ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت الہ آباد

غذائے روحانی

نغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے خزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمری محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ نادر اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No. 105
"LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
M B KHAN ARTIST BOOAWAN LUCKNOW

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں جھوٹی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر یہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلیئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج و واقعات ذو بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر کیجیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر بہ مد خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانہ سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے بوجوہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہر محلے میں ہوتے رہتے ہیں۔ افراد کی اصلاح کے بغیر کوئی نوع یا جنس یا فصل درست نہیں ہوسکتی ہندوستانیوں پر تقلید کا کابوس مسلط ہے۔ کمبخت تقلید ہمیشہ بری باتوں کی کرتی ہے۔ نفس کی خامی تو دیکھیے یہ راجہ خباثت جنگ نوے سال کی عمر میں چار چار رنڈیوں سے پہلو گرم کریں تو کچھ نہیں؟ ہم نے جو ایک رنڈی کو سو روپیہ دیئے تو آپ نے نصیحت نامہ کی کتاب کھول دی۔ واہ۔ اجی میاں نجاست کو دیکھو قبر میں تو پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں ۔۔۔ دعا لبغل میں ہے۔ داڑھی کا ہے کو شراب کی ۔۔۔ نی ہو ۔۔۔ نے حلق میں جا کے انگلی کرو۔ ہم تو جوان ۔۔۔ جوان ہیں۔ کھیلنے کھانے پینے کے دن ہیں۔ کیا جوانی پھر آئے گی ۔۔۔ اگر زندگی کا لطف نہ اٹھایا تو اور کون سا دن ہوگا۔ کیا اسوقت جبکہ ذلیل ذونا کھال کمبخت سرپانی میں ڈوبتی ہانڈی۔ گردن کا زورا

شکر خورے کی دُم یا گھڑی کی بال کمانی۔ آنکھیں سڑا ہوا لیچو۔ منہ مسلا ہوا خرفہ۔ گال جلی چھلکی ہوجائیں۔ اور پوپلا دہانہ جب ہلے تو ٹھوڑی کی زمین ناک کی چونچ کے آسمان سے ملے۔ نہ پاؤں قابو میں نہ ہاتھ اپنے بس میں لاحول ولا قوۃ ؎

دریغا کہ عہد جوانی نماند
جوانی مگو زندگانی نماند

ایسی حالت میں سیاسی اصلاح اگر ہوئی بھی تو خبائث اور بیہودگی کے مقلد قند آب میں زہر ضرور ملادیں گے۔ جتنا انہاک سیاسی اصلاحات پر آج ظاہر کیا جاتا ہے اگر اخلاقی اصلاح پر اس سے آدھی محنت بھی کی جاتی تو ملکی فوائد کو شخص اپنے ذاتی منافع پر ترجیح دیتا۔ واللہ کوئی ۔۔۔ کبھی نہیں سکتا ۔۔۔ جانے کی ضرورت نہیں ذری چند ۔۔۔ خوروں کا حال دیکھو ۔۔۔

دیانت سے کروروں کا مال توند میں بھرا ہے کہ لاحول۔ کئی بندگان خدا لیڈر بھی بنے علانیہ مال حلال کو شکم حرام پر در میں امانت بھی رکھا (ملعون بھی ہوئے) اور جب مرے تو اُن کا لاثانی ایثار عظیم الشان قربانی۔ بے مثل وطن دوستی لوگوں کو یاد رہی کن لوگوں کو۔ اجی انھیں کو جو خود اُن کے مزار پر ایک چراغ جلا کے بھیک کا پھاٹک اپنے لیے کھولنا چاہتے ہیں۔ اللہ اللہ سوانحعمری کے اوراق میں بجز مصنوعی محاسن اخلاق عصمت و طہارت کے کوئی عملی خباثت درج ہی نہیں۔ حالانکہ ابھی دو ہفتے بھی نہیں گزرے جو کتاب روزگار پر اُن کی ۔۔۔ سوا ایک نقطہ بھی نورانی نہ تھا۔ ایک تجربہ کار ۔۔۔ کا قول ہے کہ اوصاف کے ۔۔۔ خلاق کا اندازہ نہایت آسان ۔۔۔ بے تکلف آسان ہے۔ وہی قوم جو آج

ضمیمہ اودھ پنچ
نمبر ۱۸ ۔ ۱۵ جولائی ۱۹۳۰ء

"اصلاح"

(بقیہ نمبر ۱۷)

(۴) آپ جانیے حقوق کا معاملہ سب ذوی الفروض و ذوی الارحام جب حق سے بے حق ہو جائیں تو ان کا اونٹے تصرف کسی مال پر پھر سے حق دار بنا دیتا ہے تصرف دلیل قبض ہے اور قبض دلیل ملک۔ لہذا کھا لس کا تنکا بھی کسی عزیز کو نہ ملنا چاہیے۔ اللہ میاں تو اُس شخص کو جہنمی قرار دیتے ہیں جو قطع رحم کا مرتکب ہو یعنے کنبہ والوں کی جڑ کاٹے یا ان کی مدد نہ کرے مگر ہائے غفلت وائے خود غرضی۔

عزیز۔ سلام علیکم۔

زمیندار صاحب۔ "جیتے رہو۔ ارے علیکم السلام"

عزیز۔ "کیا جناب نے مجھے طلب فرمایا تھا؟"

زمیندار۔ جی ہاں۔ اب آپ نے پیٹ سے پاؤں نکالے۔ مجھ سے بھی زمینداری پیچ؟ بھلا آپ نے میرے کھیت سے پیال کیوں اٹھائی؟

عزیز۔ "کیا عرض کروں۔ ضرورت سے مجبور ہو گیا۔ غیر کا مال نہ تھا آپ ہی کا تو تھا۔

زمیندار۔ "جی۔ بجا درست۔ صحیح۔ درجہی۔ تو آپ نے پوچھا بھی تھا؟

عزیز۔ "غیبت علیا حضور کے مختار خاص سے اجازت لے لی تھی۔

زمیندار۔ "یہ میں کچھ نہیں جانتا آپنے کیوں پیال اٹھوالی"

عزیز۔ عرض تو کیا کہ سردی سے بچنے کے لیے۔ خدا نے آپ کو رئیس کیا ہے غیر آپ سے فیض پاتے ہیں۔ مجھے تو رشتہ داری کا فخر حاصل ہے۔ چند تنکے پیال کے اٹھا لیے تو کیا قیامت ہوئی۔ ایسے ڈھیر کے ڈھیر ان اپنا زچا خانہ رچانے کے لیے سر بھیرتے پیا جائر رنشیرم اٹھا لیجاتی ہیں

انھیں کوئی نہیں روکتا۔

زمیندار۔ "بے شک قیامت ہوئی۔ آئندہ اگر ایسی حرکت کیجیے گا تو بُری ہوگی۔ اور اس غتربود کی تو شامت آئی ہے نہ سمجھتا ہے نہ بوجھتا ہے۔ دنیا بھر بوجھ کے بوجھ اٹھا لے جائے مگر آپ کا تصرف ناجائز میں برداشت نہیں کر سکتا۔ سمجھے؟

عزیز۔ "خوب سمجھے۔

(یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل الخ پڑھتے ہوئے چلے گئے)

(۵) ایک مشورہ۔

تھانے میر۔ "سنو جی۔ بخشو بی بی"

بخشو بی بی۔ "ارشاد"

تھانے میر۔ "اجی اس مردود لونڈے کو بھی تم جانتی ہو"

بخشو۔ "کون صاحبزادے مبارک خاں؟"

تھانے میر۔ ہاں ہاں وہی منحوس کمبخت نامعقول ماشاء اللہ ۔ ارے ستیں۔ گرگ لعل ۔ سیلی کا پھوڑا"

بخشو۔ "اسے جانتا کیوں نہیں۔ حضور کے بھتیجے ہیں۔ گودیوں کھلایا ہے۔ خدا رکھے اب بھی بچے ہیں۔ بارہ تیرہ برس کی عمر ہی کیا؟"

تھانے میر۔ "لے بس بہت تعریف نہ کیجیے۔ آپ کی خیر خواہی سے مجھے گھن آتی ہے۔ تعریفیں کر کر کے آپ شرمندہ کرتے ہیں۔ یہ کمبخت جب تک بازار جوتے نہ کھائے گا۔ درست نہ ہوگا نہیں۔ سر چڑھتا رہے گا بس پانچ گن کے سر بازار لگا دو۔ سُنا کہ نہیں؟"

بخشو بی بی۔ "خداوند یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہم طرم بیگ خاں سے بھی چکنے والے اسامی نہیں مگر خونادوں اور تابعداروں پر ہاتھ اٹھاتے خوف خدا ہوتا ہے"

تھانے میر۔ "نمک حرام کہیں کا۔ اب جا گھر میں چوڑیاں پہن کے بیٹھ رہ"

بخشو۔ "مجھے انکار نہیں۔ میں تو اسی بات کی تنخواہ پاتا ہوں مگر حضور خیال کر لیجیے صاحبزادے کی ذلت عین حضور کی ذلت ہے تمام رعایا سے حضور کے خاندان کا رعب اٹھ جائے گا۔ اس کے علاوہ بستی کے لوگ یتیم سمجھ کے اس بچے کو بہت عزیز رکھتے ہیں ایسا نہ ہو کہ ابھی خاصی فوجداری ہو جائے"

تھانے میر۔ ارے تو کیا ہمیں ڈپٹی کمشنر مقرر کیا ہے زمیندار ٹھہرے کمشن کھڈے سے تھوڑے۔ سو حکم کا ایک حکم یہ ہے کہ قصائیوں کو ساتھ لو اور اس لونڈے کی چندیا پر نقارہ بجا دو۔ یہ لونڈا سانپ کا سپولیا ہے اس کے باپ نے میری مشکلیں کسوائی تھیں۔ میں بھی اپنا بدلہ لیتا ہوں۔

بخشو بی بی۔ "بہت خوب۔ پرسوں یہ کام پورا ہو جائے گا۔ لیکن ایک بات عرض کرتا ہوں جو ناگوار طبع نہ ہو آپ نے چنبیلی جان کے مہر میں گاؤں لکھ دیے اور رضا یہ مہینہ بھر بوسونگھی جولاکھوں روپیہ لال پری (شراب) کو منھ لگا کے پیشاب کے ساتھ ایمان کی طرح بہا دیے۔ بیسیوں مہاجن ڈگری قرقی جاری کرانے والے ہیں اس کام کے صلے میں مجھکو کیا ملے گا؟

تھانے میر۔ "آپ کوئی قاضی ہیں؟ میرا جی چاہتا کرتا ہوں۔ کوئی آل اولاد ہوتی تو خیر یوں بھی سہی روپیہ کا دکھ ہوتا۔ چھڑے چھٹانک آدمی ہوں۔ اپنی زندگی مزے سے کیوں نہ بسر کروں۔

بخشو بی بی۔ میں نے تو مولویوں سے سُنا ہے کہ عزیزوں کو محروم کرنے کی نیت سے ساری دولت اگر خیرات میں بھی دی جائے تو عاقبت میں کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اللہ میاں نے عزیزوں کا حق قرآن میں مقرر کر دیا ہے اور بذاتی عداوت کی وجہ سے کوئی شخص حقداروں کو محروم کرنے کا مجاز نہیں۔

تھانے میر۔ "بیہودہ نہ بکو۔ تم مولوی نہیں ہو۔ میں تمہارا مرید نہیں جاؤ اپنا کام کرو"۔

بخشو بی بی۔ اچھا تو میرا حق خدمت ملنا چاہیے۔ بس چنبیلی جان کے پاندان کا خرچ جتنا ہے اتنا ہی میرے لیے کافی ہے۔

تھانے میر۔ "دیکھا جائے گا۔ تم حکم کی تعمیل کرو"

بخشو بی بی۔ "بہت خوب خداوند"

انصاف کی نظر مطلوب ہے۔ اور ہمیں توقع ہے کہ پنچ کے ناظرین سے بڑھ کے کسی اور اخبار کی کاغذ کے مطالعہ کرنے والے انصاف دوست نہیں ہیں۔ جو حالات اوپر بیان ہوئے وہ ہندوستان کے

سیاسی اصلاح کی بھوک ہے ذرا دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ کتنے وقف آج بدون توقف کے ہضم ہو گئے جن کا نشان تک باقی نہیں اور کتنے موجود ہیں جو برف کی طرح گھلتے چلے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر بندہ ایک وقف کا مختصر حال لکھتا ہے۔ کانپور کے ضلع میں ایک بستی بارہ کے نام سے مشہور ہے (راقم اسی کو اپنا جائے وطن ہونے کا فخر ہے) یہ بستی بہت پرانی ہے خدا بخشے اگلے زمانے کو جب کہ یہاں کے رئیس اور مسلمان علم و قناعت راستی کردار صدق و صفا و درویشانہ روش اور دیگر اخلاق فاضلہ کے اعتبار سے ضرب المثل تھے مگر اب؟ ... کچھ نہ پوچھیے بڑی ہمت کی ایک دینی مدرسہ جاری کیا مصارف کے لیے زمین وقف کی وقف نامہ کی رجسٹری کرائی۔ اے لیجیے مدرسہ چل کھڑا ہوا۔ مگر سچ کہا ہے ہمیشگی صرف اس حی دائم ذات کے لیے ہے۔ تھوڑے زمانے تک میاں مدرسہ صاحب بن پاؤں کے چلے پھر چلتے چلتے ایسے تھکے کہ گر پڑے نہ دیوار و سقف نہ باقی نہ زمین وقف رہے نام اللہ کا۔ [illegible] ہمت کا دریا خشک ہو گیا بزرگوں نے وقف نام کی کشتی [illegible] خاص میں پھر آ لیں لیعنی پانی جم کے برف بنا تھا پگھل کر اپنی عادت پر آ گیا چلو پانی کی [illegible] کبریائی ہے۔

لیتا ہوں مکتب غم دل میں سبق ہنوز
لیکن یہی کہ رفت گیا اور بود تھا

راقم ———

کچھ مجھ طیال بارہوی عاشق اصلاح

مضامین غیر

منطق آرا بیگم بنام والسرائے

نمبر ۳

دیکھا! میں مہا جوہیں کہتی تھی۔ تم نے آخر زبان کھولی اور کچھ نہ کہہ سکے پھر کچھ کہا وہ ہرگز ہندوستانی پڑھے جنوں کے بھاؤ میں نہ ہوگا۔ تم کہتے ہو کہ اہل ہند بے صبر ہیں اور انگلستانی حکومت اہل ہند کے جدید خیالی تغیرات سے نا واقف۔ میں کہتی ہوں کہ ہاں تم نے گُر کی بات کہی مگر برا نہ مانو تو پوچھوں کہ بے صبری کا علاج تو تم نے کر لیا "مارو پیٹو پکڑو دھکڑو جیل خانے بھیجو" گولیاں برساؤ مگر انگلستانی گھامڑپنے کا علاج بھی کیے؟ انھوں تبادیا ہوتا۔ بے صبری کی اصلی وجہ یہی گھامڑپن ہے یا اور کچھ؟ ہمیشہ یہ گورے چٹرے والے اپنے مطلب کے بیوقوف گھامڑ بنے رہے اور یہ اسی کا خمیازہ ہے کہ ہندوستانیوں کو ان کی بات کا اعتبار نہیں۔ تیزی کے ساتھ تغیرات کی اطلاع نہ ہونا تعجب کی بات ہے۔ دس برس اُس طرف جلیانوالہ باغ میں مجلس دگشت خون ہوئی خون کے نالے بہ گئے اسٹریری غفلت کہ کان پر جوں بھی نہ رینگی۔ اس دس برس میں دس جلسے کانگریس کے ہوئے اور ان میں سے کوئی جلسہ ایسا نہ تھا جس میں بیس پچیس ہزار پڑھے لکھے دماغ والے۔ دولت والے ہندوستانی جمع نہ ہوئے ہوں۔

اعلان انعام

ہندوستانی اکاڈمی (صوبہ متحدہ) ہندی اور اردو زبانوں میں ذیل کے ان پر پانچ پانچ سو روپے کے تین انعام دیگی۔

۱۔ ان تصنیف یا بہترین کتاب یا بہترین مضامین یا ماہیت اور اس کی بنیت پر کتاب یہ یکم جنوری ۱۹۲۷ء کے بعد شائع ہوئی ہو۔

۲۔ ذیل کے کسی فن کی بہترین کتاب پر۔

علم طبیعیات ہو یا اس کی کوئی شاخ مثلاً علم کیمیا۔ علم حیوانات۔ علم نباتات پر ہو۔ اور یکم جنوری ۱۹۲۷ء کے بعد شائع ہوئی ہو۔

علم معاشرت یا اسکے کسی شعبہ پر ہو مثلاً اقتصادیات۔ سیاسیات۔ تمدن۔ تاریخ آئین و قانون پر ہو اور یکم جنوری ۱۹۲۷ء کے بعد شائع ہوئی ہو۔

ان انعامی کتابوں کی سات سات جلدیں ۱۵ اگست ۱۹۳۰ء سے پہلے دفتر میں پہونچ جانی چاہیے۔

دستخط (تارا چند)
جنرل سکریٹری
ہندوستانی اکاڈمی۔ الہ آباد

ان میں بیسیوں لیڈر تھے۔ کیا معنی کہ یہ سب مختلف سیاسی انجمنوں سوسائٹیوں اور مذہبی جماعتوں کے نائب تھے۔ اچھا ایک لیڈر کے ماننے والے دو سو آدمی رکھو اور حساب لگا کے دیکھو کہ یہ مجمع کتنا بڑھ گیا۔ پھر اتنے لوگوں کی صدا انگلستان کے کان میں کیوں نکر پہونچی؟ اے ہے یہ بہرے پن کا روگ دشمنوں کو کب سے لگا۔ میں تو آج تک یہی سنتی آئی کہ انگریزی قوم بڑی کَیّاں جیسیں ہوشیار گوش والی ہے سمندر اُس پار سے حکومت کرنے آتی ہے اور سرخروئی کے تمغے لے کے وطن جاتی ہے۔ نا صاحب! میں کبھی نہ مانوں گی کہ دس برس تک دشمن مرمی بالکل بہرے رہے۔ اور اتنے زمانے میں اپنے مطلب کی بات کے سوا ان کے کانوں میں کوئی اور بات پڑی ہی نہیں۔ کیونکہ مانوں کان کا عذر سنتی ہوں تو انگریزوں کی آنکھیں مجھے جھٹلاتی اور کہتی ہیں کہ خیر کان اس کان سُنی اُس کان اُڑائی کی بیماری میں مبتلا تھے تو کیا ہوا ہم تو موجود تھے۔ اخباری کاغذ ہم نے

دیکھیے حکومت ہند کی صاحب مہربان رپورٹیں ہم نے دیکھیں کانگریس کے رزولیوشن ہمارے سامنے آئے اور انگریزی عقل جدا آنکھیں نکالتی ہے کہ :-
خدا کو آنکھ سے نہیں دیکھا عقل سے تو پہچانا ہے

یہ سراسر میری ہتک ہے کہ بھپنار سائی کی تہمت تھوپی جائے ارے میں اسپین میں افیم گھولتی ہوں - عراق میں بدوؤں اور شہریوں کے ساتھ اونٹ پر چڑھی پھرتی ہوں - عرب میں نجدی وہابی کا ہے پر سواری گانٹھتی ہوں - مصر میں لیسوائی خر مزے اڑاتی ہوں - ٹرانسوال میں سور کا شکار کھیلتی ہوں - افریقہ میں بن مانسوں سے دل لگی بازی کرکے جی بہلاتی ہوں - میں ارسے میں اقبال کی خبر لانے والی آسمان پہاڑ کے تھگلی لگانے والی - سمندروں کو کھنگالنے والی - پہاڑوں کے انگل بید کرنے والی - اور مجھ پر یہ الزام ہے -

پرنس آف ویلس کی آؤ بھگت جس طرح ہندستان میں کی گئی کیا میں اس کے معنی نہیں سمجھی ڈیوک آف کناٹ کی خاطرداری جس طریقے کی گئی کیا وہ مجھ سے پوشیدہ ہے - ابھی اگلے سال سائیمن صاحب کا استقبال جیسا دھوم دھامی ہوا کیا میں نے اسے نہیں - اور نئے اصلاحات کے وقت عوام کی حرکت سے گاڑی بان جار تڑوائی [illegible] سوالی جو کونسل میں بیٹھ گئے اس سے میں بے خبر ہوں ؟ - غیاث میں سے عوام کے رجحان اور قوت کا پتہ ہیں

انگریزی آنکھیں اور چھلوں کا بیو ساہب کڑے تیوروں سے میری صورت دیکھتا ہے تو میں سہم جاتی ہوں ہاں تم انگریز ہو جو جی میں آئے کہو -

انکاری گردن ہلاتا ہے - یہ بھی بیماری ہے وہ بھی ڈکاری ہے مگر دونوں لڑتی ہیں کیسے رکھیں کسے نکالوں - نہ ٹلانی ہوں کہ تشبیح اٹھاؤں اور جھٹ سے طاق جنت پر معاملہ طے کر دوں -

دیکھیے بیگم صاحب منطق علم نفس کے مہمات کسی طرح حل نہیں کر سکتی - فرعی رسمیں انسانی نیچر کو دیکھ کے قائم کی گئی ہیں - دو مساوی درجے کی راہوں میں جب ترک و فعل کا الجھاوا پڑ جاتا ہے تو انسان الو کی دم فاختہ ہو کے رہ جاتا ہے - شرع انسانی عقل کے حدود سے واقف تھی اس نے قرعہ اور استخارہ کا دستور نکالا کہ یکسوئی ہو جائے - موسوی شریعت میں یہ وعدہ موجود ہے کہ قرعہ سوسبب محکم ٹھیک رہتا ہے - استخارہ بہ تسبیح یا تفاؤل از قرآن وغیرہ قرعے کی دوسری صورتیں ہیں اور شگون جس کا اثر اسلامی کتابوں میں ہے اسی قرعے کا ایک جزو ہے - گو اسکی علت مثل دیگر الطاف خفیہ کے غیر معلوم ہے لہذا اس سے دل لگی نہ کیجیے - لا ٹھا صاحب سے الجھنا آسان ہے - خدا نہ کرے جو مولویوں سے ڈانڈا مینڈی ہو گئی تو چھیتڑے چھڑانے مشکل ہونگے - آپ تو مولویوں سے ڈرتی ہیں اسکے علاوہ خلاف عقل اور ظاہر الفعل امور میں قرعہ پر عمل حرام ہے

مجسمہ امن و امان ہند
(جس کے بغیر بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والی ہیں)
(بہ [illegible] ارون)

کئی ہزار سال کے بعد سنہ ۱۹۳۰ء میں انتقال فرمایا

لوہے سے لوہا خوب کٹتا ہے

تم جانتے ہو کہ میں ہوں منطقی آدمی "شک" کے قریب نہیں جاتی کہ صاحب دو نقیضوں (ضدوں) کے بیچ میں کھڑے تردد کر رہے ہیں - اسے منہ لگاؤں (ترجیح دوں) یا اسے - کبھی اسکی طرف سے دل بائیں کرتا ہے کبھی اسکے قبول کرنے میں

پس اختیاری رسم جیسکے ترک و فعل پر عقاب و ثواب
نہیں قابل بحث کب ہے جو آپ منھ آتی ہیں غور
سے دیکھیے تو بڑی گتھی شرع نے سلجھائی ۱۲ پنچ

نہ مجھے یہ جھول پسند ہے کہ ایک کو ترجیح مدل اور دوسری کو بھی چاہوں کہ گلے سے لگی رہے (یہ میرے نواب کلکال ہے انھیں کو مبارک رہے نگوڑی ہند یا بھی چھوٹے نہیں چھوٹتی) اسے ,,وہم،، کہتے ہیں۔ میرا عمل یقین پر ہے اگر میں تمھاری جگہ ہوتی تو صاف کہتی کہ حکومت انگلستان ان تغیرات سے جو نہایت تیزی کے ساتھ ہندوستانی طبیعتوں میں پیدا ہو چکے اور ہو رہے ہیں بخوبی واقف ہے وہاں کی پبلک بھی غافل اور کج فہم نہیں مگر وہ ہندوستان کے ساتھ ذاتی اغراض کی بنا پر ہمدردی سے قاصر ہے۔ میں اس کا بھی اقرار کر لیتی کہ حکومت ہند کی باگ عموماً ایسے ہی آدمیوں کی مٹھی میں دی جاتی ہے جو ان اغراض کو اپنی ہوشیاری کی بدولت پورا کرنے میں مدد دیں۔ انھیں اغراض کی بنا پر مجبوراً حکومت [illegible] انگریزی پبلک [illegible] سے مطالع کرنا خلاف مصلحت سمجھتی ہے۔ صرف خوش [illegible] رہتے ہیں ہوم [illegible] کے کانوں تک ایسی [illegible] باتیں پہونچیں تو ہندوستانی انقلاب سے [illegible] کر انگلستان میں کھلبلی مچے۔ کبھی کہہ دیا [illegible] لفنگے [illegible] گستاخی ہو گئی اب بفضل خدا خیریت ہے [illegible] ہاں [illegible] ہوئی تھی مگر [illegible] ولے بخیر گذشت۔ اب دنیا صحیح ڈھرے پر آ رہی ہے مطمئن بودہ باشند۔

میری جان لاٹ صاحب اگر فی الواقع انگلستان ہند میں تغیرات کی تیز رفتاری سے واقف نہیں اور یہی وجہ بقول تمھارے ہمدردی نہ ہونے کی ہے تو دیکھو ہم کو نہیں۔ تم جیو تمھارے بچے جئیں تمھاری بیگم سلامت رہیں تمھارا اقبال بڑھے ایک مرتبہ خدا کو یاد کر کے انگلستان کی پارلیمنٹ کو جھنجھوڑ دو کہ سنتی ہو بی اب ذری آنکھیں کھولو ؎

صبح پیری شام ہونے آئی میر
تو نہ چیتا اور غافل کر دن اب کم رہا

ہندوستانی پاگلوں کے لیے آر ز نیس پر آرڈیننس سختی پر سختی ہوئی مگر یہ کمبخت ابھی تک ہوش میں نہیں آئے تو نہ سہی اب انگلستانی نیند کے ماتے ہوشیاروں کو اسی ترکیب سے جگاؤ۔ ارے ہاں کسی طرح کسی دل کے تھن میں ہمدردی کا نیھالا آئے۔ ورنہ یہ دعا جو کرتی ہوں موقوف ہو۔

بارہا گفتم و از گفتۂ خود دل شادم

تمھارے اس کلمے سے حکومت ہند اور حکومت انگلستان دونوں کا بھید کھل گیا جیسے ایک بیوی خدمتگار سے اٹک گئی تھیں بیچاری موقع پا کے ڈیوڑھی میں باتیں اور کچھ نہیں تو گالوں پر چٹکیاں لے کے چلی آتیں۔ نوکر بھی لگا تھا اتفاق سے ایک رات میاں آئے ڈیوڑھی میں وہاں تھا اندھیرا نوکر سمجھا کہ من و سلویٰ آ گیا ایک کے اس نے چوم ہی تو لیا مگر سیب کی جگہ [illegible] ہر منہ پڑا۔ کمبخت [illegible] اور [illegible] معذرت [illegible] کبھی ایسی غلطی [illegible] میں سمجھا تھا کہ صاحب [illegible] کہ حضور ہیں تو [illegible] ایسی حرکت نہ کرتا

صاحب نے [illegible] سمجھا [illegible]

[illegible] معلوم شد

[illegible] اور تمھارے [illegible] کے [illegible] میاں [illegible] یا دل [illegible] جھینپ ہوگئے [illegible] سے برکن [illegible] کہتے ہیں آخر دل دل ہے۔

اختلاج قلب کی بیماری میں گرفتار ہی ہو گئے تمھارے منھ سے بات نکلنے بھی نہ پائی تھی کہ انھوں نے تمھیں ,,بے اصول بے تدبیر غلط کار،، کہہ دیا۔ دل ہی لوٹوں کا تو پڑا نہ انگلستان میں ہے نہ ہندوستان میں۔ خدا رکھے انھیں کی بدولت دنیا میں تھوڑی سی چہل پہل گہما گہمی ہو جاتی ہے اور ان ہی کی یاد میں شاعر کہتا ہے ؎

در شکستہ آشوب ہے وسکو چہ نہ فریاد ہے
ویرانہ سا کا ز مار دیوانہ نمی آید

میں نے تمھاری تقریر کے تمہیدی جملے پر اس وجہ سے نکتہ چینی کی کہ جب تمھاری دو انگلیاں انگلستان کی ہندوستان کی نبض پہچان گئیں اور انگلیوں سے [illegible] دیکھ لیا کہ دونوں رگیں تو اور خون کے گھوڑے پر سوار ہوئی نہیں رکتی نہیں سرپٹ جا رہی ہیں عمول کی آواز بلند ہے کانوں میں ٹھیٹھیاں نہیں ان کے طرفداران کے ساتھ ہیں ان کے ہوا خواہ ان کے ہمراہ تو کبھی کرتا [illegible] بدابدی [illegible] مشکل [illegible] نہیں لقوہ مارے۔ دو نی دیتے ہیں۔ ہو پڑا رہتے ہیں،، کا میدان ضرور آراستہ ہو گا۔ ایسی حالت میں عقلمند وہی ہے جو ٹیلے پر کھڑا ہو کے تماشا دیکھے۔

,,بے عقل بے اصول بے تدبیر ا غلط کار،، وہ ہے جو خود بات بے ٹھکانے کہے اور دوسروں کے سر عیب لگائے۔ ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

اذا عیر الطائی بالبخل مادر ۔۔۔ وقرع قسا بالفہاہۃ باقل
وقال السہٰی للشمس انت خفیۃ ۔۔۔ وقال الدجی یا صبح لونک حائل
وطاولت الارض السماء سفاہۃ ۔۔۔ وفاخرت الشہب الحصا والجنادل
فیا موت زر ان الحیاۃ ذمیمۃ ۔۔۔ ویا نفس جدی ان دہرک ہازل

اسکا ترجمہ میری زبان میں [illegible] کہ جب حاتم طائی کو مادر سا کنجوس [illegible] اور [illegible] شرمائے کھڑا ہے۔ باقل [illegible] نرم کہے [illegible] نکلے [illegible] وانت کرش [illegible] سہا ستارا [illegible] سورج کو نا چیز اور نا پید ہونے کی تہمت لگائے۔ کلموہی رات گوری چٹی صبح کو بہروپن کا طعنہ دے کے منھ ٹھٹھائے سوہی زمین بیوقوفی کی راہ سے آسمان کو نیچا دکھانے کنکری خم ٹھونک کے پہاڑ کے آگے بلبلائے تو بس پھر او موت اپنا کھڑا ہو کہ زندگی خراب ہو گئی اور اے نفس ذری نیکی کے ساتھ بھاری بھرکم ہو جا کہ تیری دنیا تیرے ساتھ ٹھٹھولیا پن کر رہی ہے۔

تم ذری ہاتھ کھینچ کے دیکھو تھوڑی سی مدت میں یہ حال کھل جائے گا کہ غلط کار کون تھے آیا وہ جو موقع کی نازکی [illegible] اور [illegible] سنہ [illegible] دیکھ رہا ہے یا وہ جو یہاں بیٹھا ہوا ترقی [illegible]

[illegible] اردو عربی کا ایک کنجوس [illegible] جیسے [illegible] ایک حوض سے اونٹوں کو پانی پلایا اور جو پانی بچا اس میں پیشاب کر دیا کہ دوسرے کے کام نہ آنے پائے۔

جان دینے والوں کا تماشا دیکھتا ہے۔ (باقی)

راقمہ

منطق آرا بیگم

پیام منطق آرا بیگم بنام اہل کانگریس

نمبر ۲

ہاں میرے دولارے بچو۔

جب تمہارے لیڈروں کا یہ حال ہے۔ عوام کا یہ حال ہے۔ سرکار کا یہ حال ہے تو تمہیں ایسی راہ اختیار کرنی چاہیے جس میں خانہ جنگی سے مڈبھیڑ نہ ہو۔ قانون کی زنجیریں توڑنے پر ہر شخص قادر نہیں۔ تم نے توڑیں مگر اسکے عوض لوہے کی زنجیریں بھی پہنیں۔ کاروباری آدمی اپنے کاروبار کا منھ دیکھتے ہیں ان کے دل میں تم اپنا دل جو وطن پر گرویدہ ہے ڈال نہیں سکتے انھیں وطن کی برائی بھلائی سے واسطہ نہیں۔ تم توڑتے ہو وہ اسیو نفت جوڑتے ہیں۔ قانون بی بی تمیز کا وضو ہے جن کا ذکر شاید علامہ بہار الدین عاملی نے مثنوی نان وحلوا میں کیا ہے۔ وہ کبھی ٹوٹتا ہی نہیں۔

نقل ہے کہ بی بی تمیز خالدار کسی قدر ریاض تھیں اور ساتھ ہی اسکے نماز کی بہت پابند تھیں۔ بس دن بھر میں ایک مرتبہ وضو کر کے چھٹی کر لی اب پیچا نے پیشاب اور دوسرے وضو توڑنے والے کام اُن کے وضو میں خلل ڈال سکیں کیا مجال ایک روز کا ذکر ہے ؎

گفت با او رند کے کاے نیک زن   حیرتے دارم دریں کار تو من
دریں جنابت ہا بے دلیے کہ ہست   ہیچ یاید در وضوے تو شکست
نیست آگاہ ایں عکو و ملو   یک رہ اندرے کرم باس بگو
ایں وضو از سنگ روے محکم تر ست   ایں مگر سد اسکندر ست

علامہ کی زبان سے دیکھ زمانے کا حال بھی سن لو ؎

خوردہ مینا خند رطل لبے   وقت افعال کار بار ہیر کسے
زیں کا شناز لیا رہ از نہیں   از پے رد و قبول اندر کمیں
در زمانہ تھا از پے جان حرام   مکر و حیلہ بہر تسخیر عوام
خوردن نان حرام رزق و شبہ   گاہ خبث عمر وگاہ خبث زید
وزیں عدالت با وجود ایں صفات   ہست اندر برقرار بر ثبات
بر سر خرد داخل گردد و نیس   ایں عدالت ہست کو تو قیس

خیر! تو اب تم اپنے رویہ پر ایک مرتبہ پھر غور کرو۔ اسوقت مجھے فرصت نہیں آیندہ کچھ اور اشارے کروں گی (باقی۔)

راقمہ

منطق آرا بیگم

ایک نہیں دو

"عجیب و غریب خط"

عزم بنارسی کو ہم مدت سے جانتے ہیں یعنی جب کہ وہ پولیس علیہ السلام میں ملازم اور اُردو خارمٹ سینڈ کے متعلم تھے عزم صاحب کو اُسی زمانہ سے زبادانی کا شوق تھا۔ اور اسی شوق نے اُنھیں شاعری کی جانب متوجہ کیا۔ مگر سنجر صاحب اور عیش صاحب سے ہم بالکل واقف نہیں۔ عزم نے عیش کے اشعار پر نکتہ چینی کی اور وہ ۱۴ اپریل کے اودھ پنچ میں درج ہوئی اعتراضات یقیناً وارد ہیں مگر عیش صاحب کہتے ہیں کہ:۔

"بجز نافہمی کے اعتراضات کے کسی قسم کی تنقیدی شان پیدا نہیں" انھیں انکار ہے کہ "نقائص خیال" سے بھی بحث نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں کہ واقعی عیش صاحب اگر نکتہ رس ہوتے تو پھر کیوں کوئی اعتراض کرتا۔

بہر کیف سنجر اور عیش کی تحریریں بجنسہ درج ہیں۔ خود ہم اس بحث میں حصہ نہیں لینا چاہتے۔ اور عزم سے بھی عرض کرتے ہیں کہ آپ نے بیکار وقت صرف کیا۔ خطاب کے لیے کوئی سخن فہم منتخب کیجیے۔ اور عیش کو عیش کرنے دیجیے۔ اُنکی اصلاح ناممکن ہے۔"

خاکسار ادیب الشعرا

نقل خط سنجر عظیم آبادی

۵۔ جولائی ۱۹۳۰ء

سنجر

جناب ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ دامت معالیہ تسلیم۔ گزارش ہے کہ جناب غلام حسنین خاں صاحب عزم نے اودھ پنچ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۰ء ناچیز کے پاس بغرض جواب تنقید خود ارسال فرمایا۔ ناچیز نے اس اخبار کو جناب عیش صاحب کے پاس بھیجدیا موصوف نے جو کچھ جناب عزم صاحب کی تنقید کے متعلق مجھے تحریر فرمایا ہے وہ ناچیز بجنسہ بغرض اشاعت جناب کی خدمت میں ارسال کرتا ہے۔ جناب کے اخلاق سے اُمید ہے کہ جس طرح جناب عزم صاحب کی تنقید پنچ میں شائع فرمائی ہے عیش صاحب کا یہ خط بھی مع میری تحریر کے شائع فرما کر شکرگزار فرمائیے اور جس پرچہ میں یہ خط شائع ہو براہ مہربانی وہ پرچہ بھی مجھے ارسال فرمائیں۔ قیمت ۲ر حاضر خدمت ہے۔

نیازمند سنجر عظیم آبادی از دوالمنڈی پٹنہ

محترم بندہ جناب سنجر صاحب دام فضالہ

تسلیم عرض ہے۔ اودھ پنچ جسمیں نمبر و نام محمد غلام حسنین صاحب عزم کا مندرج ہے۔ ارسال کردہ آنجناب نظر سے گزرا۔ جناب کا شکریہ کہ آپ کی بدولت پرچہ دیکھ لیا۔ اگرچہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۰ء کا پرچہ اور ۲ جولائی ۱۹۳۰ء کو دیکھنا نصیب ہوا۔ ورنہ کہاں اودھ پنچ اور کہاں یہ ناچیز۔

اخبار بھیجنے سے غالباً آپ کی غرض یہ ہوگی کہ میں اُس تنقید کا کچھ جواب لکھوں جو میرے اشعار کے متعلق اس پرچہ میں مندرج ہے۔ لہذا گذارش ہے کہ ناچیز یوں بھی تو تو میں میں کا مخالف ہے۔ نہ یہ کہ ایسی تنقید کا جواب لکھے جس سے بجز نافہمی کے اعتراضات کے کسی قسم کی تنقیدی شان پیدا نہیں ہے۔ اگر کچھ فنی یا عروضی غلطی دکھائی ہوتی یا نقائص خیال پر بحث کی ہوتی۔ یا درحقیقت زبان و محاورات پر کچھ خامہ فرسائی کی ہوتی۔ یا کم از کم بندش ہی کی کچھ خرابی دکھائی ہوتی تو خیر کچھ مضائقہ نہ تھا۔ یہاں تو یہ کیفیت ہے کہ جس شعر کو چاہا اپنے موافق الفاظ رد و بدل کر کے ایک مذاق کا پہلو پیدا کر لیا۔ اس کا نام تنقید نہیں ہے۔

اشعار کو رد و بدل کر کے اُنکی بدنما تصویر پیش کرنا نہ صرف مروت و فتوت کے منافی ہے۔ بلکہ اسلامی شان کے بھی خلاف ہے۔

گل بحدت بجو بر آشفت و بریخت
یا باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بد عہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر بر زد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت
اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر سازان چوک لکھنؤ سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہار باغ ناپائدار ہے۔ اور اسکی خوشبو پائدار ہے

"تحفۂ عجیب"
"مجموعۂ حیوانیت و انسانیت"

چرندہ بھی پرندہ بھی درندہ بھی گزندہ بھی
پھر اُس پر تحفگی یہ ہے کہ مردہ بھی ہے زندہ بھی

اگر مذاق کرنا چاہو تو ہر بات سے مذاق کا پہلو پیدا کیا جا سکتا ہے شعر و شاعری ہی پر کچھ منحصر نہیں ہے۔ کچھ مذاقیہ جملوں اور تمسخر آمیز فقروں سے پبلک کو ضرور خوش ہو جائے گی لیکن اصلی حالات کا انکشاف نہ ہوگا۔

اگر شعر کا مفہوم سمجھ میں نہ آئے تو اپنے موافق ایک مطلب گڑھ کر اس سے ذم کا پہلو پیدا کر لینا کوئی کمال کی بات نہیں ہے۔ مثلاً عرض ہے ناچیز کا شعر ہے کہ

اے رونمائے خلق ہٹا کیا حجاب کا
جب آ گیا یقیں نگہِ اعتبار کو

رونمائے خلق کا مطلب جناب عزم صاحب یہ سمجھے ہیں کہ خدا کے منہ بھی ہے۔ موصوف کو خبر بھی نہیں کہ کس بزرگ کے کلام سے یہ شعر اقتباس کیا گیا ہے اور اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

ناچیز کے شعر

جذبۂ صادق ہے میرا یہ دعائے دل نہیں
عرش کی زنجیر بھی کھنچ آئے تو مشکل نہیں

ہیں۔ عرش کی زنجیر کھنچ آنے کا مطلب یہ سمجھے ہیں اور عرش کی زنجیر ہلنا کنایہ ہے فریاد کی رسائی سے یہ نوشیرواں کے زمانہ سے مروج ہوا۔ آپ کے نزدیک عرش کی زنجیر کھنچ کر ہاتھ میں ٹوٹ کے رہ بھی جاتی ہے اور اسی کو تھام کر آدمی جھولا بھی جھولا کرتا ہے۔ اور لٹکتے لٹکتے گر بھی پڑتا ہے۔ نیز عرش کی زنجیر کھینچا نہیں بول سکتے؟

سبحان اللہ کیا تاریخ دانی اور کیا سخن فہمی ہے جب اتنی سمجھ بھی نہیں ہے کہ جذبہ کے اثر سے زنجیر کھنچ آئے گی یا ہلے گی تو نہیں معلوم تنقید لکھنے کی زحمت کیوں گوارا فرمائی۔ اسی طرح جناب عزم صاحب نے میرے اشعار کی حجامت یوں بنائی ہے اور اپنے حسب خواہ الفاظ بدل ڈالے ہیں۔

جانے کس دریا میں ڈالا مجھ کو میرے عشق نے
اس طرف ساحل ہی ساحل ہے اُدھر ساحل نہیں
کیوں اُڑے اتنی بلندی پر کہ بےبس ہو گئے
گر پڑے پستی میں آخر طاقتِ پرواز سے

کیا جناب عزم صاحب اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ ان اشعار میں تحریف نہیں کی گئی ہے۔ اگر شعر بدل کر اخباری دنیا میں پیش کیے گئے ہیں تو کس قدر باعث شرم و غیرت ہے۔ اسی طرح میرے اور اشعار اور ان کے متعلق جناب عزم صاحب کی ترکیبوں کو آپ سمجھ لیں۔ لہذا میں کس بات کا جواب لکھوں آپ ہی انصاف فرمائیں کہ ایسی ترکیبوں اور حرفتوں کے ساتھ جواب دینے کی ضرورت ہے۔ اور تنقید اسی کا نام ہے؟۔

آخر میں اتنا عرض کرنا ناچیز ضروری سمجھتا ہے کہ نہ تو ناچیز میں کچھ علمی استعداد ہے۔ نہ شاعرانہ نازکخیالی ہے۔ نہ عربی اور فارسی پر قدرت حاصل ہے۔ نہ کبھی کسی سے ان باتوں کا اظہار کیا۔ جناب عزم صاحب نے جو کچھ اسکے خلاف ارشاد فرمایا ہے وہ اُن کا حسن ظن ہے۔ والسلام۔

راقم خاکسار نجابت حسین عیش اد محلہ
مقیم گنج شہر بنارس ۲ر جولائی ۱۹۳۰ء

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن لغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

بعدالت جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر کاریپور مقام سلطانپور

مسماۃ الالچی وغیرہ .... مدعی

بنام

ملبہ لی سنگھ وغیرہ .... مدعا علیہ

بنام بود مامصر و لدنا معلوم ساکن کناری پرگنہ الدیپور تحصیل کاریپور ضلع سلطانپور۔

واضح ہو کہ مدعیان نے تمھارے نام ایک نالش بابتہ دخلیابی کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۴ ماہ جولائی ۱۹۳۰ء وقت ۱۰ بجے بمقام سلطانپور اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعویٰ کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اُسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۱ جولائی ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

جھنبسی

لفظ قدیم ہے ننھی ننھی بوندیوں کو اگلے زمانے والے جھنبسی کہتے تھے اب "ساواں برسنا" محاورہ ہے جھنبسی متروک ہے۔ مگر کیوں؟۔

سوداگر قسمت

"خلیفہ بخت فروش"

"ہم یہاں آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے آئے ہیں"

نہیں نہیں خلیفہ صاحب! یوں کہیے کہ:۔

"ہم آٹھ کروڑ مسلمانوں کی قسمت کو جوے کی پھڑ پر لگانے آئے ہیں" نال ہماری ہے کوئی ہارے یا جیتے ہمارا حق ہمارے قبۂ ناشکم پر ضرور چڑھ جائے گا۔

اب شاعر کو یہ کہنے کا محل نہیں کہ تجارت گاہ دنیا میں قسمتوں کی منڈی قائم نہیں ہوئی نہ اُنکے دلال ہی کھائی دیتے ہیں۔ صائب نے جھک مارا جو کہا

جہاں بگردم و در دا ہیچ شہر و دیار
نیافتم کہ فروشند بخت در بازار

مسلمانوں کی پھوٹی قسمت کی لوحِ محو و اثبات آج ٹھیکے بھاری بھر کم شخص کے ہاتھ میں ہے۔ کچھ بے وقوف یہاں اس شخص کو آلہ دین کے چراغ والا ساحر افریقی کہتے ہیں اور اکثر خوش اعتقاد خوش باور خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ ایک انتقادی طالب الجنۃ والدنا نیر ذو البطن المدور المتهلهل والقوند المزوّر المهلهل رب المعجزة الدهد مودیۃ أب الکنکۃ والکونۃ یعنی مسٹر ومیش مسٹر ملا پیش ہیچ ہردو ومیش ہردو ہیچ الذی قال فیہ الشاعر

ایں شکم بے ہنر پیچ پیچ

(با ایں القاب و آداب) نام لیتے ہیں۔

ایک مرتبہ قوم کی دو قالی خلافت بازی اور سراج (سنلام) میں دار الخلافہ بنا اب دیکھیے کیا بنتا ہے۔

ایک۔ دو تین۔

قانون شکنی حمل یا حمل قانون شکنی

بالغ ہونا اور بلوغ کے بعد پیٹ پھلانا قانون قدرت ہے

پس اگر کسی لڑکی کے قبل از بلوغ پیٹ رہ جائے تو وہ قدرتی قانون کی مخالفت کا باعث ہوگا۔ بعد بلوغ فطری مدتوں "والله یعلم" کا انتظار کرنا اور پیٹ رکھ لینا بغیر ٹھیک نکاح شرعی کے ساتھ ہمارے سارے اخلاق کی مخالفت ہے۔ اور بے دون نکاح قانون شرع کی شکست۔ مگر بحوالۂ جریدۂ سیاست وزمیندار تیول قانون توڑ کے رکھ دیا ہے۔ یعنی کیا شہزور لڑکی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ضلع دھارعار کے شیخستان نامے گاؤں میں یہ لڑکی رہتی ہے۔ اسکا قد تین فٹ ہے اور عمر پانچ سال ہے۔ اسکے والد محترم کا اسم گرامی جوزا یا ہے اتنی سی عمر میں یہ لڑکی تمام مراحل شباب طے کر گئی۔ حمل کو اللہ رکھے سات ماہ گذر گئے "(آٹھواں) مہینہ ہے ایک مہینہ گذرنے کے بعد بموجب ڈاکٹروں کے قرار داد کے [illegible] کی صدا پردے سے سُنائی دے گی۔

حال (لڑکی) موجود ہے مگر (بچہ) موجود ہونے والا ہے مگر ابھی حمل البتہ موجود نہیں۔ خوش اعتقادوں کا

قول ہے کہ ایک ولی اللہ شریف صاحب تھے جن کا تمہ مبارک [illegible] انگشت تھا۔ معلوم نہیں زندہ ہیں یا مر گئے اور اب اس لڑکی کے بطن سے دوبارہ پیدا ہونے والے ہیں۔

شاہ صاحب کی کرامت میں کسے شک ہے مگر یہ ذرا پوچھنے کے قابل بات ہے کہ اگر حضرت کو دوبارہ [illegible] ہونا تھا تو کیوں اس کنواری لڑکی پر بار ہوئے جسکو وضع حمل فریب میں یقیناً بہت ایذا اٹھانی پڑے گی۔ اسکی تجربہ کاروں کیا بُری تھی۔

شاہ صاحب کیا کریں یہ زمانہ ہی کسی قانون کے حق میں سازگار نہیں۔ درویش کرامت بھی ایسی [illegible] دکھاتے ہیں جس سے ہماری حکومت کو وحشت ہو۔

سید جالب مرحوم

[illegible]

کیا لکھیں [illegible] کرنے والی خبر [illegible] قلم سے مجبوری کی [illegible] نکلتی ہیں۔ مگر [illegible] خبر ابھی طرح شائع ہو چکی ہے۔ جولائی کو ہندوستان کے نامور کہنہ مشق با وضع قلم کے دھنی قسمت کے ہیٹے فاضل کامل اخبار نویس سید جالب حسین جالب دہلوی نے کمر ہمت مرنے پر باندھی اور چل کھڑے ہوئے موصوف نے پندرہ سال مسلسل لکھنؤ میں گزارے اور اس طویل زمانے میں لکھنؤ کے ہر طبقے میں رسوخ پیدا کر لیا۔ عام خیال ہے کہ "ہمدم" اُن کے جدا ہوتے ہی بے دم ہو چکا تھا، دم شماری کا بھرم پریس آرڈیننس نے رکھ لیا۔ "ہمت" نے ہمدم کی جگہ لی تھی مگر اسکی کمر صاحب ہمت کے مرنے سے ٹوٹ گئی۔

مرحوم استسقا کے عارضے میں دو ماہ تک مبتلا رہے کوئی علاج نفع دیتا تو مرتے ہی کاہے کو ابھی حد ہو گئی کہ میڈیکل کالج کی مسیحا نفس نرسیں بھی موت کو بچی نہ پڑھا سکیں۔

[illegible] صاحبزادے سید عشرت حسین صاحب ایک باہمت باپ کے بیٹے ہیں اُنھوں نے "ہمت" کی اشاعت میں غیر معمولی ہمت سے کام لیا کہ اب تک جاری ہے۔

خدا لکھنؤ کے عمائد و زعماء اور دوسرے مقامات کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ ہمت کی کمر پھر دوبارہ پکا باندھیں۔ سید جالب کے دو بیٹے ہیں۔ عشرت اور ہمت۔ اور دونوں کی سلامتی ضروری ہے یعنی پہلے عشرت حسین بھی رہیں اور میاں ہمت حسین بھی۔ ایک نہ ایک روز ہر ناسب ہی کے واسطے مقدر ہے جو لوگ مرنے والے کی یادگار قائم کرنے میں مدد کرتے ہیں وہ گویا اپنے اخلاف کو اپنی یادگار بنانے کی تعلیم دیتے ہیں۔

خدائے ہمت دشوار پسند!

خاکی خوش لشکرے سا ماہ در جلسے میں لسانی دکھا کے بیٹھ رہنا بھی کوئی ہمت ہے؟

پولیٹیکل ادبیت

خدا جانے "انقلاب زندہ باد" کے معنی کیا ہیں؟

ارے [illegible] اس وقت ہندوستان میں روسی انقلاب جب ایک [illegible] کاغذی [illegible] جمہوریہ ساکت [illegible] انضمام و اور عاطفہ سمجھا کے دم قدم سے جاری ہے۔ دوسرا [illegible] زبانی انقلاب [illegible] خدا تو کرے زندہ رہے۔ [illegible] انقلاب ہی کے بیلوں میں [illegible] کی [illegible] پڑی رہی تو خدا کی پناہ۔

اسکے علاوہ انقلاب اچھی باتوں سے بھی اسی طرح [illegible] ہے جس طرح بُری باتوں سے۔ آپ کہتے ہیں "انقلاب زندہ باد" یہ ہے مطلق (آزاد اور بلا قید) یعنی نرہ [illegible] صفت سے اسکو معرفہ بنائیے اور مطلق سے مقید کیجیے تو ہم غور کریں کہ اسے زندگی سے کچھ لگاؤ ہے بھی یا نہیں۔ ہاں اگر "انقلاب مسعود باد۔ انقلاب مبارک باد" کہیے تو ہم کیا خود ہماری گورنمنٹ بھی زبان سے نعرہ لگائیگی "انقلاب مسعود باد" اور جی میں کہے گی "دور بلائے ما"

زندگی اور پائندگی کی دعا انقلاب کے حق میں دیکھیا نہیں دیکھو مہاتما گاندھی کل تک آزاد تھے انقلاب آتے ہی قید ہو گئے تو کیا یہ انقلاب نہیں اور کیا یہ انقلاب ہمیشہ زندہ رہنا چاہیے۔

ابھی نہیں۔ یہ بُری بات ہے۔ یوں کہو۔ پائندہ باد نیکی و خوشحالی جاوداں باد سعادت وطن۔ مخذول باد بدی و بدکاری۔ بلند آوازہ باد بہادری و پردلی۔

سمن بغرض انفصال مقدمہ

آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ نمبر [illegible] سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت میر اقبال حسین صاحب بہادر مقام دریا پور ضلع بارہ بنکی

بیج ناتھ ولد شیو [illegible] قوم برہمن ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع بارہ بنکی مدعی

بنام

ستیل ولد بھوندو [illegible] مدعا علیہ

بنام ستیل ولد بھوندو قوم اہیر ساکن بھانپو سرزہ انچا پرگنہ پرتاب گنج ضلع بارہ بنکی

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کی دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ گیارہ ۱۱ اگست ۱۹۳۰ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعویٰ مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہوئی واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں گواہوں کی شہادت [illegible] دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز اُن کو پیش کرو۔

معلوم رہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۸ ماہ مئی سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری ہفتہ ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال ہی ڈالی ہیں صحیح چال ڈھال پر پٹھے پر بہت سے اعضا کو حرکت دیتے ہیں جن کو کبھی قبض کی شکایت اور نہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہیگا۔ اعضا کو کسطرح حرکت دینی چاہیئے اس کے واسطے کتاب میں ۴۲ تصاویر دی گئی ہیں کسی اُستاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں کتاب زیادہ تر بیوپاریوں کیواسطے مفید ہے جو گھومنے پھرنے اور ورزش وغیرہ کرنے کا موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے بہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہم خود اسکے مطابق عمل کرکے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفائی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سنچار کمپنی متھرا

قلم دوات لے کر جلد بیٹھ جائیے ورنہ پچھتائیے گا

ایک کارڈ لیجیے لکھنا شروع کیجیے۔ لیکن کیا لکھیے گا۔ سُنیئے بیماریوں کو آسانی سے دور کرنے کے لیے۔ ہم ایک رسالہ نام خوراک وصحت تیار کر کے مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ رسالہ بتلاتا ہے۔ کہ کس طرح خوراک لینے سے آپ ہمیشہ تندرست رہ سکیں گے۔ اور کس طرح آپ کی بیماریاں دور ہوں گی۔ کس طرح آپ خوش رہیں گے۔

بس۔ ابھی کتاب کا مطالبہ کیجیے ہم مفت روانہ کر دینگے ایک اڈیشن ختم۔ دوسرا موجود تیسرا شائع ہوگا۔

وید شاستری۔ جام نگر۔ کاٹھیاوار

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دیجائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خود غرض طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بجائے صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ لکھنؤ کے نامور تجربہ کار اور حاذق اطبا کے مشوروں سے بلا دام فیض فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی فہرست جدید طلب فرمائیے خود بھی فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت صیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ سنہ ۲۸ و ۲۹ء

(۱) اُردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے ایسی ادبی اصلاحی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ قرانہ کتب میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد ۔۔۔ محصولڈاک

(۲) سنہ ۱۹۲۸ء کی چند سالانہ جلد جولائی سنہ ۲۹ء سفارت دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں قیمت مع محصولڈاک ۔۔۔ ہے۔

(۳) مارچ سنہ ۲۶ء کے (۸ نمبر) ان نمبروں میں انشاپردازی کے بہترین نمونے موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو جلد طلب فرمانا چاہیے قیمت عہ علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے۔ ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ر ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر بھیجیے

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

۔۔۔ مطبوعات

ہندوستان و افغانستان کے معاشرتی و اقتصادی حالات از علامہ عبداللہ بن یوسف علی۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل ایم۔ سی بی ای۔ مجلد ۔۔۔

ایضاً ایضاً غیر مجلد عہ

اردو زبان اور ادب از سید ضامن علی ۔۔۔

مغلوں سے پہلے عرب اور ہند وستان کے تعلقات از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ للعہ

زیر طبع

۱۔ مسلمانوں کے تمدن پر ہندوؤں کا اثر از مولانا محمد امین صاحب عباسی۔

۲۔ قرون وسطیٰ کا ہندوستانی تمدن۔ از رائے بہادر مہامہوپادھیائے پنڈت گوری شنکر ہیراچند اوجھا۔

۳۔ ہندی شاعری۔ از ڈاکٹر اعظم کریوی۔

۴۔ ناتن رجرمن (ڈراما) ترجمہ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب ایم اے۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

۵۔ ترقی زراعت۔ از خان صاحب مولوی محمد ۔۔۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر زراعت الہ آباد

اودھ پنچ لکھنؤ
رجسٹرڈ نمبر ۱۳۰۸۷
غذائے روحانی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی
اور
ایک گراموفون کی طرح طرزوں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو میں
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر
قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتداے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا
ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ
صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اس میں
موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔
المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

LUCKNOW"
1930
OUDH PUNCH
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
1930
Oudh Punch
Lucknow

توجہ فرمایئے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں یا مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں لہٰذا گریہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند مینیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کے بوجوہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ضمیمہ اودھ پنچ

نمبر ۱۹ — جولائی سنہ ۱۹۳۰ء — جلد ۱۵

مثنوی سوراج

(تتمہ نمبر ۱۷)

خالہ زادہ مولوی صاحب فرماتے ہیں ؎

ادب سے میں کرتا ہوں یہ التجا
کہ قانون شکنی نہیں ہے روا
خلاف محبت سے باہر نہ جاؤ
کہا لارڈ ارون کا سب مان جاؤ

شرح۔ یہ نصیحت تو اُن کے لیے ہے جو حکومت سے مشارکتِ عمل پر آمادہ نہیں ہم تو حضرت ارون کے دستے بازو ہیں ہمیں کوئی کیا نصیحت کریگا مگر واللہ یہ شکنی بروزن چکنی خوب ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ مصرع موزوں نہیں اسلیے کہ شکنی کا کاف متحرک ہے اور یہاں ساکن نظم ہوا ہے ہم کہتے ہیں کہ واہ جناب شاعر متحرک کو ساکن اور مخفف کو مشدد بنانے کا اختیار رکھتا ہے اگر آپ "قانون" کے نون کو غنہ فرض کریں تو شکنی کے نون پر ہم تشدید جڑ کے مصرعہ یوں پڑھ سکتے ہیں ؎

کہ قانوں شکنّی نہیں ہے روا

بایں ہمہ کہ گفتہ اند ؎

تشدید در شعر چرا نہ باشد

متن ؎ محبت کا دل میں بھرا تھا خمیر
لکھی نظم میں بندہ اہلِ ضمیر

شرح۔ معلوم نہیں کس کی محبت کا خمیر "ڈبل" کی طرح دل کے گودے میں بھرا تھا اور اب نہیں ہے خمیر کو کسی چیز میں نہیں بھرا جاتا۔ ہاں ان لوگوں نے لطیفہ کی ترکیب خمیر بھرنے کی نکال لی ہو جنکا قول ہے۔

"طینتنا خمرۃ من الله مِن محبت بڑے لاٹ حضور ارون

(خدا نے ہماری مٹی کا خمیر بڑے لاٹ صاحب حضرت ارون کی محبت سے اٹھایا ہے) یا اُن لوگوں نے جنکے بارے میں حضرت ارون بزبان حال فرماتے ہیں۔

"خُلِقوا مِن فاضل طینتنا" (ترجمہ) ؎

ارون کا ڈیل جبکہ عناصر سے ہی بنا
مٹی بچی تو عاشقوں کا انکے دل بنا

اور اگر اہل ہند کی محبت کا خمیر دل میں بھرا تھا جو اب پھولا ہے تو ہمیں اسکے اثر میں اسوجہ سے اشتباہ ہے کہ وہ اس خمیری آٹے کو طوطے کے پنجرے کا باسی آٹا سمجھ کے چھوڑ دینگے کیا معنی کہ خود اہل ہند کا خمیر بگڑ کر اور بدذائقہ تلخ کر چکا ہے۔

ہرکیف ضمیر کا قافیہ شاعر نے خمیر خوب نکالا۔ قافیہ چسپاں ہے اور امیر حقیر نسیر کی طرح غیر متعلق نہیں۔ محاورہ بگڑ گیا تو بگڑ جائے بلا سے۔

متن ؎ براہ کرم قوم کر دے معاف
مری نظم ہو عقل کے گر خلاف

شرح۔ بالکل نہیں حضرت آپ اطمینان رکھیے کہ آپکی نظم ہرگز عقل دُنیا کے خلاف نہیں۔ لیکن آپ کو فی الحقیقت قوم کے عوض بڑے لاٹ صاحب اور حکومت ہند سے خواستگار عفو ہونا چاہیے۔ اسلیے کہ آپ اُن کے سامنے ایک قلیل تعداد کی وکالت کر رہے ہیں۔ اور اس طرح آپ حکومت وقت کو ایسے مغالطہ میں بدون ارادہ مبتلا کرنا چاہتے ہیں جس میں افیم اور بھنگ کی خاصیت ہے ملک میں آگ لگی ہوئی ہے اور آپ فرماتے ہیں کیا ٹھنڈی ہوا ہے سردی عادی ہو گئی حالانکہ ایک دل بھی آرام سے نہیں۔ جیسے دیکھیے لوٹن کبوتر۔

کچھ ایسے ہی "خدا ساز خوشامدی" ہندوستان کے آخری تاجدار بہادر شاہ کے دربار میں جمع ہو گئے تھے انہیں کی بدولت سلطنت ہچکیاں لے کے گور کنارے جا لگی۔

میں نے ایک لفظ "خدا ساز" استعمال کیا ہے جو قابل توضیح ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ دنیا بھر کو تو خدا نے بنایا ہے مگر ہشیارہ تمام ہو جہاں کے رہنے والے بڑے ہی صناع ہوتے ہیں انہوں اس سے بڑھ کے صناعی کیا ہوگی کہ خدا گڑھ لیتے ہیں۔ ابھی جسے چاہا چکنی چپڑی باتوں سے خدا بنا دیا۔ ان بیچاروں کو پہلے اپنے خدا ہونے کا وہم ہوا۔ پھر ظن غالب۔ پھر یقین۔ چلیے کائنات کے تمام حوادث و تغیرات انہیں خطاؤں کے سر منڈھ دیے۔ برق چمک کے ایک درباری پکارا لو بہ خداوند حضور کا غضب نازل ہوا۔ کل میں نے دیکھا تھا کہ وہ کمبخت حضور کو گھور گھور کے دیکھ رہا تھا۔ اژدہا رہے حضور کے عتاب سے معلوم نہیں کس وقت خطا ہو جائے اور عتاب نازل ہو۔

ابر نے امساک کی گولی کھائی زمین لے پیاس کے شدت سے زبان نکالی رعایا بھوک کی دھوپ میں سوکھ کے اچور ہوئی تو یہ بات تری رعیت کی نمک حرامی کمبخت ہر وقت بغاوت پر کمر باندھے تیار تھی۔ اب بھوکوں مرے۔ الغرض اگر زلزلہ آیا تو خداوند نعمت کی ٹھوکر کی۔ صاعقہ گرا تو ظل اللہ کا قہر آگ لگی تو حضرت قدر قدرت کا غضب۔ پناہ بہ ذات خدا۔ خدا نہ کرے کہ کسی شریف مرد آدمی کے گرد و پیش ایسے مطلب پرست دانا دوست جمع ہو جائیں۔ واللہ پھر دماغ کی خبر نہیں رہتی۔ تجربہ شاہد ہے۔

کانگریس والوں اور دوسرے بے تعلق اہل نظر کا خیال ہے کہ آجکل "خدا سازوں" کی دربار حکومت میں خاص ہی بانگاہ ہے۔ ملک کے ہر گوشے سے اس قسم کی کتابیں پمفلٹ اخبار ہی کا غذ نظم و نثر میں ہے نیا جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ ان کا اور دوائیوں کا نتیجہ حکومت وقت کے حق میں بہتر نکلے گا وہ حکومت کا دشمن ہے اور اگر حکومت خدا سازوں کے اقوال پر کان دھرنے لگی تو اناللہ پھر تو سمجھ لینا چاہیے کہ وا نیچا ہے "لیشے" اور بلا لالک کا سایہ حکومت کے سر پر چھا گیا۔ شاعر کہتا ہے ؎

نیست دشمن تر کسے چوں یار بد
یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا ترا بر جاں زند
یار بد بر جان و بر ایماں زند

ہم گنگی گلی سنتے لگے کیا یہ جانوں پر بن جانے کی علامت نہیں؟ تحقیق و تفتیش کے غلط قائم کرانے

اور صحیح واقعات سے چشم پوشی کرنیوالے جج پیدا ہوگئے جن کا فرض بے سدی ورعایت فیصلہ کرنا تھا)

کیا یہ ایمان پر آفت نازل ہونے کی نشانی نہیں؟ کوئی شبہ نہیں کہ قانون ملکی کی زد میں سے بعض ایسے قوانین بھی آگئے ہیں جو باقی نہ رہنے کی حالت میں تمام آبادی کے سر پر بلا نازل کردینگے۔ جیل خانے کے چور اُٹھائی گیرے ڈاکو۔ جعلیے قاتل ہر گھر میں ماتم برپا کرینگے۔ اس لحاظ سے ہمیں کانگریس والوں کی یہ روش اپنے (ادباکے) وجود سے معمور نظر آتی ہے۔ مگر حکومت خدا سازوں کے بھترے میں آئی تو ہر جانب وہ زور باندھینگے کہ عالم تہ و بالا نظر آنے لگیگا۔

خدا بچائے ان خدا سازوں سے۔ قدیم ایران کا ایک بادشاہ خدا سازوں کے پھندے میں پھنس کے خدا کا اوتار بن بیٹھا۔ ہائے ہائے کچھ نہ پوچھیے اس مصنوعی خدا کی مصیبت۔ یاروں نے جینا دوبھر کردیا۔ صبح ہوئی خدا کو پکڑا اور اونچے منارے پر بٹھا دیا دوپہر تک درشن دیتے دیتے خدا صاحب ادھ موے ہوگئے۔ دوپہر کے بعد تخت پر بٹھا کے بھجن پڑھنا اور جھانج بجانا شروع کردیا۔ پجاری یا بندگان خاص نے ناک میں عود عنبر گوگل دھوپ ریپ در ہے چندن کالے دانے مرچ سیاہ کا فرقیصوری کی دھونی پہونچا نا کا لگایا۔ کوئی پانی وار کے پیتا ہے کوئی لنگوٹی کھینچ کے تلووں میں لوہے کی سینکیاں کھینچتا اور مہربانی کا مادہ جذب کرتا ہے۔ ایک دو ہوں تو خیر۔ بھیڑ لگی ہوئی ہے تانتا بندھا ہوا ہے۔ ایک ہٹا دوسرا آیا۔ آپ جانیے خدا کو بول وبراز اکل وشرب سے کیا واسطہ اُسکی ذات مُنزہ ہے۔ لہذا خداوند فلک زدہ پر کڑاکے کا فاقہ اور حبس ریاح کا فی الفور بھوت مسلط۔ دھوییں سے آنکھیں لال۔ ڈھول دمامے سے کان بہرے۔ ایک بھل سے نچلے بیٹھے ڈریل شل۔ مرزا منہدول کی فرمایشوں سے عقل چرخ۔ پھر اُس پر ہزارہا آدمیوں کا گلاب اور خوشبو ملا ہوا پانی چھڑکتا ہوا چھینٹے دیے پھینکنا اسکے علاوہ ہزاروں قربانی کیجا بودوں کے طرف کا کے تصنیف کیے ہوئے تھے۔ خدا صاحب کی مجال نہ تھی جو ان میں ترمیم کرسکیں۔ الغرض ایک ہی ہفتہ میں غریب خدا اپنی جان لے کے بھاگا۔ بارہ بجے رات کو خوابگاہ کے پجاریوں اور پرستاروں کے نگاہ سے بچتا بچاتا اصطبل گیا اور گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کے دہ بولتا پھیپا لیتا تیرا نام یہ جا وہ جا۔

دیکھا آپ نے؟ ایسے ہوتے ہیں خدا ساز اور یہ نتیجہ ہوتا ہے خدا بننے کا۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ ان خدا سازوں کی تحریریں حکومت وقت سے بھی اچھا سلوک نہ کریں گی۔

جناب مولوی خال بذادہ میش نماز فیض آباد کر دنیاوی قرارگاہ نظر سے سلطنت انگریزی کے فوائد بیان کرتے اور مذہبی قواعد کے غلط معنی گڑھ کے

خلقت کو متوجہ نہ کرتے تو ہمیں اس نظم رشیق کی جانب التفات کی حاجت نہ تھی۔ اُنھوں نے دین کو بھی اس عوشادہ میں لتھیڑنے کا ارادہ کیا مجبوراً ہمیں حکومت کو اس تمام کمپنی کی طرف جو ہوقت خدلسار کی کے منصب پر فائز ہے متوجہ کرنا پڑا۔

مثنوی میں آرٹ پیپر صرف کیا گیا ہے۔ قیمت مقرر نہیں۔ لکھائی چھپائی غنیمت ہے۔ غالباً علامہ خال زادہ جناب احمد علی صاحب پیش نماز سے مسجد میں مل سکے گی۔

ناقد

خیرخواہ حکومت خاکسار اربار الملک

پنچ۔ حضرت آپ نے سُنا نہیں سے

مراتو نعرہ باشدی فشانم

ترا تا بوسہ باشدی ستانم

مانی ہوئی بات ہے کہ ہندوستان میں احمق زیادہ ہیں اور عاقل کم۔ جمہوریت نام کثرت کے رجحان کا ہیں جب جمہور میں کثرت ہے احمقوں کی تو پھر ہمیشہ جو حکومت کی مرغی دست گی وہ ضرور ایک دن یہ وہاں نکالے گا آج نہیں تو کل سہی۔

خلیفہ ہارون رشید نے بہلول دانا سے کہا "ذرا فہرست احمقوں کی تیار تو کر لینا تو"

بہلول نے کہا "یہ بہت مشکل ہے۔ اگر تم اہل عقل کی تعداد پوچھتے تو میں انگلیوں پر گن کے بتا دیتا۔ دوست یہ دُنیا احمقوں ہی سے بسی ہوئی ہے کس کس کا نام لوں۔ کیا تم عاقل ہو؟"

حکومت ہند پمفلٹ یا ادبی اخبار نویسی مضمون نگاری کے ذریعے سے جو کام نکالنا چاہتی ہے وہ اسی اہل توجہ پر اسی اعتقاد پر اسی یقین پر مبنی ہے کہ احمق کی مت پلٹتے دیر نہیں لگتی۔ یہ عین دانائی ہے وہ کامیاب ہوگی اور ضرور کامیاب ہوگی۔

ہر کمیشن کی رپورٹ جو تفتیش و تحقیقات کے بعد شائع ہوئی احمقوں کی عقل کی گنجائش دیکھ کے مرتب کی گئی ہے، "خدا بھی تن دیکھ کے جامہ بُنتا ہے" ان رپورٹوں کے دلائل واقعیت سے تعلق رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں غیر مکمل عقلوں میں خطور کر جانے کی

پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

آپ حکومت کو مشورہ دیتے ہیں کہ "وصلح و اصلاح" پر استقلال سے صرف کرے کہنے کو تو ہم بھی مدتوں سے یہی کہہ رہے ہیں مگر جہاں حماقت ہی کی ضرورت ہے وہاں محض عقل کو درخمی کرنا عین بیوقوفی ہے"

توبہ نامہ

(ازشا تریبل راجہ نواب علیخاں ممبر سائمن کمیشن)

رات کو خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ایک تھے راجہ (ٹپیالے والے نہیں جنھوں نے ابھی سرکاری طور پر رعایا کے مقابلے میں فتح پائی ہے) ہاں تو ہمارا خدا را جہ اُن پر کوئی سخت مقدمہ قائم ہو گیا آپ جانیے اللہ میاں تو اسی لیے ہیں کہ جب مصیبت پڑے تو یاد آئیں اور جب شگفتہ ہو تو بھلا دیے جائیں۔ راجہ صاحب کو بھی خدا یاد آ گیا۔ درباری کپڑے پہن کے مقدمہ کی پیروی کے لیے تیار ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک پنڈت جی وارد ہوئے راجہ نے دل میں خیال کیا شگون اچھا ہے۔ کہنے لگے:۔

"پنڈت جی جاپ و وظیفہ ہے عمل کرو"

پنڈت جی تھے کچھ ایسے ہی آسنی بچھا کے بیٹھے اور انگلیوں پر انگوٹھا دوڑانے لگے انگلیاں تھیں گھوڑدوڑ کا میدان اور انگوٹھے کا گھوڑا اسپر سرپٹ دوڑ رہا تھا اور ہونٹ ٹاپوں کی صدا شما کر رہے تھے۔

"جاپ کریں بھٹی جاپ۔ جاپ کریں بھٹی جاپ۔ جاپ کہیں بھٹی جاپ"

راجہ صاحب سوار ہو ہی رہے تھے کہ دوسرے مہاراج نازل ہوئے۔ یہ بھی کچھ یونہی سے تھے۔ ان سے بھی جاپ کرنے کی فرمائش ہوئی۔ پنڈت نمبر (۱) کو انھوں نے دیکھا کہ ہلتے جاتے ہیں اور بُدبُدا رہے جاتے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ پڑھتے کیا ہیں مگر دوسری آسنی انھوں نے آراستہ کر لی اور ہل ہل کے جپنا شروع کیا:۔

"وہ جو یہ جیسے سو میں پھول۔ جو یہ جیسے سو میں جھول"

"جو یہ جیسے سو میں چھپوں"

ابھی یہ حضرت اچھی طرح اپنی جگہ پر قائم نہ ہوئے تھے کہ اتفاق بالخیر تیسرے صاحب تشریف لائے۔ راجہ صاحب کا دل اس وقت خدا کی منزل تھا انھیں بھی جاپ کا حکم ملا۔ نوعیت اس جاپ کی ان کی سمجھ میں بالکل آ گئی مگر وہ پنڈت ہی کیا جو وقت پر بات نہ بنا سکے۔ فوراً یہ بھی آسن بچھا کے جاپ کرنے لگے:۔

"یہ ڈھچر کب تک چلے۔ یہ ڈھچر کب تک چلے۔ یہ ڈھچر کب تک چلے"

اب پنڈت خانہ رشک خانۂ زنبور ہو گیا۔ بھن بھناہٹ کی سریلی آواز کمرے میں گونجنے لگی "جاپ کریں ہنسی جاپ۔ جو یہ جیسے سو میں چھپوں۔ یہ ڈھچر کب تک چلے"

اسی اثنا میں چوتھے صاحب نے درشن دکھائے۔ راجہ نے انھیں بھی جاپ کا حکم دیا۔ یہ آدمی تھے (عالم) تھے اور مصیبت میں جو منتر جپنا چاہیے وہ انھیں اچھی طرح معلوم تھا۔ مگر پنڈتوں اُنیلوں کو جو دیکھا تو سمجھے کہ یہاں کوئی پوچھنے گچھنے والا نہیں جو مل میں آ لے وہی تم بھی شروع کر دو۔ ملیتی مار کے بیٹھے۔ اور دا کشن کی مالا گردن سے اتاری اور جپنے لگے:۔

"جب تک بابا تب تک کھابا نہیں تو اپنے گھر جا بیٹھے"

پڑھو پنڈت اناپ شناپ کیسی الاپ کہاں کا جاپ ۔ بم بم بم"

خدا کی عنایت کہ راجہ صاحب مقدمہ جیت کے گھر پلٹے۔ آتے ہی نو روش کے دریا کی بیچ پنڈتوں کی طرف بڑھی۔ سونے کے کڑے مٹھائی۔ پوشاک۔ جاگیر۔ باغ سراسم تقسیم ہوئے اور پوچھا کہ:۔

پنڈت مہاراج آپ نے کیا جاپ کیا۔

سب چپ رہے مگر پنڈت نمبر ۴ آگے بڑھے اور فرمایا۔ راجہ صاحب یہ جاپ نہیں ایک تماشا ہے۔ جو منتر اس وقت جپنا چاہیے تھا وہ ان تینوں کو معلوم نہیں میں جانتا تھا سو میں نے بھی نہیں جپا۔ کیا کرتا یہاں حماقتوں کا ہجوم تھا جو کی ہوا تھی اس میں ہی میں نے بھی رخ پھیرا۔ الغرض کی مہربانی تھی جو آپ مقدمہ جیت گئے۔ جاپ پاپ کو اس میں دخل نہیں"

پھر پنڈت جی نے منتر بتایا کہ یہ جپنا چاہیے تھا۔

ہمارے دوست راجہ نواب علیخاں بھی انھیں پنڈتوں میں ایک تھے۔ جب ولایت میں ہندوستانی پنڈتوں کا مجمع تھا تو ایک کہتا تھا۔

"جاپ کریں ہنسی جاپ"

دوسرا وظیفہ خواں تھا:۔

"جو یہ جیسے سو میں چھپوں"

تیسرے کا ورد تھا:۔

"یہ ڈھچر کب تک چلے"

ہم ان کمیشن کے پنڈتوں کا نام نہیں لینا چاہتے جو چپ رہے تھے مگر ان سب کے معاملہ فہم ہونے میں ہمیں ضرور کلام ہے۔ ہاں ہندوستان اس کمیشن میں مقدمہ ہار گیا۔ ہارنے کے بعد گنی پنڈت راجہ نواب علی خاں کی زبانی اتنا سنا:۔

"کمیشن کی رپورٹ پڑھ کر میرا دل مایوسی کی کیچڑ میں دھنس گیا۔ ہاں مجھے مغالطہ تھا اور میں صاف کہتا ہوں کہ دوسرے پنڈتوں کے ساتھ اشتراک عمل میں بندہ سے چوک ہوئی۔ اس منتر کی

مصنف رپورٹ

حکومت ہند

ہندوستان

POLITICAL POT.

"یہ کیا زور مزے دار ہے اچار چوہوں کا"

"ارے لے بس بس۔ رہنے دو۔ باہر آتے تتے گھر میں چوہے پکے"

کوئی حقیقت نہ تھی۔ لاحول ولاقوۃ جاپ کر دیکھی جابجا کو نے کیا دھوکا دیا"

اس بیان کو تو بہ نامہ سمجھیے افسوس نامہ کہیے اعتراف شکست خیال کیجیے مگر ہے بیکار۔ ابھی جاگرمتی کا نفرنس کا پہلا راقص باقی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے دوست کو توبہ پر پچھتانا پڑے ؎

در موسم مے کردیم توبہ؟
استغفر اللہ استغفر اللہ

کیا معنی کہ اُن کے بہت سے ساتھی صراحی بدست پکار رہے ہیں ؎

پر خنگال است و چمن سبزو ہوا ریحانی
ساقیا بادہ نہ نوشیدن خطائے نادانی

ہمیں اپنے دوست آنریبل راجہ کے محب وطن ہونے میں کوئی شک نہیں اُنکی ذات اسوقت بہت غنیمت ہے معاملہ فہم ہیں معتدل مزاج ہیں۔ اب تو ولایت کے سفر میں وہ تو نہ بھی ملتب ہوگئی جس سے ہمیں شکوہ تھا۔ البتہ ہم اُنھیں حمام منجاب کا واقعہ یاد دلاتے ہیں۔ ایک صاحب لبساا اوقات یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

یارُبّ قائلۃ یوماً وقد لعبت
این الطریق الی حمام منجاب

(ہائے وہ بہت یاد آتی ہے جس نے تھکن کی حالت میں پوچھا تھا۔ حمام منجاب کا راستہ کدھر ہے)۔ شعر ایک قصّے کے ساتھ وابستہ ہے (تلمیح) شاعر صاحب باعتبار اپنے فن ہی کے رنگیلے نہ تھے۔ چال چلن بھی رنگیلا تھا ایک دن یہ اپنے دروازے پر کھڑے تھے کہ اتنے میں ایک عورت گھبرائی ہوئی کھلائی تھکی ماندی اُدھر سے گزری اور پوچھنے لگی "کیوں میاں منجاب کا حمام کہاں ہے"

شاعر صاحب بھلا کب چوکنے والے تھے اپنے دروازے کی طرف اشارہ کر دیا اور جب وہ گھر میں چلی گئی تو دروازہ بند کرکے ایسے کام پر آمادہ ہوئے جو حمام منجاب تک جانے پر خود نہیں مجبور کرتا۔ مگر عورت عفیفہ اور زیرک تھی جوفوراً یہ کہنے لگی اے دُلی۔ اس بات سے انکار کیسے ہے جو تم زبردستی پر تعین ہوگئے۔ ذری دم لو۔ پسینا سوکھ جائے۔ ہوش ٹھکانے ہوں۔ لو یہ ہیں چار آنے پیسے ذری بازار سے کچھ کھانے کو لاؤ؟ شاعر صاحب فقرے میں آگئے وہ سدھارے بازار اور یہ راہی ہوئیں اپنے گھر۔ شاعر صاحب جب بیت میں داخل ہوئے تو اسے معنی سے خالی پایا۔ جیب کا سخت تھا۔ دھوکا کھا گئے اور عمر بھر یہ دھوکا یاد رہا۔

راجہ صاحب معترف ہیں کہ مجھے مغالطہ ہوا۔ غیر کا کمیشن خصوصاً میاں سائمن بجائے خود اس اعتراف صاف کو سُن کے فرمائینگے ؎

یارُبّ قائلۃ یوماً وقد لعبت
این الطریق الی حمام منجاب

یہ سچ ہے۔ بے شک راجہ صاحب کی موقع شناس عقل مصنوعی حمام منجاب کی کیچڑ سے دامن بچا لے گئی۔ "اُب سے آئے گھر سے آئے"۔ اُمید ہے کہ دوبارہ حمام منجاب کی تلاش نہ فرمائیں گے۔ حکومت اسوقت خاتر

سمن لبغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱ سنہ ۱۹۲۹ء

بعدالت جناب میر اقبال حسین صاحب آنریری منصف بہادر مقام زیدپور ضلع بارہ بنکی۔

بھیمی نرائن ولد مہانی قوم کلوار ساکن زیدپور پرگنہ [illegible] ضلع بارہ بنکی ...... مدعی

بنام

میکو ولد متاں قوم چمار ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع بارہ بنکی ...... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ اگست ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے دن کو اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۱ جولائی ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت　　دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بعد ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن لبغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۱ و ۵ مجموعۂ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

عدالت جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر کادی پور مقام سلطان پور ضلع سلطان پور

[illegible] ... ابھے نرائن تواری ساکن بیرگرا پرگنہ چاندہ تحصیل کادی پور .... مدعی

بنام

جیکرن سنگھ ولد ظالم سنگھ ساکن و کاشتکار بہر وڈہ پرگنہ چاندہ [illegible] ضلع سلطان پور .... مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابتہ بقایا لگان کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ یکم ماہ اگست ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے بمقام سلطانپور اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اُسی روز جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۹ ماہ جولائی ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت　　دستخط حاکم بخط انگریزی

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن تنقیحی

آرڈر ۵ قواعد ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء

نمبر مقدمہ

بعدالت جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر کادیپور مقام سلطان پور ضلع سلطان پور

بابو جنید ر بہادر پرتاب بہادر سنگھ وغیرہ نابالغان بولایت ٹھکرائن جے رین کنور تعلقہ دار ان دھور وا پرگنہ اکبر پور ضلع فیض آباد وغیرہ

بنام

رام بودھ پانڈے ولد اودھ پانڈے ساکن موضع بور پور پرگنہ اٹھگی تحصیل شاہگنج ضلع جونپور ...... مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابتہ بید خلی حسب دفعہ ۱۱/۱۸۹ ضمن ۴ ایکٹ لگان اودھ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ دوسری ماہ اگست ۱۹۳۰ء وقت ۱۰ بجے دن بمقام سلطانپور اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو بیان تحریری داخل کرو نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔ تاریخ معینہ تنقیح قائم کی جائیگی۔

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۹ ماہ جولائی ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا۔ دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

چڑھی ہے۔ جو کوئی غسل کے ارادے اور شست و شو کی نیت سے حمام پنجاب کی راہ پوچھتا ہے جھٹ اپنا گھر بتا دیتی ہے۔ خیر خواہوں کی بات سنتی ہی نہیں جھنجھلاہٹ کا یہ حال ہے کہ رام پور کے صاحبزادے جنکی نقل بھانڈ کرتے ہیں اس جھنجھلاہٹ کے آگے ہیچ نظر آتے ہیں۔ یہ بھی برطرف وہ بھی برطرف گھر برطرف باہر برطرف والد برطرف والدہ برطرف بچے برطرف بی بی برطرف نوکر چاکر برطرف۔

اس جھنجھلاہٹ میں شیرکارا ایسے مل گئے ہیں جو کہتے ہیں کہ انڈیا تمہارا بائیکاٹ کرتی ہے تو تم بھی بائیکاٹ کرو۔ جوتا کاٹتا ہے تو تم جوتے کو کاٹ کھاؤ" (یوں نہیں فرماتے کہ "دور انداز پاکن")

وہی مثل ہے کہ ایک ایرانی آغا چھان رہا تھا چھلنی کا پڑا اپٹ گیا۔ حضرت کے دماغ کی خشکی نے جو زور باندھا تو لگے چھلنی سے انتقام لینے گھیرا تھا ایک وار آپ نے جو پٹکا تو وہ اچھلا اور اچھل کے ماتھے پر جا پڑا جیسے دماغ کا گھیرا بھی شکستہ۔ چوٹ کھا کے شیر مرد اور بپھرتے ہیں ایک بیچنی اور بلائی اب کی ناک کی خیر منانی پڑی وہ ایک مرتبہ یہی اتفاق ہوا تو بلبلا کے بولے:

"اے زنمہ گریا چنداں خاموش بنشینی کہ این کمانچہ مرا بکشد۔ ہو شرمت نی آید"

اگر یہی لیل و نہار ہے تو حکومت وقت زود است کہ از ہندوستاں بفرماید "اے یاراں گویا چنداں خاموش بنشینید کہ ایں کمانچہ مرا بکشد شرتاں نیاید"

خیر جی ہونے دو جو ہوتا ہے ہم تو اپنے راجہ کی اخلاقی جسارت کے مداح ہیں۔ اگر کسی اور طریقے سے کچھ کہتے تو خوشامدی ٹھہرتے۔

راقم ———

خاکسار

التماس منیجر

تقاضے کے خطوط دو مرتبہ بھیجے گئے مگر نہ دینے والوں نے ایک جواب نہ دیا نہ وہ منی آرڈر بھیجے خدا ان کی ہمت کو خاموش نہ رہنے دے۔

جدید اللغات

(تتمہ نمبر ۱۰۔ ۱۷ مارچ ۱۹۳۰ء)

ٹاٹ بافی۔ کلاوزریں عطیۂ زوجۂ محترمہ یعنی زوجہ کی آرام بافی اور شوہر کا سر۔

سرم تا شد از خاک پالیش جدا
نمانم بسر زندہ ام پا بہ پا

ٹکی چوٹ۔ چاندی کی جوتی۔

ٹٹو۔ بچوں کے مفلس باوا۔ ناز بردار شوہر۔

ٹٹی۔ ریش کمرائیل (دفرشتہ) دام فریب۔ بیبر بشتی شوہر کم مایہ و ضعیف الاعصاب برای زوجۂ گریز الاقبال

ٹھٹنا۔ صدا انداز ملا۔

ٹخ ٹخ۔ پدر بر فرزند بر پشت۔

ٹرخل۔ بے بضاعت شاہد بازاری۔ زندہ بر جوانی دیگر۔

ٹلنا۔ ٹل جانا۔ نات کے واسطے زیادہ موزوں ہے۔ مگر اب تو کونسل کے ممبروں کی واک اوٹ سے وارد ہے۔

ٹکٹکی۔ شخوص مین یا آنکھوں کی پتلیوں کے گھرنے کا ورم۔

ٹکڑ گدا۔ شوہر باعتبار زوجہ۔

ٹکیا چو ٹٹی۔ ماما پکانے والی جو مانگے نہیں اور خود ہی اپنا حق نکال لے۔

ٹلے نویسی۔ نشیان مردم شماری کا فرض بے تنخواہ صاحب کی خدمت۔ ماخوذ ہے ٹلا نویسی سے۔ ایک لالہ کو کہیں نوکری نہ ملی تو بیٹھ گئے دریا کے کنارے کوئی ناؤ نکلی اور انھوں نے ٹا نتا خبرا آگے نہ بڑھنا ٹلا نگرو اجات ہے (ٹلا = موج) یہیں سرکار ٹلا نویسی کے خاطر بٹھائے ہیں۔ جتنے محصولی روتے ناؤ کے ہوتے سب پر آپ بلا وجہ دستخط کر دیتے "ملاحظہ شد لالہ دریائی لال ٹلا نویس" رفتہ رفتہ ٹلا نویس کے دستخط سند ہو گئے یعنے جس رونتے پر ان کے دستخط نہ ہوتے وہ جعلی سمجھا جاتا۔ (بانی افکار نامہ)

ٹھگ۔ قوم کے نام سے لوٹنے والے۔

ٹھلنا۔ تلاش یار میں دنیا سے۔

ٹھینگا۔ مردمی کا اعلان یا سگنل۔

ٹھیکا۔ شریف افیونی فروش کی نشست گاہ۔

ٹیٹوا۔ جائے گرفت زوجۂ مقدسہ۔

ٹیں ٹیں۔ وعظ بے نمک۔

ٹھائیں ٹھائیں۔ سوراج کی کوشش باوجود مخالفت باہمی۔

ٹیکن۔ افتادگی کا بہانہ۔

"ردیف ث"

ثابت۔ پولیس کے جملہ مقدمے۔ اور جالان۔ خصوصاً بم اور بغاوت کے تحفظ حکومت کے دعاوی۔

ثبوت۔ وکالت کی قوت وکیلوں کا توت۔

ثالث۔ دو میں تیسرا آنکھوں میں ٹھیکرا۔ میاں بی بی کے بلیس ماننس عمل کا نتیجہ۔ انگریزی حکومت ہندوستان میں۔ ظہر متخلل۔

ثروت۔ رنڈی کی دولت پر قبضہ۔

ثعلب۔ رٹو۔ باٹو۔ اس کا ترجمہ مرکب ہے دو مستقل لفظوں سے اسی وجہ سے ایک دوا کا نام کھا جو معنی کے جزو آخر کی رہنمائی ہے۔

ثقل و ثقیل۔ بوجھ اور بوجھل۔ بحالت افلاس اولاد کی کثرت۔ ہیڈ رو سیل (نزول الماء) مولویوں کی بول چال۔ عمامہ۔

ثقہ۔ بظاہر حاجی بباطن پاجی۔

ثنا خوان۔ تاجر الفاظ۔

ثواب۔ ستیاگرہیوں پر گولیاں چلانا۔ نائکہ کے نخرے اٹھانا اور فرمائش پوری کرنا۔

"ردیف ج"

جادو۔ خطاب اور وہ سرکاری حروف تہجی جو نام کے آخر میں دم کی طرح لگا دیے جائیں بس تسخیر شد۔

جھاڑو۔ مخفف و ہند جاروب۔ پھوہڑ عورت کا آنچل۔ بد طینت مرد کی داڑھی جو سینے سے نور کا صفایا کرے۔

جاہل۔ جو انگریزی نہ جانتا ہو۔ گزشتہ صدی کے تمام مرنے اور پیدا ہونے والے۔

جاوداں۔ معرفت او باشی۔ منول سامس۔

سائمن رپورٹ

SELF INTEREST

اوچّھا کھلاڑی!

"توازن و عدم توازن بہ یک بازی"

زنہارت جنیت سر بہار ہست ہاست کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
دیکھیے پھولوں کی لاج رکھیے گل عارض کے رنگ سے انکا رنگ پھیکا ہوا جاتا ہے۔ خوشبو درکار ہے تو یہ عطر حاضر ہے"
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطر میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

جریان ۔ روانی جوش جوانی۔
جوا ۔ شغل خبریانہ بزبانِ حال۔
جاڑا ۔ جھاڑو داڑھی۔
جاں بحق تسلیم ہونا ۔ بڑھاپے کی بیماری سے مرنا۔
جوان ۔ مجموعہ جوش نرارنگی ۔ آوارگی ۔ ناعزمائی
والدین کے ابتدائی حروف کا۔
جائز ۔ جس چیز کو جی چاہے۔
جُبّہ ۔ غلاف کر۔
جرأت ۔ پولیس کا نہتوں پر گولیاں چلانا۔
جُرم ۔ ناداری ۔ افلاس ۔ کمزوری۔
جانغا ۔ حمق کا انتہائی درجہ۔
جِن ۔ بانیِ زنانِ بے وفا ۔ سوائے سرزمین بیگانہ خدا۔
خیالی بھڑوا ۔ بیکاری و طلاحبش کفش کاری۔

باقی آئندہ

راقم

ع ۔ بلہوری

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"یاروں کو شگوفہ ہاتھ آیا"

عموماً ہندوستانی ریاستوں میں جب ایک رئیس رحلت کرتا ہے اور دوسرا اسکی جگہ لیتا ہے تو وہاں کی دُنیا بدل جاتی ہے کوئی ہما اسا کوئی برطرف کسی کی ترقی کسی کو تنزل کوئی داخل کوئی خارج کوئی معتوب کوئی محبوب۔

رامپور کی ریاست میں بھی یہی ہو رہا ہے "نئی دیوار اٹھتی ہے پُرانی دیوار گرتی ہے بُڑھیا اپنے برتن باسن سنبھال ۔ اٹھ ٹرادھڑ کم"

یہی ہونا بھی چاہیے خصوصاً ایسے محل پر کہ غداروں جیل خوروں نے نواب مرحوم اور نواب حال میں خاصی بم چیخ کروا دی تھی ۔ اگر نواب مرحوم کو اپنے ولیعہد سے رتی بھر شکایت ہوئی تو یاروں نے فوراً تیسیری کا دھڑا باندھ دیا ۔ اسکے علاوہ فضول خرچی بھی ہر ایک رئیس کی اسکی افتاد مزاج کے موافق ہوتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جس قسم کے اشغال ایک پسند کرتا ہو دوسرا بھی اسی کا شوقین ہو ۔ لیس جو مصارف کہ رئیس مرحوم کے شوق سے وابستہ تھے اُن کا خاتمہ لازمی ہے۔

چنانچہ اسوقت ریاست رام پور میں عزل و نصب اُکھاڑ پچھاڑ کا بازار گرم ہے جو لوگ بردہ کی طرح پٹ کے پالے باہر ہو گئے اور رشوہ کی وجہ سے اُن کا دخل امکان سے باہر ہے وہ اپنی خیرخواہی اور رئیس کی ناقدر شناسی کا نوحہ پڑھ رہے ہیں ۔ اخبار کی تلخ تو ہوتے نہیں ہیں خدائی فوجدار اُنھوں نے اعتراضات کا طومار تیار کر لیا کوئی صاحب فرماتے ہیں "نواب صاحب نے غلط چال کھیلی" کسی کا قول ہے "مہرے بے ڈھب نظر آتے ہیں" حالانکہ نہ چال غلط ہے نہ مہرے بے ڈھب ہیں مقربین کے واسطے بسر اوقات کی صورت نکالنی ہے۔

جو لوگ اب تک نکالے گئے ہیں اُن میں سے کئی شخصوں کا حال ہمیں معلوم ہے ۔ تھے وہ نکال دینے ہی کے قابل اب چاہے اپنے مُنھ سے اپنی خیرخواہی کا قصیدہ پڑھ کے روٹیاں لگائیں۔

علے ہذا القیاس نواب صاحب مرحوم کے بعض ہوا خواہ جن کی تقدیر ۔۔۔ دو توٹ وزنی گوشت ۔۔۔ انتہائی ۔۔۔ پہنچ رہا تھا در حقیقت اُنکی کچھ ۔۔۔ یعنی ۔۔۔ سمجھیے کہ ایک بی ہتھیلی ۔۔۔ پُرانا چمڑا کا ۔۔۔ پھر آ پھیں شدہ شدہ محل خانے تک جوتیاں چٹخاتی پھرتی تھیں اور نواب صاحب کو ۔۔۔ اُن کا ۔۔۔ آ گیا جلیسے دوسرے ہی دن خطاب ملگیا ۔ "سلیپر آرا ۔۔۔ کفش جہانی یا افراز زمانی ۔۔۔ ملکہ دھوڑی استر پاپوش النسا بیگم" صاحبزادوں کو حکم ملا "سلام کرو" ۔ یہ کیا بے ادبی ہے ۔ ہاں ۔۔۔ اتنا ضرور ہو گیا اچھا چھ ماہ کے لیے نظر بند۔

رئیسوں کے مصاحب تو ہوا کے رُخ چلتے ہی ہیں اُنھوں نے دبی زبان سے جڑ دی "خداوند صاحبزادے کے تیور بُرے ہیں سب کو فرار ہے تھے ۔ "دیکھیے صاحب پاؤں کی جوتی سر چڑھی" رئیس ہمیشہ کانوں کے کچے ہوتے ہیں بس جلال آ گیا "ہاں یہ جرأت !! ہم پر نکتہ چینی ۔ صاحب باپ کے تصرف میں جو آئے اُسکے مان ہونے میں کیا شبہ ہے"

خطائے بزرگاں گرفتن خطاست

اچھا تو گزارے اور میوہ خوری کا دربیہ بھی ضبط ۔ تو سہی جو یہ پاؤں کی جوتی اب تاج سر نہ بنے ۔ ہم نے جیسی عزت دی ہے ویسی مخدومہ عالم ہے ۔ معلوم ہوتا ہے صاحبزادے اپنی ماں ۔۔۔ اکڑتے ہیں ۔ ارے کوئی ہے جاؤ بیگم صاحب سے کہو کل صبح ملکہ پاپوش النسا بیگم کو سلام کریں"

اس صورت میں اہل قلم کو ۔۔۔ نہ لینی چاہیے کہ فلاں شخص کبھی ہوا خواہ ریاست تھا جو نکال دیا گیا ۔ آگے اُنھیں اختیار ہے۔

ابھی تک جتنے کام جدید والی رام پور سے سرزد ہوئے ہیں اُن میں دانشمندی اور تدبر کو کافی دخل ہے۔

حجامت مُفت

ستیاگرہ والے بھی واقعی خوش قسمت ہیں ۔ جب گرفتار ہوتے ہیں تو پولیس سر پر بال نہیں چھوڑتی (متعدد مثالیں موجود ہیں) جیل خانے جاتے ہیں تو جیل کا نائی تنخواہ پاتا ہے محکمے سے اور بدون اُجرت سر مونڈتا ہے ان کا ۔ اب سُنتے ہیں کہ دلی کے نائیوں نے "مفت حجامت بنانے" کا اعلان کیا ہے یعنی بالوں کی خیر نہ قید میں ہے نہ رہائی پر ۔ بقول بوڑھی بیبوں کے

"بی بھیڑ جہاں گئیں وہیں مُنڈیں"

کیوں خلیفہ ! ستیاگرہ والوں کے فتنے کے بارے میں کیا رائے ہے کیا وہ بھی مفت ؟ ۔

مولی اور گاجر کے نکاح شرعی سے انڈے کی تولید

بے جرم ہی رکھا ہے تہِ تیغ گلے کو
کچھ بات بُری مُنھ سے نہ نکلی تھی بھلے کو

ہمارے مسٹر لزلی ورہائٹ اگر اپنی رپورٹ کے بالمقابل ہوتے پر یہ شعر پڑھیں تو منطقی اعتبار سے بالکل صحیح ہے

کیا معنی کہ عنانِ نفس بدست دیگر بود۔ ایک صاحب تھے کہ سوار اتفاقاً شُتر سرکش گھوڑے سے ساتھ چلا اور وہ لگا اپنی مرضی پر چلنے۔ راستے میں دوست سے ملاقات ہوئی پوچھا کہاں چلے؟ فرمایا، "جدھر گھوڑا لیجائے"

ہمارے نزدیک جو لوگ انکی رپورٹ سے بیزار ہیں اُنھوں نے رپورٹ کے ابتدائی جملے یا مقدمات سے کوئی ذہنی تعرض نہیں کیا۔ بات یہ ہے کہ حکومت نے ازراہ ابلہ فریبی یا دانشمندی تفتیش کے موضوعات میں بعض مسلمات شامل کر دیے تھے۔ ان مسلّمات کے غیر صحیح قرار دینے کا اختیار انھیں نہ تھا۔ پھر بھلا یہ رپورٹ کیوں بودی پُھسپُھسی ناکارہ اور فضول ہوتی۔ بالکل قابل قبول۔ عین معقول۔ ترجیحات فاضلہ سے مُبرّا۔ کاوش و کوشش سے منزہ۔

پریشانِ قاآنی میں حکایت ہے کہ ایک شخص رومال میں دو تین انڈے لایا اور اپنے احمق دوست سے کہنے لگا "اگر تم بتادو کہ میرے رومال میں انڈے ہیں تو تمھیں انڈے کھلاؤں اور اگر یہ بتادو کہ کتنے انڈے ہیں تو دسوں کے دسوں تمھارے۔"

احمق "میں کوئی خدا تو ہوں نہیں کہ غیب کی خبر دوں کچھ نشان دو پتا بتاؤ تو قیاس کا ٹٹو دوڑاؤں۔"

دوست "بیضوی شکل ہے اوپر سفید چھلکا ہے اندر لیس دار عرق ہے اور عرق کے بیچ میں زردی ہے۔"

احمق "بس بس ہم سمجھ گئے مولی کا اندرونی حصہ کرکول کے اسکے اندر گاجر ٹھونس دی ہے بات تمھاری کی بڑے آئے وہاں سے ہماری ذہانت کا امتحان لینے۔"

اس پہیلی میں اصل چیز اور اسکی تعداد خود پہیلی بوجھوانے والے نے بتادی تھی پھر بھی مولی میں گاجر ٹھونسنے کی سوجھی۔ یا سدہ بوجھی ہوئی پہیلی کا بوجھنا بھی مشکل ہے۔ خدا نہ کرے کہ امتحان گاہ میں وا ابڑے۔

یہی کام وہائٹ صاحب کے سپرد تھا۔ یوں سمجھیے کہ جج خلاف قانون تھا۔ جو حرکت سرکار و عمال کسی ناجائز فعل کے روکنے کے لیے کرتے ہیں قانون اسکی اجازت دیتا ہے یہ مسلّمات ہیں اب انکے بعد یہی مرحلہ باقی رہ جاتا ہے کہ لہذا تم عقل حکوم کی ترازو کے پولیس اور اہل کانگریس ہو تو لو تمھاری تنخواہ یا ب عقل کو اختیار ہے

کہ کمیٹی کے وقت جس پلے میں چاہو پاسنگ بن کے بیٹھ جاؤ۔ اور مولی کو ساتھ گاجر کے مدغم کرکے پہیلی بوجھ۔

جج صاحب فرماتے ہیں "کانگریس کمیٹی نے اس تحقیقات میں حصہ نہیں لیا" ....

پھر فرماتے ہیں کہ ان میں سے جنھوں نے منجانب اہل شہر گواہی دی (بعض) ایسے تھے جو دوسروں کے ٹھیلنے پر گواہی دینے آئے خود آمادہ نہ تھے" یہ علم غیب ہے اور یہی دلیل ہے گواہوں کے کمزوری کی مگر وہ ٹھیلنے والے کون تھے۔ کیا کانگریس والے؟ اظہار حال کا حق مقتولین کے رشتہ داروں کو تھا یعنی مدعی اور مدعا علیہ یا مستغیث و ملزم کا بیان ہی کافی سمجھا گیا تھا گویا یہ بھی مسلم تھا کہ مقتول کے رشتہ دار اسکی ڈوم میں بندھے ہوئے عین موقع پر موجود تھے۔ دیکھنے والوں کی شہادت ضروری نہ تھی مستغیث کہے کہ پہلے ملزم کہے کہ غلط بس تحقیقات ختم لبعدازیں اس رعایت میں توسیع کر دی گئی۔

ہمارا کام دُنیا کو رنج پہونچانا اور پرانے زخم کو تازہ کرنا ہرگز نہیں اسی لیے ہم نے قتل و غارت قید و بند کے تمام واقعات جو پشاور یا ہندوستان کے کسی صوبے میں اب تک ہوئے سُنے اَن سُنے کر دیے ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ لکھنے سے فائدہ ہی کیا تھا۔ لوگ مسکرانے کے عوض بسورنے لگتے تو یہ ظرافت نہیں۔ مگر خدا سلامت رکھے اس سرکار کو جس نے خوشدلوں کے لیے انھیں دردانگیز واقعات میں رپورٹ کے ذریعے سے ہنسنے ہنسانے کا سامان کر دیا۔ رپورٹ بہت لمبی چوڑی ہے اور اکثر جگہ علم غیب کے امتحان میں جج صاحب کامیاب ہوئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ پولیس نے زخمیوں کو نالے میں پھینک دیا اسے جج صاحب باور نہیں کرتے باایں ہمہ فرماتے ہیں پولیس لوگوں پر حملہ کر رہی تھی لوگ بھاگتے اور ایبٹ ہال میں پناہ لے رہے تھے۔ اب کس کے منہ میں دانت ہیں جو یہ پوچھے کہ حضرت پناہ لینے اور بھاگنے والوں نے کیا قصور کیا تھا جو اُن پر پولیس نے چوٹ کی۔ [illegible]ب تو صرف یہ تھا کہ مجمع منتشر ہو جائے۔ چلیے منتشر ہی نہیں بھاگ کھڑا ہوا۔ اب تعاقب کیوں؟ مگر

وہ خود ہی فرماتے ہیں کہ اس وقت جوش کی حالت میں پولیس نے بھاگنے والوں کی راہ مسدود ہونے کا لحاظ نہیں کیا۔ یعنی پولیس انتظام کرنے نہیں آئی تھی جوش دکھانے یا بھاگنے والوں کو سزا دینے آئی تھی۔

خیر جناب جج صاحب! جو دائرہ حکومت نے جناب کے گرد کھینچ دیا تھا ہم تعریف کرتے ہیں کہ اس دائرہ کے اندر رہ کے آپ نے بہت عمدہ رپورٹ تیار کی۔ اگرچہ اُسپر ہنسی آتی ہے لہذا اعتراف کرتے ہیں کہ مولی کے پیٹ میں گاجر گھسیڑنے کی علت آپ بیان کرنے میں قاصر رہے۔ خدا آپ کو گورنر کردے آپ نے حکومت اور عمال حکومت دونوں کی بات رکھ لی۔ اب پبلک پر اثر ہو کہ نہ ہو یہ حکومت کی تقدیر ہے

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

مقدمہ نمبر ۱۳

بعدالت جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر کارندہ بمقام سلطانپور ضلع سلطانپور

بابو لکھنؤ پرتاب سنگھ تعلقہ دار دھوروا — مدعی

بنام

مسماۃ جبرا جی کنور وغیرہ — مدعا علیہ

بنام رام بدل سنگھ ولد گنگا سنگھ ساکن موضع بن بھابر لکھن پور پرگنہ الدیمؤ تحصیل کادیپور ضلع سلطانپور

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت مبلغ ۱ روپیہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲ دوسری ماہ اگست ۱۹۳۰ء وقت دس بجے بمقام کچہری کلکٹری اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعویٰ کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم تائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

ثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۹ ماہ جولائی ۱۹۳۰ء کو جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

مجلدات اودھ پنچ سنہ ۲۹ و ۲۸ء

(۱) اُردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی ادبی اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خزانہ کتب میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد ۷ معہ محصولڈاک۔

(۲) سنہ ۱۹۲۸ء کی چند ششماہی جلدیں جولائی سنہ ۲۸ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں قیمت مع محصولڈاک ۳ ہے۔

(۳) جلد سنہ ۱۶ء کے (۸ نمبر) ان نمبروں میں انشاپردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو جلد طلب فرمانا چاہیے قیمت عہ علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے۔ ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ؍ ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر جلد بھیجیے۔

المشتہر ——— مہتمم

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی شروع کر دی جائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہندوستانی اکاڈمی صوبہ متحدہ

مطبوعات

۱ - ازمنہ وسطیٰ میں ہندوستان کے معاشرتی اور اقتصادی حالات - از علامہ عبداللہ بن یوسف علی - ایم - اے - ایل ایل - ایم - سی - بی - ای - مجلد ؎
- - ایضاً ایضاً غیر مجلد عہ
۳ - اُردو زبان اور ادب از سید مسعود حسن علی ؎
۴ - عربوں سے پہلے عرب اور ہندوستان کے تعلقات - مولانا سید سلیمان صاحب ندوی - ؎

زیر طبع

۱ - مسلمانوں کے تمدن پر ہندوؤں کا اثر - از مولانا محمد امین صاحب عباسی - -
۲ - قرون وسطیٰ کا ہندوستانی تمدن - از رائے بہادر مہامہو پادھیایہ پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا -
۳ - ہندی شاعری - از ڈاکٹر اعظم کریوی - - -
۴ - ناٹک (جرمن ڈراما) ترجمہ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب ایم اے - ایم - آر - اے - ایس ----
۵ - ترقی زراعت - از خانصاحب مولوی محمد عبدالقیوم ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت الہ آباد . . . .

جلد پانزدہم ۱۵
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
اودھ پنچ لکھنؤ ۱۹۳۰ء
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنے
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی
اور
ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح ہر ایک راگ کو پڑھ سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ نادر اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERD No. 785.
"LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
अवधपंच
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
H.B. King Artist Bogawan Lucknow

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور کریں بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیور بل پڑھایئے اسلیئے کہ کوہر وخزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج و اتفاقات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچوں میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بالخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کردیا جاتا ہے۔ لہذا اگر مزید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب لکھا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ و ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلاح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چیٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ضمیمہ اودھ پنچ

جلد ۵۱ (آخر جولائی سنہ ۱۹۳۰ء) نمبر ۲

عراقی خط

(از نجف اشرف)

جناب ایڈیٹر صاحب۔ تسلیم۔ یہاں کا قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ ۱۲۔ جولائی کو سرکار آقا السید ابوالحسن اصفہانی مشہور و معروف مجتہد صحن نجف اشرف میں مصروف نماز مغرب تھے۔ اور ان کے فرزند اکبر آقا سید حسن مرحوم بھی۔ کہ ایک ایرانی طالب علم نے جو سرکار آقا سے وظیفہ پاتا تھا۔ آقا سید حسن کی گردن میں چھری بھونک دی اور چل دیا راہ میں کچھ لوگوں نے روکنے کی کوشش کی تو وہ بھی زخمی ہوئے۔

آقا سید حسن اس زخم سے جانبر نہ ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عداوت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جناب قاتل بدقماش [illegible] زیارات کی رقم سے پیٹ بھرتے تھے۔ [illegible] میں نکاح کی سوجھی اور خیرات ہی کے بھروسے پر نکاح بھی کر لیا آقا کی سرکار اب جوڑے کے جوڑے کو پالنے لگی۔ مگر چند روز کے بعد طالب علم صاحب نے جورو کو طلاق دیدی اور اصرار کیا کہ جو نفقہ جورو کا ملتا تھا وہ قائم رکھا جائے۔ آقا کے انکار کرنے پر مفت خور شاگرد نے اپنے استاد سے اسکا انتقام لے لیا۔

ع۔م از نجف

ادارۂ بے اصول خیرات کو خدا سلامت رکھے جو کچھ نہ ہو تھوڑا ہے ایران آجکل ہر چیز میں ترقی کر رہا ہے چنانچہ مفت خوری اور سینہ زوری میں بھی ترقی ہے۔ جس ترقی یافتہ ایران کی دلاویز تصویریں آج ہمارے ملکی جرائد پیش کرتے ہیں وہ درحقیقت خیالی تصویریں ہیں حقیقی تصویر اگر دیکھنی ہو تو کسی پبلک پارک میں جائیے روئے زمین کی کوئی انسانی آبادی بے حیائی کے ایسے تماشے نہیں دکھا سکتی جو آپ کو ان باغوں میں نظر آئینگے۔ دن دہاڑے ہر روش قدم پر ایک جوڑا صرف ایک چادر نصف اسفل جسم پر ڈالے بیٹھا ہے۔ [illegible] ملیگا کسی مقام پر دو مرد اور کہیں ایک مرد ایک عورت۔ یہ جوبن ہن۔ یہ سرت گوم۔ ذود۔ زود۔ اے یارک۔ الشذ۔ [illegible] ۔ کیفی کشتی مردم مردم۔ اے آفریں کی صدا ہر زبان پر جاری ہوگی اور آپ کی چشم حیا پرور کبھی گوارا نہ کرے گی کہ اس نظارہ کا مقابلہ کرے۔

پرانے آقایان ملت کا ہر قول سننے کے قابل نہیں اگر وہ کہیں لا الٰہ الا اللہ تو بیباک جواب دیگا "میخور و پارسگ" این کلمہ رقیانوسی حالا بکار نمیخورد۔ خر ملا شنفنے از نبوک (جمع بینک) نمی گوید۔ حرفے از مشینہا نمی زند۔ لفظے از معدنہائے زغال نمی راند۔ می گوید لا الٰہ الا اللہ۔ این چہ خشک مغزی است"۔

البتہ جس مقام پر مفت خوروں کی لوٹ تر کرنے کا کچھ سامان ہے یعنی "ملاوارے" ہفت پارچۂ دیہاست و زر خیرات و مبرات برائے بلندی آوازۂ خود حق در کیسہ می دارد۔ بلے آں "ملا"۔ آئیست فرشتہ سیرت"۔ لیب ملا کی مالا ہی گلی گلی کوچے کوچے ہوتی ہے ان ملاؤں میں اکثر اب "لو ڈیٹ" ملا ہیں۔ جو مذہب سے اتنا تعلق نہیں رکھتے جسقدر کہ ملکی پالیٹکس سے کہا جاتا ہے کہ یہ گروہ خود انقلابیوں اور آزاد خیالوں نے (بقول اہل ایران) حمقائے مذہب کو جو ملایانہ وضع پر جان دیتے ہیں پھانسنے کے لیے تیار کیا ہے۔ ان کے پاس نجف اشرف کے مجتہدین کی سندیں تو ہیں مگر رعایتی۔

اب جو ایران سے نجف اشرف میں ایرانی طالب علم آتے ہیں وہ ملاؤں کی اتنی عظمت نہیں کرتے بلکہ آزاد خیال پرلے سرے کے بے حیا انتہا درجے کے مفسد اور بدمعاش ہوتے ہیں وہ ملاؤں کا وقار ملحوظ رکھتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا مگر خود داری اور خوش اعمالی تو ہر انسان کا فرض ہے خواہ وہ مذہب سے بیگانہ ہی کیوں نہ ہو۔

ہندوستان سے ایک معقول رقم ہر سال عراق

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن بموجب دفعہ ۱۹۳ ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۰۱ء ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

بعدالت جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر کادیپور ضلع سلطانپور

رام سندر اوپدھیا .... مدعی

بنام

کالو اوپدھیا وغیرہ مدعا علیہ

نوعیت مقدمہ ترمیم کھیوٹ موضع نمر لور پرگنہ چاندہ

بنام ۱۔ رامپیال ولد رام چرن اوپدھیا ساکن موضع نمر لور پرگنہ ۲۔ مہروت ولد گنیل اوپدھیا | چاندہ تحصیل کادیپور ضلع سلطانپور

ہرگاہ حاضر ہونا تمہارا واسطے انکشافات مقدمہ ضرور ہے۔ لہذا بموجب دفعہ ۱۹۳ قانون ۳ سنہ ۱۹۰۱ء تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم روبرو اس عدالت کے اصالتاً خواہ بذریعہ لکیہ مختار مجاز بتاریخ ۸ اگست سنہ ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے بمقام سلطانپور حاضر ہو

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

جاتی ہے وہ سب کی سب انہیں مفت خوروں کے پیٹ میں چلی جاتی ہے جو مالِ مفت سے فائدہ اُٹھانے کی تمام دنیا سے زیادہ حرص رکھتے ہیں۔ حد ہوگئی کہ (بحسب حکایت زائرین) خراسان اور طہران کی گلیوں میں صدہا سفید پوش جن کا ملبوس کم از کم سو تومان کی قیمت رکھتا ہے سٹر گشت کرتے رہتے ہیں اودھر کسی ہندی کو دیکھا اور وہ ہیں اُڑ گئے۔ یہ سلام علیکم۔ آقائے ہندی۔ کے آمدید بسیار خوب۔ خدا چند تاں را ہیلدرد۔ گوش کنید بندہ حال نا خوشکستہ ام اندی سڈ جائی ہم نخوردہ ام محبت لطف فرمائید " اگر آپ نے کچھ دے دیا تو خیر ورنہ جیب سے منی بیگ نکالا جسمیں خدا جھوٹ نہ بلائے تو پانچ چار تومان دس پانچ قمران دو چار نبک نوٹ ضرور ہوتے ہیں۔ مالِ مفت اُس میں رکھا اور چل دئیے لیکن کچھ نہ لایا کم لا تو ہے ما در قحبہ زن جلب۔ پدر سوختہ۔ ہندی ولطہر ما نمیں کوی۔ ایں یک پول سیاہ کہ از مزدوری نمائے مادرت گرفتہ یمن می دہی بگیر و شیرہ فروشہ برو کہ میرخودت بمال دہ نمی دانی بندہ سید انا والاد رسول ہستم مال حضرت برگردن شما حق پیچم گشت کہ می داری یکے آنا نہا حق من است۔ خدا روے ترا سیاہ کند۔ انشاء اللہ معلوم می شود بعد قیامت "

سُنتے ہیں کہ ریاست رام پور سے بھی دس ہزار روپیہ سالانہ کی کہ ایک معتد بہ رقم ہے عراق بھیجی جائے گی۔ کس کے لیے ؟ غالباً انہیں گداگران ایران کے لیے۔ سمجھ میں آنے کے قابل یہ بات نہیں کہ خیرات جب تک سمندر نہ پھاندے کیوں خیرات نہیں سمجھی جاتی۔ کیا رام پور میں محتاجوں کی کمی ہے ؟ "پہلے گھر میں چراغ جلے پھر مسجد میں" ہندوستانی محتاج بہر حال عرب و عجم کے محتاجوں پہ مقدم ہیں۔ متعہ بازی کی غرض سے بھیک مانگنا یا بھیک پر متعہ بازی کا بار رکھنا خیرات نہیں ہے۔ اور اگر یہی خیرات ہے تو یہ دس ہزار روپیہ بیچارے بھوک کے مفلس تماش بینوں کو ملنا چاہیے جو حسین کی مسجد پہ کھڑے نگاہ سے نکاح و خلوت کا لطف اُٹھا کے گھر واپس ہوتے ہیں " اے محروم ہی چلے صبح سے اسوقت تک کسی نے یہ بھی نہ کہا کہ لیتے جاؤ شاہ جی ایک بوسہ

ایک بوسہ ہم نے مانگا راو شیطاں واہ جی
پھولے منہ سے بولو پیاری لیتے جاؤ شاہ جی

یہ خیرات نہیں نیکی کن و بہ چہ یہ انداز ہ کا مضمون ہے علی ہذا القیاس ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی رقم سنا جاتا ہے کہ زکوٰۃ کی نکلی ہے اسکے صرف کے لیے دیانت دار اور خوش خیال متشرع آدمیوں کی ایک کمیٹی بننی چاہیے جو تجویز کرے کہ یہ مال کیونکر صرف کیا جائے کہ قوم اور رعیت کو پورا فائدہ پہنچے

رام پور میں ایک صاحب عمامہ رجسٹرار آف شیعہ ازم "موجود ہیں جو فرماتے ہیں " اینا مجلسی چہ .... بود۔ بر رسول افترا بالبستہ است جملہ کتب حدیث مجموعۂ اکاذیب است کہ بر ذات مقدسہ ائمہ بافتہ اند و فرشتگان وجود ندارند انبیا

ہمہ در منبع جا فروغ ست فی المثل اگر جبرئیل وجود
درخشندہ باخلہ پرواز دے او خیمان ورازی دارد
کہ بیک جنبش شہپر عالمے ملامی قیامت وبالا سازد۔
گویا یہ فروغ ماذا ماجگد ہے

اگر یہ مبلغ خطیران خوبرگ کے گلے آلا زرگیں
کر اندیشہ ہے کہ پھر مشکل ہے جو کسی مستحق کو ایک حبہ
بھی مل جائے۔ مولوی حامد یار صاحب ساری
دولت اپنے مخزن خیر لیعنی شکم قبہ نما میں جمع فرمائینگے
اور مونچھوں پر تاؤ دے کے ہنکار رینگے :۔
یہ شکر خدا است کہ ہے ایں موہبت عظمیٰ مرا نہ جست
زدو دست کہ ہم وارائے چند ملیون شدہ گلہ
گر شتہ حود مرا بہ آسمان رسانم ؟

ہمارے مخبر صاحب نے آقا زادہ سید حسن مرحوم
کی اطلاع عین وقت پر دی ہے۔ ہمیں توقع ہے
کہ اصلاح مصارف خیر کی طرف یہ خبر اہل نعمت
کو ضرور متوجہ کرے گی۔ خصوصاً فرماں فرمائے رامپور
کہ بفضل خدا ایک جوان صالح زیرک و باخبر شخص
ہیں اہل وطن کی ضرورتوں کو ایسے حرام خوروں پر
جو استاد زادے کی جان بھی اپنی غرض کے آگے
بے حقیقت سمجھتے ہیں ترجیح دینگے۔ اور اُن لوگوں کے

ہاتھ میں بقاع خیر کی نگرانی سپرد نہ کرینگے جنکی خنکی
چشم یا حمد ایہا مہ ملیو نہا گرد آمدن و فراہم کردن
پر موقوف ہے۔ ان ریفارمر صاحب کے علمی و عملی حالات
کا ایک لمعہ چند سال قبل ادریں ہمارے پاس
بھیجا گیا تھا۔ اگر وہ صحیح ہے تو ..... بس خدا رحم
لائے۔

مضامینِ غیر

تفتیش کا دُھریا پھل

”تازہ واقعہ“

ایک مضمون نگار صاحب ادلستر سے مطلع کرتے
ہیں کہ یہاں بم کے متعلق ایک گھر کی تلاشی لی گئی
پہلے رخنہ بندی ہوئی پھر کونے کُھترے کی دیکھ بھال
ابھی خود بخود پھٹنے پھاڑنے اور مشتعل ہونے والے
مادہ کا سُراغ نہ ملا تھا۔ پولیس کی نگاہ ابھی پہیلی کی
نگاہ ہوتی ہے اُس نے دیکھ لیا کہ صاحب خانہ کی ہیانی
بوجھل ہے اور بوجھ بھی گول گول ہے ”پھل خوب
تم سمجھتے ہو کہ ہمیں سُراغ لگانا نہیں آتا۔ لے لیس
رکھ دو نکال کے بم ہاما خبلہ لیبریجو اندر ہے۔ اسی میں
خیریت ہے“ غریب صاحب خانہ گھبرا کے پیچھے ہٹا۔
جمعدار آگے بڑھا۔ ادھر لیس پوی نے اشتباہ بڑھایا
اُدھر شرم نے مقاومت پہ مجبور کیا۔ اس کشمکش اور
کشاکش میں کمر بند ٹوٹا شلوار زمین پہ گری مگر
اُسمیں وہ چیز نہ تھی جسکی تلاش میں پولیس نے
بور کے لڈو دکھائے تھے آخر وہ بھی اُم لٹکا گیا تو
لاحول ولا قوۃ۔ ایک چھوڑ دو بڑے بڑے بم
نہیں ”پیل“ مگر دونوں جزو بدن۔ سچ کہا ہے فضحنا
استوحنا (جب رسوا ہو چکے تو پھر کیا پردہ) صاحب خانہ
اب شیر ہو گیا اور اپنے سیڈ سو سیل کر لے کے جمعدار
صاحب سے بھڑ بڑایا لو میاں۔ یہ بم۔ رکھ دو لیجا کے
گزیٹی میں یہ جمعدار صاحب کی سراغ لگانے والی آنکھ
جھیپ گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ ڈر کے پیچھے

اعلان انعام

ہندوستانی ایکاڈمی (صوبہ متحدہ) ہندی اور اردو زبانوں
میں ذیل کے فنون پر پانچ۔ پانچسو روپیہ کے تین انعام دیگی
۱۔ فن تنقید کی بہترین کتاب یا بہترین مجموعہ مضامین
یا تاریخ ادب کی بہترین کتاب پر جو یکم جنوری سنہ ۱۹۲۲ء
کے بعد شائع ہوئی ہو۔
۲۔ ذیل کے کسی فن کی بہترین کتاب پر۔
علم طبیعیات ہو یا اسکی کوئی شاخ مثلاً
علم کیمیا۔ علم۔ علم حیوانات۔ علم نباتات پر ہو۔ اور
یکم جنوری سنہ ۱۹۲۲ء کے بعد شائع ہوئی ہو۔
علم معاشرت یا اسکے کسی شعبہ پر ہو مثلاً
اقتصادیات۔ سیاسیات۔ تمدن۔ تاریخ آئین و
قانون پر ہو اور یکم جنوری سنہ ۱۹۲۲ء کے بعد شائع ہوئی ہو۔
ان انعامی کتابوں کی سات سات جلدیں ۱۵ اگست
سنہ ۱۹۳۲ء سے پہلے دفتر میں پہونچ جانی چاہییں۔

دستخط تارا چند جنرل سکریٹری
ہندوستانی ایکاڈمی۔ الہ آباد

قرضہ حین حیاتی بلا سود

اگر آپ کسی ضرورت کی وجہ سے قرض لینا چاہتے
ہیں تو صرف چار آنہ کے ٹکٹ بھیج کر ہماری مکمل
اسکیم طلب کریں۔ آپ مایوس نہ ہوں گے۔
منیجر دی انڈین لون بینک لمیٹڈ
پوسٹ بکس نمبر ۶۲۲ بمبئی

سونا جیسا مل گیا

تو بھی اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا بچہ بچہ
تجارت میں وقت ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اسلیے ضرورت ہے
کہ غیر ممالک کیطرح تجارتی میدان میں مقابلہ کرنا آپ کا مقصد
نیشنل ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ المیتی یکصد روپیہ خرید لیجیے
پورا ہو گا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادا ہیگی ہے۔ تعداد آسان
منافع معقول مفت طلب کرو۔ اگر معقول تنخواہ کی ملازمت
درکار ہے تو فوراً طلب کرو فقط ضمانت ضروری نہیں ہے۔

نیشنل ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

بحکم جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر کادیپور ضلع سلطانپور
بدست عوام فروخت کے لیے

سمن بموجب دفعہ ۱۹۳۔ ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۰۱ء ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

مان بہادر سنگھ وغیرہ مدعیان بنام بدھی بخش سنگھ وغیرہ مدعا علیہم
از بابت مقدمہ ترمیم کھیوٹ محلات اہرولہ تاجن بہدا پور محال
سرائے پرگنہ چاندہ تحصیل کادی پور ضلع سلطانپور
بنام (۱) رام ولاس سنگھ ساکن موضع سرا مسکا پرگنہ چاندہ تحصیل کوریم سلطانپور
(۲) دلیپ سنگھ ساکن بوکھردھا پرگنہ الدیؤ
ہرگاہ حاضر ہونا تمہارا واسطے انفصال مقدمہ ضرور ہے
لہذا بموجب دفعہ ۱۹۳ قانون ۳ سنہ ۱۹۰۱ء تم کو حکم
ہوتا ہے کہ تم روبرو اس عدالت کے اصالتاً خواہ
بذریعہ مختار مجاز تاریخ تیرھویں (۱۳) اگست
سنہ ۱۹۳۲ء بوقت دس ۱۰ بجے دن بمقام کلکٹری کچہری
سلطانپور حاضر ہو۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

اس دیباچے کا ایک مطلع ہے اور دو شعر ہیں جسے غزل نونیّہ (جسکی ردیف نون ہو) کہنا چاہیے۔ مثنوی کا یہ عنوان حضرت علامہ خال زادۂ پیش نماز کی ایجاد ہے۔ پس تقلید کروائے لوگو اس نئی طرز شاعری کی تاکہ سرخ رو ہو بیچ دو جہاں کے۔ اور "رو ہو سے" کی تو تعریف نہیں ہو سکتی۔ فرماتے ہیں ؎

نہ اسکول چھوڑو نہ تعلیم کو
دلوں پہ کرو نقش تعلیم کو

یعنی تعلیم کا قافیہ تعلیم کیا خوب لا حول ولا۔ کوئی یہ کہے کہ "تعلیم کو" ردیف ہے تو پھر "دو" کا قافیہ "نقش" ٹھہرتا ہے اور یہ بھی کیا خوب فرماتے ہیں ؎

کہاں تم۔ کہاں قاہرہ سلطنت
نہیں تم کو زیبا ہے یہ شیطنت

یہ قافیہ بھی بامعنی ہے سلطنت اور شیطنت! ایسا تلاش کرنا معمولی بات نہیں۔ ایک جگہ ہو تو خیر آپ نے جب سلطنت کا تذکرہ فرمایا تو شیطنت ہی کا

سمن لغرض انفصال مقدمہ

بعدالت خانصاحب شیخ باقر حسین صاحب آنریری منصف فتحپور بمقام فتحپور ضلع بارہ بنکی۔

مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۰ سنہ ۱۹۳۰ء

عبدالرحیم ولد مصاحب خاں قوم پٹھان ساکن قصبہ فتحپور پرگنہ و تحصیل فتح پور ضلع بارہ بنکی ...... مدعی

بنام

سنگو پسر ولدنا معلوم و گھورے ولدنا معلوم اقوام پڑا ساکنان بھیرم پور پرگنہ بھٹولی تحصیل فتحپور ضلع بارہ بنکی .. مدعا علیہم
نام رگھو بر ولدنا معلوم و گھورے ولدنا معلوم اقوام پڑا ساکنان بھیرم پور پرگنہ بھٹولی تحصیل فتحپور ضلع بارہ بنکی مدعا علیہم

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت مبلغ ...... کے دائر کی ہے لہذا تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ تم رگھو بر و گھورے مذکور بتاریخ ۵ اگست سنہ ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل با ختیار کے جو مقدمہ سے واقفیت رکھتا ہو حاضر ہو کر پیروی دعویٰ مدعی مقدمہ کرو ورنہ مقدمہ کی سماعت تمہارے عدم حاضری میں کی جائے گی۔

آج بتاریخ ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم مجاز انگریزی

مہر عدالت

قافیہ سوجھا چنانچہ کہتے ہیں ؎

اسی سے ہے مضبوط یہ سلطنت
کوئی اس سے کرتا نہیں شیطنت

پھر عرض کرتے ہیں تو یہ فرماتے ہیں ؎

اگر سارا عالم ہو اس کے خلاف
تو اک دم میں کر دیوے میدان صاف

دیکھا آپ نے قادر الکلامی حضرت علامی تمامی خاں زادۂ پیش نماز صاحب کا تماشا کر دیوے کی داد بھلا آپ کیا دینگے۔ خدا دیوے بکر صاحب۔ علیٰ ہذا القیاس ؎

تو کیا حال ہو دیگا اے مہربان
جہنم بنے گا یہ ہندوستان

میں "ہو دیگا" برتر از تمنا ہے۔

اس شعر کا املا ملاحظہ ہو۔

مدبر ہے منصف ہے یہ حکمراں
ہیں مداح عالم کے خرد و کلاں

عموماً "خورد" کا املا "واو" کے ساتھ ہے مگر جناب خاں زادۂ پیش نماز صاحب اس مصلحت کو ضروری خیال نہیں فرمائے۔ خدا جانے عمومی رسم الخط سے عدول کی وجہ کیا ہے پڑھنے والے بعض بے وقوف بھی ہوتے ہیں اگر خائے معجمہ فوقانیہ کو بالفتح پڑھ جائیں تو ایک نئی تلاش مشکل ہے وہ دو کہاں سے ملیں گے۔ اور شعر تو یہ ہیں ؎

مسلمان ہندو نصاری مجوسی
اچھوت اور برہمن بدمعشت اور یہودی
یہ مل جل کے ہو جائیں سب ایک فیشن
تو پھر ہند کا ایک ہو سے گا نیشن

پہلے شعر کے رکن میں ایک "سبب خفیف" کے اضافے نے عروض دانی کی بخیہ اودھیڑی یوں پڑھیں تو کیا خرابی ہے؟ ؎

مسلمان ہندو نصارے مجو
اچھوت اور برہمن بدمعشت اور یہو

اور دوسرے شعر میں وہی "ہوسے گا" اور "نیشن" (الفاظ انگریزی) با تصرف شاعر کس قدر لطافت کا حامل ہے۔ سبحان اللہ۔ ماشاء اللہ۔ ادیب۔ لکھنؤ

آخر میں ہم جیل کے شوقین حضرات کی تہدید و تخویف کی نیت سے اپنے کرمفرما علامہ خال زادہ پیش نماز کی نظم کا آخری حصہ نقل کرتے ہیں۔ تاکہ انھیں تنبیہ ہو اور زبان حال کے صدق مقال سے سبق لیں۔ فرماتے ہیں ؎

سنو دوستو قیدیوں کے کلام | تو حاصل ہو عبرت یہ ہے یہ پیام
نہیں جیلخانے سے بد تر مقام | مصیبت کا ہر وقت ہے ازدحام
سنیں لیڈروں نے جو اغوا کیا | تو قانون شکنی کی پائی سزا
مصیبت میں آتے نہیں ان کے کام | نہ پاس ان کے جاؤ نہ لو انکے نام
مقدر میں تھا کرشنا رام بانس | ہیں ہاتھوں میں چھالے کٹیں چھانس
پیسائی سے چکی کے ہم ہیں تباہ | ہے دن رات ہونٹوں پہ دم لب پہ آہ
کریں چارہ کیا قید تنہائی کا | گزر دوست کا ہے یہاں بھائی کا
گئی آبرو ہٹ گیا سارا نام | کیا خوب ہی لیڈروں نے یہ کام
خبردار ہشیار ان سے بچو | نہ بہکاوے انکے کہے پہ چلو

نہ مانو گے کہنا تو پچھتاؤ گے
اسی جیل میں آکے مر جاؤ گے

اس کلام و پیام سے کئی باتیں مترشح ہوتی ہیں اول تو یہ کہ حکومت کو ذری جیل خانوں کی خبر لینی چاہیے کہ یہ خبریں کیونکر ایک شاعر کے کان تک پہونچیں دوسرے یہ کہ جیل خانے کی سختی پہ نکتہ چینی کی گئی ہے۔

بہرحال اس مثنوی میں کام کی باتیں بھی ہیں اور بیکار بھی اور ہم اس رائے سے متفق ہیں کہ "قانون شکنی" میں زیادتی اور افراط کو بہت دخل ہے۔ مگر حکومت کی طرف سے جو نثر و نظم مضامین نکل رہے ہیں ان میں صرف قصیدہ خوانی ہوتی ہے استدلال کو دخل نہیں ہوتا حکومت یقیناً کم ور نہیں وہ آخر لیفے تدابیر سے کھوئی ہوئی منزلت حاصل کرے گی۔ مگر یہ خوشامد نامے نہ شائع ہوں تو اچھا ہے۔

ساقی

یکے از ناظرین

جدید اللغات

(تتمہ نمبر ۱۹ بقیہ ردیف جیم)

جگر۔ (باصطلاح شعرا) ہدفِ ناوکِ ناز یعنی وہ نشانہ جس پر معشوق صاحب تیر لگانے کی مشق فرماتے ہیں۔

شوق سے تیر لگاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے
سینہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے

آگ سلگانے کی بھٹی ؎

لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا
جگر کی آگ بجھے جلد جس سے وہ شے لا

غذائے عاشق ؎

خونِ دل پینے کو اور لختِ جگر کھانے کو
یہ غذا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو

معشوق کے جی کا بہلاوا۔ یا دستِ دل ؎

شغل گر ڈھونڈتے ہو جی کے بہلنے کے لیے
دل میں آ بیٹھو کلیجا (جگر) ملنے کے لیے

آنسوؤں کا بدرقۂ راہ ؎

ابھی تو یونہی سا بدلا ہے رنگ اشکوں نے
بہیں گے لختِ جگر آنکھ سے لہو کیا ہے

غمزے نخرے کا مزدور ؎

اٹھائے آپ کے غمزے جگر میں تاب کہاں
سہے جو ہجر کے صدمے بشر میں تاب کہاں

تحفۂ وہبیہ برائے معشوق قصاب کی دکان کی بہترین شے ؎

ہم نے ان کے سامنے اول تو خنجر رکھ دیا
پھر کلیجا رکھ دیا دل رکھ دیا سر رکھ دیا

مرغِ درد کا دڑبا ؎

کم سنی ہے تو ضدیں بھی ہیں نرالی انکی
اس پہ مچلے ہیں کہ ہم دردِ جگر دیکھیں گے

مراد آباد کے ایک شاعر کا تخلص بھی ہے۔ کثیر الصرف حضور ہے۔ بشرطیکہ ہو۔ لیجائیے اور شکرا جو شانہ کرے۔

جام۔ ایک جلیل القدر چیز ہے۔ رند اسکی بڑی قدر کرتے ہیں یعنی مٹی کا بھی ہو تو اسے جمشیدی جام پر ترجیح دیتے ہیں جسمیں تمام دنیا کا حال آئینہ ہو جاتا تھا۔ غالب مرحوم ؎

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
جامِ جم سے تو مرا جامِ سفال اچھا ہے

خدا کی شان۔ گنجی اور کنگھی بھی کہے مجھے ہاتھ سے [illegible]

جواب۔ قطع تعلق۔ نوکری چھوڑی تو جواب مل گیا یا جواب دے دیا۔

جانفروشی۔ پولیس کی صفت بشرطیکہ مقابل نہتا ہو۔ آجکل یہ وصف جانداری سے نکل کر عرضِ بازار ہو رہا ہے۔ یعنی زنانِ پردہ نشین بعد پردہ براندازی جوانمرد بن جاتی ہیں۔

جو لالی۔ کانگریسیوں کا وصف عام۔ ماخوذ از خو [illegible] جنکی بدولت ہندوستان ترقی کرکے آدمی سے [illegible] بننا چاہتا ہے۔ زندہ باد گاندھی کی کار گاہ۔

جوش۔ خاصۂ لیڈرانِ ہند مگر زبانی۔

جوشاندہ۔ بڑھیا بی بی۔

جو فروش گندم نما۔ ہندو مذہبی نوع لیڈر۔

جہاد۔ بالفعل بہانۂ خونریزی۔ یا جنگ برائے حصولِ زر ؎

جہنم۔ شکمِ مفلس۔

جہیز۔ آدھ سیر دال کچھ گھر سے لیجاؤ مفلس دولہا کا مہر بال دولہن والوں کی طرف سے۔ اجرت ازالۂ بکارت بعوض محرومیٔ دختر از میراثِ پدر۔ وہ بڑی جس پر مفلس دولہا کے ماں باپ جھپٹ پڑتے ہیں۔ نہایت بیہودہ چیز ہے مگر بھکاریوں کے واسطے بہت ضروری۔

جَیب۔ بالفتح۔ دیوانگی کا شغل۔ اور شاعروں کا کبھی نہ پھٹنے والا گریبان۔ زنانہ اگر پُر ہو تو ستمگار عیار یا۔ خالی ہو تو علاج اسکا خودکشی ہے۔

جیل۔ فارسی میں اسے زندان کہتے ہیں جو مسکن شعرا ہے مگر سقف و جدار در و زنجیر سے علاقہ نہیں رکھتا۔ بالفعل آرام گاہِ محبانِ وطن۔ چوروں کی سسرال جنھیں کوئی سیر نہ آتا ہو انکا نعمت خانہ۔ یا وجہ معاش۔

جول چھپر جورو۔ انیس زندگی۔

جو رسی۔ مہذب بیگار۔ خواہ مخواہ کی شرکت گناہ۔

جیب۔ بکسر جیم و یائے معروف۔ لغو۔ زبان۔ وہ روٹی لے گوشت جو ہاتھی پر چڑھ جائے اور ہاتھی کے پاؤں میں بندھ جائے :۔

"داتیں ہاتھی بائیاں باتیں ہاتھی پولے"

ڈرانے کا آلہ۔ لیڈروں کی ترقی کا زینہ۔ دیاسلائی نیا فساد۔ صدہا معنی ہو سکتے ہیں اسلیے کہ دنیا میں

یہی بڑی چیز ہے اور یہی بری چیز
مثل یہ ٹھیک ہے کہ شاہ ہم کی منہ بازی کی
زبان شیریں ملک گیری زبان ٹیڑھی ملک بانکا

ہماری سرکار کے لیے ڈراؤنی چیز یا جتنا بھی ہو

جنتری۔ نوکر یا ماجسکی تنخواہ چڑھی ہوئی ہو۔

جوار۔ غریبوں کا پلاؤ۔

جواری۔ تاجر قسمت۔

جورو۔ پھانسی بے موت۔

جھاڑ کا کانٹا۔ زبان دراز بی گھر بسی دامن گیر۔ زبان [illegible] شیوہ ہے اطلاق ہر جھگڑالو پر ہے۔

جھاڑ جھنکار۔ ریش دراز ؎

ریش با یہ دو سہ موئے وزنخداں کوشے
نہ کہ درسایۂ آں بچہ دہد خرگوشے

جھپ جھالیا۔ بالفعل "ترب الخلافۃ" کا لقب عام۔

جھڑکی۔ عاشقوں کی خوراک۔ کمترین شوہروں کا راتب ؎

گالی کبھی تو دی تھی سو اک بات ہو گئی
جھڑکی تو مدتوں سے مساوات ہو گئی
باقی ہے مار کھانی تو سن لینا ایک دن
اسکی گلی میں اپنی یہ اوقات ہو گئی

جھک مارنا۔ لیڈروں کا خاص الخاص ہنر۔

جھوٹ۔ فرماں فرمائے عالم کا دوسرا لقب۔

جھنجھنا۔ مردِ مجرد کی تسکین کا آلہ۔

جھیپ۔ بے شرمانِ روزگار کیلئے قابلِ ترک چیز۔

جھولی۔ (بواؤ مجہول) خلافت فنڈ کا تھیلا۔ اولین نعت کی مادرِ حقیقی۔ جھولے کی مادہ۔

جھانکنا تاکنا۔ ندیدے دیدوں کا فعل۔ مشاطۂ بے اجرت۔

جھول۔ (بواؤ معروف) عبائے ملا۔ (بواؤ مجہول) نکالنے اور پالنے کی چیز۔

سامانِ حفاظت از چشم زخم

"گھومے جا پیارے گھومے جا ڈر نہیں گھومے جا"

جزو وفروع طے کر چکا ہے اب بھی نظر انفضل کر کے گار جھیل لے جائے گا۔ کس کی ہتی اور کس کی بیچارگی

دوسری التماس اپنے معاصرین سے یہ ہے کہ مشتہرین میں سے جن لوگوں نے آپ کے ساتھ بدمعاملگی کی ہو اور ان کے نام نامی کی اشاعت آپ کا فرض ہے کہ آپ کے ہم پیشہ افراد اُن کی اُن گھاتیوں سے محفوظ رہیں۔ اچھا پہلے ہم ہی ابتدا کرتے ہیں سنئے جناب اگر آپ کو کسی ایسے بنک لمیٹیڈ کی طرف سے کوئی پروانہ ملے کہ چار مرتبہ اشاعت اشتہار کر دو اور بل بھیجدو تو ہرگز بے پیشگی اجرت لیے اشتہار شائع نہ فرمائیں۔ چنانچہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ستارہ بنک لمیٹیڈ صدر بازار دہلی باوجود لمیٹیڈ ہونے کے صرف اشتہار شائع ہونا ضروری سمجھتا ہے (اور دو مہینے ہو گئے) اجرت کی ادائی سے مطلب نہیں رکھتا۔ حکومت کا فرض ہے کہ اس قسم کے لمیٹیڈ بنکوں کے حسن عمل کا مخفی طریقہ سے جائزہ لے۔ ہم اسکے نام رجسٹری شدہ نوٹس بھیج چکے ہیں اور تقاضے کے خطوط کی تو کوئی انتہا نہیں۔

اُمید ہے کہ ہماری تلخ کلامی سے وہ حضرات جو خوش معاملہ ہیں اور اودھ پنچ کے خدمات اُنکے نزدیک کوئی وقعت رکھتے ہیں آزردگی سے پرہیز فرمائینگے کیونکہ یہ اظہار اودھ پنچ کی بقا کا نیا تجربہ ہے۔

مے فیست اگرنہ تلخ باشد

جب سے راقم نے اودھ پنچ کی خدمت اپنے ذمے لی ہے دو کاموں کو فرض اوّلی خیال کیا ہے (۱) پرچہ کسی نہ کسی طرح وقت سے شائع ہونے لگے۔ تاکہ جو دن (بہانہ) قیمت ہضم کرنے کا لوگوں کو مل گیا ہے وہ رد ہو جائے۔ اور ناغہ شدہ نمبروں کا بدل یا عوض ادا کرنے کی نوبت نہ آئے جو وہ جب لا وارثم کرتے مانگتے ہیں ختم مدت خریداری کے وقت حساب کا موجب ہوتا ہے (۲) محض کثرت اشاعت پر عادہ نہ کر دوں لیجئے ایسے دل لگی بازوں کو جھیل کا موقع نہ دوں جنکا ذکر نقشہ میں مندرج ہے۔ مدت ختم ہوئی۔ ما بخیر شما بسلامت۔ ایک آدھ ہفتے انتظار پھر بندہ یار خدا کر بارخاطر نیست والسلام والاکرام۔

نمبر — ارشاد

احمد حسین ہاروی منیجر جدید

نمبر ۱۱۔ منیجر صاحب نے وقت پر اودھ پنچ کی اشاعت کا وعدہ تو کیا ہے۔ مگر اس میں فاکسار اڈیٹر کی ہمت فرائی مقصود نہیں ہے۔ خدا آپکے وعدے میں برکت دے۔ اور بندے کی ہمت بڑھائے۔

اڈیٹر

گنجہ گنجینہ تحقیق

ہمارے بیخود موہانی صاحب نے پانچ برس محنت شاقہ برداشت کرنے کے بعد بہ دِ اختلاج قلب و خفقان گنجہ (خرِ دم بریدہ) خارکش لفیق پر یادہ گنجینہ تحقیق لادا اور ایک سو ضخیم ۴۰۵ صفحہ کی کتاب لکھ ڈالی۔ چنانچہ انھوں نے اسکی لکھائی چھپائی اور آراستگی میں کیا اگر ہمیں کراہت فرماتے تو ہم بالاعلان بغیر تقیہ و توریہ کہہ دیتے کہ بعض حضرت ادبارِ نظم کی حمایت اور بیخود کی رد میں جو کچھ لکھا وہ ۲۵ فیصدی کی ظرافت میں داخل سمجھو ہمارے دوست بیخود بالا کار بیچے گراب تو انھوں نے اچھا بھلا کاغذ بے سنگم نقش و نگار سے برباد ہی کر دیا۔ لہٰذا الٰہی اور ہا نا فضول ہے۔

گنجینہ تحقیق مجموعہ ان اعتراضات کے جواب کا ہے جو کئی مازمین بذلہ سنج نے جناب بیخود پر باوقات متفرقہ وارد کیے اودھ پنچ کا نام ان معترضین کی فہرست کے سرے پر ہے۔ واہ کوہ کندن و کاہ نہ بہادر دوں اسی کا نام ہے۔ شکایت ہمیں اسقدر ہے کہ مضمون اودھ پنچ اسمیں مکمل نہیں۔ جا بجا سے اپنے مطلب کے فقرے چن لیے ہیں شاید نیت یہ ہو کہ بعض وہی سردُم بریدہ جملے جنکا جواب چباچبا کے دے سکو۔ بار بقدر طاقت و ہمت ہو تو بہتر۔

ابھی کتاب کا مطالعہ ہم نے نہیں کیا۔ فرصت کے وقت دیکھیں گے۔ علامۂ ادبار حیٰ و قائم موجود ہیں اور حضرت نظم طباطبائی بھی۔ ان دونوں کی تحریر نو جو لیسیدن و محو نمودن کی مستحق ہوئی ہے اُس کا جواب وہ خود ہی دیں گے۔ علے ہذا القیاس آگس

عاشوق سندیلی (بیں کو بڑ ہیں جانتے)

ہمیں بیخود صاحب کی یہ محنت فضولی دیکھ کے طریح ابن اسمعیل ثقفی یاد آتے ہیں بیچارے منیجر ولید بن یزید سے اپنا وظیفہ لے کے پلٹے تو راہ میں ایک خوبصورت اعرابی سے ملاقات ہوئی تنہا سفر کرتے کرتے عاجز ہو گئے تھے آدمی کی صورت جو بعد مدت دیکھی تو پوچھا کہاں سے آتے ہو وہ بولا معلوم نہیں۔ پھر پوچھا کہاں کا ارادہ ہے جواب ملا خدا جانے۔ آخر اس نے اپنی پہیلی خود ہی حل کی اور کہا کہ میں ایک عورت پر عاشق ہوں وہ شوہر دار اور خانہ بدوش جہاں اُسکے قبیلے کے لوگ جاتے ہیں میں بھی اُنھیں کا دُم چھلا بنا پھرتا ہوں۔ اب تم مل گئے ہو تو ذری ایک کام کرو کہ اُسکو میری آوارگی کی خبر کر دو۔ طریح نے فرمائش منظور کر لی اُس کے خیمہ کی طرف گئے اور پیام کہہ سنایا۔ بی صاحب آنسو ڈبڈبا کے بولیں ثواب کماؤ گے؟ طریح نے کہا اس سے بہتر کیا ہے۔ کہا اچھا تو یہ میری گھنگریا اور یہ دو پٹا ذری چکّی تو پیسو۔ میں لپک کے اپنے عاشق کو دیکھ لوں اور ہاں سُنو وہ نگوڑا بے جلا دیا ہو گئی ہے اب آتا ہی ہو گا ہم لوگوں کے خیموں میں چراغ تو جلتا نہیں وہ تمھیں پہچان نہیں سکتا۔ تم سے کہے گا اری دودھ دُوہ لے تم یہ سی ہنڈیا اُٹھا لینا اور دیکھو سکے پاس جو دوسری رکھی ہے اُسمیں چھید ہے بھولے سے دوسری ہانڈی نہ اُٹھانا جو دودھ بہ جائے۔ وصیت کر کے بی صاحب تو چلتی ہوئیں عاشق کا پہلو گرمانے۔ میاں طریح اوڑھنی اوڑھ کے لگے چکیا گھمر گھمر کرنے اتنے میں آ گیا اُسکا میاں تھوڑی دیر کے لیے طریح کا شوہر۔ گالیاں بطور مساس پیش کرنے کے بعد دودھ دُہنے کا حکم دیا گھونگھٹ نکال کے اُٹھے شامت جو آئی تو چھید دار برتن اُٹھا کے دودھ دُہنے لگے۔ بے بلیر جا بہا پھر تو اسنے موٹی سی رسّی جسمیں آٹھ لڑیں تھیں اُٹھائی اور دودھ کے عوض خون کی دھار زمین پر بہادی۔ طریح بیچارے اس خوف کہ راز افشا ہو اور ندامت ملے رہے پلٹے میں ایک شکھی کے برابر گو جاگا کیا۔ صبح کو وہ گیا اور کیا اُن کا شکریہ ادا کیا۔ (اغا وری الثانی زنگرسے کو ان اور دو شریف)

مجلدات اودھ پنچ ۲۸-۱۹۲۹ء

(۱) اُردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی ادبی اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خزانہ کتب میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد [illegible]

(۲) ۱۹۲۸ء کی ششماہی جلد جولائی ۱۹۲۸ء لغایت دسمبر ۱۹۲۸ء برائے فروخت دفتر [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک ہے

(۳) جلد ۱۷ [illegible] نمبر ۱ [illegible] نمبر [illegible] کے [illegible] ظریفانہ مضامین [illegible] کو [illegible] فرمانا ہے قیمت [illegible] علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کردی جائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت نامۂ ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے۔ ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ٹکٹ بھیج دیجیے وی پی اور منی آرڈر بھیجئے

المشتہر

منیجر اودھ پنچ [illegible]

ہندوستانی اکاڈمی صوبہ متحدہ

مطبوعات

۱۔ ازمنہ وسطیٰ میں ہندوستان کے معاشرتی اور اقتصادی حالات از علامہ عبداللہ بن یوسف علی۔ ایم۔ اے ایل ایل ایم۔ سی۔ بی۔ ای۔ مجلد [illegible]

۲۔ ایضاً ایضاً غیر مجلد [illegible]

۳۔ اُردو زبان اور ادب از سید ضامن علی [illegible]

۴۔ مغلوں سے پہلے عرب اور ہندوستان کے تعلقات از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ [illegible]

زیر طبع

۱۔ مسلمانوں کے تمدن پر ہندوؤں کا اثر۔ از مولانا محمد امین صاحب [illegible]

۲۔ قرون وسطیٰ کا ہندوستانی تمدن۔ از راے بہادر صاحب مہا مہوپادھیایہ پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا۔

۳۔ ہندی شاعری۔ از ڈاکٹر اعظم کریوی۔

۴۔ [illegible] ترجمہ [illegible] نعیم الرحمان صاحب ایم۔ اے [illegible]

۵۔ [illegible] زراعت۔ از [illegible] صاحب مولوی محمد عبدالقیوم ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت الہ آباد

لکھنؤ ۱۹۳۰ء رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳ جلد پانزدہم ۱۴

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

اردو میں بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پہ لکھ دینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔

المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERD
LUCKNOW"
1930
جلد پانزدہم بابت ۱۹۳۰ء
OUDHPUNCH
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २

توجہ

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اللہ کریں بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روگی و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے بوجوہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی عام پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خوشخط کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

ہر حضرات خریداران کو اپنے خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چیٹی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

ضمیمۂ اودھ پنچ

اگست سنہ ۱۹۳۰ء

جلد ۱۵ مضامین غیر نمبر ۲۱

الادبادیات

ایک صاحب نے بذریعہ مولانا اودھ پنچ دام اقبالہ واجلالہ چند اشعار (یعنی ایک غزل) بھیجے ہیں - فرمائش یہ ہے کہ اشعار کی صحت و سقم کے بارے میں جناب ادبار الشعرا یعنی اینجانب بدولت و اقبال اپنی رائے ظاہر فرمائیں - اشعار قلمی ہیں لہذا صحت نقل کے ذمہ دار وہی حضرت ہیں جنہوں نے بیٹھے بٹھائے ساکن قلم کو متحرک ہونے کی ایذا دی - مگر یہ کسی مشہور صاحب فن کی طبّاعی کا نتیجہ نہیں معلوم ہوتے - اگر کسی قدر سامان تفریح ان میں نہ ہوتا تو ہم دوسری طرف کروٹ لے کے سو رہتے۔ شاعر سخن آرا ہے ؎

اے دل تو محو جلوۂ پروردگار ہو
سویا تمام عمر ہے اب اشکبار ہو

جلوۂ پروردگار کوئی مرثیہ تو ہے نہیں جو اس بھری برسات میں کوئی ہچکیوں ہچکیوں رونے لگے نہ بلا تشبیہ پروردگار کا جلوہ گریہ وزاری کا [illegible] ہے ؟ پس اشکباری کی ضرورت کیا ہے ؟ پھر محویت کو رونے ہنسنے سے کیا لگاؤ - سونا اپنے بعد بیداری کو ساتھ لانا چاہتا ہے - دل محاورے کے اعتبار سے روتا بھی ہے سوتا بھی ہے مگر بے سبب نہ آنکھ روتی ہے نہ دل روتا ہے - جلوۂ پروردگار کی محویت میں حلاوت زیادہ مناسب ہے - بھئی واللہ ٹھسوسے بے تابانہ ہم یوں کہتے کہ

اے چشم محو جلوۂ پروردگار ہو
سوئی تمام عمر ہے اب اشکبار ہو

اس طرح سونے کے بعد بیداری یا ہوشیاری محویت کے کام آجاتی جس کو بیداری اور خواب سے نسبت دل کے زیادہ تعلق ہے - اور اگر دل ہی سے دیدۂ جلوہ کی فرمائش مطلوب ہے تو خیر پہلا مصرعہ بدستور اور دوسرے میں اشکبار کی جگہ ہوشیار عنایت فرمائیے -

دوسرا مطلع ہے ؎

تیرے ہو یار رقیب کے دونوں کے یار ہو
تم بھی غضب کے زندگی مستعار ہو

دوسرا مصرعہ اچھا ہے مگر پہلا مصرعہ معنی کے اعتبار سے برا اسلئے کہ مستعار کے معنی مانگے کے نہیں ہیں پہلے مصرعہ سے یہ معنی پیدا ہوتے ہیں کہ یار صاحب کبھی میرا پہلو گرماتے ہیں کبھی غیر یا رقیب کا - گویا باری بندھی ہوئی ہے (مساوات ہمہ گر بہ نوبت گرفتن چیزے را) زندگی مستعار کی جگہ ہوتی تو اُن پر جب زیب دیتی کہ ایک ہی کے پاس رہتے مگر چند روز اسکے بعد عالم بالا کی راہ لیتے یعنے جس کے تھے اُسی کی تحویل میں دوبارہ تشریف لیجاتے - ایک زندگی دو میں مشترک نہیں ہوتی - یہاں یار صاحب اگر ایک کے پاس ہونگے تو دوسرا سرت گا رہے گا نیز جب باری بندھی ہوئی ہے تو ایک کے پاس سے دوسرے کے پاس پھر دوسرے کے پاس سے پہلے کے پاس آنا جانا ہی رہیگی - یہ حال زندگی مستعار کا نہیں -

البتہ سچ تو جو ہر ایک کی لو میں اٹکتا پھرے دھین لگتا ہے ، کہتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی قسم دھین لگتا یار کی بھی ہو مگر ہمیں اسکا علم نہیں اسکے علاوہ یار معنی معشوق اب [illegible] ہے - اور غضب کہ معنی [illegible] معلوم ہوتا ہے تیسرا مطلع

ساقی ہوے ہوا ابر ہو فصل بہار ہو
میں ہوں اور صحن باغ ہو وہ گلعذار ہو

دوسرے مصرعہ میں "گلعذار" بھی دبا اور زرائے مہملہ بھی تقطیع سے رفو چکر ہو گئی - اگر وہ گلعذار "بیچ ساقی" کا فریضہ ادا کرے تو ممکن ہے کہ لطف ہی کسی دونا ہو جائے نیز اب ساقی تو کمبخت خلوت میں مخل ہوگا - باقی شعر اچھا ہے - کیا کہنا - چوتھا مطلع ؎

کیا لطف ہو جو تیر مژہ دل کے پار ہو
اس دل کے اس جگر کے کہیں آر پار ہو

اس شعر میں بہت سے ہنسی کے سامان موجود ہیں - اوّل تو یہ کہ "پار" ایک ہی معنی میں دونوں مصرعوں کا بیڑا پار کر رہا ہے - پہلے مصرعہ میں صرف پار ہے دوسرے میں تابع مہمل سمیت - آر کے کچھ معنی نہیں اسلیے وہ مہمل کہلاتا ہے - الف کے ساتھ جو تابع مہمل اُردو زبان میں مروج ہے وہ ہمیشہ متبوع پر مقدم ہوتا ہے اور یہ قاعدہ یاد رکھیے مثلاً اپرے غیرے آقربا قرا دوسرے یہ کہ تیر مژہ دو مرتبہ دل کے پار ہوا - ایک دفعہ بے لطفی کے ساتھ اور دوسری مرتبہ بہ لطف تمام و ہمراہی جگر - اب خدا جانے دل اور "اس دل" میں کیا فرق ہے - لغیر "اس" کے جو "دل" ہے وہ کسی غیر کا دل ہوگا ایک عجیب قید یا اطلاق کی لفظ "کہیں" ہے شاید تعیین مقام سے تیر مژہ کو آزاد کرنا مقصود ہے کہ اس دل کے اس جگر کے سر میں پشت میں وسط میں پاؤں میں دم میں کہیں نہ کہیں وار پار ہو جانا فرض عین ہے -

ہمیں یہ شعر معنی سے خالی معلوم ہوتا ہے - راسے کی غلطی ممکن ہے - کسی اور اُستاد سے پوچھیں گے ..... مطلع ختم ہوے شعر سنیے - فرماتے ہیں ؎

دل ہو کہ تم ہو اس سے غرض مجھ کو کچھ نہیں
پہلو میں میرے کوئی بھی ہو بے قرار ہو

یہ شعر خیال برا نہیں مگر "تم" لیجئے وہ اگر بیقرار ہوا تو پھر پہلو میں ٹھہر ناکیا -

دوسرا شعر ہے ؎

دل کیا لگائیں دوستو خوبانِ دہر سے
لاکھوں حسین ہیں دنیا میں کس کا شمار ہو

ایک عیب اس شعر میں تو یہ ہے کہ "دُنیا" عربی لفظ ہے اُس کا اصلی الف اپنے بوجھ میں آپ ہی کچلا جاتا ہے - دوسرا عیب یہ کہ مطلب بھی ذری ٹیڑھا ہے یعنی شمار کی ضرورت ہی کیا ہے اور شمار سے دل لگانے کو علاقہ کیا - غالباً مطلب یہ ہوگا کہ قوت انتخاب عاجز ہے حسینوں کی منڈی میں "لاکھوں حسین کسے پسند کیجئے" مگر مشکل یہ ہے کہ انتخاب اور شمار دو علیحدہ فعل ہیں اور معنی بھی الگ الگ ہیں - شعر کو یہ ہے ؎

اے خضر تیرے آب بقا میں ہے تب مزا
اُسمیں کسی کا شربت دیدار یار ہو

جلد باز آدمیوں کو لازم ہے کہ دیار کو اضافت دیکے نہ پڑھیں یا صفت خضر ہے۔ "کسی" کا بدل نہ سمجھنا چاہیے۔ اگر "یار" نہ ہوتا تو مزا نہ رہتا۔ فرماتے ہیں ؎

ہے اک مریض دل مرا جیسے بیات دن
دیکھیں تو بیقرار کو کب تک قرار ہو

بیان واقعہ ہے نیچرل شاعری اسی کا نام ہے مگر "اک" اور "تو" بس "اک" "ہو تو" ہے

ارشاد ہوتا ہے ؎

یارب ترے عجیب کرشمے ہیں قدرتی
ہر شے سے یہ عیاں ہے کہ پروردگار ہو

"ہو" کبھی کبھی (مثلاً بحالت رویا) بمعنی "ہے" آتا ہے جسن التفات اسی کا نام ہے کہ مخاطب اور خبر ایک ہی درجے میں بند ہوں۔ معرفت ہے اور عین بحالت حضور اللہ میاں کے صنائع بدائع کی ثنا کی جاتی۔ داد دی جاتی ہے۔ اسمیں برائی کیا ہے۔ داد کے عوض سلام کا دستور عام ہے اور سلام اللہ کسے نصیب ہوتا ہے۔

گر، عیاں نہ ہر شے کا پروردگار ہو جانا کھٹکتا ہے۔ اسلیے کرشمہ ہائے قدرتی ہر شے میں مسلم۔ ثابت یہ کرنا چاہیے کہ تمام اشیا میں پروردگار ہونے کے اوصاف عیاں ہیں۔

ایک صاحب کہتے ہیں کہ میاں او بارالشعرا تم زبان سے ناواقف ہو۔ "ہو" مخفف ہے "ہووت" کا یعنی ؎ ہر شے پکارتی ہے کہ پروردگار ہووت۔ "حفظ اللسان"

سخن طراز ہیں کہ ؎

رحمت خدا کی کہتی ہے محشر میں چار سو
بخشش کا خواستگار کوئی جاں نثار ہو

بندہ اگر گھبرا جائے تو ممکن ہے مگر خدا کی رحمت اتنی بوکھلا نہیں سکتی کہ جاں نثاروں کو بے آئے کچھ نہ دے اور نہ پہچانے۔ اب لغت میں یہ دیکھنا پڑا شاید جاں نثار بمعنی گنہگار بھی ہو اسلیے کہ بخشش کی احتیاج گنہگار ہی کو ہوتی ہے۔

جاں نثار تو جان نثار کرنے کے بعد واصل برحمت حق ہو چکا۔ اب وہ ہے کہاں؟

گزارش فرماتے ہیں ؎

ہم نے تری ہزار جفاؤں پہ اف نہ کی
اے جان عین وصل میں کیوں اشکبار ہو

یہاں بھی ردیف "ہے" کے معنی رکھتی ہے۔ ورنہ "تری" کی مناسبت جاتی رہے گی۔ لفظی آرائش سے کہیں بڑھ چڑھکر اسکی معنویت لطیف ہے۔ واقعی عین وصل میں رونا دھونا بھول بھول کرنا ہے تو برا۔ اے حضرت! بہت کم سنی بھی غضب آ جاتی ہے جاتی ہے سامان وصل میں کوئی خشینی جھنجھنا بیٹھے۔ ربر کا چمکنا۔ چپیری کہاں سے لائے جو معشوق صاحب بہلیں۔ مگر ذری غور تو کرو معشوق کم سن نہیں ہے کہیں بچے، ہزار جفائیں کرتے ہیں؟ تو پھر کیا معنے ہوئے؟ ارے رہی --- ڈر ---
ڈر ... ڈر۔ (مقوی پینڈیاں بیکار)

ملا دوپیازہ کا گنجینہ نا تحقیق
یعنی کتاب
گنجینۂ تحقیق

(مولانا سرکار پروفیسر بیخود موہانی)

منطق کا عالم اور تحقیق کی دنیا تلے اوپر ہو جائے گی اس سبب کا سبب دریافت کرنے سے قاصر رہے گی کہ جناب بیخود موہانی اگر شارح کلام غالب ہونے کا فخر حاصل کرنا چاہتے تھے تو کیوں انھوں نے مقابلہ معارضۂ دنیا بھر کے شراح دیوان غالب اپنے ایک مجموعۂ ناقص میں جمع کر دیے۔ یہی نہیں اگر کسی شخص کو غالب کی پیچیدہ گوئی میں ترکیب الفاظ معنی سے بیگانہ دکھائی دی تو دوسرے کی فہم کے اجارہ دار حضرت کیوں بن بیٹھے ایک مستقل شرح خود لکھتے اور لوگوں پر چھوڑ دیتے من صنف فقد استھدف کھوٹے کھرے کی پرکھ چھوڑ دیتے۔ ابن ابی الحدید نے قطب راوندی کی تحریر نہج البلاغہ کی شرح لکھی اور صرف دیباچے میں اتنا لکھ دیا کہ یہ حقائق و معارف روحانیہ و دقائق و نکات فلسفیہ ملا کے ذہن سے بالاتر ہیں اس لیے میں نے دوسری شرح لکھ ڈالی حل رموز جیسا چاہیے میں بھی قدرت نہیں رکھتا مگر مطلب کی طرف راہنمائی میری شرح سے بہ نسبت ملا کے زیادہ ہوتی ہے اسلیے میں یہ کتاب پیش کرتا ہوں۔ بس ختم ہو گیا معارضہ۔ پھر کہیں قطب صاحب کی ملایانہ فہم سے تعرض نہیں کیا گیا مگر جن لوگوں کو مجارت میں صرف نمائش منظر ہوتی ہے ان کا خاصہ ہے کہ اپنی ناقص جنس کامل کے مقابلے میں پیش کر کے احمق سازی کی مہارت دکھاتے ہیں۔

بیخود صاحب سمجھتے ہیں کہ مغالطی اور تحقیق ایک ہی ماں کی دو بیٹیاں ہیں مگر ایسا نہیں۔ مغالطی غریب مغالطی کے باپ ماں دونوں کا پتا نہیں۔ شجرۂ نسب دیکھیں (باپ کرباپ ماں بھی غیر معین) اسی سبب سے ہم ابھی اس کتاب کے مضامین کو ناتحقیق کہتے ہیں ہماری رائے ہے کہ جناب پروفیسر شعر فہمی کی گنجائش ذہن عالی میں رکھتے نہ معترض کے اصل اعتراض ہی کو سمجھتے ہیں۔ ایسا شخص ہر وقت بڑی سی بڑی کتاب اپنے وہمیات و سفسطات کی تیار کر سکتا ہے۔ آج متعدد رسالہ نگار با اصطلاح حال گنجینۂ ناتحقیق اپنے ہمراہ رکھتے رہتے غیر محقق دنیا کے آگے محقق حقیقی بن بیٹھے دکھیا ملا دو پیازہ "انیٹ البزادہ" دکھا کے اپنے حریف پر گنوار دل کے رو برو ظفریاب نہیں ہوئے۔ ایک اینٹ لی اسپر جزدان چڑھانے شروع کر دیے تہ پرتہ غلاف پہ غلاف۔ چیتھڑا پیر کی گدڑی۔ پیپرل کا گودر ستا کڑوا تیل بیچنے والوں کے انبار۔ پرانے غلیلے گروں مشعلچیوں اور مشاہرہ سازوں کے مخزن۔ گلچھرے بیچنے والیوں اور بنجاخانوں نیز زری گوٹے کا آرڈر سپلائی کرنے والیوں کے ذخیرے۔ نیچہ بندوں

زائرین روضۂ امام رضا علیہ السلام (خراسان)

جملہ عمائد و علمائے لکھنؤ مثلاً شمس العلما مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ و نواب سید سجاد علی خاں صاحب عرف منے نواب صاحب حسین گنج حکیم منے آغا صاحب فاضل سے دریافت کر سکتے ہیں کہ ان کو ہر قسم کا آرام شیخ مہدی خادم ہندی کے یہاں قیام کرنے سے مل سکتا ہے۔

کے اسٹاک۔ گلہریوں کے [illegible] نام پیشہ نیا پر اسطرح تقویت کیے گئے کہ ایک تودۂ عظیم تھا گنجینہ ہائے نا تحقیق پر بار ہو کے بہ عمل جرثقیل حریف تحیف کے مقابل آیا اور مشہور ہوا کہ ملا اپنے حریف پر صرف ایک نسخے سے دفتر نقلی نہ باکشاں (بکس) سے استدلال کا بار ڈالے گا۔ کتاب خانہ ہیچ۔ ملا دارا علم سینہ می باشد کہ ہم کتابچہ نیست سے

بیلچہ تا کارہ آریم و بہ پشت خرانداریم
فلک را سقف بشگافیم و طرح نو بر اندازیم

مناظرہ سے قبل حریف نے کلمے کی انگلی (سبابہ) اٹھائی ملا نے دو انگلیاں غریب کی دونوں آنکھوں کے سامنے کیں۔ اس نے گردن جھکالی پھر سے ایک بیضہ اٹھا کے ہتھیلی پر رکھا ملا نے پیاز کی گٹھی اٹھا کے دکھائی۔ حریف سر گریباں ہوا اور مصحف کھولنے لگا۔ ملا نے گدھے والوں کو حکم دیا کہ بال [illegible] لگا دو اب جو غلاف پہ غلاف اترنے لگا تو رات ہو گئی۔ بیچارہ مقابل اٹھ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۲۴ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت سکنڈ ایڈیشنل جج صاحب بہادر خفیفہ لکھنؤ

فرم گناشی داس رام گوپال تہندیہ بابو دیبی پرشاد مالک فرم واقعہ محلہ شاہ نجف روڈ لکھنؤ .... مدعی

بنام

اقبال احمد خاں .... مدعا علیہ

بنام اقبال احمد خاں ساکن وزیر منزل موضع محی الدین پور رموا کہانہ فتحپور ضلع بارہ بنکی

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت مبلغ [illegible] کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] اگست ۱۹۳۰ء [illegible] بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ سے حالات [illegible] واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ [illegible] یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص موجود ہو [illegible] سوالات کا [illegible] دے سکے حاضر ہو اور جواب دعویٰ [illegible] ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے [illegible] قطعی مقدمہ کے تجویز ہو [illegible] کی تائید میں جو گواہ [illegible] ہمراہ اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور [illegible] مقدمہ [illegible] حاضری تمہارے مسموع و فیصل [illegible]

آج بتاریخ ۵ ماہ اگست [illegible] ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم [illegible]

بالکل مفت !!! مفت !! مفت !

گیارھواں اڈیشن تیار ہو گیا

کتاب کام شاستر جو اٹھارہ زبانوں میں تقریباً سترہ لاکھ مفت تقسیم ہو چکی ہے۔ کی اردو زبان کا گیارھواں اڈیشن تیار ہو گیا ہے اسکے مطالعہ سے اصول زندگی۔ راہ راست۔ سچی خوشی نیز اولاد پیدا کرنے کے قواعد اور دیگر بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے۔ اگر دیر کریں گے تو بارھویں اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا اڈیشن صرف دس ہزار کا ہے۔ آج ہی ایک کارڈ لکھ کر مفت منگوا لیں۔

ملنے کا پتہ

ویدشاستری جام نگر کاٹھیاوار

ایجنٹ لالہ بیکنٹ رام ایجنسی اینڈ سنز مرید کی منڈی لاہور

تالیاں پٹیں۔ "وہ بھگایا" ہمارے ملا سے سنا تو
اے خدا کی شان ؏
اب اخبارات کی تفصیل سنیے۔ حریف نے
بیان کیا۔
ملا مرد زیرک عالم جیدست من گفتم خدا ایکست
او جواب داد یک را نمی رسی تا دگر پیغمبر یاد دہانی
من گفتم دین مد ورہم لیموں است او پیاز داد و رست
گرفتہ گفت تو بر تو دیرم ؏
ملا صاحب نے اپنے دوستوں سے فرمایا۔
وہ آیا تھا بے ایمان میری آنکھ پھوڑنے میں نے
دونوں انگلیاں آنکھوں میں گھسیڑ دینے کی ٹھہرائی۔
چنانچہ اسے لیموں دکھاتے تھے کہ چٹنی کر جاؤں گا۔
بے وقوف اوہ بیٹا چٹنی کیا بناتے میں نے بھی
پیاز پیش کی کہ چھلکے ادھیڑ کے رکھ دوں گا کہیں
اس بھلاوے میں نہ رہنا ؏
انیٹ الپزاوہ یا خشت البحر حضور شاہ میں بھی
پیش ہو کر مقبول ہوئی ملا کا نام آج تک زبان زد
خاص و عام ہے لیکن حریف کا نام بھی کوئی نہیں
لیتا کہاں تھا کب تھا کون تھا۔
بیخود کا گنجہ نا تحقیق یعنی گنجینۂ تحقیق بھی ممکن ہے
کہ انیجانب یعنی خاکسار ادبار الشعرا و الانشاء کے
بعد اور اقبال بے منزان کے عہد میں خشت البحر
اور سانیٹ الپزاوہ کا مرتبہ پاجائے مگر ابھی تو انہی
کے سر پر بندہ کا سایہ موجود ہے اور حضرت اودھ پنچ
دام اقبالہ اقبال مدار ادبار دونوں کی داد عنایت کرنے کو
حی و قائم ہیں۔ ؏ پایندہ باد پیکر عدل و انصاف۔
منہ بار ہا یہ عقل و ہوش۔ ہم نہیں کہتے کہ مرا گندہ
باد بیخودی و صحو۔ کیوں صاحب کہ ہالا لشیاء تعرف
باضداد ہا ؏ رضد نور تو ندی قدر رکجا؟ جناب ملا
در پہلوئے مصنف "انیٹ الپزاوہ" با اقبال تھے
بات بنی رہی۔ امید سے قبل دعا مانگنی چاہیے کہ
ہمارے دوست بیخود موہانی کا طائر اقبال بھی ملا
دو پیازہ کے طائر اقبال سے پر ملانے لگے۔
اب ہم متوجہ ہوتے ہیں ان ارشادات کی جانب جو
"گنجینۂ تحقیق" میں بعنوان "شرح تحقیق" جناب

بیخود موہانی صاحب نے تحریر فرمائے ہیں۔ جہاں سے اس
مضمون کی سرخی "گنجہ نا تحقیق" مستقل سرخی [illegible]
مضامین سلسلہ کے ساتھ نکلتے۔ تمہید کی سرخی [illegible]
ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ سے مستعار لی تھی اور
آئندہ مضامین کی سرخی "تحریر تدقیق بر گنجہ نا
تحقیق" ہوگی۔ ناظرین کے نذر کر چکے ہیں
یہ ہماری عنایت ہے کہ حضرت بیخود کا خر گنجینہ بڑا
پشت زعفران ہونے سے بچ گیا۔
ناظرین کو یاد ہوگا کہ "فقد انتقد" کی زد میں
جو کہ اودھ پنچ کا مستقل عنوان ہے اور اردو کا محاورہ
بھی چند سال اس طرف (۱۹۳۱ میں) حضرت
بیخود کی بیخودی یعنی شرح دیوان غالب بھی آگئی
تھی۔ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ کلام خدا میں
تو لوگوں نے بعض مقامات پر شتباہ کر کے اپنے وسوسے
دور کیے اور اپنے وہم کی خامی رفع کرنے کے بعد
اسکی فصاحت پر ایمان لائے تو غالب کیا چیز ہیں
اور مومن کیا مال۔ اور جب غالب کا زیر معتبر کسوٹی
پر چڑھنے کے قابل سمجھا گیا تو ماوشما کس قطار میں ہیں؟
بحث چھیڑی کیونکر؟ اسطرح کہ حضرت بیخود کو
کو شرح لکھنے کی دھن سوار نہیں ہوئی بلکہ شاہین
کا مقابلہ مدنظر تھا نواب حیدر یار جنگ اتفاقاً لکھنؤ
میں تھے کہ حضرت بیخود نے ایک مضمون الناظر میں چھپایا۔
اب بحوالہ تحریر تدقیق بر گنجہ نا تحقیق عرف گنجینۂ تحقیق
یہ معلوم ہوا کہ سلامتی سے مضمون مذکور ۱۹۲۷ کے ہمدم میں
چھپ چکا تھا مضمون نگار کا شکم شہرت ایک
اشاعت سے سیر نہ ہوا پس خوردہ خوار سالہ
چچوڑی ہوئی ہڈی ہی کو غنیمت سمجھا القول لمایعین
کے بمصداق نے دریا بخشے نے کھایا نہ جیب جلی نہ سوار باپ
اسے افلاس دماغی کی خاصیت سمجھیے کہ تفحص ادراک
جھولا مار گیا حد پرواز ختم ہو گئی یا پہلے مضمون پر
چھیڑ چھاڑ نہ ہونے کی وجہ سے آویزش کی خواہش
نے پھر انگلی دکھائی بہر کیف ہم نے الناظر ہی میں
یہ مضمون دیکھا۔ جب نواب حیدر یار جنگ سے
ملاقات ہوئی تو وہ الناظر ہاتھ میں لیے کچھ متفکر نظر آئے۔
اودھ پنچ کے نامہ نگار سست فکر نہیں ہوتے

اور جب خدا نخواستہ فکر میں اضمحلال پیدا ہوا تو بجبر
زندہ نہیں رہتے۔ اپنا تب خاطر تحریر جواب کا
ذمہ اپنے سر لیا۔
لوگوں کی تلاش جستجو میں پنچ پنچی دماغ ناقص
جو ہوئی تو گئے ادبار کو ڈھونڈنے اور تلاش ادبار کی
کاغذ میں ضرورت نام لکھنے کی بڑے بڑے محسوس
نہیں کرتے۔ دوسرے اودھ پنچ کے نامہ نگار اکثر
فرشتے ہیں دخیر مرئی تیسرے معقول جواب جیسے
دینا آتا ہے تو کیوں وہ معترض سے تعرض کرے
بات معقول ہو تو التفات ورنہ فات مافات۔
چوتھے یہ ادبار ڈھونڈنے کی چیز نہیں اگر وہ
کسی کے زبان و قلم پر غیر مخصوص طریقہ سے وارد
نہ ہو بلکہ جان بوجھ کر مسلط ہو تو علاج آسان ہے
یعنے اعمال و افعال میں تغیر ہوا اور ادبار کا قدم
کھسکا۔ ادبار علامت سے پہچان لیا جاتا ہے
نہ پہچاننے والوں کو وہ خود بتلا دیتا اور اودھ پنچ مطلع
کر دیتا ہے ادبار کے دو جسم ہیں ایک ہوائی عنصری
دوسرا مثالی ہوائی جسم ضرر پہنچاتا ہے اور مثالی
جسم سرکار اودھ پنچ میں مخبری کرتا ہے کہ ادبار زدہ
شخص یا گروہ متنبہ ہو جائے۔ اردو کا ادبار بھی
شاعر ہے کبھی اقبال تخلص کرتا ہے کبھی بیخود موہانی
غیر النہایتہ۔ پہلا ادبار کی تشکیل ہے آپ خود اپنی ذات میں
حضرت ادبار کی تلاش کریں انشاء اللہ فائز المرام
ہونگے۔ پانچویں یہ کہ ادبار ہوائی عنصری کے وجود
کی علامت بالکل نمایاں ہے جس امر یا شے میں
بُرا تغیر دیکھو سمجھ لو کہ ادبار زدہ ہے۔
خیر صاحب جواب نویسی کی بسم اللہ اس
ادباری اردو کے انکشافات حقیقت سے ہوئی
جس کا تاج دار ثانی حضرت بیخود کی یا فیخ اللہ یکن
پہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ادبار نمایاں بھی ہوا تب
بھی لوگ نہ سمجھے یعنی پانچ برس محنت صرف اسلیے
کی گئی کہ جو کچھ حضرت بیخود ارشاد فرما چکے تھے وہ
بغیر بغداد اعتراض پھر لوگوں کے سامنے لے آئیں
انصاف اس مصیبت کو دیکھ کے ضرور بول اٹھے گا
کہ ہائے غریب ادبار زدہ۔ مثلاً بیخود صاحب کی

سہ عملی

انڈیا جان: "نہ روئے ماندن نہ پائے رفتن" ارے راستہ چھوڑو"

ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
دیکھیے پھولوں کی لاج رکھیے گل یاسمن کے رنگ سے اسکا رنگ پھیکا ہوا جاتا ہے۔ خوشبو درکار ہے
تو یہ عطر حاضر ہے
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

اس عبارت پر کہ "تاج دارائی - میرزا غالب سر پہ جلوہ افگن ہوا" او بار نے اعتراض کیا تھا "یہ آج معلوم ہوا کہ دار یوش المعروف بہ دارا شاعری میں بہت دخل رکھتا تھا" ذرا دیکھیے تذکرہ ہے ایک شاعر کا کہنا چاہیے تھا کہ تاج فرمانروائی اقلیم سخن غالب کے سر پہ رکھا گیا۔ جناب بیخود کی اوبارزدہ سخن فہمی یا اوباری حالت کے نباہ نے نقل میں نفس اعتراض ہی اُڑا دیا۔ جو عبارت بطور تعرض لکھی گئی تھی اُسے نفس اعتراض سمجھ بیٹھے اور کر یا امتیاں رقعات اور صحاح اور الفتاح خلیفہ طوطی نامہ اور سبھا اور مومن کا بارہ ماسا غرض جہاں کہیں "دارا" کا نام نظر آیا جھٹ کتاب میں درج کر لیا بلکہ سند میں پیش کر دیا۔

شاعری نام ہے مناسبات کا دارا کا تاج غالب کے لیے غیر مناسب ہے۔ گنجینۂ تحقیق کے اتنے بڑے بوجھ میں کہیں بھی عدم تناسب کا جواب موجود نہیں۔ کوئی صاحب فہم ادیب "دارائی" کی مناسبت یا خصوصیت اس محل پر تسلیم نہیں کر سکتا۔ دارا کی طرف غالب کے تاج سر کو منسوب کرنے سے ضرور توہم ہوتا ہے کہ دارا بھی بڑے پایہ کا شاعر تھا۔ بادشاہوں کی مدح میں نظم و نثر اقوال بے فائدہ پیش کیے گئے ہزاروں جگہ دارا کا لفظ موجود ہے ابھی "دارا دارا" میں ہے "مدارا" میں ہے "خدارا" میں ہے۔ "کدارا" (ایک راگ) میں ہے اور ترانہ گویوں کی زبان پر ہر سطے زر زر اہٹ پیدا کرتا رہتا ہے۔

"درو دارا در دارا دارا درو دارا دارا دارا درو دارا"

اس سعی نقل و نقل کتب سے زیادہ آسان یہ تھا کہ جناب بیخود کتاب دباتے اور چلے جاتے چوک میں استاد نتھو خاں کے گھر ہمارا اُنکی مشق کے وقت گنتی کا لگا لگا دیتے کہ دن بھر میں کتنی دفعہ "دارا" آیا۔ الغرض یہ بھی ادبار بیخودی ہی تھی کہ وہ ایسا نہ کرتے ورنہ یہ تقاضا تھا کہ نہیں یہی ہو۔ پھر اوبار کا زور تھا غالب ہوئے نہیں رہتا۔ "گنجینۂ تحقیق" بلکہ "تحریف و تلفیق طبع شد"۔

ابھی تو حضرت بیخود نے اتنی کتابوں کے نام بھی سُنے نہ ہونگے جنکا مطالعہ خاکسار اوبار کر چکا ہے نقل و حوالے کی ضرورت اُنھیں ہو تو ہم سے پوچھ لیں۔

خیر یہ بیہودہ اعتراض تو صرف اسلیے کیا گیا تھا کہ آپ کی بیماری کا اندازہ ہو جائے اگر آپ اسے رکھ دیتے تو ہم خاموش ہو جاتے کہ مضمون شاعری سے متعلق تھا۔ دارائی کنایہ ہے "شاہی" سے۔ یہاں بھی دارائی سے مراد شاہی ہے البتہ کنایہ اشہر نہیں کہ فوراً تبادر ذہن کا معنی غیر صریح کی طرف ہو جائے نثر کی زیادہ مشق نہیں اور ہے بھی تو اُسی طرز کی نثر کی تصنیع لایعنی جس کا ذریعۂ زینت ہے لیکن ایک فرد گزاشت ہے خوردہ گیری نہ کیجیے۔ آج میدان سیلانی نثاری میں سے کون پہلوان ہے جو اس قسم کے پیتر سے بھول نہیں جاتا یا ان کا خیال رکھتا ہے۔

ذوق کو تصریح کرنی پڑی کہ جب تک تاج کیانی کی وجہ سے دارا کی نام آوری قائم ہے تم سر سلطنت پہ دادگستر ہو "ربّ دارا" کہا نام آوری تاج کیانی سے یہاں صرف نام آوری مبحوث عنہ اور مقصود شاعر ہے۔ مُلّا طغرا نے "عرش مرتبہ" کی قید لگا کے "دار یوش" کی طرف نسبت دینے میں جو "ذہن" کا احتمال تھا دفع کر دیا ؎

دارائے عرش مرتبہ سلطان مراد بخش

قاآنی اپنے ممدوح میں اوصاف آئینہ جمع کرنا چاہتا ہے اس لیے قرینہ موجود ہے کہ ؎

تو ئی ماہی تو ئی آمر تو ئی داور تو ئی دارا

میں "دارا" بمعنی "مالک" ہے علیٰ ہذا القیاس دوسرے قصیدے کی تشبیب میں بت رعنا کے تاج کو بھی اس ذہن سے بچا لے گیا اور کہا ؎

تا بجعد مُشک تر گذاشتہ بر سر

غیرت تاج قباد و افسر دارا

اول تو افسر کی نوعیت کی تصریح لقید "مشک تر" دوسرے غیرت افسر دارا کہہ کے "افسر دارا" کے ضعف و مفعولیت کا اظہار۔ خدا جانے یہ شعر ؎

گرفتہ تاج دارائی ندارا ہا لقبان بدولت چیدہ عظم غارا

کس لیے پیش کیا یہاں تو شاعر اپنے ممدوح کو سکندر کا قائم مقام قرار دے رہا ہے جس نے دارا کا تاج اُتارا تھا۔ دیکھا آپ نے؟ کل سند یں جو آپ نے پیش فرمائیں "انیجانب" کے اعتراض کی موید ہیں اور آپ ہی کو قائل کرتی ہیں۔ خدا کے لیے کسی صاحب سلیقہ شخص کو اُستاد بنا لیجیے آپ تو ہمارا ظفر الملک کی شاگردی میں تباہ ہو گئے۔ ابتدا میں جو آپ کرمی پروفیسر مسعود الحسن سے مشورہ لیتے تھے وہ کہیں بہتر بھی درست فعل تھا۔

اس جواب کا اختتام ایک طعن پر ہوا۔ پہ نو شرح طبا طبائی بیچ کی گئی۔ وہ خود جواب دے سکتے ہیں نہیں تو ہم سے کہیں ہم جواب دینگے۔

اب دوسرے اعتراض کی حقیقت سُنیے حضرت نثر میں لکھ گئے "کوس لمن الملک بجانے کا اعتراف اُن باکمال ہستیوں کو ہے" انیجانب نے لو کا بیضوم ہماری عبارت سے بالکل ظاہر ہے کہ آیت اگر نظم میں پوری نہ آئے یا کوئی مشہور مقولہ نظم کی بحر میں اپنی کُل وضع کے ساتھ کھپ نہ سکے تو مجبوراً شعرا جزو کافی اس جملہ کا لے لیتے ہیں تاکہ جاننے والے کا ذہن اُس مشہور جملے کی طرف رجوع کرے جیسے ؎

حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

میں صرف "لا الٰہ" نظم ہوا اور "لا الٰہ الا اللہ" (پورا کلمہ) مراد لیا گیا۔ یہ بضرورت شعری جائز ہے لیکن نثر میں کونسی بحر کی قید لگی ہوئی ہے کیا نظم و نثر ایک ہی حکم میں ہے؟ ہرگز نہیں۔

چنانچہ یادگار غالب سے جو عبارت حضرت بیخود نے نقل فرمائی وہ ہماری موید ہے۔ کلیات سودا سے جو نثر نقل کی وہ بھی۔

اسکے بعد مرزا دبیر مرحوم کا مصرعہ ؎

کوس لمن الملک بجاتے ہوئے آئے

نقل فرماتے ہیں اور کسی طرح نہیں سمجھتے کہ نثر اور نظم میں فرق ہے شاعر تو یہ کہہ سکتا ہے بوجہ براے ضرورت شعر و آپ کہیئے "بوجہ با ضرورت نثر" مرزا دبیر مرحوم نے بھی "کوس" کی اضافت کے ساتھ "ملکی" میں یاے نسبت نہیں بڑھائی کہ حضرت

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال ہی ڈالی ہمیں صبح چارپائی پر پڑے پڑے سب اعضا کو حرکت دیتے رہنا چاہئے ورنہ کبھی قبض کی شکایت اور دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہے گا۔ اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہئے اس کے واسطے کتاب میں ۴۲ تصاویر دی گئی ہیں کسی اُستاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں کتاب زیادہ تر بیماریوں کیواسطے مفید ہے جو گھوڑے پر سواری ورزش وغیرہ کرنے کا موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہم خود اسکے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفات کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت برباد کر چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بجالیت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ لکھنؤ کے نامور تجربہ کار اور حذاق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی فہرست جدید طلب فرمائیے خود بھی فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغۂ راز رہتی ہے۔

المشتہر
منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ ۲۸ و ۲۹ء

(۱) اُردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی ادبی اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خزانہ کتب میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد ۶ معہ محصول ڈاک

(۲) ۱۹۲۸ء کی چند ششماہی جلدیں جولائی ۲۸ء تا دسمبر ۱۹۲۹ء برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں قیمت مع محصول ڈاک ۳

(۳) جلد ۱۶ ۱۹۲۹ء کے (۸ نمبر) ان نمبروں میں اخبار پوری کے بہترین نمونے موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو جلد طلب فرمانا چاہیے قیمت عہ علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کردیجائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائیگی

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے بچے ہوئے پرچے واپس لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے۔ پڑھیے اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اُٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر جلد بھیجئے

المشتہر
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہندوستانی اکاڈمی صوبہ متحدہ

مطبوعات

۱۔ ازمنہ وسطی میں ہندوستان کے معاشرتی اور اقتصادی حالات۔ از علامہ عبداللہ بن یوسف علی۔ ایم اے۔ ایل ایل ایم۔ سی بی ای۔ مجلد ۳
۲۔ ایضاً ایضاً غیر مجلد عہ
۳۔ اُردو زبان اور ادب از سید ضامن علی ۔ عہ
۴۔ عربوں سے پہلے عرب اور ہندوستان کے تعلقات از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ للعہ

زیر طبع

۱۔ مسلمانوں کے تمدن پر ہندوؤں کا اثر۔ از مولانا محمد امین صاحب عباسی ۔۔
۲۔ قرون وسطیٰ کا ہندوستانی تمدن۔ ادرا سے بہادر مہامہو پادھیایہ پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا۔
۳۔ ہندی شاعری۔ از ڈاکٹر اعظم کریوی۔ ۔ ۔
۴۔ ناتن (جرمن ڈراما) ترجمہ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب ایم اے۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس ۔۔۔
۵۔ ترقی زراعت۔ از خاں صاحب مولوی محمد عبدالقیوم ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت الہ آباد ۔ ۔۔۔

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستانی اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
LUCKNOW
1930
OUDHPUNCH

توجہ شے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں لیکن اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیئے کہ ہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج و انکشافات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتے کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ با بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کال کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر مدت خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ و ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہمیں اُنہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چیٹی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اودھ پنچ لکھنؤ

ضمیمۂ اودھ پنچ

جلد ۵۵ — اگست سنہ ۱۹۳۰ء — نمبر ۲۲

مضامین غیر

سُرمۂ تدقیق بر پشت گنجینۂ تحقیق

(نمبر ۲ تابع نمبر ۱)

معذرت۔ خاکسار ایڈیٹر مبتلائے درد ہے۔ گذشتہ نمبر کی تصحیح میں متعدد خامیاں رہ گئیں مثلاً الوشیشن کارڈ کے آخری شعر کا مصرعۂ ثانی۔ "تو ہم رہینگے ہمیشہ اسی کے شکر گزار" اسی طرح ایک جگہ "نقل اور حوالے" کے عوض "نقل حوالے" ہے۔ جب تک تھرتھری کا آزار ہے کوئی شے قائم نہیں رہ سکتی ہم اذا زلزلت الارض زلزالہا پڑھیں ناظرین "ساالہا" کہیں لیکن جب تک مزاج درست نہ ہو غلطیوں پر تحمل فرمائیں اخبار ھا کی نوبت نہ آئے تو بہتر ہے۔ — ایڈیٹر

بیا تا کارۂ آریم و بر پشت خر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح نو بر اندازیم

ہم نے اعتراض کیا تھا کہ معجزہ آرائی و سجدہ ریزی فارسی والوں نے بھی نہیں کہا خواہ وہ ہندی نژاد ہوں (جیسے نسلاً ایرانی اور مولداً ہندی ہوں مگر اتنا بعد وطن اصلی سے نہ ہوا ہو کہ مادری زبان بھلا بیٹھے ہوں) یا ایرانی۔

اب حضرت بیخود کی حیا ملاحظہ ہو کہ اعتراض تو ہے لفظ "معجزہ آرائی" پر اور آپ لفظ "طراز" سے استدلال فرماتے ہیں۔ پھر برہان قاطع سے نقل کرکے ایک جعلی عبارت بھی پیش کرتے ہیں جس کا وجود بجز کتاب بیخودی کے اور کہیں نہیں۔

حضرت بیخود کی برہان قاطع میں ہے:۔ طراز۔ آرائش و نقش و آرائندہ۔ معجز طراز معجزہ طراز سجدہ طراز (صفحہ ۵۴۰ مطبع علوی علی بخش خاں)۔ ایشیاٹک سوسائٹی کی چھاپی ہوئی برہان قاطع میں ہے۔ (صفحہ ۱۰۱۶):۔

(با صطلاح لطیفے از اہل خراسان بمعنی آراستن و پیراستن و ساختن پیرایہ بود) بمعنی نقش و نگار و زیب و زینت و آرائندہ و زینت دہندہ نیز آمدہ سمت و طرز و روش و قاعدہ و قانون و نمط باشد (انتہی موضع الحاجۃ منہ) لفظ طراز کے ذیل میں غریب صاحب برہان قاطع نے معجز طراز۔ سجدہ طراز کی مثال کہیں پیش نہیں کی۔ صاحب برہان ہرگز بے خود ہوئی نہیں۔ نوبت یہ آ پہونچی کہ حضرت بیخود اب اہل لغت پر تہمت طرازی بھی کرنے لگے واقعی مُردے پر تہمت

رکھنے کا ثواب ہاتھ سے جاتا تھا

خیال بیخودی کے بموجب صورت مسئلہ یہ ہوئی کہ جب طراز بمعنی آرائش ہے اور معجزہ طرازی بھی مستعمل ہے تو کیوں "معجزہ آرائی" غلط ہے؟ وہ بھی صحیح اور بے عیب ہے۔

اگر پیارے زبان کے محاورات میں قیاس کی یہ صورت مسلّم اور صحیح مان لی جائے پھر تو سبحان اللہ۔ زبان کی کوئی کل ہی سیدھی نہ رہے۔ اور جتنی فارسی کی ستیاناسی لا الاصاحب مشفق مہربان من ورزمانہ ماضی فرماوت تھے وہ سب من جمیع الوجوہ صحیح و درست ٹھہر جائے کہ گفتہ اند۔ پوشیدہ بمعنی چھپ کلی و غلطید یا معنی لوٹیا و یک رنیمی بمعنی ڈیڑھی وغیر ذلک وی لو نیسند کہ عزیز من یک آثار خاک بن عنایت کن فہمیدی کہ چہ فرمود ندلالہ زندہ رام خاک مقلوب کاخ است و کاخ و محل مرادف و محل مقلوب لحم می باشد پس خاک بمعنی لحم یعنی گوشت ٹھہرانیدہ گردید

منقوہ ہمدم پھر جاری ہو گیا

روزنامہ ہمدم لکھنؤ جو ماہ مئی میں پریس آرڈیننس کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا ۱۰ اگست یوم دوشنبہ سے پھر شائع ہونا شروع ہوگا اس مرتبہ بماہ راست تار کی خبریں لینے کا انتظام کیا گیا ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ دو اڈیشن صبح و شام شائع کیے جائیں تاکہ مقامی خریداروں کو انگریزی اخبارات سے بھی پہلے خبریں پہونچائی جاسکیں۔ امید ہے کہ ہمدم کے قدردان ان جدید انتظامات کو خاص طور سے پسند فرمائیں گے۔

منیجر روزنامہ ہمدم لکھنؤ

نہ فہمیدہ باشی تو فہمید بائے ز یوں۔

حضرت خدا کے لیے ظفر الملک کی شاگردی چھوڑیے انھوں نے ضرور لالا شاہی تربیت کے سائے میں پرورش پائی ہوگی۔ جب تو آپ کو اس یاوہ گوئی کا شوق ہوگا۔ آپ صریح دیکھ رہے ہیں کہ طراز کے معنی ساختن کے بھی ہیں۔ معجزہ طرازی معنی معجزہ سازی ہے اور یہ غلط نہیں جبکہ بھی بجائے معجزہ آرائی کہتے ہیں معجزہ سازی و معجزہ طرازی کا اہل ایران اور فارسی گو یان ہند برابر نظم کرتے آئے ہیں۔ اردو کے شاعر بھی نظم کرتے ہیں ؎

لب یار سے مرے کوئی ہو جو معجزہ ساز ہو
ہم اسے کہیں گے مسیح دم جو ملے مردے جلا دیا

اسمیں کسے کلام ہے۔ ایک لفظ کے چند معانی ہوتے ہیں ہر معنی کا محل اور قرینہ علیحدہ ہوتا ہے طراز کے معنی آرائش اور ساختن دونوں ہیں تو دونوں کا محل جداگانہ ہوگا کہیں آرائش کے معنی دے گا کہیں ساختن کے۔

معجزہ آرائی ایک بیہودہ مرکب لفظ ہے اور اسکی بیہودگی اسی سے ظاہر ہے کہ پانچ برس تک آپ کو ایک اہل زبان کی نظم یا نثر میں ڈھونڈھنے سے یہ مرکب نہ ملا۔ آپ معجزہ سازی یا معجزہ طرازی کہتے تو ہم کبھی اعتراض نہ کرتے۔

رہی "معجزہ طرازی" تو وہ زیر بحث نہیں لہذا آپ نے بیکار وقت اور کاغذ ضائع کیا اور یہ بھی تو ساختن کے تحت میں ہوگی طراز کی جگہ آرائی یا آرائش عموماً ہرگز مستعمل نہیں۔

جناب کا یہ قول معجزہ آرا اور معجزہ طراز میں کوئی فرق نہیں اور برتنا یا غلط ہے طراز کے معنی میں ہمیں کوئی شک نہ تھا معجزہ طراز پر اعتراض نہیں معجزہ آرا پر اعتراض ہے "معجزہ آرا" کسی مفہوم کو صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتا۔ آپ نے جو عرفی، نظیری، خاقانی، شوکت بخاری وغیرہم کا نام لیا ہے تو بندہ کا مسلک وہی ہے جو ان لوگوں کا تھا تو بندہ بھی مقلد ہے۔ آپ عرفی خاقانی نظیری کو کیا ہے صرف نام دیکھ لیے ہیں اور حرف شناس ہونے کی وجہ سے اُن کا کلام گنگنا لیتے ہیں۔ انھوں نے کہیں نہیں لکھا کہ "معجزہ آرائی" صحیح ہے۔ آپ نے صاحب برہان قاطع پر تہمت رکھ کے اپنے صادق القول ہونے کا اعتبار و اعتماد کھو دیا۔ برہان قاطع ایک مروج اور عام لغت ہے متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے اگر اسمیں کوئی زیادت کی گئی تو ممکن ہے لیکن اصل عبارت میں تغیر کا حق کسی پریس کو نہیں پس جو عبارت آپ نے گڑھی اُسکا وجود اصل کتاب میں بہ ذیل "طراز" امکان سے خارج ہے۔

افسوس کہ آپ کو اُردو کے برباد کرنے کے لیے غلط بیانی کرتے بھی اکراہ نہیں۔ ہوا۔ کیوں صاحبو کیا اب بھی اُردو ادب کے ادبار زدہ ہونے میں آپ کو شک ہے؟۔

میاں "کچھ مضائقہ نہیں"

بی بی "سینا پرونا بالکل نہیں جانتی"

میاں "آپ ہی ننگی پھرئے گا"

بی بی "کھانا پکانے کی عادت نہیں نگوڑا چولھے میں سر کون دے"

میاں "خیر تو فاقہ کرنے میں ایذا آپ ہی کو ہوگی"

بی بی "بھئی میرا مجاز (مزاج) ابھی ذری جل گڑا ہے"

میاں "بی دولتی اپنے تیسے میں آپ ہی گھولتی"

بی بی "کبھی کبھی جو خفقان ہوتا ہے تو سیر سپاٹے کو چلی جاتی ہوں"

میاں "خدا کا ملک وسیع ہے آپ کی ٹانگ لنگڑی نہیں"

بی بی "شعر کہنے کی بھی لت ہے۔ رات کو اکثر مشاعرے میں شرکت کرتی ہوں"

میاں "یہ نہیں۔ شعر گوئی تو ہنر ہے"

بی بی "ہاں سو بات کی ایک بات یہ ہے کہ جھوٹ بھی بولتی ہوں"

میاں "تو میرا سلام ہے۔ یہ مصیبت برداشت کے قابل نہیں"

حضرت بیخود موہانی شاعری سے واقف نہیں زبان سے واقف نہیں محقق نہیں عروضی نہیں۔ جس بات کا علم نہیں رکھتے اُسکے عالم بنتے ہیں اہل اعتراض کی عبارت میں تحریف کرتے اور اعتراض ہی بدل دیتے ہیں۔ یہ سب منظور مگر واللہ یہ غلط بیانی کا مرض قوت تحمل سے باہر ہے۔ ہر گو کوئی شخص لغت کی بڑی بڑی جلدیں جن کا بار گنج تحقیق بھی اُٹھا نہیں سکتا بغل میں ہر وقت لے کے پھر نہیں سکتا کہ جو کوئی حضرت بیخود کی کتاب دیکھ کے تحویلات و متمسکات سے مرعوب ہو جائے اُسکے مقابلے میں اصل متمسک یا ماخوذ منہ دکھا دے اور کہے جناب دیکھیے حوالہ غلط ہے کتاب میں کہیں معجزہ آرائی اور سجدہ ریزی کا نشان نہیں واللہ یہ اتہام ہے۔ خیر اب تو حضرت ادبار نے جواب لکھنا شروع کر دیا اگر اس ممدوح وصف کی پہلے سے اطلاع ہوتی تو ہم یقیناً حضرت ادبار کو زحمت فضولی سے روک دیتے۔ آجتک زبان سے متعلق اودھ پنچ نے کسی مقابلہ زبانی میں شکست کا منھ نہیں دیکھا مگر یہ عنوان حریفوں نے اختیار کیا تو اُسے کہنا پڑے گا "بی بی میرا سلام ہے یہ مصیبت برداشت کے قابل نہیں۔ خدا حافظ فقط "ایڈیٹر"

التماس بندہ بخدمت حاجی لق لق بندہ

حضرت! آپ کی فریاد الجوع کرتی ہوئی توند کی زیارت پھر مقدر نے کروا دی اور ہم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ دُنیا ہے بہت بھلکڑ۔ اسکے حافظہ کی لوح اُس بالو کی بنی ہوئی ہے جسکی تعریف امرء القیس نے اپنے مشہور قصیدے میں نظم کی ہے جو ایک جگہ کبھی نہیں ٹکتی باد شمال کا جھونکا آیا تو اپنی رَو میں لے گیا اور جنوبی ہوا چلی تو اپنے رُخ اُڑا کے چل دی۔ یا شیخ چلّی کی یادگار ہے کہ انکی ماں نے کہا چھاتا (چھتری) بازار سے لے آؤ نام آتا نہ تھا۔ کہنے لگے کیا؟ میں نہیں جانتا چھاتا کسے کہتے ہیں۔ مجھے نام یاد نہ رہے گا۔ بیچاری نے ان کا ایک ہاتھ انکی چھاتی پر رکھ دیا اور کہا چھاتی کے نام پر چھاتا یاد رکھنا۔ شیخ جی چھاتا چھاتا کہتے چلے راہ میں دوستوں سے صاحب سلامت ہوتی رہی اور ہر مرتبہ ہاتھ نیچے کھسکتا گیا چھاتا چھاتا کے وظیفے میں بھی خلل پڑ گیا۔ ابھی چھاتے والے کی دُکان تک نہ پہونچے تھے کہ چوتڑ میں کسی بھِڑ نے کاٹ لیا۔ ظاہر ہے اب ہاتھ چھاتی پر قائم کیونکر رہتا۔ سہلاتے ہوئے چلے اور ہر دکان پر پوچھنے لگے کیوں بھائی تمھارے پاس چوتڑ ہے! بیچو گے؟

یا خدا بخشے نواب کوّا کے حافظہ کا سایہ ہے جن کا حافظہ بھی بہت قوی تھا چنانچہ بیچارے کو عمر بھر داہنے بائیں میں تمیز نہ ہوئی۔ گھر سے لکڑی سیکھنے اُستاد کے یہاں جاتے تھے تو یہ داہنا یہ بایاں یو داہنا ہے بایاں یہ داہنا یہ بایاں کرتے ہوئے مگر اُستاد کے گھر پہونچتے پہونچتے داہنا ہو جاتا تھا بایاں اور بایاں داہنا۔ اب اُستاد نے کہا کہ بائیں سے کٹی۔ شاگرد نے داہنی چوٹ بچائی گتکا پڑا بائیں کلائی پر اور صبح ہوگئی ہائے کرکے بیٹھ گئے۔ گھر میں آکے لگے بیگم کو سرزنش کرنے "ارے خدا تمھیں غارت کرے کمبخت دیکھو میری کلائی سوج گئی۔ خدا جانے کیونکر بتاتی ہو کہ مجھے یاد نہیں رہتا"۔ بیگم نے پھر سمجھایا "ارے جس ہاتھ سے کھانا کھاتے ہو وہی داہنا ہے" مگر کھاتے وقت بی بی داہنا ہاتھ بتا دیتی تھیں اکھاڑے میں بی بی کہاں۔ آخر یہ تدبیر سوجھی کہ کھانا کھا کے ہاتھ نہ دھوئیں گے۔ بو سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ ہاتھ داہنا ہے۔ تدبیر معقول تھی لیکن کام نہ آئی جب تک ہاتھ سونگھ کے داہنے بائیں کی پہیلی بوجھیں اُسوقت تک گتکا سر کمر پالٹ یا ہرہ بنوٹ ارہ طمانچہ انی ہول تمام منزلیں طے کر گیا نواب صاحب چوٹیلے ہوکے گھر آئے۔

حاجی لطیف الخلافہ صاحب! آپ ضرور بھلکڑ مسلمانوں کی جیبوں پر دوبارہ قابض ہو جائینگے دیکھیے لکھنؤ کی تقریر میں آپ نے توند شریف پر ہاتھ پھیر کے یاد بھی دلایا کہ بھائیو ہم نے ایک کروڑ سے زیادہ رقم غریب مسلمانوں سے بیچ ڈالی گزشتہ کے حاصل کی اور کانگریس کی راہ میں صرف کر دی مگر ختم اللہ علے قلوبہم والوں کو کسی طرح یاد نہ آیا کہ اس معتدبہ رقم کا حساب آپ سے پوچھتے یا کم از کم اتنا ہی سوال کرتے کہ یہ رقم عطا کرنے والوں کے شرائط کے بموجب صرف ہوئی یا کسی اور

زائرین روضۂ امام رضا علیہ السلام (خراسان)

جملہ عمائد و علمائے لکھنؤ مثلاً شمس العلماء والا السید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ و نواب سید سجاد علی خاں صاحب عرف منے نواب صاحب تحسین گنج و حکیم منے آغا صاحب فاضل سے دریافت کر سکتے ہیں کہ آپ کو ہر قسم کا آرام شیخ مہدی خادم ہندی کے یہاں قیام کرنے سے مل سکتا ہے۔

صورت سے؟ آیا سب ہضم ہو گئی یا اس کا کوئی حصہ
ابھی ہضم ہونے سے باقی ہے۔ آیا کانگریس کی راہ
میں کانٹے بچھانے کے لیے یہ جھولی بھری گئی تھی یا سمرنا کے
مظلوموں اور دشمن خلافت مصطفےٰ کمال کی مدد
کرنے کے لیے؟ کیا اس انجمن کا نام خلافت کمیٹی
اسلیے رکھا گیا تھا کہ آپ کانگریس کے ساتھ سازش
فرمائیں اور ہندوستان میں ایک دارالخلافہ تعمیر
فرما کے اپنے لیے تخت خلافت آراستہ فرمائیں یا
ترکوں کے ہاتھ سے گئی ہوئی خلافت پھر واپس لائیں؟
جناب کے کرتوت حد شمار سے بہت زیادہ ہیں
مگر ہم اس مضمون میں آپ کی عام روش پر اجمالی
نظر کرنا چاہتے ہیں۔ تطویل نہ ضروری ہے نہ مفید۔

ہاں حضرت تھم قدرت!

جب انگریزوں اور ترکوں سے جنگ لگی تھی نہیں
صاحب بگڑی اُلجھی ہوئی تھی اسوقت آپ ہر دو
برادران توری المعدہ اس فکر میں مبتلا تھے کہ اسلامی
مقبوضات اسوقت تک انگریزوں کے پنجہ سے
نہیں نکل سکتے جب تک ہندوستان انکی مٹھی
میں ہے اور ہندوستان تاوقتیکہ ہندوؤں سے
مسلمان مل نہ جائیں انگریزوں کے قبضے سے
جا نہیں سکتا۔ ہندو مسلمان اپنے عقائد و مسلمات
میں کتر بیونت نہ کریں تو متفق نہیں ہو سکتے۔ لہذا
تبادلۂ قرآن کے جزدان کی ڈوری زنار کو۔ اور
ملاؤ داڑھیاں چٹیا سے اور فرق نہ کرو بیچ مختون
و نا مختون کے اُس زمانے تک کہ دلواتا رہے دلوا[illegible]

ادھن پیٹ کی ہانڈی کا۔

روپیہ گرنے لگا بلکہ برسنے لگا۔ آپ بھی کمر بستہ
آپ کی والدہ پیر بیت جوان بھی گھروں کا تعلیقہ
کرنے پر مستعد۔ آپ کے برادر محترم بھی زبانی گولے
لفظی شل اغاراتی توپیں حکمرانہ فقرہ بازیوں اور
لسانی بمباریوں کے ہوائی بمبار لیے چاروں
چولوں سے درست ہو گئے۔ انگریزوں اور صاحب
تدبیرا انگریزوں کو آپ نے للکارنا شروع کیا ؎

ہیاتا چہ داری زمردی نشان
کماں کیانی و گرز گراں

ندانی تو بھیا دلی ما ندا
ندانی تو این بطن جلد تا ما
من آنم اگر تو ندنبہاں کنم
بیک گوشۂ اش فیل پنہاں کنم

منم یادگار کلال و ملال مادریاں مدیم و بر ہم زندہ
اور چہناۂ غازیان و شمشاہان ہر کہ نامد بدانہ
نخلا مند بنا سدا سے لاشد انداز حیم کسی کو ہمارے
مقابلے میں ؎

تو ہار ہا سب کہیں تو ہاں کیا کام جائے
تو ند بڑے توبت بڑھے تو ند پھٹ جائے

اس مبارز طلبی پر انگریز ہنستے رہے کہ اچھا جناب
بیرونی بیہودگی سے نجات ملے تو آپ کی توند پہ بھی
ہاتھ پھیر دیجئے گھبرائیے نہیں۔
دفعۃً ترکوں نے خلافت کا خلعت اُتار کے
تہ کیا اور تہ کر کے صندوق میں رکھا اور صندوق
کو اس طرح دریا میں بہا دیا جس طرح الف لیلۂ والی
بادشاہ بیگم کی بہنوں نے مارے حسد کے بھانجے
اور ایک بھانجی کو بہا دیا تھا اور مشہور کر دیا تھا
کہ بادشاہ کے یہاں کنکر پتھر پیدا ہوئے یہ بچے
ایک داروغہ باغہائے شاہی نے پالے اور سنہری
نہر گاتا درخت باتیں کرتی چڑیا دافع الطلسم فتح ہوئے
صندوق خلافت سمندر میں ترتا اُبھرتا بمبئی
پہونچ گیا۔ اب خلافت ہوئی لاوارث اور آپ
دونوں بھائی کچھ خلافت کی ماتا سے نہیں یا روپیہ
ہاے پیٹ کے خاطر اُس کارخانہ خلافت سازی
کے خاطر جو شیخ چلی کی بکری کی طرح ہر مینڈے پر
سونے کی مینگنیاں دیتا تھا اس تلاش میں ہوئے
کہ خرے پیدا کنیم و دریا سانش آریم" کابل کی طرف
نگاہ دوڑائی واقعی وہاں کے گدھے یہاں کے
گدھوں سے بڑے تو ہوتے ہیں مگر خانہ جنگی کی
وجہ سے نگاہ نہ جمی۔ اچھا جادو کی دوربین سے
ذری مکے کی طرف دیکھنا۔ ہاں شریف حسین جلالۃ الشرفا
خلیفہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے مگر کمبخت سید ہوتا
تو اچھا تھا۔ کچھ ضعیف الرائے بھی معلوم ہوتا ہے۔
رعایا میں بغاوت ہے اور سرکار دولت مدار انگلشیہ
کے تیوری بھی نرمی کرائے دکھائی دیتے ہیں۔ سو دوسرے یہ
اور اس کا ایک فرزند دونوں ترکوں سے بغاوت کے
مجرم ہیں۔ آہ کیا کریں یہ بکنے کا موقع نہیں لہذا ؎

خیال زرتا بہ سوزش مثلہ ذخرافت
خوش دوختہ بر تن تو دیباے خلافت

اچھا دیکھو نجد سے نفیس خود القرآن بگولے کے ساتھ
پیچ و تاب کھاتا آتا ہے ؎

خاکساراں جہاں را بہ حقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد خلیفہ باشد

لینا ہے ...... یہ گرد ہابیت اور گورکنی اختیار
کیے بغیر کام نہ چلے گا اہل ہند فقہ میں حنفی اور عقائد
میں اشعری ہیں یا پھر شیعی ان سے ضرور مورچا باندھنا
پڑے گا اونہہ! اب ان سے ملے گا کیا خاک؟
جو کچھ ملنا تھا مل چکا حساب کی ابتری اور توند کے
پھیرنے ساکھ بگاڑ دی۔ کیسہ تصدق شیخ نجد
پڑ ہی تواند شد مگر بھائی صاحب کیا حج کوئی ثواب کا
کام نہیں ابھی معمولی آدمی حج کے نام سے صدہا روپیہ
وصول کر لیتے ہیں ہم تو پھر بھی ہر طرح مستحق ہیں آپ
دیکھیے یتیم ہم مظلوم ہم قومی مخدوم ہم قبلہ ایہ ہم
زیر تجویز خلیفہ ہم۔ واجب التعظیم ہم۔ صاحب
نمائش ہم صاحب شکم ہم۔ پیر ہم مرید ہم اتنے
اوصاف جمیلہ کے باوجود امیں ہم۔ یارو حاجیوں پر
بڑا ظلم ہو رہا ہے اب ہم سے صبر نہیں ہو سکتا چلیے
ہم جاتے ہیں دلواؤ زادراہ ایک طرف یہ اہتمام
دوسری طرف اعلیٰحضرت سلطان نجد کی خدمت میں
معروضات پر معروضات وعدہ بھی وعید بھی التجا
بھی تہدید بھی اپنے فخر کی نمائش بھی۔ اہل ہند
کی روک تھام بھی۔۔ جھوٹ جھوٹ افترا افترا
جناب سلطان کا دشمن قبیلہ بنی ہاشم ہے مکہ چھوڑ
اڑا رہا ہے ابھی کیا مجال سلطان کی جو گنبد خضرا یا
مقبوضہ بنی ہاشم یا تاریخی مساجد و شعائر اللہ کی طرف
بہ نگاہ کج دیکھ سکے۔ وہ انشر بیٹے پہ چڑھ کے چلو بھر
لہو پی لوں۔ جناب سلطان کا مذہب وہابی نہیں
وہ حلقہ بگوشان امام احمد بن حنبل سے ہیں تو
اسمیں کیا خرابی ہے میں بھی تو حنبلی ہوں [illegible]

"ہوا پر قلا بیچنے والا مداری"

"دوست! تمھاری کیا ضرورت نقل مطابق اصل تو یہاں موجود ہے۔ اور میز پوری اسی سے گھری ہوئی ہے۔ اپنے معلق رہنے کا تماشا بھی دکھا دو"

گل صبحدمے نمود بر آشفت و بر گریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بر گریخت
بدمہری دہر بیں کہ در چند روز
سر بر زد و غنچہ کرد و بشگفت و بر گریخت
اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر ساز ان چوک لکھنؤ
سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہار باغ ناپائدار ہے۔ اور اسکی خوشبو پائدار ہے

آپ کس فن میں طاق نہیں؟ ؟

غرض وہ بھلے زمانے کہ ڈوبہ چار سو کو کریاں رنگترون کی رکھیں بارہ سو مرغیاں بغل میں دبائیں منوں گھی لا ڈ لیا کھاتے پیتے عیش کرتے مال مفت نصیب ہا دی وبالعکس سمجھیے) کا لطف اُٹھاتے گئے ہی چلے بھی آئے یہ دوسری بات ہے کہ لالوں بھرے گئے تھے مایوسیوں سے مالا مال ہو کے واپس گئے۔

دُنیا اسے بھول گئی کہ اس دوران میں آپ نے اور آپ کے برادر عزیز القدر نے دین فطرت کے کتنے دل مجروح کیے اور شیعہ سنی بلکہ شیعوں سنیوں میں کسقدر نا چاقی بڑھی سادات بنی فاطمہ گھوڑی کے بچے اور خچر بنائے گئے۔ حضرت ابوطالب کی توہین دل کھول کے فرمائی خیر یہ گزر دہ تھے مگر مولانا عبدالباری کو لقب مجدد تھے اور آپ دونوں بھائیوں کے محسن بھی مگر وہ بھی آپ کے زریں اغراض کے فدیۂ خاص ٹھہرے۔

مختصر یہ کہ بڑی سے بڑی قومی غرض اپنی جوع البقر اور طامعی کے بلبلوں آپ نے پامال کر دی۔ ہندو مسلمان لڑے تو آپ خوش ہوے اور مسلمانوں کے آپس میں جنگ ہوئی تو غالباً آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا ہو گا۔

اب آپ نے تنظیم کا ڈھچر کھڑا کیا ہے تو یہ بھی نفع کا سودا۔ لیکن اس کا فائدہ قوم کو اسوقت نہیں پہونچ سکتا بایں معنی کہ اب آپ تمام سرکاری آدمی سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کی امانت کی جانب سے دُنیا غیر مطمئن ہے۔ جو لوگ آج آپ کے ساتھ دکھائی دیتے ہیں ان سے اور آپ سے ایک روز جنگ ضرور چلے گی لکھ رکھیے۔ نہ تنظیم رہے گی نہ انتظام اگرچہ سیٹھ چھوٹانی غریب کو دُنیا بھول گئی اور اسوقت آپ ہی کی شکل جمیل اُسکے آئینۂ خاطر میں ہے۔

دیکھیے جو لوگ آج سر بکف ہیں کل وہی شرائط صلح کے طالب صحیح ٹھہرینگے اسلیے کہ صلح لڑنے والوں ہی سے کی جاتی ہے۔ اگر آپ کی تنظیم کا یہ منشا ہے

کہ وہ اہل وطن کے مقابلے میں کام آئے تو صاف کہہ دیجیے کہ ہم ایک فوج تیار کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ بارش یا پورش سے بچنے کی ہدایت مسلمانوں کو ابھی سے کر دیں۔ ہاں بھائیو سر اسم ایک تھان کھدر کا لے رکھو اور منڈا سے باندھنے کی مشق بھی کرتے رہو تاکہ ابھی جوتی پیزار کے ہنگام میں چند یا اس آلہ جری کے نقوش لایعنی سے محفوظ رہے۔ جناب حاجی صاحب! دنیا آپ کے افعال اور آپ کے بھائی صاحب کے اقوال بھول جائے مگر ہمارا فرض ہے کہ بھولی ہوئی ضروری بات پھر یاد دلا دیں۔ اللہ آپ کا علم بدرگبعہ نا لقہ اے زریں سے بھرا پرا رکھے اور دُنیا کے حافظہ میں قوت عنایت کرے۔

راشد

ادبا سالملک

مولانا پنچ کی نوٹ بُک

(بحالت تپ ولرزہ)

سیاسی غلطیاں

(۱) کہتے ہیں کہ چند سیاسی قیدی لاہور سے اٹک تک سفر کرنے میں اسوجہ سے بے آب ودانہ رہے کہ ریل میں انھیں استفراغ معدہ کی اجازت پولیس کی جانب سے نہ لی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب معدہ پُر ہے تو غذا کی گنجائش نہیں مگر یہ ایک سیاسی غلطی ہے کہ پولیس پاخانہ پیشاب پر قابض ہو جائے اور نافرمانی کے قطعی اوزار سے ایسے اوزار کا مقابلہ ہو خصوصاً جبکہ نافرمانی بہت آسان تھی قیدیوں کا فرض تھا کہ وہ تمام گاڑی کو چکنستان بنا دیتے۔

(۲) چارسدہ کے حاجی شاہ نواز خاں نے سیاسی تقریروں کے جرم میں پانچہزار روپیہ کی ضمانت کی بجائے سزا پائی ضمانت دینے کا رواج اب اُٹھ گیا ہے اسلیے قید ہوے مگر اُنکی والدہ فراق فرزند میں بیمار ہو گئیں اور بھائی بھی قید ہو گیا۔ تو ضمانت جمع کر کے رہائی حاصل کرنی ضروری ہوئی۔ رہائی سے تو منا خوش ہو گئی بائیکاٹ اور کھدر کی مصیبت سے تنگ آ کر خانصاحب نے خودکشی کر لی اس ایک واقعہ میں دو سیاسی غلطیاں ہیں۔ توم نے بائیکاٹ میں غلطی کی خاں صاحب نے جان دینے میں غلطی کی۔ یوں کام نہ چلے گا۔

(۳) خواہ مخواہ کی تقلید بھی سیاسی غلطی ہے۔ کانگریس نے ایک جتھا زخمیوں کی مدد کے لیے تیار کیا ہے اور سُرخ صلیب کی علامت اُن کے لباس پر لگائی ہے سُرخ صلیب مجروحین میدان جنگ کی خدمت کرنے والوں کا مخصوص نشان ہے۔ انکی ایک مستقل انجمن موجود ہے مستقل قانون ہے اور حکومت ان کی مستقل حامی ہے۔ اب اس بات پر مقدمہ بازی ہونے والی ہے کہ یہ داغ سُرخ تو ہماری پیشانی کے واسطے وضع ہوا ہے تم کس قانون سے لہو لگا کے نہیں سُرخ جھنڈا اٹھا کے شہیدوں میں نہیں شہیدوں کے مریدوں میں داخل ہوئے؟ ہم بھی اعتراف کرتے ہیں کہ یہ کانگریس والوں کی غلطی ہی نہیں بلکہ صد درجہ کی بیحیائی بھی ہے۔ ارے بھائی نشانیوں اور علامتوں کا دُنیا میں قحط نہیں۔ جامیٹری میں ابھی ہزاروں شکلیں ایسی پڑی ہوئی ہیں جنھیں کسی نے علامت کے طور پر استعمال نہیں کیا صلیبی ہلالی نہ سہی ترسولی سہی اور ترسولی شکل سے اگر مسلمانوں کے قشقہ رجبیلی میں پھنس پڑنے کا اندیشہ ہے تو شکل چرخی میں کیا قباحت ہے۔ چرخی مادہ ہے اچھا چرخا (اُسکا میاں) بنا دو۔ رشتۂ اخوت کا تننے والا داغ فرد کا کے مناسب حال۔ گاندھی جی کا محبوب مطلوب۔ مرنجاں مرنج رہنے والوں کا مشغلہ اور سب بڑھ کے یہ کہ مانچسٹر لنکاشائر کو تجارتی زک دینے والا

اجلاس جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر کادیپور ضلع سلطانپور

سمن بموجب دفعہ ۱۹۴ ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۰۱ء

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

نمبر مقدمہ ۱ جھگڑو ..... مدعی

بنام

جگھو وغیرہ مدعا علیہ

بنام ۱۔ گھسو پانڈے ولد منڈی
۲۔ رام بھروس ولد گردر پانڈے
۳۔ [illegible] ولد [illegible] پانڈے
۴۔ [illegible] ولد [illegible] پانڈے
۵۔ مساۃ راجونی بیوہ بھیتی

ساکنان حاجوپور پرگنہ الدہپور تحصیل کادیپور ضلع سلطانپور ..... مدعا علیہم

ہرگاہ حاضر ہونا تمہارا واسطے انکشافات مقدمہ مزدوری کے لئے بموجب دفعہ ۱۹۴ قانون ۳ سنہ ۱۹۰۱ء کے حکم دیا جاتا ہے کہ تم [illegible] اصالتاً خواہ بذریعہ مختار بتاریخ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۳۰ء بوقت دس بجے دن بمقام کادیپور حاضر ہو

دستخط حاکم بخط انگریزی

(۴) "پولیٹکل نباتات" اور نگاہ کی غلط فہمی۔

"گل نئے کھلن گئے ہیں یہی دستور ہے رہ گئے"

کوئی انھیں انگلستان کے لالہ خیال کرتا ہو اور کوئی گل انسٹ پھونس۔
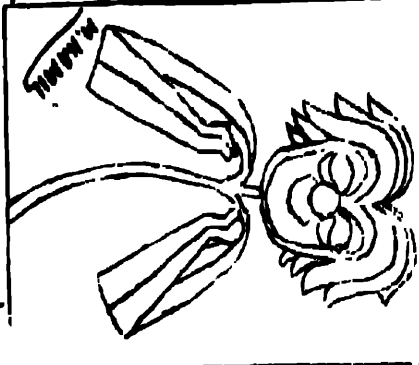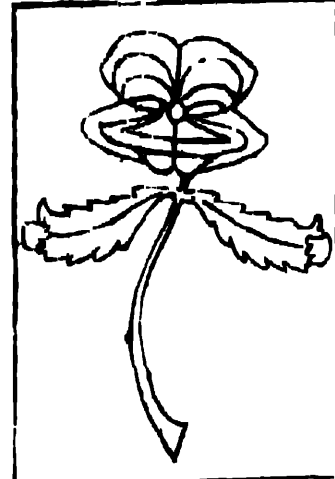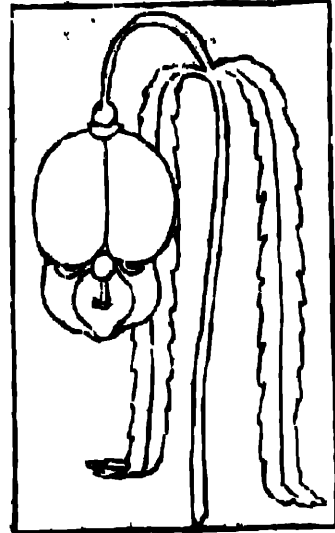
مشیر سلطنت

یہ پرچہ صورۃً متعلق ہے "ریاست دہلی" کا اور سیرۃً ریاستہائے ہند کی حمایت اسکا موضوع اشاعت معلوم ہوتا ہے۔ اسوقت دوسرا نمبر ہمارے پیش نظر ہے اور اسکا پہلا مضمون "حقوق واجبی" کی سرخی سے شروع ہوتا ہے۔ اور اسمیں اکثر باتیں معقول ہیں یعنی رئیسوں کو جو مشورہ دیا گیا وہ بھی درست ہے اور سرکار انگریزی کو جو رائے دی گئی وہ بھی۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اڈیٹر صاحب دونوں کی نیت سے ناواقف ہیں یا تجاہل فرماتے ہیں اسے حضرت د بٹلر کمیشن ہی مبنی بر اصلاح تھا نہ سائمن کمیشن ہی مساوات اور تفاوت مدارج کی بحث تو اسوقت چھیڑیے جب اختیارات اور اختیارات کے ساتھ مختار ہونے کا استحقاق کبھی پہلے طے ہو چکا ہو۔ غور سے دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ ابتداءً رؤسائے ہند کے ذاتی معاملات میں حکومت ہند مداخلت کرتے ہچکچاتی تھی مگر اکثر بڑے بڑے رئیسوں نے اپنی بے ضابطہ خواہشیں پوری کرنے کے لیے خود ہی حکومت ہند کو اپنے معاملات میں دخیل کیا۔ اور جب صدہا معاملے بہ حمایت بادوے حکومت ہند طے ہو چکے تو یہ کہنا کہ ہمارے تعلقات براہ راست ملک معظم سے ہیں حکومت ہند بیچ میں دخل دینے والی کون ہوتی ہے فضول ہے۔ ہر ایک حق اسیوقت تک قائم رہتا ہے جب تک اسکی مخالفت خود حقدار کی طرف سے نہو۔ رؤساے ہند اپنے حقوق سمجھنے اور انھیں سختی کے ساتھ باقی رکھنے میں ہمیشہ ڈھیل ڈال رہے۔ آج کیا ہے چھوٹے صاحبزادے کو مہاراجہ صاحب ولیعہد کرنا چاہتے ہیں۔ بتایئے اس مرض کی دوا بجز حکومت ہند کے اور کس کے پاس ہے مہارانی کو مار پیٹ کے نکال دیا کہ اسے پیٹ کیوں رہا۔ اس نے فریاد کی فریادرسی خود ہی زبردستی کا حق ہے اور اسکا سلسلہ کبھی موقوف نہوگا۔ اسلیے کہ رؤسا کے دماغ میں خناس گھسا ہوا ہے۔ بہرکیف "مشیر سلطنت" ایک صاف ستھرا تصویردار پرچہ ہے امید ہے کہ مقبول ہوگا۔ سالانہ قیمت آٹھ روپیہ ہے۔ اڈیٹر مرزا خورشید یار بیگ صاحب ہیں۔ منیجر مشیر سلطنت دہلی سے نمونہ منگایئے۔

تفاوت اوائل و اواخر

ایک زمانہ تھا کہ خلیفۂ اعظم عمر ابن عبدالعزیز نے عدی ابن ارطات کو دو شخصوں کے متعلق نامہ لکھا اور تاکید کی کہ ابن عبداللہ اور ایاس ابن معاویہ قاضی ہونے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں ان میں سے جو کوئی عکرمہ قضا کی نہری قبول کرے اسے قاضی مقرر کرو۔ عدی نے دونوں کو بلا کے خلیفہ کا فرمان دکھایا اب دونوں میں لکھنؤ کا سا تکلف شروع ہو گیا "قبلہ آپ بڑھیے۔ نہیں قبلہ آپ۔ بھلا آپکے ہوتے آگے بڑھ سکتا ہوں"

بکر "خدا کی قسم مجھے قضا میں کوئی سلیقہ نہیں" ایاس اسکے آپکا عدی "یہ کوئی بات نہیں میں تو مجبور ہوں کہ آپ کو قاضی مقرر کروں"

بکر "واہ کیا زبردستی ہے۔ میں قسم کھا رہا ہوں اور آپ اصرار کر رہے ہیں بھلا خیال تو کیجیے میں جھوٹی قسم کھائی ہے تو جھوٹا قاضی کس کام کا اور سچا ہوں تو آپ ترجیح بلا مرجح کے گناہگار ہونگے اگر مجھکو ایاس پر فضیلت دیں کوئی جان بوجھ کے کچی روٹی نہیں کھاتا"۔

ہماری سرکار دولتمدار تمام حکام کی کتاب اعمال ہے یعنی ہر بڑے حاکم کی طبیعت اور مزاج سے بخوبی واقف ہے بااینہمہ وہ بڑے بھلے ہر قسم کے جج لگائے رکھتی ہے جہاں کہیں جیسا محل ہوا ویسا آدمی مقرر کر دیا فرض کیجیے ضرورت ہے کہ رعایا اور حکام کی باہمی آویزش میں قصور وار رعایا ثابت ہو اور حکام کا دامن آلودگی سے بالکل محفوظ رہے چاہے انھوں نے قتل غارت سرقہ اور تمام گندے گندے جرم کیے ہوں تو ویسا ہی جج بھیج دیتی ہے جاؤ میاں تحقیق تفتیش کرو مگر ہماری بات کا خیال رہے۔ علےٰ ہٰذا القیاس دو مختلف گروہوں یا شخصوں میں مارپیٹ ہو جائے اور ضرورت آن پڑے کہ انصاف ہو تو فوراً ویسا ہی حاکم جیب سے نکال کے بھیجدیتی ہے۔

جتنی تحقیقاتی کمیٹیاں اسوقت تک مرتب کی گئی ہیں انکی اندرونی حالت غور کے قابل ہے۔ مزا یہ ہے کہ حکومت کو معلوم کیسا یقین ہے کہ حاکم صاحب یا جج صاحب انصاف کا بارہا گلا کاٹ چکے پھر بھی انکے عدل و صدق میں کوئی اختلاف کبھی نہیں کرتی۔ اسے کیوں نہو۔

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن ایرکیہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکالی ہیں کہ ان میں سے کئی ایک علاج ایسے ہیں جو بہت سے اعضاء کو حرکت دیتے ہیں جن کو قبض کی شکایت اور دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہتا ہے۔ اعضاء کو کس طرح حرکت دینی چاہیے اس کے واسطے کتاب میں ۴۳ تصاویر دی گئی ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں ہے کتاب زیادہ تر ان لوگوں کیواسطے مفید ہے جو گھر بیٹھے ہیں اور ورزش وغیرہ کرنے کا موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے بد ہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفات کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ۸ا کر دیا ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات سے جاہل خود غرضوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت کھو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بحالیٔ صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں۔ اگر آپ لکھنؤ نامور تجربہ کار اور حاذق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی فہرست جدید طلب فرمائیے خود بھی فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

منیجر دواخانہ معدن الادویہ کیسر باغ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ سنہ ۲۸ و ۲۹ء

(۱) اُردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی ادبی اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خزانہ کتب میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد ۶ معہ محصول ڈاک۔

(۲) سنہ ۱۹۲۱ء کی چند ششماہی جلدیں جولائی سنہ ۲۸ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں قیمت مع محصول ڈاک ۳ ہے

(۳) جلد سنہ ۱۶ء کے (۸ نمبر) ان نمبروں میں انشاپردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے شائقین کو جلد طلب فرمانا چاہیے قیمت ۸ علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہندوستانی ایکاڈمی صوبہ متحدہ

مطبوعات

۱۔ ازمنہ وسطیٰ میں ہندوستان کے معاشرتی اور اقتصادی حالات۔ از علامہ عبداللہ بن یوسف علی۔ ایم اے۔ ایل ایل ایم سی۔ بی۔ ای۔ مجلد ۳

۲۔ ایضاً ایضاً غیر مجلد ۲

۳۔ اُردو زبان اور ادب از سید ضامن علی ۔ ۲

۴۔ مغلوں سے پہلے عرب اور ہندوستان کے تعلقات۔ از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ ۴

زیر طبع

۱۔ مسلمانوں کے تمدن پر ہندوؤں کا اثر۔ از مولانا محمد امین صاحب عباسی ۔ ۔

۲۔ قرون وسطیٰ کا ہندوستانی تمدن۔ از رائے بہادر مہامہو پادھیایہ پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا۔

۳۔ ہندی شاعری۔ از ڈاکٹر اعظم کریوی۔ ۔ ۔

۴۔ ناتھن (جرمن ڈراما) ترجمہ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب ایم اے۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس ۔ ۔ ۔

۵۔ ترقی زراعت۔ از خان صاحب مولوی محمد عبدالقیوم ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت الہ آباد ... ..

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دیجائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائیگی۔

(۴) بحساب ۱۰ آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے بچے ہوئے پرچے واپس نہ لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجیب دلچسپ نظم ہے۔ پڑھیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ٹکٹ بھیج دیجیے وی پی اور منی آرڈر بھیجئے

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر اے ۲۸۳
جلد
عدۂ روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی
اور
ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار رہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر
قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا
ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ
صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ نادر اسمیں
موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
1930
M.B. Khan Artist Dobahan Lucknow

توجّہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اللہ گر یہی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ کوہ و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح تنائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام، درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کالی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر مدت خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں چاہیئے کہ منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹّی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اودھ پنچ لکھنؤ

ضمیمۂ اودھ پنچ

جلد ۱۵ — اگست ۱۹۳۰ء

ترمیمۂ تدقیق بر پشت گنجینۂ ناتحقیق

(نمبر ۳ تتمہ نمبر ۴۲)

بیا تا کارِ ما آدم و برپشت عزا اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح نو براندازیم

ہم نے اعتراضاً نہیں مگر بطور تنبیہ "فلک آسمان سیر" کی ترکیب کو رکیک قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ "آسمان سیر" زیادہ فصیح ہے جن لوگوں کو خدا نے عربی کتب ادبیہ کے مطالعہ کی توفیق دی ہے وہ جانتے ہیں کہ "آسمان سیر" اور "آسمان سیر" میں کیا فرق ہے - اگرچہ کتب لغت میں بظاہر ایک ہی معنی کے صدہا الفاظ نظر آتے ہیں مگر علمائے اصول لغۃ نے فروق اصطلاحیہ پر متعدد کتابیں لکھی ہیں وہ سب اسی طرف رجحان رکھتے ہیں کہ ایک معنی کے دو لفظ بغیر کسی مخفی یا ظاہر فرق کے ایک ہی زبان میں وضع نہیں ہو سکتے مرادف المعنی الفاظ اس وجہ سے مرادف سمجھے جاتے ہیں کہ کثرت استعمال یا اہمال (غفلت) اہل زبان کی بدولت معنی کا اصطلاحی فرق محفوظ نہ رہا - فقہ اللغۃ امام ابو منصور ثعالبی۔ نظرات فی الفروق اللغویہ سیوطی۔ ایضاح الاصلاح سہروردی - نظرات فی تاریخ الادب الاندلسی کامل کیلانی - تحفۃ النظامیہ فی الفروق الاصطلاحیہ - الفلسفۃ اللغویہ - وغیرہا آج بھی دنیا میں موجود ہیں - عربی الفاظ بجبر و اکراہ قرض لینے والے کا فرض ہے کہ رسمی کتب لغات پر قناعت نہ کرے بلکہ کتب پر بھی نظر رکھے تاکہ لفظ کا صحیح افادہ قائم و برقرار رہے مگر اس قسم کے اشارات یا تصریحات کا تحمل ہمارے حضرت بیخود کے سے نازک دماغ نہیں کر سکتے - وہ اسی میں خوش ہیں کہ جو کچھ کسی کو کہتے سنیں بس لے بھاگیں - اسی وجہ سے انھوں نے اعتراض کا اصل مطلب سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائی - ہاں کیوں فرماتے؟ اول تو بیخودی عرض لازم ہے وہ ذات سامی سے منفک نہیں ہو سکتی دوسرے محقق ہونے کی سعی کرتے ہیں بے وقوف - وہ محقق بننا چاہتے ہیں اکیلے انھیں پر موقوف نہیں اب تو دنیا بھر محقق بن بیٹھی ہے - بن بیٹھنے سے مقصد شہرت حاصل ہو جائے تو محنت کرے بلا - کتابوں کی بھلی بنے پاپوش۔

حضرت بیخود نے "آسمان سیر" اور "آسمان سیر" کی سندیں پیش کر کے وقت عزیز کی اضاعت فرح اصلی کی ساتھ فرمانی شروع کی - کیسے آسمان سیر تو معرض بحث میں تھا مگر فلک سیر یا آسمان سیر میں کسے اشتباہ تھا جو تحصیل حاصل کے در پے ہوئے؟

اسپ فلک سیر کمیت فلک سیر شبدیز فلک سیر رخش فلک سیر مرثیوں میں ضرور موجود ہے - کمیت بہ وصف میں سب ہی نے کہا ہے - انسان کی عقل و فکر کو فلک سیر اردو میں کوئی کہے بشرطیکہ ممدوح فلک سیر کی اصطلاح خاص سے واقف ہو تو شاید کہنے والے کی چندیا مشکل سے سالم رہے گی -

ایک شاعر صاحب فارسی قصیدہ کسی امیر کی مدح میں لکھ کے لے گئے ابھی مطلع کا ایک ہی جزو

"اے تاج دولت بر سرت"

منھ سے نکلا تھا کہ رئیس کا چہرہ سرخ ہو گیا پوچھا:-

"تقطیع می دانی"

شاعر سمجھ گیا کہ خیریت نہیں فوراً عرض کیا "قربانت شوم نہ خیر" رئیس نے اشارہ کیا "تخفیف تصدیع" اگر شاعر صاحب کی عقل درست نہ ہوتی تو جھٹ سے کہہ دیتے جی ہاں سن لیجیے "اے تاج دو" مستفعلن "لت بر سرت" مستفعلن - ان کے منھ سے نکلا "ذلت بر سرت" اور دربان سے بچ بچ لات لگی سے ہڈیاں نرم کر دیتے معرفۃ قد کی اچھی خاصی تقطیع ہو جاتی۔ سیر - سیار - مسیر - سیعۃ - مسیرۃ ضرور ایک دوسرے کے مماثل ہیں مگر کتب فروق اصطلاحیہ میں ان کے فرق کو کسی سے پڑھوا کے سنیے - ہم خود بتا دیتے مگر کسے بتائیں بیخود صاحب کو؟ عادہ وہ آسمان سیر وغیرہ کے بارے میں مزاتیل کی ثمرات البدیع سے عبارتیں نقل فرما کے حق نمک رہائی ادا کرتے ہیں تو ہم کیوں اہل زبان (عربی) کے علما کے اقوال اس بارے میں نقل کریں - بیخود صاحب کو اتنا سلیقہ بھی نہیں کہ گھوڑے کی رفتار کو تو نشے سے ہزاروں شعرا نے تشبیہ دی ہے اگر فلک سیر (عنبک) سے مشابہت ہو جائے گی تو کیا قباحت ہے۔

اچھا پانچ برس کے بعد "سیر" اور "سیر" کا فرق بتا دیا جائے گا بشرطیکہ حضرت بیخود ایک اتنی ہی موٹی جلد لکھے ہاتھوں اور تیار کر ڈالیں یعنی گنجینۂ تحقیق عرف گنجینۂ ناتحقیق کی جوڑی بھی ڈھونڈھ نکالیں - اس ترکیب کے بارے میں اتنا لکھ کر اب اپنے زیر اعتراض کی تفصیل کرتے ہیں جو ایک لایعنی اور بیہودہ لفظ "جذبات" پر ہم نے وارد کیا تھا - لاکھ لاکھ ارادہ کیا کہ جو کچھ ہم پہلے لکھ چکے اسکے دہرانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے مگر جب اعتراض کی اصل عبارت .... از راہ دیانت و امانت جناب بیخود نے ہضم فرمالی تو آخر مجبور ہو گئے - خلاصہ اعتراض یہ ہے

(۱) جذبات بسکون ذال بمعنی یا بالفتح ذال بمعنے کیفیات وجدانیہ عربی نا لفظ ہے فی الحقیقہ عربی نہیں

(۲) اگر یہ جذبۃ بسکون ذال کی جمع مانا جائے

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت جناب سید ارشاد حسین صاحب منصف اکبرپور مقام اکبرپور

مقدمہ نمبر ۱۷۱ سنہ ۱۹۳۰ء

کنور رامیشر بخش سنگھ بنام کنور ماو غیرہ
مسماۃ کنور ... بیوہ بھگوت سنگھ ساکن براگل پرگنہ اکبرپور
بنام ... جگت سنگھ ولد جگو سنگھ ساکن مذکور

ہرگاہ مسمی مدعی نے درخواست حسب آرڈر ۲۱ قاعدہ ۱۶ و حسب آرڈر ۴۳ قاعدہ ۵ اس عدالت میں گزرانی ہے کہ ڈگری قطعی فرمائی جاوے۔

لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے تاریخ بیس ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھلاؤ اگر ایسا نہ کرو گے تو درخواست مذکور یکطرفہ بغیر حاضری میں سماعت کی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۱۲ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بمقر منصفی اکبرپور ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

تو عربی میں اسکے دو معنی ہیں (مسافت یعنی حصۂ راہ اور سوت کی گلوبی)

(۳) جذبہ بمعنی کشش جو اہل فارس کے نظم و نثر کلام میں ہے وہ فارسی ہے نہ کہ عربی اسلئے کہ عربی میں کشش کے ہم معنی لفظ "جذب" ہے نہ کہ جذبہ۔

(۴) عربی کے جرائد یا مجلات علمیہ میں یا علم النفس کے متنوں میں بھی جذبات کا وجود بعوض کیفیات وجدانیہ نہیں ہے۔

(۵) یہ لفظ ان معنی میں ہندوستان کی ایجاد ہے لہذا اُردو ہوا پس یہ فارسی ترکیب سے نہ مضاف ہو سکتا ہے نہ مضاف الیہ۔

(۶) جن لوگوں نے اسے لطور اصطلاح خاص بمعنی کیفیات وجدانیہ و نفسانیہ استعمال کیا ہے انھیں اپنے فعل کا اختیار ہے مگر اسکے اصلی معنی میں کوئی قرینہ بعیدہ بھی ایسا موجود نہیں جو اصطلاحی معانی کی طرف ذہن کو منتقل کر سکے۔

یہ دعاوی تھے جو استدلال خاص کے ساتھ ثابت کئے گئے۔ مجیب پر فرض تھا کہ وہ ان تمام اُمور کا جواب لغت عرب سے دیتا۔ اگر ہم غلطی پر تھے تو دنیا خود ہی ہمیں شرمندہ کرتی کہ عربی مستند لغت کے مقابلے میں۔ تمھیں زبان کھولنے کا حق نہیں۔ مگر حضرت مجیب کو جملہ اہل علم کے مسالک اور تمام قواعد مناظرہ سے کلی نفرت ہے وہ اپنی قابلیت کا اظہار صرف اس طریقہ سے کرنا چاہتے ہیں کہ واہ جناب یہ لفظ تو مولانا پاؤ ناتھ لکھنوی شیخ جھینگر بیہڑ ملوک نے کتاب الغپ غنو صحیفۂ لوامیات اور مجلۂ تسنا نگریات میں کئی جگہ لکھا ہے علاوہ اس عقل کا کھانا نا ہے۔ اگر توجہ کرتے ہیں کہ یہ علمی اصطلاح ہے اور جا و بیجا استعمال بھی کرتے ہیں لفظ محبت کا لباس پہنے ہوئے اور پر سوار ہے مگر کسی عربی کی لغت یا فرہنگ اصطلاحات کا حوالہ نہیں دیتے۔ جب نہیں کہا تھا تو اب کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے اسے اصطلاح عربی سمجھا وہ اپنے دماغ کا علاج کریں وہ اہل علم سے مخاطب کا استحقاق نہیں رکھتے۔ یہ لفظ کیفیات نفسانیہ و وجدانیہ کے معنی میں خاص ہندوستانی ایجاد ہے یہ ترکیب فارسی مضاف و مضاف الیہ نہیں ہو سکتا۔

بہر حال جناب مجیب کو بجز ہندیوں کے اور کوئی مصنف عربی کا نہ ملا جو انکی پشت گرمی کرتا۔

ہمارا قلم آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ ایک دوست باہر سے تشریف لائے اور پوچھا کیا کر رہے ہو۔ سوال مشکل تھا مگر میں نے آسانی کے ساتھ جواب دیا۔ لکھ رہا ہوں۔

دوست: جو کچھ لکھتے ہو عبث ہے۔

میں: یہ کیوں؟

دوست: اس وجہ سے کہ پہلے لکھ چکے ہو اور سے بھی تمھارے حافظہ کو کیا ہو گیا ہے زری اودھ پنچ کی

برست عوام فروخت کے لیے

سمن لغرض انفصال مقدمہ

نمبر مقدمہ۔

بعدالت جناب مولوی سلطان احمد صاحب بہادر بلگرامی آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ضلع ہردوئی۔

مرلیدھر ولد بندی دین قوم برہمن ساکن موضع ..... پرگنہ ..... مدعی

بنام

کوسال سنگھ وغیرہ ..... مدعا علیہ

بنام کوشال سنگھ و چھتر سنگھ و گنگا سنگھ و ٹکٹ سنگھ پسران سکھو سنگھ و گجراج سنگھ و بھوندر سنگھ و ٹیکا سنگھ و کرم پسران ..... اقوام ٹھاکر ساکنان موضع ..... پرگنہ ..... تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی

واضح ہو کہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابتہ ..... کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ تیسری ۱۰ ستمبر ۱۹۳۰ء وقت ۱۰ بجے بمقام ہردوئی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعویٰ کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات پر جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔ اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بلا حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۹ اگست ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

نوٹس لنسبت دکھانے وجہ بنونہ عام

بعدالت دیوانی منصفی شاہ آباد ضلع ہردوئی مقام شاہ آباد ضلع ہردوئی

اجلاس جناب سید ابوالقاسم زیدی صاحب ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی منصف

مقدمہ نمبر ۳۰۰ ۱۹۳۰ء

ہری رام ولد رام دیال ساہ قوم ویش ساکن قصبہ شاہ آباد محلہ برما باز ار پرگنہ و تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی سائل ڈگریدار

بنام

ناصر وغیرہ ..... فریق ثانی مدیونان

بنام (۱) مسماۃ قبولن بیوہ شکر اللہ (۲) شفیع اللہ نابالغ ولد شکر اللہ بولایت مسماۃ قبولن مادر خود (۳) نتھوں ولد تکن اقوام کنجڑہ ساکنان قصبہ شاہ آباد محلہ برما بازار پرگنہ و تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی مدیونان

ہرگاہ مسمی ہری رام سائل نے درخواست اس عدالت میں گزرانی ہے کہ رام دیال ساہ اصل ڈگریدار فوت ہو گیا سائل (ہری رام) اسکا وارث و قابض جائداد ہے بجائے رام دیال ساہ ڈگریدار متوفی کے سائل (ہری رام) کا نام بطور اسکے وارث جائز کے بحیثیت ڈگریدار قائم فرمایا جاوے۔ اور شکر اللہ مدیون ڈگری فوت ہو گیا مسماۃ قبولن اسکی بیوہ و شفیع اللہ نابالغ اسکا لڑکا اسکے وارث و قائم مقام ہیں بجائے شکر اللہ مدیون متوفی کے مسماۃ قبولن اسکی بیوہ اور شفیع اللہ نابالغ پسر متوفی (بولایت مسماۃ قبولن مادر خود) کا نام قرار دیا جائے۔

لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۰ء اس عدالت میں حاضر ہوکر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ۔ اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکور تمھاری غیر حاضری میں سماعت کی جاوے گی۔

بتاریخ ۱۰ اگست ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بمقام عدالت منصفی صاحب بہادر شاہ آباد ضلع ہردوئی ۱۰ بجے

اطلاعنامہ بنام ولی مجوزہ

بعدالت دیوانی منصفی شاہ آباد ضلع ہردوئی مقام شاہ آباد ضلع ہردوئی

اجلاس جناب سید ابوالقاسم زیدی صاحب بہادر ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی منصف۔

مقدمہ نمبر ۳۰۰ ۱۹۳۰ء پیشی بارہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۰ء

ہری رام ولد رام دیال ساہ قوم ویش ساکن قصبہ شاہ آباد محلہ برما بازار پرگنہ و تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی سائل ڈگریدار۔

بنام

ناصر وغیرہ ..... فریق ثانی مدیونان

بنام [شفیع اللہ نابالغ عمر پانچ سال ولد شکر اللہ قوم کنجڑہ ساکن قصبہ شاہ آباد محلہ برما بازار پرگنہ شاہ آباد ضلع ہردوئی مدیون نابالغ
مسماۃ قبولن بیوہ شکر اللہ قوم کنجڑہ ساکن شاہ آباد محلہ برما بازار پرگنہ و تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی ولی قدرتی]

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں ڈگریدار نے ایک درخواست گزرانی ہے کہ مدیون نابالغ کا ایک ولی دوران مقدمہ مقرر کیا جائے لہذا تم مسماۃ قبولن کو اسکی رو سے اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر تعمیل اطلاعنامہ ہذا اسکے تاریخ بارہ ستمبر ۱۹۳۰ء کے اندر ایک درخواست اس عدالت میں نسبت تمھارے یا تم مسماۃ قبولن مذکور نابالغ کے کسی دوست کے ولی دوران مقدمہ مقرر کیے جانے کی نہ گزرانو گے تو عدالت تم کو یا کسی اور شخص کو نابالغ مذکور کا ولی واسطے اغراض مقدمہ کے مقرر کرے گی۔

ہری رام ڈگریدار نے درخواست پیش کی ہے کہ شفیع اللہ نابالغ کی ولیہ اسکی حقیقی ماں مسماۃ قبولن مقرر کی جاوے لہذا تم مسماۃ قبولن مذکور کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم کو جو کچھ عذر ہو جا سکے ..... بارہ ستمبر ۱۹۳۰ء حاضر عدالت ہو کر پیش کرو۔

آج بتاریخ ۱۰ اگست ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بمقام عدالت جناب منصف صاحب بہادر شاہ آباد ضلع ہردوئی ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک۔

اُسکے حرف حرف کا جواب دیا جا چکا - اور ہمارے
جواب کے ایک حرف کو بھی گنجینۂ تحقیق باطل نہ کرسکا
ہمارے مکرم عنایت فرما تو چلے گئے اب ہم ناظرین
اودھ پنچ کے سامنے اپنی یاد کے ضعف کا اعتراف کرتے ہیں
ہمیں خیال تو اب بھی نہیں ہے کہ ہم مضمون
مندرجہ گنجینۂ تحقیق بعنوان سرسید تحقیق کا جواب
دے چکے مگر ایک مرد مسلمان کہتا ہے مسلمان کو
جھوٹ نہ بولنا چاہیے اسلیے ضرور وہ سچ کہتا ہوگا
جناب ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ بھی اودھ پنچ کے
زریں کالموں کو تحصیل حاصل
کرنے کا گناہ معاف فرمائیں اور
شکر بھی ادا کریں کہ بندہ کی بھول
چوک سے مزید نقصان ہونے
نہ پایا - خیریت گزری - اب
جناب ایڈیٹر صاحب کو ایک
مختصر تبصرہ اس گنجینۂ تحقیق
کے جملہ مضامین پر کرنا چاہیے
تاکہ ہمارے بجنوری صاحب کو
شکایت کی وجہ پیدا نہ ہو سکے
فارغ البال ہو کے خوب نہانا پائے
والسلام

راقم

خاکسار ادب الشعراء عفی عنہ

نوٹ - واقعی بہت جلدی
جناب کو اپنی خبر مل گئی فیضی
صاحب کا خط پڑھ کیا اپنے ہاتھ
داڑھی مونڈنے بیٹھے گئے یا تھی
کی ریش میں صابون لگانے لگے - ہم نے پوچھا کیا کرتے ہو
کہا - داڑھی مونڈتا ہوں - وہ جھلایا کہ یہ تو
میری ٹھنڈی ہے میں خلاف شرع فعل نہیں کرتا
تو لازم آیا فیضی صاحب کو تلاش کریں اپنی
گم گشتہ زلف مقدس واسطے صابون لگانے
کے اور شکر ہے کہ مل گئی انھیں گم گشتہ شے
دوستوں کی عنایت سے۔

نیازمند اودھ پنچ،،

کٹ گئی

ارے میاں خیر تو ہے - کیا کٹ گئی -
ارے یار اور کچھ نہیں ممبری کی مدت کی طرح
ہماری مصیبت کٹ گئی اور کیا کٹ گئی -
استغفر اللہ آپ بھی آدمی ہیں یا کوئی کٹھ اُلّو
ذری سی بات کے پیچھے اتنا طومار باندھ دیا کہ میں
حیران ہو گیا -
تو آخر اسمیں حیرانی کی کونسی بات تھی آپ
خفا کیوں ہو گئے -
اماں خفا کون مردود ہوا - مجھکو تو اور خوشی ہوئی
کہ تمھاری مصیبت کٹ گئی مگر کیونکر کیا میں بھی
سُن سکتا ہوں -
بہت آسانی سے - خدا سرکار کا بھلا کرے -
تجارت کا ایک بہت سہل طریقہ نکال دیا -
وہ کیسا وہ کیا -
ارے یہی الکشن -

تو پھر - الکشن میں کیا دھرا ہے
ہا ہا ہا - واہ اللہ یہ بھی خوب کہی - الکشن آپ کے
نزدیک کچھ شے ہی نہیں - سبحان اللہ
میں تو یہی سمجھتا ہوں -
ارے میاں تم حو کس خیال میں ہو - اب تو دنیا
اسی پر کمر باندھے ہے کہ ادھر الکشن کا زمانہ آیا اور
یارانِ طریقت نے سہاگ منائی کہیں سے قرض دام
ڈھائی سو روپیہ لے کر ضمانت داخل کردی اور اپنا
نام اُمیدواروں میں درج کرا کے پانچوں سوار بن بیٹھے
شہرت دینے کی غرض سے جابجا
دوڑ دھوپ شروع کردی - دوست
احباب سے ووٹ کے وعدے
لینے لگے کچھ اشتہارات اور پوسٹر
جنکی عبارت فریق مخالف سے
گالی گلوج جوتی پیزار اور اپنی مستعدی
و قومی خدمات پر مبنی ہوتی ہے
چھپوا کر شائع کرائے فریق مخالف
کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانے
کی غرض سے جابجا سفارشیں
پہونچائیں اور ووٹروں کو مٹی کے
کھلونوں کی طرح توڑنے اور اپنے
قبضہ میں لانے کی کوششیں
کرنے لگے غرض کہ خوب اپنا
رنگ جمانے کے بعد کسی آنکھ
کے اندھے اور گانٹھ کے پورے
مدمقابل سے معاملے ہوا - ایک
معتد بہ رقم سے جیب گرم کرکے
بیٹھ گئے نہ ہینگ لگی نہ پھٹکری ترضخواہ کا قرضہ
ادا کیا جو رقم بچ گئی وہ شیر مادر کی طرح ہضم -
ادھر اپنا مطلب بھی نکلا اور ممبری کی نقل نبیدی کے
خبط میں کیلوں کے صدمہ سے بھی محفوظ رہی
کیا معنی کہ جانے والی عزت سلامت رہ گئی اگر
ہمارے ستارے کی سعادت سے کوئی سونے کی
چڑیا دام الکشن میں گرفتار ہو گئی تو پھر ہمارا کیا
کہیں نہیں گیا ہے قبول لو اسمبلی کے پانچ ....

"اُس سرزمیں پہ جاؤں جہاں آسماں نہو"

نارضامندی

نفرت

ضیاع مال

تضییع وقت

"ہیو ہیو - ہیں ہیں - گوئنگ ٹو امریکا"

انگلیاں گھی میں سر کڑھائی میں اگر مالک کو منظور رہا تو قسم ہے ایل-ایل-بی-بوڑھے باپ کی دو وڑ دہو کے حیلے سے موٹر تو مفت کا ملے گا- آئے دن پیادہ یا پکھری آنے جانے کی مصیبت تو کٹ ہی جانے گی اور چاندی کے اُجلے اُجلے چمک دار سکون سے آٹرن سیف کا پیٹ بھرے گا وہ گھاتے میں-

بھئی بُرا نہ ماننا میرے نزدیک تو شیخ چلی کے حضور میں کوئی ایسا بیوقوف نکلے گا جو تمھاری دیں ایلی دقیانوسی کرم خوردہ تمناؤں کو پورا کریگا-

ارے بھئی یہ نہ کہو میری کا بھوت ایسا نہیں ہوتا کہ جس کے سر کھیلے اسکو بھوت نہ بنا دے- ووٹ حاصل کرنے کا ہر امکانی طریقہ عمل میں لایا جاتا ہے۔ کہیں خدا کی راہ میں ووٹ مانگے جاتے ہیں کہیں بزرگوں کے نام پر کہیں بچوں کی خیرات کہیں بیوی کا صدقہ۔ کہیں ذاتی وجاہت کا واسطہ کہیں مسماۃ فضیلت بیگم کا حسن وجمال کسی مستحق کے نام پر چار گالیاں بھی دل سے نکلیں گی مگر الکشن کے لیے چاہے ماندھی تک بک دینا۔ کسی قومی غریب بھائی کی امداد کی توفیق نہو گی مگر الکشن کے وقت جمعرات کی کھٹیوں کی طرح دینے۔۔ قومی ہمدردی اور قومی خدمات کا خیال بالائے طاق ہر طریقہ سے کونسل چیمبر میں داخلہ ہے کیونکہ جنت کے داخلہ سے افضل قوم کے مطالبات گئے بھاڑ میں

مگر بے سبب پریسیڈنٹ کی خوشامد عین فرض ہے جن کا کی درخواستوں کو بڑے لوگوں کی میز تک تو کجا ردی کی ٹوکری تک بھی بار یابی محال تھی اون کے نام باظہار خصوصیات قدیم ووٹ کا استحقاق جتانے کے لیے خطوط روانہ کیے جاتے ہیں- جن کا سلام بھی قبول کرنا بار تھا اُن کی داڑھی سہلائی جاتی ہے- برسوں کے روٹھے منائے جاتے ہیں- مدتوں کے بچھڑے ملائے جاتے ہیں جن سے کبھی صاحب سلامت جان پہچان تک نہیں ان سے وقتی اخلاق برت کر خصوصیات قائم کیے جاتے ہیں ووٹ مانگنے کے لیے دریوزہ گری فخر سمجھی جاتی ہے- لیلائے ممبری کی تلاش میں بل مانگنے کو دو چار نکلتے مسٹر قیس کی طرح خاک چھانی جاتی ہے بن سنور کر ٹھاٹ بدل کر ذوات الاعلام کی طرح گھر گھر جا کر ووٹ بنالیے جاتے ہیں- الکشن کے روز پولنگ اسٹیشن بالے میاں کا میلہ بن جاتا ہے- جہاں کوئی ووٹر ووٹ دینے چلا کہ جملہ امیدواروں کے دلال درگاہ کے فقیروں کی طرح اوس سے چمٹ گئے ہر شخص اپنی جانب اوس کو مائل کرنے کی کوشش میں حاجت بیان کرتا اور تک چلا جاتا ہے-

ایک:- یار ہماری ماں نے تم کو بڑھاپے تک دودھ پلایا ہے اس کے علاوہ ہماری ٹیشن پر ترس کھا کر ووٹ ہمیں کو دینا-

دوسرا:- واہ تمھیں کیوں ووٹ دیں اون کی سگی چچا زاد بہن اوس شخص کی بہن ہوتی ہے (چپکے سے) سنتے ہو شیخ ظریف الدین کا نام نہ بھولنا-

تیسرا:- کیا بکتے ہو ہم ان کے لڑکوں کے نانا ہیں

یہ ہمارا خیال کریں گے یا اور کسی کا کان میں! میر ابن الوقت خاں کا نام یاد رہے-

چوتھا:- تم سب جھوٹے ہو- ان کو جیسی طرح یاد ہے کہ جب یہ پیدا ہوئے تھے تو میری ہی ماں نے ان کی نال کاٹی تھی اور اُسی آکھت سے میری پرورش ہوئی میرے جہان میں مجھ سے بڑھ کر کون مستحق ہو سکتا ہے (پیٹھ ٹھونک کر) مرد جہانگیر بیگ کا نام رٹتے رہو۔

غرض کہ ہر طرف کی کاؤں کاؤں سے بیچارہ ووٹر کو ون میں گھوسٹ بن جاتا ہے-

چند روز کے یہ جھگڑے اور ہیں اس کے بعد گول میز کانفرنس میں سائمن رپورٹ۔ نہ جانے کونسی اسکیم قائم کرائے اور کس کل اونٹ بیٹھے اس کے علاوہ بہت ممکن ہے کہ ووٹروں کو الکشن کے اکھاڑے میں پر تولتے دیکھ کر کانگریس والے پکٹنگ کی لاٹھی لے کے کود پڑیں اور دوڑ بھی دوڑ بے کہہ کر سب کو سزا کے اپنے کے نیچے بند کر دیں-

ہاں یار یہ تو ٹیڑھی سنائی اچھا خیر بھاگے بھوت کی لنگوٹی سہی اس منحوس دن کے آنے سے پیشتر ہی جو کچھ مل جائے وہی غنیمت اور کچھ نہیں تو ایک موٹر ہی سہی-

بھئی واللہ تم لوگوں کے پیٹ ہیں یا کا نپور کا نالا اس میں شک نہیں نہ جانے کس مٹی سے تمھارا خمیر ہوا ہے مرنے کے بعد کیا حال ہوگا-

آج تو چین سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

راقم فاؤنٹین پن

مفت! بالکل مفت!! مفت!!!

گیارھواں اڈیشن تیار ہوگیا

کتاب کام شاستر جو اٹھارہ زبانوں میں ہزارہا ستر لاکھ مفت تقسیم ہو چکی ہے- کی اُردو زبان کا گیارھواں اڈیشن تیار ہوگیا ہے اسکے مطالعہ سے حصول زندگی راہ راست سچی خوشی بھی اولاد پیدا کرنے کے قواعد اور دیگر بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے اگر دیر کرینگے تو بارھویں اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا اڈیشن صرف دس ہزار کا ہے آج ہی ایک کارڈ لکھ کر مفت منگوا لیں-

ملنے کا پتہ

ویدشاستری جام نگر کاٹھیاوار۔

ایجنٹ لالہ بھگت رام پوری پاند منیو تر منڈی لاہور

سالہائے گزشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ہم ذمہ لیتے ہیں سلسل ظریفانہ مضامین اور قصص ملاحظہ فرما کے لطف اُٹھائے صرف تھوڑی سی جلدیں باقی ہیں جلد آرڈر دیجیے ۱۹۲۹ء کی کل جلد معہ محصولڈاک للعہ ۱۹۲۷ء کی کل جلد فی جلد معہ ۱۹۲۶ء کی کل جلد فی جلد سے آخر ششماہی ۱۹۲۶ء فی جلد سے

منیجر

زائرین روضۂ امام رضا علیہ السلام خراسان

جملہ عمائد و علمائے لکھنؤ مثلاً شمس العلماء مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ و نواب سید سجاد علی خاں صاحب عرف منے نواب صاحب تحسین گنج و حکیم منے آغا صاحب فاضل سے دریافت کر سکتے ہیں کہ آپ کو ہر قسم کا آرام شیخ مہدی خادم ہندی کے یہاں قیام کرنے سے مل سکتا ہے-

"بری بری دھت دھت"

"خطرہ...... اندیشہ...... چیتے یار خاں! ہت"

ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
دیکھیے پھولوں کی لاج رکھیے گل عارض کے رنگ سے اسکا رنگ پھیکا ہوا جاتا ہے۔ خوشبو درکار ہے
تو یہ عطر حاضر ہے"
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

شاہ کے آگے کرو اپنا سرِ تسلیم خم
بس عروسِ کامرانی تم سے ہم آغوش ہے
گر یقین ذرہ ہے تو سرکار سے مہرِ منیر
تو محض ناچیز وہ سلطانِ عالی ہوش ہے
ایک ادنیٰ حکم سے اسکے جہاں ہوگا فنا
ہیچ لیکن برتری وہ حلم سے خاموش ہے

ہمیں امید ہے کہ اس قصیدہ کوش کے ہمارے نئے معاصر کی طرف دنیا ضرور متوجہ ہو جائے گی خصوصاً عوام اور بعد توجہ تامہ پرچہ مالی حیثیت سے ناقص نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی زبردست مضمون کسی سیاسی مسئلہ پر ابتدائی نمبر میں نہیں لکھا گیا اور تمام طباعی "جنم اسٹمی" پر صرف کر دی گئی تو اس سے یہ لازم نہیں کہ آئندہ اشاعت میں زورِ قلم کی بانگی نہ دکھائی جائے گی۔ ایک ظریف کے واسطے قادر الکلام ہونا تو صرف لازم ہے "جوش" میں "چٹکیوں" کے عنوان سے ایسا مضحک مضمون ایڈیٹر صاحب نے (غالباً) تحریر فرمایا ہے کہ جو پڑھے وہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائے یا یہ معنی کہ چٹکیوں کی دل لگی میں ہنسی دیر پا نہیں ہوتی۔ پس جب قدرتِ کلام حاصل ہے تو سیاسی مضامین کی طرف سے دل تھوڑا کرنا قبل از وقت ہے دیکھیے بابِ زورِ قلم صاحب اقبالِ حکومتِ وقت اس نئے جوش سے کیا نفع حاصل کرتی ہے۔ بالفعل تو ایک ظریف شاعر کا یہ شعر یاد آ گیا ہے آپ بھی پڑھیے

ناقہ بھاگا بھی تو بھاگا نجد سے قبلے کی سمت
پیچھے پیچھے قیس اور آگے خدا کا نام تھا

"جوش" کی لکھائی چھپائی مضامین سے ہزار درجہ اچھی ہے۔ نمونہ منیجر "جوش" جوش آفس نئی بستی لکھیم پور کھیری سے طلب فرمائیے۔

راقم ادبار الجرائد عفی عنہ

منطق آرا بیگم بنام مسز حسن امام

سمدھن صاحب! میری بندگی۔

بہن تم پوچھو گی تو تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ میں نے جو تمھیں سمدھن کہا تو سچے رشتے سے کہا۔ تم لکھنؤ میں آئیں تم نے خوب خوب تقریریں کیں دھوم مچ گئی مگر کیا کروں مجھے گھر کے کام دھندے سے مہلت ہی نہ ملی جو میں بھی تمھاری تقریر سنتی۔ تقریر کو خیر سننے سے خوشی ہوئی۔ بوا خدا تمھاری مانگ کوکھ ٹھنڈی رکھے حاجی صاحب نے ہزاروں کھیل دکھائے ہیں سلامتی سے دولہا بھائی گندہ ذہن منھ پھٹ۔ تمام لیڈروں کو حسد کی نگاہ سے دیکھنے والے بات کہہ کے مکرنے والے۔ قومی مال سے پیٹ بھرنے والے ہیں۔ بڑے تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ آجکل کے مردوے تو بس بچے جنوانے کے سوا باقی سب کاموں میں بیٹھے ہیں دیکھو کسی کا منہ نہ پڑا جو ان دونوں کی خر سے دنیا کو بچانے کے لیے انکی تمام چالبازیاں بھرے مجمع میں الٹ کے رکھ دیتا ارے انھوں نے بھی تو کئی شریفوں کو ذلیل کرنے کی بارہا کوشش کی۔ پھر وہی مثل ہے جیسی کرنی ویسی بھرنی ایک تم کو خدا نے بھیج دیا ان کے عقدے کھولنے کے لیے۔

اے خدا تیرا لاکھ لاکھ شکر یہ دونوں رئیس الاحرار کہلاتے ہیں۔ کیا کہنا ان احرار کا جن کے رئیس میاں محمد علی اور میاں شوکت علی کے سے یاوہ گو اور محسن کش ہوں۔ ہاں بے شک یہ ان بے تکے بندۂ شکم اخبار نویسوں کے رئیس ہو سکتے ہیں جن کا قلم اور جن کی حیا بلکہ جن کا ایمان ان دونوں کے دم سے بندھا ہوا ہے۔ ان دونوں بھائیوں نے اسوقت تک قوم کے ساتھ جو چلتر کیے ہیں اگر بیان کرنے بیٹھوں تو صبح ہو جائے کیا دنیا جانتی نہیں۔ سب جانتے ہیں۔ انھیں اخبار نویسوں کی وجہ سے جن کا فرض تھا کہ قوم کو ان کے ہتھکنڈوں سے بچاتے مگر جو انکی ہر بات پر خاک ڈالتے اور کہنے والوں کے منہ پر پھوپا لگانے پر ہر وقت مستعد رہے کوئی منکا تک نہیں۔ خیر اب تو وہ وقت لد گیا جب اخبار والوں کے خوف سے زبانیں منہ کے اندر مسوس مسوس کے رکھنی پڑتی تھیں مجھے تو ان باتوں کے سننے کا دل سے اشتیاق تھا جو تم نے حاجی شوکت علی کو سنائیں۔ معلوم نہیں نگوڑے اخبار والوں نے جو ادھوری باتیں تمھاری زبانی اخباری کاغذ میں لکھی ہیں وہ سچ ہیں کہ جھوٹ کیونکہ اب تک تمھاری طرف سے کوئی مضمون ان کے بارے میں شائع نہیں ہوا تو میں سمجھتی ہوں کہ جو کچھ انھوں نے لکھا سب صحیح ہے۔ خدا کرے صحیح ہو۔ اس لیے کہ مجھے انکے

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ مہ و حور و پری

M.KAMIL

ہمارے وزیر اعظم کے جمالِ جہاں آرا کی آوٹ لائن (ماخوذ)

میں سنتی ہوں کہ تم نے بڑے حاجی صاحب کو ہزار ہا ملی کا ایک بدمعاش" یا "بدترین بدمعاش" کہا اسپر حاجی صاحب کے مرید چراغ پا ہو گئے اور اُنھوں نے اخباری کاغذ پر میں سفیہانہ حملے" سے تعبیر کیا - ہاں کہو نہیں سچی بات "سفیہانہ حملہ" تو ہوتی ہی ہے - اگر تم یہ کہتیں کہ عالیجاب خلیفۃ المسلمین قاتل الکافرین مجاہد الدین صلاح الدین امیر المومنین اور کئی ایک این مین ہیں زیرا لاحرار حاجی مولانا شوکت علی صاحب ام اقبالہ نے بھر کے لیڈر ہیں اُنھوں نے جو علیگڑھ والوں کے بارے میں "بالا فصاحت اقتران تہذیب و متانت بنیاد" جو یہ کلمات فرمائے کہ ہما اگر وہ اونڈھے سڑک پر لیٹ جائینگے تو کیا تم لنگوٹا کھلاؤ گے شستہ اسلامی اصطلاحات ہیں خصوصاً خلفا کی تو یہی زبان ہونی چاہیے بس تمام اسلامی اخباری کاغذ تمھاری تعریفوں کے پُل باندھ دیتے۔

واہ بیگم حسن امام نے کیا جامع و مانع تقریر فرمائی ہے - یہ بیگم فخر اسلام و مسلمین ہے - کیوں نہو - خانوادہ سیادت وہ خانوادہ ہے جس نے ہمیشہ کشت اسلام کو اپنے خون سے سینچا - اللہ اللہ یاد کیجیے امام حسینؑ کو

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

بیگم حسن امام نے سیدہ طاہرہ حضرت زینبؑ کی پوری متابعت کی ہے؟

ہاں بیگم دُنیا میں سچی بات کہنے اور سچ بولنے والوں کی قدر نہیں ہوتی بکتی ہوں - کہ جب مولانا اودھ پنچ نے پہلے پہل ان دو نو بھائیوں کے فریب سے دُنیا کو بچانے کے لیے مضمون لکھنا شروع کیے تو خوب ہم تم بھی کئی دل اُلٹوں نے وی پی واپس کیے - کئی عقل کے دشمنوں نے اخباری کاغذوں میں مضمون چھپوائے کہ دیکھیے صاحب رئیس الاحرار محسن اسلام کی شان میں یہ گستاخیاں - خیر وہ وقت تو گزر گیا آج دُنیا دیکھ رہی ہے کہ ان دونوں کی ذات مسلمانوں کے واسطے بھی مضر ہے ہندوستانیوں کے لیے بھی اور اگر حکومت کی عقل درست ہو تو میں کہہ سکتی ہوں کہ حکومت وقت کے حق میں بھی۔

یہ بے شک بدمعاش ہیں - بدمعاش کے سر پر سینگ تو ہوتے نہیں - بدمعاش وہی ہے جو اپنے معاش کی ناجائز صورتیں پیدا کرے مال مردم خوری کر کے پچھتائے نہیں - غلط حساب پیش کر کے دُنیا کو دھوکا دے - مال مفت سمجھ کے اپنی ذات پر پبلک کے عطیات صرف کرے حساب ناصاف رکھنے پر بھی ہر شئے لاؤ لاؤ - ولواؤ کی صدا لگا تا رہے - اللہ اللہ لندن کے اللّے تلّے جن کا تم نے حوالہ دیا ہے ہوٹل والوں اور انگریزی درزیوں کو آجتک یاد ہونگے - پھر یہی نہیں کہ اپنے نفس پر قومی مال صرف کیا جی نہیں - حوالی موالی گرگے جنکو اپنے ساتھ لے گئے تھے اُنھوں نے بھی بہتے دریا میں خوب ہاتھ دھوئے سُنتی ہوں ساڑھے ساٹھ ہزار کے کوٹ خریدے گئے تھے گویا اگر یہ کوٹ نہ ہوتے تو نماز ہی نہ پڑھ سکتے۔

مگر میں ایک بات پوچھتی ہوں - کیا جب ہوٹل کے ملازموں کو لندن میں تیس تیس پونڈ کا انعام دیا گیا تو تمھیں تعجب ہوا؟

سمدھن یہ تعجب کا مقام نہیں - تم خود ہی کہتی ہو کہ ان کے دادا خانساماں تھے پھر آبائی پیشہ کی توقیر وہ کیونکر نہ کرتے

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

مشہور مثل ہے - علی ہذا القیاس بعض لوگوں کو جو حاجی صاحب کی خوش خوری اور پُرخوری کی جو شکایت ہے وہ بھی بیجا ہے بھلا نواب رامپور کے خانساماں کا پوتا خوش خور پُرخور بھی کیونکر نہوگا۔

سمدھن مجھے تمھاری ایک بات سے اختلاف ہے تم کہتی ہو کہ بڑے حاجی صاحب میں قائد لیڈر ہونے کی مطلق صلاحیت نہیں میں کہتی ہوں کہ انھیں میں صلاحیت ہے اور کسی لیڈر میں صلاحیت نہیں۔ لیڈر وہی بن سکتا ہے جو بقول ہوا نصیبن یہ صفت رکھتا ہو

"سب کو دیا ڈھکیل ہم ہی رہے اکیل"

مسلمان ایسے ہی لیڈروں کے قدموں پر سر رکھنے کے عادی ہیں - دیکھو تو آجتک خلافت کمیٹیوں کا فائدہ دُنیا کو محسوس نہوا - مگر پھر بھی وہ قائم اور ہنستی کھیلتی موجود ہیں - ان کے ذریعے سے بقول خواجہ عمرو عیار کے دو چار کوڑی کا روزگار ہو ہی جاتا ہے سمدھن میں کہتی ہوں کہ تم قائد ہونے کی صلاحیت نہیں سمجھتیں اسلیے کہ تم پرانی ہو پولیٹیکل لیڈر سے اور سچائی سے باپ دادا کا بیر ہے - کو وجہ کیا؟ جب تک کھلا پلایا نہ ہر دلعزیز نہیں ہو سکتا اور جو ہر دلعزیز نہیں وہ لیڈر نہیں یہ منطقی صورت قیاس تمھاری سمجھ سے باہر ہے - تم بیچاری کیا جانو منطق - منطق کے ڈنکے تو ہیں لے بجائے ہیں۔

دیکھو آخر منطق نہ پڑھنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمھارے منہ سے ایک نہ کہنے والی بات بھی نکل گئی یعنی میرا بس چلتا تو انھیں پھانسی نہیں بلکہ قدیم چینیوں میں جس قسم کی سزا مروج تھیں وہ دیتی۔ (باقی آئندہ)

راقم — منطق آرا بیگم

المختصرات

خاکسار اڈیٹر کے بعض عضو جو مثلث تھے مائل بہ تثلیث ہو گئے - اور تین ہی ہفتے ثالث بالخیر نہیں بالشرکی تعلیم پر زیر صرف ہوئے - خدا جانے مادّے کو دل کا نیچا لٹکانے کے لیے یہی جگہ کیوں پسند آئی سے

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

اب کون کہے کہ پرچہ کہاں گیا - اُمید ہے کہ ناظرین ہماری خاطر سے نہیں تو اُن عضواؤں کی خاطر سے غیر حاضری معاف فرمائینگے - ہم تنہا ہندوستان کے اس نامی گرامی پرچے کا بار سنبھالے ہوئے ہیں - دل کسی طرح نہیں مانتا کہ رسمی مضامین یا منقولات و داہیات سے پرچے کا پیٹ بھر کے سر کا عذاب ٹالیں - اور اسکی شہرت کو خاک میں ملادیں - ناغہ کی گنتی بڑھتی جاتی ہے تو مجبوری ہے - حضرت بڑا کام تو ہم سے نہو سکے گا صاف صاف سُن لیجیے۔

بعض حضرات محض اس وعدے پر کہ انشاءاللہ عنقریب مضامین لکھے گا بغیر قلم کی بانگی دکھائے اودھ پنچ کا مطالعہ فرما رہے ہیں - سالہا سال گزر گئے - اب تصنیف تصدیع - عرفوبی وعدوں پر زندہ رہتے ہیں بے وقوف! سُنا آپ نے۔

بیماری کا سلسلہ اور وبائی بخار کا تانتا ابھی تک قطع نہیں ہوا - پریسمین کاتب منیجر اڈیٹر - اسے کوئی تو محفوظ رہتا؟ اچھا مہمان ہے کہ جان کھائے جاتا ہے۔

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال ہی ڈالی ہیں صبح چارپائی پر پڑے پڑے بہت سا اعضا کو حرکت دینے چاہییں ورنہ کبھی قبض کی شکایت اور نیز دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہے گا۔ اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہیے اس کے واسطے کتاب میں ۴۲ تصاویر دی گئی ہیں جن میں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں کتاب زیادہ تر ان لوگوں کے واسطے مفید ہے جو گھر سے باہر ورزش وغیرہ کرنے کا موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہم خود اس کے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفات کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے نہ بکے پرچے واپس لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خود غرض طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بحفاظت صحت حاصل کرنے کے یا سچے و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں۔ اگر آپ لکھنؤ کے نامور تجربہ کار اور حذاق اطبا کے مشوروں و نسخوں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی فہرست جدید طلب فرمائیے خود بھی فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے

تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ سنہ ۲۸ و ۲۹ء

(۱) اردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی و ادبی اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خزانہ کتب میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد ۶ روپیہ معہ محصول ڈاک

(۲) سنہ ۱۹۲۷ء کی چند ششماہی جلدیں جولائی سنہ ۲۸ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں قیمت مع محصول ڈاک ۴ ہے

(۳) جلد ۱۶ سنہ ۶ء کے (۵ نمبر) ان نمبروں میں انشا پردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو جلد طلب فرمانا چاہیے قیمت عہ علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے۔ پڑھیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ۔ ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر جلد بھیجیے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہندوستانی اکاڈمی صوبہ متحدہ

مطبوعات

۱۔ ازمنہ وسطیٰ میں ہندوستان کے معاشرتی اور اقتصادی حالات۔ از علامہ عبداللہ بن یوسف علی۔ ایم اے ایل ایل ایم۔ سی بی ای مجلد عہر

۲۔ ایضاً ایضاً غیر مجلد عہ

۳۔ اردو زبان اور ادب از سید طاہر علی عہ

۴۔ مغلوں سے پہلے عرب اور ہندوستان کے تعلقات از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ للعہ

زیر طبع

۱۔ مسلمانوں کے تمدن پر ہندوؤں کا اثر۔ از مولانا محمد امین صاحب عباسی۔

۲۔ قرون وسطیٰ کا ہندوستانی تمدن۔ از راے بہادر مہامہوپادھیایہ پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا۔

۳۔ ہندی شاعری۔ از ڈاکٹر اعظم کریوی۔

۴۔ ناٹن رتن (ڈراما) ترجمہ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب ایم اے۔ ایم آر اے ایس

۵۔ ترقی زراعت۔ از خان صاحب مولوی محمد عبدالقیوم ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت الہ آباد

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے زر کثیر صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ نادا اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERD No 1765
"LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
जिल्द नं०१५
1930
Oudh Punch Lucknow
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
H B KHAN ARTIST DARAWAN LUCKNOW

توجہ شـ مے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اگر یہی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی او زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کیلئے خود ذمہ دار ہیں

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چیٹی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ضمیمہ اودھ پنچ

(ستمبر ۱۹۳۰ء)

مضامین غیر

قصہ ابوالحسن عمانی

اور

کلاس اے بی سی زندانی

(ماخوذ از الف لیلہ)

حکایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفہ ہارون رشید کو بستر استراحت پر کسی طرح نیند نہ آئی گھبرا کے جعفر وزیر کو بلایا اور حال سنایا کہ نیند نہیں آتی جی گھبراتا ہے جعفر دست بستہ عارض ہوا کہ خداوند نعمت حکیموں کا قول ہے۔ آئینہ دیکھنے حمام کرنے گانا سننے سے فکر و غم ٹلتا ہے جی بہلتا ہے۔ خلیفہ نے ارشاد کیا کہ یہ سب کچھ ہو چکا مگر غبار دل نہ آئینہ سے دفع ہوا نہ حمام سے نہ گانے والوں کی تانوں سے وزیر صاحب یاد رکھیئے اگر آپ نے اسوقت میرے دل بہلنے کا سامان نہ کیا تو دھڑ پہ سر سلامت نہ رہے گا۔

وزیر کی جان نکل گئی مگر جو لوگ شاہوں کی صحبت میں رہتے ہیں انھیں جان بچانے کی گھاتیں بھی خوب یاد رہتی ہیں وزیر نے فوراً تجویز پیش کی کہ اچھا میر بحر کو حکم دیجیے فوراً تیار کرے ہیں دریائے دجلہ کی سیر سے فی الحال آئینہ دل جلا پائیگا خلیفہ نے فوراً کشتی آراستہ کرنے کا حکم دیا سوار ہونیکا سامان پہنا جعفر اسکے بھائی فضل ابو اسحق (مصاحب) ابو نواس (شاعر) ابو دلف (مصاحب) مسرور (جلاد) کو ساتھ لیا اور کشتی روانہ ہوئی۔ وزیر خوب سمجھتا تھا کہ خداوند نعمت جب تک مشکوے محلے میں بیٹھے رہیں گے منظر نہ بدلے گا۔ جب تک منظر نہ بدلے گا اسوقت تک نظر جن چیزوں کو دیکھتے دیکھتے اکتا گئی ہے ان سے نہ ہٹے گی۔ وہ تاروں بھری رات وہ دجلے کی ساکن سطح جسمیں فلکی چراغوں کا عکس۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین نہیں آسمان ہے۔ ہر طرف ہو کا عالم۔ چلتے چلتے کشتی اس مقام پر پہونچی جسے قرن الصراط کہتے ہیں۔ دفعتہً ایک عالیشان محل سے کسی کے گانے کی دلکش آواز کانوں میں آئی۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ فوراً شارہ کو پھیر تمام جماعت کنارے پر اتری راگ کے تاروں کی زنجیر سب کی کمروں میں لپٹی اور اپنی طرف کھینچنے لگی پس دیوار جب پہونچے تو خلیفہ نے جعفر سے کہا دیکھتے ہو کیا پیاری آواز ہے "جعفر حرت زدہ ہوا کہ پیر و مرشد واقعی آج تک غلام نے ایسی دلکش صدا نہیں سنی لیکن پس دیوار سے گانے کا لطف آدھا رہ جاتا ہے خلیفہ نے فرمایا کہ بن بلائے مہمان بن کے گھر میں گھس چلو پھر دیکھا جائے گا خلیفہ آگے بڑھا ساتھی پیچھے پیچھے چلے۔ دروازے پر دستک دی غلام باہر آیا۔ اجازت اندر آنے کی طلب کی اجازت ملی۔ ڈھاٹے کا ڈھاٹا اندر داخل ہوا۔ صاحب مکان ایک جوان رعنا مقبول صورت شیریں کلام شخص تھا مہمانوں کی تعظیم کو اٹھا۔ تواضع سے سب کو مقام بلند پر بٹھایا خود مشغول غلاموں کے خاطر داری اور مہمانداری میں مصروف ہوا۔ مہمانوں نے دیکھا کہ ایک عالیشان عمارت ہے جسکی چھتیں سنہلی اور دیواریں لاجوردی ہیں ایک وسیع گیلری میں سیکڑوں گلرخ طلعت کنیزیں جلوہ گر ہیں۔ جب مہمان اپنے مقام پر

اطلاع بنام لوگاں نسبت تعین تاریخ سماعت درخواست دیوالیہ

(دفعہ ۱۹ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء)

بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر مقام ہردوئی

درخواست دیوالیہ نمبر ۱۰۳ سنہ ۱۹۳۰ء

مقدمہ مرقرار دیے جانے دیوالیہ مسمی مادھو رام ولد گوپال رام قوم برہمن ساکن مادھو پور مزرعہ سہیدا پرگنہ ملانواں ضلع ہردوئی۔

ہرگاہ مسمی مادھو رام نے عدالت ہذا میں بذریعہ عرضی مورخہ ۱۵ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۰ء درخواست کی ہے کہ وہ حسب منشاء ایکٹ دیوالیہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء دیوالیہ قرار دیا جاوے اور تمہارا نام فہرست داستاں میں جو مدیون مذکور نے داخل کی ہے پایا جاتا ہے لہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ عدالت نے تاریخ ۲۶ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء واسطے سماعت درخواست مذکور العصدر اور لینے بیان مدیون کے مقرر کی ہے اگر تم کچھ اس معاملہ میں پیروی کرنا چاہتے ہو تو حاضر یا بذریعہ وکیل جو حال مقدمہ سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو حاضر ہو۔

آج بتاریخ ۲۳ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

فقیر کا نام ابوالحسن ہے وطن اصلی عمان ہے۔ تاجر پیشہ تھا۔ والد مرحوم کثیر دولت چھوڑ کے جنت نصیب ہوئے۔ اُنکی ادنی سی آمدنی کا حال یہ ہے کہ تیس جہاز اُنکے سمندر میں چلتے تھے جنمیں سے ہر ایک کی آمدنی تیس ہزار دینار سالانہ تھی۔ اسکے علاوہ ہزار ہا ایجنٹ ان کے مختلف دار السلطنتوں میں لین دین اور تجارت کرتے تھے۔ اُنکی وفات کے بعد میں تنہا اس کثیر دولت پر قابض ہوا تجارتی کاروبار سے واقف تھا سو جب دولت بڑھنے لگی ایک روز میں دریا کے کنارے بزم آراستہ کیے بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک شخص ٹوکرا سر پر لادے وارد ہوا اور میرے سامنے ڈالی لگائی۔ اس ٹوکرے میں بے فصل کے میوے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے اُسے سو اشرفیاں انعام میں دیں اور لوگوں سے استفسار کیا کہ یہ میوے کہاں کے ہیں معلوم ہوا کہ بصرے سے آئے ہیں۔ بصرہ کی آبادی کی تعریف ہونے لگی اور اُسکے ساتھ ہی مصاحبوں نے بغداد کے حسن میں اتنا مبالغہ کیا کہ میں اُسی وقت اُسکی زیارت کا مشتاق ہو گیا سر پر جنون جو سوار ہوا تو کل املاک باغ زمین مکان جہاز ہفتے عشرے میں بیچ بغداد کی راہ لی۔ اُسوقت میرے پاس علاوہ جواہر کے دس لاکھ اشرفیاں نقد تھیں۔ ہوا موافق تھی کچھ دنوں کے بعد بصرے پہونچا خوب سیر کی پھر بعزم بغداد کشتی پر بیٹھا اور صحیح سالم بغداد پہونچ گیا۔ سبحان اللہ کیا کہنا اس مبارک شہر کا۔ آب و ہوا کیسی نفیس اور صحت بخش لوگ کیسے ملنسار۔ آبادی کتنی وافر مکان کیسے عالیشان آنکھیں کھل گئیں۔ پوچھنے گچھنے پر معلوم ہوا کہ بیرونی تاجر محلہ کرخ کے کوچہ زعفران میں قیام کرتے ہیں۔ پیر و مرشد میں نے کوچہ زعفران میں ایک آراستہ اور عمدہ حویلی کرایہ پر لی اور شہر کی سیر میں اوقات صرف کرنے لگا۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن جامع منصور میں نماز جمعہ کے لیے گیا۔ بعد فراغت نماز ٹہلتے ٹہلتے قرن صراط کی طرف چلا گیا۔ لب دریا ایک عالیشان محل بنا ہوا تھا اُسکے دیکھنے کے شوق میں آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسی محل کے متعلق ایک نہایت عمدہ سنگ مرمر کا گھاٹ کنارے سے کسیقدر بلند بنا ہے اُس پر ایک مرد پیر مسند تکیہ لگائے تشریف فرما ہیں سفید لمبی چھتری داڑھی سینے پر جھاڑو دے رہی ہے داڑھی میں مانگ نکلی ہے ایک حصہ اُس کا ایک طرف دوسرا دوسری طرف لہریں لے رہا ہے۔ پوشاک عطر میں ڈوبی ہوئی۔ چار خوبصورت کنیزیں اور پانچ غلام دست ادب بستہ گرد و پیش موجود ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کوئی بڑے قاضی صاحب ہیں۔ لوگوں سے نام پوچھا تو اُنھوں نے بتایا کہ حضرت آپ نہیں جانتے یہ تو بہت مشہور بڑا ہوا ہے نام اسکا طاہر بن العلاء ہے جس اُجرت کی رنڈی مطلوب ہو یہ بہم پہونچاتا ہے۔ اسکی دولت کی تعداد نہیں۔ پیر و مرشد قصور معاف ہو جوانی دیوانی مشہور ہے۔ غلام اُسوقت تک مجرد تھا۔ دل نے کہا کہ اسقدر دولت خدا نے خرانہ غیب سے دی اور آجتک تو نے اُس سے نفسانی حظ نہ اُٹھایا بڑا بدنصیب ہے۔ میں جرأت کر کے آگے بڑھا۔ بڑے میاں کو سلام کیا۔ مزاج پرسی کے بعد حرف مطلب زبان پر لایا کہ جناب سے کچھ عرض کرنا ہے۔ بیر دیوث نے نہایت تسلی و توجہ کے ساتھ فرمایا صاحبزادے بے تکلف ارشاد کرو۔ میں نے کہا نوازش ہوگی اگر کچھ دنوں کے لیے آپ مجھے اپنا مہمان بنائینگے۔ بڑے میاں نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کے فرمایا "آنکھوں سے کلیجے ٹھنڈک۔ خانہ خانۂ شما است" اس عاجز کے قبضے میں سیکڑوں پری زادیں ہیں جنکی خرچی دس اشرفی شب سے پانچسو اشرفی شب تک ہے جسکی قیمت کی مطلوب ہو

اے ارے کیا کرتے ہو۔ میری ہی ٹوپی کا شکار

برطانوی تجارت

کلکتہ کے یورپین

شکار ماہی

"ہندوستانیوں سے سلب اختیارات کی تجویز تو اچھی ہے مگر یہی تجویز کہیں کٹیا بیرونی تجارت کی ٹوپی اُتار لے گی۔ اُلجھنے دیجیے"

بے تکلف حکم دو۔ میں نے تین سو اشرفیاں نقدا نقد بڑے میاں کی ناک پر لبائیں اور دس اشرفی شب جسکی مقرر تھی اُسے مہینہ بھر کے لیے ملازم رکھ لیا۔ اشرفیاں ملتے ہی پیر ذرتوت نے غلام کو اشارہ کیا۔ غلام نے مجھے اپنے ساتھ لیا پہلے حمام کروایا کپڑے بدلوائے پھر ایک حجرے کا دروازہ دھدھایا ایک قبول صورت لونڈی نے دروازہ کھولا غلام نے کہا کہ لو بی صاحب یہ تمہارے مہمان ہیں خاطرداری کرنا۔ کنیز نے بکشادہ پیشانی بڑی آؤ بھگت سے مجھے صدر مجلس میں جگہ دی۔ طرح طرح کے کھانے حلوے شراب پھل پیش کیے۔ عطر کے قرابے کھول دیے قصہ مختصر ایک ماہ کامل میں اس کنیز کا مہمان رہا نہ شب کی خبر رہی نہ روز کی۔ بعد ایک ماہ کے بیس اشرفی شب والی کی دستیاب کی اور مہینہ بھر کی تنخواہ پیشگی بڑے میاں خبیث کے خزانۂ عامرہ میں جمع کردی یہ عورت اُس کنیز سے بدرجہا فائق تھی کیا کہنا وہاں کی بے فکری کا دن عید رات شب برات۔ یہ ماہ بھی ختم ہوا اب چالیس اشرفی روزانہ کے حساب سے مہینہ بھر کے واسطے تیسری کنیز کی خواستگاری ہوئی اور مہینہ بھر تک اُسکے ساتھ عیش کرتا رہا۔ اسی اثنا میں ایک روز دریا کے کنارے سے ایک ہنگامے کی صدا کان میں آئی۔ میں نے بڑے میاں سے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے فرمانے لگے یہ میاں آج کی شب یہاں میلا لگتا ہے۔ تماشے ہوتے ہیں تمہارا جی چاہے تو کوٹھے پر چڑھ کے بہار دیکھو میری شامت آئی سب سے بلند مہتابی پر چڑھ گیا میلا تو خیر تھا ہی دلچسپ مگر ایک سمت جو نگاہ اٹھ گئی تو اسی محل کے ایک کوٹھے پر چاند نکلا نظر آیا۔ سبحان اللہ انجمن انجم آراستہ صدر میں ایک قمر طلعت جلوہ گر جسکی گود میں ایک طفل حسین کبھی وہ بچہ کا منھ چومتی کبھی بچہ اُسکا منھ۔ خداوند نعمت خانہ زاد کو اُس بچے کی قسمت پر رشک ہوا کہ جوانی گئی ایسی تیسی میں کاشکے آج طفل شیرخوار ہوتے اور اس آغوش گلشن آفریں میں بلو بہار کی طرح اٹکھیلیاں کرتے۔ الغرض یہ تماشا دیکھتے ہی سر چکرایا غش آیا کنیزوں نے گلغلے سونگھائے تلوے سہلائے جب حواس

درست ہوئے تو اُن میں سے ایک نے کہا کہ گھبراؤ وہ مجلس نہیں جو [illegible] ہو پھر دیکھ ہی کا مال ہے یعنی یہ اُنھیں کی بلند اختر صاحبزادی ہیں جنکی اُجرت پانسو اشرفی روزانہ معین ہے۔ امیرالمومنین کو خدا سلامت رکھے انصاف فرمائیں کہ جان ہی جاتی ہو تو مال کی پروا کون کرے۔ میں نے بڑے میاں کی خدمت میں پندرہ ہزار نذر سرخ کی تھیلیاں پیش کیں۔ اور غلام کے ہمراہ اُس حور کے قصر میں قدم رکھا سبحان اللہ۔ وہاں کے سامان عیش کا ذکر ہی کیا۔ بڑے بڑے شاہوں کو یہ سامان میسر نہ ہوگا ہر چیز مرصع ہر ظرف طلائی شداد کی بہشت ہو گی تو ایسی ہی۔ بڑے میاں کی صاحبزادی نے مجھے دیکھتے ہی ہاتھوں ہاتھ لیا پاس بٹھایا۔ مگر مجھے اُسی وقت سے ہجر کے دھڑکے نے گھیرا کہ ہائے کیا ہوگا یہ مال تال چند روز میں ضرور صرف ہو جائے گا کہ خرچ ہی خرچ ہے دخل کا پتا نہیں۔ آخر کاسۂ گدائی ہاتھ میں ہوگا۔ ہجر کی پہاڑ سی راتیں تڑپ تڑپ کے بلک بلک کے بسر ہونگی ہم ہوں گے اور آہ و نالہ۔ المختصر وصل میں ہجر کے اندیشے نے اتنا ستایا کہ بیٹھتے ہی آنسو نکل پڑے۔ سہرے کا قطعہ مرثیہ ہو گیا۔ اُس محبوبۂ دلنواز نے آنسو پونچھے اور دلاسا دیا کہ خدا کو یاد کرو۔ ابھی تو فراق کی نوبت نہیں آئی۔ سچ ہے عیش چند روزہ بھی ہو تو اُسکے آگے طیش دائم کا دستہ ہیچ ہو جاتا ہے تھوڑی دیر میں دور ساغر ارغوانی اور لقمہ ہائے غذا ہائے روحانی کے چلتے ہی غم ہجر محو ہو گیا اور خانہ زاد داد عیش و نشاط دینے لگا۔ اس عیش و عشرت میں سال بھر سے زیادہ مدت پلک جھپکاتے ہی گذر گئی زر و جواہر سب بڑے میاں کے کیسے لگا اب جو آنکھ کھول کے دیکھتا ہوں تو کچا پیسا پاس نہیں۔ ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اور میں اُس نازنین کے پہلو میں بیٹھ کے لگا آنسو بہانے۔ پیر و مرشد مجھے یہ معلوم تھا کہ بڑے میاں کو ایسا تماش بین جو سال بھر سال روزانہ پانسو اشرفیاں گن دے کبھی نہ ملا ہوگا۔ دوسرے اس عورت کے برتاؤ سے مجھے یہ بھی محسوس ہوا کہ محبت کی

آگ اسکے دل میں بھی دہک رہی ہے آخر اُس نے مجھ سے گریہ وزاری کا سبب پوچھا میں نے اپنی رام کہانی کہہ سنائی تو اسنے دانتوں کے نیچے انگلی دبائی اور کہا سنو صاحب پدر محترم کا دستور ہے کہ جب کوئی تماشبین اُن کے خزانے میں اپنی کل دولت جمع کر دیتا ہے تو وہ ازراہ احسان تین روز مفت اُسے اپنا مہمان رکھتے ہیں چوتھے روز چار ٹکے پیسے اُسکے ہاتھ دھرتے اور رستہ بتا دیتے ہیں کہ میاں جاؤ خدا کو یاد کرو۔ خدا کے لیے اب تو اپنی ناداری کا حال تم نے کہا مگر پھر نہ کہنا۔ جاؤ باوا جان سے کہو کہ آیندہ سودا جاری نہیں روز کا سودا روز ہوگا۔ اُن کی تمام دولت میرے اختیار میں ہے میں صبح کو تمہیں پانسو کی ایک تھیلی دے دیا کروں گی بس تم اُنکی نذر کر دینا دوسرے دن پھر تھیلی بدل دی جائے گی۔ آیندہ جو خدا کی مرضی ہو۔ امیرالمومنین اس خانہ زاد کو اتنی ہی مہربانی ذریعۂ زندگانی معلوم ہوئی پھر صبح کو وہ اُٹھتے ہی ایک تھیلی میرے ہاتھ رکھتی میں بڑے میاں کے حوالے کرتا وہ اپنی صاحبزادی کے سپرد کر دیتے۔ اس اُلٹ پھیر میں ایک سال اور بسر ہو گیا۔ لیکن سوء اتفاق کہ ایک روز میری محبوبہ نے اپنی ایک کنیز کو کسی خطا پر تعزیر دی کنیز بےتمیز کینہ توز تھی سیدھی بڑے میاں کے پاس پہونچی اور تھیلی کا راز افشا کر دیا۔ بڑے میاں جھپٹ پکڑے میرے پاس آئے خوب نیلے پیلے دیدے نکالے اور یہ کلمہ زبان پر لائے کہ تم نے تین دن کی مہمانداری کا حق اس بےایمانی کے چلتوں ضائع کر دیا۔ ارے کوئی ہے ذرا اس موذی کا لباس تو اُتارنا۔ کیا مرغ زریں بن کے بیٹھا ہے۔ غلام آیا اُس نے پھٹے پرانے کپڑے جنمیں لاکھوں جوئیں رینگ رہی تھیں مجھے پہنائے چار ٹکے پیسے ہاتھ دھرے اور گردن میں ہاتھ دیا چلتے وقت پیر نحس نے دھمکی دی کہ اگر پھر اس شہر میں تمہاری صورت دکھائی دی تو یاد رہے کہ زندہ نہ بچوگے۔ واہ کیا ہنسی ٹھٹھا ہے

نہ لینا نہ دینا اور اُس پہ حکومت
بڑے نہیب زمانے کے مختار نکلے

خداوند میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی کہ کس

جہاز مکنت سے آیا تھا اور کن شہروں میں جانے والا تھا
بھول گیا جہاز کہاں گیا تھا

دو مہینے وہ کشتی نروست ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

تین روز تک بغداد کی بیچ در پیچ گلیوں میں مارا مارا پھرا
بھٹکا کیا۔ پھر تھک کر دریا کی طرف جا نکلا۔ ایک جہاز
بصرے کے مسافر لے جا رہا تھا۔ اس کے کپتان سے بمنت
کرایہ معاف کرایا اور بصرے کی راہ لی۔ جہاز مجھے
بصرے پہونچا کے اپنی راہ گیا اور میں بھوکا پیاسا
چیتھڑے لگائے اپنی نفسانی و شہوانی قوت کو برا
بھلا کہتا شہر میں چکر لگانے لگا۔ اتفاقاً میرا اور میرے
باپ کا دوست ایک ترہ فروش اسی شہر میں رہتا
تھا اُس سے دوچار ہوا۔ گلے ملنے کے بعد اُس نے
تمام حال سُنا اور از راہ انسانیت کہنے لگا کہ میرا
گھر تمہارا ہے۔ کھانے پینے کے علاوہ دو درہم نقد
مجھسے لو اور دکان کا حساب کتاب روز کا روز
لکھ دیا کرو۔ مجھے یہی بہت غنیمت ہو گیا۔ قبول کر کے
سال بھر تک دیانت کے ساتھ اُسکی محرری کرتا رہا۔
اس مدت میں میرے پاس سو اشرفیاں جمع ہو گئیں۔
بعد ازاں میں نے ایک مکان کنار دریا کرایہ پر لیا
ارادہ تھا کہ بحری سوداگروں سے کچھ مال خرید کے نفع
سے بیچوں گا جب حالت سنبھل جائے گی تو پھر بغداد
کی راہ لوں گا کہ بغیر اس قتال عالم کے زندگی وبال ہے
اتفاقاً اُسی روز ایک نیا بیڑا جہازوں کا آیا۔ سوداگروں
اور دلالوں کے ساتھ میں بھی چلا کہ تھوڑا بہت مال
خرید لوں۔ اتنے میں دو جوہری جنکو میں پہلے سے جانتا
تھا دریا سے ساحل پر آئے اُن کے غلاموں نے کنارہ پر
فرش کیا اور کرسیاں بچھائیں۔ یہ دونوں کرسیوں پر
متمکن ہوئے غلاموں نے سامان اُتارا۔ تاجروں نے
ان دونوں کو گھیر لیا انھوں نے تھوڑی دیر سو دہ
ہونے کے بعد تھیلی جواہر کی کھول کے انواع اقسام کے
معدنیات فرش پر پھیلا دیے۔ ان دونوں صاحبوں سے
میں واقف تھا سال کی بولی ہونے لگی۔ صاحب مال
نے اعلان کیا کہ آج کسل راہ کی وجہ سے ہم زیادہ مال
فروخت نہ کریں گے یہاں محض شگون کے طور پر بیع کیا جاتا ہے

تاجروں نے دام لگانے شروع کر دیے۔ مال ہزار اشرفی سے
کم کا نہ تھا مگر چار سو سے آگے بولی نہ چڑھی۔ میری حیرانی
میں اتنا مندہ تھا کہ اُدھر توجہ کرتا۔ صاحب مال نے
میری طرف مخاطب ہو کے کہا، ابوالحسن کیا تم بولی نہ
بولو گے۔ مجھے کیا خبر کہ میاں ابوالحسن تمام جمع جواہر
تحسین کی درگاہ میں چڑھا چکے اور اب مفلسا بیگ ہیں
میں نے ندامت سے گردن جھکا لی اور مختصر الفاظ میں اپنی
تباہی کا تذکرہ کیا۔ وہ بہت متاثر ہوا اور اپنے بھائی
سے لمحہ بھر سرگوشی کرنے کے بعد کھڑا ہو کے کہنے لگا کہ صاحبو
گواہ رہو کہ میں نے اس تھیلی کے تمام معدنیات اپنے
دوست ابوالحسن عمانی کے ہاتھ سو اشرفی میں فروخت
کر ڈالے مجھے اس امر کا علم ہے کہ انکی قیمت ہزار اشرفی سے
بھی زیادہ ہے۔"

دونوں نے اُن سوداگروں کی شناسنت میں
زبان کی روانی دکھائی اور میں نے سو اشرفیاں
ہمیانی سے کھول کے دونوں کے سپرد کیں بنگاہ تشکر آمیز
اپنے محسنوں کو دیکھ کے گھر چلا آیا۔ اُسی روز سے میری
قسمت کا ستارہ چمکنے لگا دفعتاً قوتاً تمام جواہر بہت نفع
سے بیچتا رہا۔ یہاں تک کہ بجز ایک طلائی تعویذ کے
جس پر چیونٹی کی رنگین کے سے حروف منقش تھے اور
کچھ بیچنے کو باقی نہ رہا۔ مجھے اس تعویذ کے فوائد معلوم
نہ تھے۔ میں نے اسے بھی دلال کے حوالے کیا دوچار
پھیروں میں اسکے دام پندرہ درہم لگے۔ دلال پھر
انکار سن کے برہم ہوا اور اُسنے تعویذ میرے منہ پر پھینکا۔
ایک روز میں اپنی دُکان پر خالی بیٹھا وقت کاٹ رہا
تھا کہ چند آدمی جو بظاہر پردیسی معلوم ہوتے تھے آئے
اور مجھ سے مستفسر ہوئے کہ کیا تم جوہری ہو؟ میں نے
جواب دیا کہ ہاں مگر یا امیرالمومنین اس تعویذ کے
خسارے کی وجہ سے میں بہت رنجیدہ تھا جی میں آئی
کہ لاؤ پہلے یہی دکھاؤں۔ تعویذ پر نگاہ پڑتے ہی چیل کی
طرح اُس شخص نے جھپٹا مارا اور میرے ہاتھ سے چھین لیا
پھر کہنے لگا کہو سودا ہوتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔
پوچھا قیمت؟ میں بولا کہ پہلے تمہیں کہہ چلو۔ اس نے
بیس اشرفیاں تجویز کیں۔ میں سمجھا دل لگی کرتا ہے۔
منہ دیکھنے لگا اُس نے کہا اچھا پچاس سہی۔

میاں حیرت کی وجہ سے لبوں پر خاموشی کا قفل لگا ہوا
تھا۔ آخر اس نے گھبرا کے ہزار اشرفی دام لگائے۔ اب
تو مجھے یقین ہو گیا کہ سوداگر نہیں مسخرا ہے اور میں نے
اُدھر سے منہ پھیر لیا۔ اسی حیص بیص میں دلال اور
سوداگر میری دکان پر جمع ہو گئے مگر اس نے کوئی پروا
نہ کی اور خود ہی ہزار ہزار اشرفی بڑھنے لگا آخر بیس ہزار
تک دام چڑھ گئے۔ میں غصے کی وجہ سے منہ پھلائے
بیٹھا تھا۔ سوداگروں نے کہا کہ بیچ بھی ڈالو۔ میں نے
انھیں جواب دیا کہ بھائی یہ صاحب تو کچھ دل لگی باز
معلوم ہوتے ہیں۔ پڑوسیوں اور بازاریوں نے میرے
منہ میں یوں لقمہ دیا کہ ہنسی ٹھٹھا نہیں اگر یہ شخص
مسخراپن کرے گا تو سزا پائے گا بجز ندامت کے کچھ
ہاتھ نہ آئے گا۔ اسکی اچھی طرح خدمت کی جائے گی مگر

مراسلہ

شریمان جی

نئے ماترم ویر بھارت " نمودیش اور دھرم کی سیوا میں جیسے
جوش و صداقت سے کام کر رہا ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں کچھ عرصہ
دیکھیے چار افسر گرفتار کر لیے گئے۔ اخبار کے بانی مبانی اور ایڈیٹر
پہلے ایڈیٹر شری پنڈت میلا رام وفا اس وقت گجرات جیل میں ۲ سال کی سزا کاٹ
رہے ہیں۔ لالہ سود یش بانی اور لالہ منشی رام شان جیل میں ہیں
راج کرشن صاحب مہا بیر شل جیل میں مقید ہیں۔ پریس ایمرجنسی کے ماتحت
ویر بھارت سے ۲ ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی۔ جو ۲ دن میں داخل
کر دی گئی۔ اب ۲۰ اگست کو پنجاب گورنمنٹ نے ۲ ہزار کی ضمانت
بھی ضبط کر لی ہے۔ اس ضبطی کے خلاف ہائیکورٹ میں اپیل دائر کی جائیگی۔
لیکن ویر بھارت کو زندہ رکھنے کے لیے آئندہ ۱۰ ہزار کی ضمانت
داخل کی جانی ضروری ہے۔ ویر بھارت نے جسقدر قربانیاں دی
ہیں۔ پنجاب بھر میں کوئی اخبار اسکی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اس شمع کو
روشن رکھنا قومیت متحدہ کی امیدوں کو زندہ سناتن دھرم کے پرچار
اور سوراج کی آشا کو جاری رکھنا ہے۔ ویر بھارت زمینداروں کا اخبار
ہے اسمیں سرمایہ داری کو دخل نہیں منتظمان ویر بھارت اس آزمودہ خادم
وطن کو زندہ رکھنے کے لئے ہر قسم قربانی کے لئے تیار ہیں
لیکن اتنی بڑی رقم دینا ان کے بس کی بات نہیں۔ ویر بھارت
ایڈیٹر دے سکتا تھا جو اس نے دیئے اور آئندہ بھی قربانی
برسنے پر دینے سے دریغ نہیں کریگا ایک ہمن نے نہایت
بجا کہا ہے کہ اگر ویر بھارت کے ادارہ اشتہارات آزاد
اخبار نویسی کے پریمی وہ دو چار چار روپیہ کی امداد بھی دیں
تو بھی مشکلات الی ہو سکتی ہے اور آزاد اور بے خوف اخبار نویسی
کا جھنڈا اچھے بلند رکھنے میں میرے جانثار دوں نے انتہائی
قربانی سے دریغ نہ کیا آئندہ بھی بلند رکھا جا سکتا ہے۔ امید ہے آپ ایس
میں منتظمان ویر بھارت کی پوری پوری امداد کریں گے اور اپنے
ممبروں کو اس کار خیر میں حصہ لینے پر آمادہ فرمائیے۔ تمام رقوم شکریہ
کے ساتھ قبول کی جائیگی منیجر صاحب ویر بھارت لاہور کے نام رسال فرمائیں

آپ کا شبھ چنتک

منیجنگ ایڈیٹر: دینا دیال بھاٹیہ

تم بھی کچھ منہ سے بھوٹو، میں نے بدرجۂ مجبوری کہا کہ تیس ہزار اشرفی سے کم اسکے دام نہو نگے۔ دفعۃً فرید نے اپنے ہمراہیوں کی طرف اشارہ کیا اور میری دکان پر سونے کا ڈھیر لگ گیا۔ اب تو میرے کا بوسے عنان صبر و قرار نکل گئی اور میں نے شرائط بیچ میں یہ شرط بھی پیش کی کہ خریدار صاحب مہربانی سے اس جھول الحال تعویذ کی منفعت اور غرض بھی ظاہر فرمائیں۔ خریدار نے اقرار کیا کہ بہتر ہے مگر آپ تعویذ مجھ دے کے رسید لکھ دیجیے پھر میں اسکی منفعت بھی ظاہر کروں گا۔ سودا ختم ہو چکا تھا میں نے تعویذ اُس بندۂ خدا کو دیا اور حال کا مستفسر ہوا۔ اُس نے بیان کیا کہ بادشاہ ہندوستان اپنے کاشانۂ محلے میں ایک دختر جمیلہ رکھتا ہے یہ شاہزادی دفعۃً درد سر کی بیماری میں مبتلا ہوئی۔ ہزاروں طبیب کا ہی لاسیانے عامل رسال طلب ہوئے مگر کسی کی دوا یا دعا سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ میں اُس فلک مرتبہ فرماں روا کا وزیر اعظم ہوں اسوجہ سے علاج معالجے کی دوڑ دھوپ مجھ سے متعلق تھی۔ میں نے سنا اللہ رہا بلی کا نام سنا تھا کہ بہت بڑے عامل ہیں بادشاہ سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو شاہ اللہ رہا بلی جائے اور سعد اللہ شاہ سے طالب دوا و دعا ہو۔ بادشاہ نے اجازت دی۔ شاہ صاحب نے ایک پاؤ بھر کا عقیق سرخ مانگا اور دس لاکھ اشرفیاں بھی طلب فرمائیں۔ جب یہ سامان مہیا ہو چکا تو اُنھوں نے ساعت دیکھ کے عقیق پر یہ نقش کندہ کرائے سات ماہ کامل ساعت دیکھنے میں لگے تب یہ تعویذ مکمل ہوا۔ سبحان اللہ اسکے اثر کی تعریف کیا ہو سکتی ہے شاہزادی کی گردن میں جونہی ڈالا گیا فوراً درد بھی کافور ہوا اور وہ آثار جنون کے بھی دفع ہو گئے جو سیرے بابل جانے کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ بعد چند روز کے شاہزادی دریا میں تفریح کرنے کی غرض سے مورپنکھی پر سوار ہوئی ہم سن سہیلیاں ساتھ تھیں اُن سے چہلیں ہونے لگیں اتفاقاً ایک سہیلی کا ہاتھ اس تعویذ میں لگا دھاگا ٹوٹا اور تعویذ دھڑام سے دریا میں اُچھل کر گر پڑا۔ غوطے خوروں نے ہزار جتن کیے مگر تعویذ ہاتھ نہ آیا۔ اسی اثنا میں خبر ملی کہ عامل بابلی آجکل جنت میں چلے گئے ہیں۔ ادھر شاہزادی کا مرض پھر عود کر آیا۔ اکلوتی صاحبزادی کی ایذا باپ سے نہ دیکھی گئی اہل آدمیوں کو حکم ہوا کہ مختلف شہروں میں گھومیں اور اگر کوئی عامل ویسا ہی تعویذ لکھ سکے تو فوراً لکھوائیں۔ اسے شخص کو خوش نصیب سمجھ جو تیس ہزار اشرفیوں پر چھیل پڑا ارے ہم تو دس لاکھ تک اس تعویذ کو نہ چھوڑتے۔

پیر و مرشد اس گفتگو نے میرا خون اتنا خشک کر دیا کہ آجتک چہرے پر زردی ہے بشرے پر خون کی جھلک تک باقی نہیں۔

مال ہاتھ آتے ہی عشق چرایا۔ کشتی کرایہ پہ لے کے بغداد کا رُخ کیا۔ یہاں جو پہونچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھاٹ ویران مکان جا بجا سے منہدم۔ چہل پہل ندارد دل دھڑکنے لگا کہ خیر باشد! طاہر بن العلاف زندہ ہے یا مر گیا۔ میں اسی حیرت و افسوس میں تھا کہ ایک خادم باہر نکلا۔ میں اسے پہچانتا تھا مگر میری زردی رُخ اور تبدیل ہیئت کے باعث وہ شناخت سے قاصر رہا۔ آہ سرد بھری اور بیان کیا کہ حضرت کچھ نہ پوچھیے دکارخانہ تو بالکل اجڑ گیا۔ خدا بھلا کرے ابوالحسن عمانی کا جو شیخ صاحب کی دختر نیک اختر کے ساتھ دو سال رہا صاحبزادی اُس پر عاشق ہو گئیں جب سے وہ نکالا گیا اُسوقت سے اٹوائی کھٹوائی لیے پڑی ہیں نہ مُنہ سے بولتی ہیں نہ سر سے کھیلتی ہیں کبھی آہ و زاری ہے کبھی بیقراری ہے۔ ہونٹوں پر جان ہے۔ بڑے میاں نے ابوالحسن کو مال کے لالچ اور غصے کی جھانجھ میں نکال تو دیا اب پچھتاتے ہیں ایک لاکھ دینار انعام مقرر کیا ہے کہ جو کوئی ابوالحسن کو ڈھونڈھ لائے گا اُسے دیا جائے گا۔ میں نے اُس خادم سے کہا کہ جاؤ میاں تمھاری تقدیر اچھی تھی انعام وصول کرو اور خبر دو کہ ابوالحسن بیرون در حاضر ہے۔ اتنا سُنتے ہی خادم اسطرح بھاگا جیسے بیگی کا گدھا دن بھر کی محنت کے بعد۔ خادم نے جاتے ہی میری آمد کا مژدہ بڑے میاں کو سُنایا بڑے میاں خوشی کے مارے اُچھل پڑے فرمانے لگے۔ کھاؤ میرے سر کی قسم؟ اُس نے کہا:-

"آپ کے باپ کے سر کی قسم۔ میں کیا ابوالحسن کو پہچانتا نہیں؟" اسے حضور وہ بھی صاحبزادی کے غم میں ہلدی کا گانٹھ ہو گئے ہیں لیکن شکل صورت تو پہچانتا ہوں۔"

بڑے میاں نے اپنی دختر سے کہا کہ اگر تم حمام کرو کپڑے بدلو۔ کھانا کھاؤ تو آج ہی ابوالحسن کو یہاں حاضر کروں " صاحبزادی بولیں کہ ابوالحسن کی صورت دکھاؤ تو مجھے نہ حمام جانے کی ضرورت ہے نہ کھانا کھانے کی ابھی اٹھ بیٹھوں گی۔ الغرض مجھے دیکھتے ہی وہ گلے سے چمٹ کے رونے لگی بعد چند روز کے گیا ہوا حُسن و جمال صحت کے ساتھ پلٹا۔ رنگ روپ نکھرا یہ وہی حضور کی کنیز ہے جس نے اسوقت اپنے کمالات سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ چند روز ہوئے شیخ طاہر بن العلاف بھی باپ کے غم میں وہ مبتلا ہے۔ پھر ایک طفل ماہ پیکر کی اُنگلی تھام کے خلیفہ کی خدمت میں لایا جسے دیکھ کے خلیفہ بہت خوش ہوا۔ اور ارکان دربار کے ساتھ اپنے محل کی راہ لی۔ اثنائے راہ میں جعفر کو حکم دیا کہ بصرے بغداد اور خراسان کا خراج ایک علحدہ کوٹھری میں کل ہی جمع کر دو۔ جعفر نے حکم کی تعمیل کی۔ دوسرے روز ابوالحسن کو دربار میں طلب فرما کے ارشاد کیا کہ پردہ اس کوٹھری کا اُٹھا دے۔ اُس نے فوراً تعمیل کی در سُرخ و سفید کا انبار عظیم دیکھتے ہی آنکھیں چکا چوندھ کرنے لگیں امیرالمومنین نے تبسم فرمایا اور کہنے لگے کہ اے ابوالحسن کہو یہ مال زیادہ ہے یا اُس تعویذ کی قیمت؟ ابوالحسن زمین ادب کو لب عبودیت بوسے کے عرض رسا ہوا کہ خداوند یہ مال زیادہ ہے۔ حضرت خلافت پناہی زبان فیض ترجمان سے گہر ریز ہوئے کہ اے حاضرین دربار آگاہ ہو کہ میں نے یہ تمام مال ابوالحسن عمانی کو ہبہ کیا۔ بھولا اس آواز کے تاجر عمانی اتنا خوش ہوا کہ آنسو نکل پڑے اعمال کا معجزہ دیکھیے کہ وہ ہی رخسار جو زعفرانی تھے زمانی ہو گئے۔ افسانہ ختم ہو گیا۔ چاہے کہتے سنتے کے دلدر ہیں یا نہ پھریں۔

مگر طاہر بن العلاف کے گھر کا حال دیکھ کے ہمیں ہندوستان کے جیل خانے یاد آ گئے۔ اگر ہمارے سرکاری حاکم حکومت کو مجبور کریں کہ وہی انتظامات جو شیخ طاہر بن العلاف

—"لے بتاؤ لوگو! اب کس کے سر پر یہ مال پٹکیں؟"

—"اگر ذرا کی ذرا اپنے سر ہی پر رہنے دو گے تو کیا قاضی گلہ کریگا۔ بکری کو اپنے سینگ بھاری نہیں ہوتے"

اپنے پرستان میں کر چھوڑے تھے قید خانوں میں بھی بھیجے جائیں تو پھر کیا پوچھنا ہے۔ ہمارا ذمہ جب تک کہ نوجوان اس قطع عاملی کو ضرورتاً جیل پر ترجیح نہ دیں۔ آخر کلاس اے بی سی ڈی تو موجود ہی ہیں۔ سال ماضی گذشتہ میں جب ہنگامے برپا ہوئے تو بعض شرفائے اسلام نے جیل خانے میں داخلے سے پہلے کہہ دیا کہ اب بالائی چائے توس مکھن بسکٹ کیک کی عادت نامرضیہ ڈالی تو واللہ جیل خانے سے نکلتے ہی ابوالحسن عمانی کی طرح نہ دو دو ہو گئے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ اس آزادی سے جو گھر میں چنے چبوائے جیل کی کوٹھری ہزار درجہ غنیمت ہے۔ اب نہ خلیفہ ہارون رشید ہیں جو خراج بصرہ و بغداد و خراسان بیک جنبش نہ دن ایک ہی شب کے ملاقاتی کو ہبہ کر دیں نہ شیخ طاہر بن العلا ہیں جو پہلے ڈھنکاریں پھر جھنکاریں شیخ جی کی مدت ختم ہونے کے بعد تین روز دعوت کرتے اور چار تھلے پیسے ہاتھ دھر کے نکال لیتے تھے۔ جیل کا یہ قاعدہ نہیں وہاں سے تو آدمی بھوکا پیاسا نکلتا ہے پھر بھی اس عاشق جاں باختہ کی طرح جس کا ذکر اسی الف لیلہ میں ہے۔ جس نے اپنی آنکھ گھوڑے کی دم سے پھوڑ ڈالی تھی اور بعد ازاں چیخا کرتا تھا "ایک بار دیکھا دوبارہ دیکھنے کی ہوس ہے" تمام قید بھگتے ہوئے اسیر رہا ہو کے کسی کام کے نہ رہیں گے اور صاحب یہ بڑی بات ہے۔

اینجانب کو معلوم ہے کہ بہت سے مسلمان لیڈر قید خانے میں جا کے عیش و عشرت کی آرزو کرتے ہیں۔ وہ دن دور نہیں جبکہ حقوق طلبی میں مسلمان بھی وہی روش اختیار کریں گے جو آج ہندوؤں کا بڑا طبقہ اختیار کیے ہوئے ہے۔ لہذا کم از کم ان کے لیے طاہر بن العلا شاہی انتظام ہونا چاہیے والسلام۔

راقم

فلاسفر

تتمہ

علاج بالضد

خط و کتابت کے لیے نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف "منیجر"

پنچ مِل خدا۔ خدا مِل پنچ

قانون شکنی

چاہے کسی وقت اس لفظ کے معنی پیدا ہو جائیں مگر بالفعل یہ لفظ شرمندۂ معنی نہیں۔ قانون کی شکست اسوقت صحیح ہوتی جبکہ نفوذ قانون کا بے اثر ہو جاتا۔ یہاں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادھر کسی نے جھوٹ موٹ بھی کوئی حرکت حکومت کے خلاف مزاج کی فوراً گولا لاٹھی کر کے حاکم کے اجلاس پر کھڑا کر دیا گیا۔ حاکم صاحب نے آمد دیکھا نہ تاد جھٹ دفعہ کا نمبر ڈھونڈھ کے بھیجیو یا سرکاری ضیافت دی ہیں۔ کیا اسی کا نام قانون شکنی ہے؟ یا اگر قانون کی رسی ٹوٹ چکی ہوتی تو پھر تمہارے ہاتھ کھلے نہ ہوتے؟

ہم پہلے کسی مضمون میں افراط جوش کی مذمت کر چکے ہیں مگر کون سنتا ہے؟ اب کہتے ہیں کہ آجکل مدارس ابتدائی پر پہرا بٹھا دیا گیا ہے اور یہ نہایت مضر ہے۔ کیا معنی کہ چھوٹے چھوٹے بچے تو خدا سے اسکول بند ہونے کی دعا مانگا کرتے ہیں۔ انکو جتنا وقت ملیگا اسے کبڈی اور کنکوے میں صرف کرینگے جب تک کالجوں پر دھاوا ہوتا رہا ہم خاموش رہے اور یہ سمجھے کہ کبھی حکومت اپنے مطلب کے واسطے جبری بھرتی کر چکی۔ کانگریس کے پاس فوج کم ہے وہ بھی جبری بھرتی کر لی اور پر جوش نوجوانوں سے اپنا لشکر بڑھاتی ہے۔ مگر ابتدائی مدارس میں آٹھ آٹھ سات سات برس کے بچے ہوتے ہیں انکو معطل کرنا آوارہ کرنے کے مرادف ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت ابلیس علیہ اللعنہ نے اپنی اولاد کے کرتوت کا جائزہ لینا شروع کیا ایک نے کہا کہ اس شخص نے آج ایک بڑے نامور تاجر کا صد سالہ دھر تباہ کر دیا اب وہ سجادہ چھوڑ کے سجادی زندگی کے یہاں ساغر بکف مشکن ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ بندے نے آج فلاں عابد شب زندہ دار کو نماز ہی نہ پڑھنے دی کچھ ایسی حرکتیں کیں کہ اسے شب بھر میں پانچ مرتبہ نہانا پڑا۔ تیسرے نے کہا کہ اینجانب کی نہ پوچھیے فرصت ملی تو پہنچے بمبئی اور حاجی شوکت علی پر مسلط ہو گئے اب انکے سمجھائے سمرنا فنڈ طیارہ فنڈ انگورہ فنڈ ظفر فنڈ یہاں تک کہ خلافت فنڈ کا حساب بھی نہیں سمجھایا جاتا۔ ساری نیکنامی خاک میں ملا دی بغلیں جھانکتے پھرتے ہیں۔ اگر تنظیم فنڈ انکے دست قدرت میں چلا گیا تو دیکھ لینا اسکا بھی حشر یہی ہوگا۔ جب تمام اخوان الشیاطین اپنا کچا چٹھا سنا چکے تو ایک کانا جن آگے بڑھا اور اس نے میاں ابلیس سے کہا یہ اس عبد ذلیل سے اور تو کچھ نہ ہوسکا ایک لڑکا مدرسے جا رہا تھا اسے کھیل میں لگا دیا۔ میاں ابلیس نے اسکی پشت پر تھپکی دی کہ شاباش۔ تم نے بڑا کام کیا ابھی یہ تعلیم ہی تو ہے جو شیطنت پر اکثر غالب آ جاتی ہے۔ اور کچھ نہیں تو لوگ بات بات میں لاحول ہی پڑھنا سیکھ جاتے ہیں۔

یہ ہم نے مانا کہ انگریزی تعلیم شیطنت کے حق میں مضر نہیں ہے بسم اللہ کے شروع ہوتی ہے اور بدون فاتحہ کے ختم ہو جاتی ہے لیکن جاہل رہنے سے معرفت شناس ہوا بہرحال افضل ہے تعلیم شیطان رسی کے واسطے بھی ویسی ہی مفید ہے جیسی کہ خدارسی کے لیے۔ سعدی کا یہ قول ہے

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

بالکل ٹھیک ہے مگر آج وہ زندہ ہوتے تو ان بڑے بڑے پروفیسروں کو دیکھتے جنھوں نے پڑھ لکھ کے ابلیس کے سوا اور کسی کو نہ پہچانا۔

ایسے بچے دنیا میں بکثرت ہیں جو تعلیم سے بھاگتے ہیں چنانچہ ایک لڑکے نے اپنے ساتھی کو مار ڈالا پولیس نے گرفتار کر لیا اور کچہری لے چلی راہ میں لڑکے نے پوچھا۔ ارے بھئی کہاں لیے جاتے ہو؟

کنسٹبل۔ پھانسی دینے ۔

لڑکا۔ تو کچھ پروا نہیں۔ میں سمجھا کہ خونخوار مولوی کے پاس لے جاؤ گے۔

بہرحال چھوٹے بچوں کی تعلیم خلطے میں ڈالنی بہتر نہیں اسی کا نام افراط ہے اور افراط سے آج تک بھلائی کی صورت کبھی نہیں نکلی۔ قانون توڑنے پر آپ آمادہ ہیں تو کون روک سکتا ہے۔ حکومت عاجز ہے تو ہم کیا چیز ہیں۔ مگر وہ مارا جانا نہیں جو پلٹ کے اپنے اوپر پڑے۔

آپ نے جن امور تک قانون کا دست رس نہ تھا ان پر عمل کرنے سے وطن کو بغیر جیل خانے کی سیر

لائق ہو تو بتا سکتے تھے انہیں بھی الفاظ کی ہیر پھیر کا ہیچ کر دیا مثلاً سودیشی مال کی تحریک اور بدیشی مال کا ترک۔ یہ دونوں باتیں قانون کی حد میں نہیں۔ آج بھی آپ اور ہمارا ہر ایک بے تنبیہ آرڈیننس کے آپ اُن پر عمل کر سکتے ہیں مگر ہوا کیا اسی کیساتھ ہی آپ نے ایسے کام شروع کر دیئے کہ آپ کی ناکافی فوج اُن کا بار نہیں سنبھال سکتی۔

لا یعنی

ایک شاعر بیہودہ بک رہا تھا وہ سرا دھر سے گزرا تو نتائج طبع سمجھ میں نہ آئے گھبرا کے یوں وصیت کی۔

(انما تملی علی کاتمیك کتابا لا یفہمہ ربك رتم تو کند صلیبی پر لبیسرا لینے والے فرشتوں کو ایسا کلام لکھوا رہے ہو جسے معاذ اللہ خدا بھی نہ سمجھ سکے)

امرت سر کا وکیل اسی شاعر کا شاگرد ہے۔ ذری وتمد برا علی" کے عنوان سے جو مضمون نمبر ۱۲ میں چھپا ہے ملاحظہ ہو۔ مضمون طویل الذیل ہے چند سطریں درج کی جاتی ہیں فرماتے ہیں:۔

"حوادث میں جاریہ بروجیت بعض اخبارات و سماع کلمات افواہ الناس سے جو کچھ بین بصارت تیز نے امتیاز کیا ہے بظاہر انجام آن حقیقت آشکار و صاف خواند قلم مجبور ہوئی۔ ظاہراً قابل قدر و خالی نہیں معاملات کہ جن کی حصول کے لیے اہل ہند مقتضی و متمنی بلکہ نہایت اشتیاق و رغبت سے اشد مصائب و صعوبات کے متحمل ہوئے ہیں لو جادۂ ناقص کوئی سبیل وصول مقاصد میں نظر نہیں آتی۔ سنگاپور میں ہندوستان کہ جن کی حکومت قریباً ہزار سال سے متواتر رہ کر اب عیسائیت میں مقبوض ہو چکی ہے اور ہر طرف نظر و فتوح ماسک نظام سیاسات خطیر و انصرام مہمات عظیم سے بخوبی ماہر و واقف ہیں۔"

بُرے کی جان کی قسم اتنی عبارت نقل کرنے میں ہمیں متلی ہونے لگی۔ دم گھٹ گیا۔ اور آصمعی کی حکایت یاد آ گئی۔

اصمعی سے کسی نے پوچھا کہ جب آپ کا بہت عمدہ کلام ... آیا تو ایک شہزادی نے نادر نادر گنجلک الفاظ سے مرکب ایک نظم اُسکے سامنے پڑھی دو چار شعر سننے کے بعد اصمعی مُنہ پر رومال رکھ کے رونے لگا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں روتے ہو۔ کہا بھائی دیکھو غریب الوطن ہوں آج ... نہیں خدا جیسے اگر میں اپنے وطن بصرے میں ہوتا تو اس گدھے کو کبھی اتنی جرأت نہ ہوتی کہ ایسا مہمل کلام میرے سامنے پڑھ سکے۔

ہم بھی کہتے کیا اپنی بے بسی پر روتے ہیں کہ آج کو ہمارا بس چلتا تو ان مضمون نویس صاحب کو شفاخانے میں بند کروا دیتے یا نوکروں کو حکم دیتے کہ ایک ٹین کا پیپا ان کے کان میں دن رات بجایا جائے۔ بغیر اس کے انکو دوسرے کے کانوں کی ایذا کا احساس نہیں ہو سکتا۔

بھلا اچھی خاصی زبان کو یوں غارت کر کے دوسروں کے اوقات بے مزہ کرنا انسانیت ہے!؟

تصحیح الخیال

یہ ایک چھوٹی سی تقطیع کی مختصر کتاب ہے۔ مولوی حکیم سید سلیم صاحب وارثی نے پہلے ایک کتاب "اظہار حقیقت" بوہروں کے عقائد و حالات پر لکھی تھی مگر مصنف صاحب سے کچھ غلطیاں ہو گئیں جن پر خود بوہروں نے اعتراض کیے۔ تصحیح الخیال درحقیقت اظہار حقیقت کا تتمہ ہے ایجاز و اختصار کی وجہ سے تصحیح الخیال کے اشارات کی توضیح کتاب اظہار حقیقت کے مطالعہ پر موقوف ہے۔

ہوشیہ

دفتر چاند الٰہ آباد سے ایام دسہرا میں ایک نیا ہفتہ وار پرچہ نہایت شان و شوکت سے شائع ہوگا جو پولیٹیکل و سوشل امور پر بحث کرے گا۔ اس پرچے کا پہلا نمبر یکم اکتوبر کو شائع ہوگا لہذا مضمون نگار حضرات ۲۰ ستمبر تک اپنے مضامین روانہ فرمائیں جو پہلے نمبر میں درج کر دیے جائیں گے۔

منیجر چاند۔ چندر لوک الٰہ آباد

کتاب مذہب سے متعلق ہے لہذا ہم اس عقیدہ کے بارے میں صحیح و غلط ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ مگر مقدور کہ مصنف صاحب نے قلم اٹھاتے وقت تعصب کی چادر دور کر کے طلوع سکے وہی تصدیق بہت غنیمت ہے۔

مصنف صاحب کو اسلامی مورخین سے عموماً اور مولوی نجم الغنی رامپوری سے خصوصاً شکایت ہے کہ تعصب کے باعث وہ مستبعد اور منکر روایات کو قوی اور قرین عقل وجوہ پر ترجیح دینے کے عادی ہیں۔ وہ اپنے دعوے پا در ہوا ثبوت سے وابستہ رکھتے ہیں اُن کے دل میں کھٹکا کہ اسی وقت چلتی ہے جب تمام دُنیا عیبوں بھری دکھائی دے۔ عیب اپنی نہ لے تو انھیں گراہ لینے میں بھی شرم نہیں آتی۔ بشرطیکہ زیر بحث ذات مذہباً انکی مخالف ہو۔ شکایت معقول ہے اور مولوی نجم الغنی ان امور میں ضرور کامل ہیں۔ لیکن فضول بھی ہے۔ باینمعنی کہ خود بوہروں نے جب اسکی پروا نہیں کی قلم ہاتھ میں نہ لیا تو آج وارثی صاحب کی حمایت کیا کام دے سکتی۔ مولوی نجم الغنی نے ۱۹۲۲ء میں کتاب تصنیف کی تھی؟ اس وقت کسی نے مدلل جواب نہ لکھا۔ ادنی ادنی شخص افواہ ناس سے محفوظ نہیں رہتے تو بھلا حسن بن صباح یا اسمٰعیلین بنی فاطمہ جنہوں نے خلفائے عباسیہ کو دبا کے سلطنت کا بڑا حصہ کتر لیا مورخین اسلام کی تہمتوں سے کیونکر بچ سکتے۔

ایک صاحب مسجد میں بیٹھے خدا سے التجا کر رہے تھے کہ یا اللہ مجھے لوگوں کی زبان اور تہمت سے بچالے کوئی ظریف سُن رہا تھا پکار اٹھا کہ "اجی چپ رہو یہ تو ایسی آرزو ہے جس کے بر آنے کا انتظام اللہ میاں نے خود اپنی ذات پاک ..."

مفت! اصل مفت!! مفت!!!

گیارھواں اڈیشن تیار ہو گیا

کتاب کام شاستر جو اٹھارہ زبانوں میں تقریباً سترہ لاکھ مفت تقسیم ہو چکی ہے۔ کی اُردو زبان کا گیارھواں اڈیشن تیار ہو گیا ہے اسکے مطالعہ سے اصول زندگی۔ رہنے سہنے کی خوشی اچھی اولاد پیدا کرنے کے قواعد اور دیگر بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے۔ اگر دیر کر دیجئے تو بارھویں اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا اڈیشن صرف دس ہزار کا ہے آج ہی ایک کارڈ لکھ کر مفت منگوا لیں۔ ملنے کا پتہ

وید شاستری جام نگر۔ کاٹھیاوار

ایجنٹ والجگت رام پہری انیڈ سنز سوتر منڈی لاہور

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال ہی ڈالی ہیں صبح پلنگ سے اُٹھتے ہی سب اعضاء کو حرکت دیتے رہئے پھر نہ کبھی قبض کی شکایت اور نہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہے گا۔ اعضاء کو کس طرح حرکت دینی چاہئے اس کے واسطے کتاب میں ۴۲ تصاویر دی گئی ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں کتاب زیادہ تر ہسپتال والوں کیواسطے مفید ہے جو گھر سے باہر نکل کر ورزش وغیرہ کرنے کا موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہم خود اسکے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفات کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ۸ آنے رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خود غرض طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بحالیت صحت حاصل کرنے یا سچے اور مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ لکھنؤ کے نامور تجربہ کار اور حذاق اطبا کے مشورہ و نسخے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی فہرست مفت طلب فرمائیے خود بھی فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ ۲۸ و ۲۹ سنہ ۶

(۱) اُردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی ادبی اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خزانۂ کتب میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد ۶ روپیہ معہ محصولڈاک۔

(۲) سنہ ۱۹۲۸ء کی چند ششماہی جلدیں جولائی سنہ ۲۸ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں قیمت مع محصولڈاک ۴ روپیہ ہے۔

(۳) جلد سنہ ۱۶ء کے (۸ نمبر) ان نمبروں میں انشاپردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو جلد طلب فرمانا چاہیے۔ قیمت عہ علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دیجائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائیگی۔

(۴) بحساب ۲ آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے بچے ہوئے پرچے واپس لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے۔ ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۲ روپیہ ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر بھیجیے

المشتہر

منیجر اودھ پنچ

ہندوستانی اکاڈمی صوبہ متحدہ

مطبوعات

۱۔ ازمنۂ وسطیٰ میں ہندوستان کے معاشرتی اور اقتصادی حالات۔ از علامہ عبداللہ بن یوسف علی۔ ایم۔ اے ایل ایل۔ ایم۔ سی۔ بی۔ ای۔ مجلد ۴ روپیہ

۲۔ ایضاً ایضاً غیر مجلد ۳ روپیہ

۳۔ اُردو زبان اور ادب۔ سید مسعود حسن علی۔ عہ

۴۔ مغلوں سے پہلے عرب اور ہندوستان کے تعلقات از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ عہ

زیر طبع

۱۔ مسلمانوں کے تمدن پر ہندوستان کا اثر۔ از مولانا محمد امین صاحب عباسی۔

۲۔ قرون وسطیٰ کا ہندوستانی تمدن۔ از رائے بہادر مہامہوپادھیائے پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا۔

۳۔ ہندی شاعری۔ از ڈاکٹر اعظم کریوی۔

۴۔ ناٹک (ڈراما) ترجمہ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس ۔۔۔۔

۵۔ ترقی زراعت۔ از خان صاحب مولوی محمد عبدالقیوم ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت الہ آباد ۔۔۔

جلد پانزدہم
رجسٹرڈ نمبر اے ۴۳۷
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنے
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی
اور
ایک گراموفون کی طرح سروں کو محفوظ بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے
استاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر
قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا
ورنہ ایسے ہی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپیہ
صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے یہ سرمایہ اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اسمیں
بند ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
"LUCKNOW"
1930
लखनऊ
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २

توجہ [illegible]

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ مسخروں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور کریں بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روکے و بے نہایت نکتہ چینی صحیح نتائج و انکشافات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے عرصے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی مراسلہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کے بوجوہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چِٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اودھ پنچ لکھنؤ

ضمیمہ اودھ پنچ

جلد ۱۵ — نمبر ۲۵

۳ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء

مضامین غیر

بنام مسٹر شوکت علی صاحب

کھلی چٹھی

(بر موقع جلسہ تنظیم گورکھپور بتاریخ ۴ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء)

بخدمت جناب مکرمی مسٹر شوکت علی صاحب

سلام علیک - براے کرم مندرجہ ذیل سوالات کا جواب بالتفصیل اور واضح طور پر اپنے تنظیم کے مقاصد بیان کرنے سے پہلے دیجیے تاکہ جو شکوک میرے دل میں جناب کی طرف سے پیدا ہو گئے ہیں رفع ہو جائیں۔

مجھ کو آپ سے سوال کرنے کی اس وجہ سے جرأت ہوئی کہ آپ مسلمانوں کی طرف سے نمایندگی فرماتے ہیں - بدقسمتی سے میں بھی انھیں مسلمانوں میں سے ہوں جن کی نمایندگی کا آپ کو دعوی ہے - خدانخواستہ میں آپ کی ذات سے کسی قسم کی خصومت نہیں رکھتا ہوں - میں اس رب العزت کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں اور میرا حشر کافروں کے ساتھ ہو اگر میرا مقصد آپ کی ذاتی عداوت اور خصومت سے تعلق رکھتا ہو کیونکہ

افسوس اتنا ہے کہ جیسا آپ نے بی اماں کے متعلق فرمایا تھا کہ ایک سپاہی ہندوستان اور اسلام سے مفقود ہو گیا ہے - میں اسوقت نہایت افسوس کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ صرف ایک سپاہی تو آپ کے خیال سے کم ہو گیا لیکن بی اماں کے بعد ہندوستان اور اسلام کے میدان جنگ سے دو سپاہی فرار ہو گئے - یہ تو خیالی شکوک ہیں ان شکوک کا نہایت پرامن طریقہ پر رفع ہونا ضروری ہے کیونکہ سنہ ۱۹۲۱ء میں میں نے بھی ملک کا اپنی استعداد کے مطابق وہی کام انجام دیا تھا جبکہ آپ نہایت دلچسپی کے ساتھ رہنمائی فرما رہے تھے اور میں بھی انھیں کشتگان میں سے ہوں جو آپ کے ساتھ لبیک کہکر کھڑے ہو گئے تھے اور آج جبکہ ملک کو پھر انھیں مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنے کی ضرورت پیش آئی اور ہندوستان کے فنا اور بقا کا فیصلہ ہونے کا وقت آیا تو اسکو چھوڑ کر آپ اپنی راگ کا سُر ملانے میں الگ مصروف ہو گئے جبکی کہ آپ کے کشتگان آپ سے امید نہیں رکھتے تھے - یہ آپ کی راگ کا سُر اُن کشتگان کو خوش نہیں کرتا جو کہ آپکے سنہ ۱۹۲۱ء کے نظر التفات کے شکار ہو چکے ہیں بلکہ زخمی دلوں کو ٹھیس لگاتی ہے اور ان پر نمک پاشی کا کام کرتی ہے - آپ میرے سوالات کے جوابات واضح طور پر دے کر میری شب و روز کی تکلیف اور بیقراری کو رفع فرمائیے - نہ صرف مجھے بلکہ ان تمام لوگوں کی بھی جو سراسیمگی اور اضطراب کی حالت میں پڑے ہیں ایک گونہ اطمینان بخشے گی - کیونکہ جناب کی جو تقریریں آجکل ہو رہی ہیں وہ سنہ ۱۹۲۱ء کے خود آپکے اقوال کے خلاف رکھتی ہیں - آپ کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے کہ اگر آپ سے کوئی شخص سوال کرے خواہ وہ کسی ملت کا ہو جواب دینا فرض ہے - اگر جوابات تحریری ہوں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

آپ کا نیاز مند

سید زین العابدین سہروردی الہ آباد

سوالات

(۱) کیا آپ نے مندرجہ بیان صوبہ متوسط خلافت کانفرنس میں ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء ۸ بجے صبح اپنے خطبہ صدارت میں نہیں پیش کیے اور جو بی اماں کے مزار شریف پر قسم کھائی تھی اسپر کس حد تک عمل پیرا ہیں -

فرمایا - کہ جو کچھ بی اماں صاحبہ کے متعلق کہا گیا ہے اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں اور میں ان کی اس سے زیادہ تعریف نہیں کر سکتا کہ ہندوستان اور اسلام سے ایک سپاہی مفقود ہو گیا جسکی نظروں میں کام کے مقابلہ میں بھوک اور تھکان کی کوئی حقیقت نہیں تھی - دن اور رات ان کے لیے یکساں تھے اور کام ہی کے لیے وہ دعائیں مانگ رہی تھیں انھوں نے دو سال کے عرصہ میں جبکہ ہم کراچی کے مقدمہ کے بعد جیل بھیج دیے گئے تھے اتنا کام کیا جتنا کہ ہندو سال کے عرصہ میں سرانجام دیا جا سکتا ہے سچے سپاہی کی طرح انھوں نے معاوضہ کی کوئی پروا نہیں کی اور ہمیشہ رب العالمین کی بارگاہ عالی میں اسی کی دعا کرتی رہیں کہ خدا انھیں چند سال اور زندہ رکھے کہ وہ ہندوستان میں سوراج کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں - انھوں نے غدر کے بعد گورنمنٹ میں ایک مضر تغیر دیکھا تھا اور انکی روح بیقرار تھی کہ وہ اپنے وفات سے قبل دوسری تبدیلی دیکھ لیں جسکے آثار ظاہر ہو رہے تھے - ہندو مسلم اتحاد میں وہ نہایت راسخ الاعتقاد تھیں - جس بہادری سے لڑ رہے ہیں - مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہم ان کے بچوں نے ان کے مزار پر قسم کھائی ہے کہ اس کام میں اپنی انتہائی کوشش صرف کرینگے جسکے ساتھ انھیں اتنی محبت تھی اور تب تک آرام سے نہ بیٹھیں گے جبتک فتح نہ حاصل کرینگے یا ان کے آغوش میں نہ چلے جاوینگے۔ یہ گورنمنٹ ہمارے ساتھ برا سلوک کر رہی ہے - بنگال میں جو تشدد آمیز پالیسی اختیار کی گئی ہے وہ نہ کوانارکسٹ کے خلاف ہے نہ سراجسٹ کے بلکہ تمام مسلمان اور ہندوستانیوں کے برخلاف ہے " جو اپنے کردار اور گفتار میں اپنی ضمیر پر عمل پیرا ہونا چاہتی ہے - یہ گورنمنٹ ہمیں ڈرا دھمکا کر غلام بنانا چاہتی ہے - ہندوستان نے اسکے چیلنج کو قبول کر لیا ہے اور ایک بار پھر ہمیں اپنی جرأت اور بہادری دکھانی پڑے گی - اس لڑائی میں نہ کوئی پیچھے پھر کر دیکھا جائے گا -

(یہ تقریر اخبار روزانہ ہمدرد مورخہ ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء صفحہ ۶ سے نقل کی گئی ہے)۔

(۲) کیا آپ نے گونڈا خلافت کانفرنس میں خطبہ صدارت میں مندرجہ ذیل بیانات پیش کیے - وہ کس حد تک آپ کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں اور اب کیوں پس پشت ڈال دیے گئے ہیں -

(۲) اسلام کا سب سے بڑا دشمن دنیا میں کون ملیگا

جواب - ایک ہی ملے گا گورنمنٹ برطانیہ یا انگریزی قوم

(ب) ایک ہندو سچا دھرمی بہادر ہے (گاندھی) مسلمانوں کے ساتھ سر بکف ہو کر ہماری تحریک میں شریک رہا - جب کبھی دھرمیوں اور غیر دھرمیوں کی

عـہ افسوس مسلمانوں پر جو ایک بڑھیا کو فاقہ دیتے اور خدا سے شرم نہیں کرتے ہیں - شوکت صاحب کی حیرت بھی قابل مدح ہے کہ زبدہ کا مزعفر اور اسلام کا پلاؤ میزبانوں اور کاسہ لیسوں کے ساتھ خود اڑاتے رہے ماں کی صلاح نہ کی پائی جو

اذائی ہو۔ دھری چاہے کسی مذہب کا ہو۔ ادھر میلیں کے حق کا ساتھ دینے کے لیے کھڑا ہونا فرض ہے۔

(ج) ایک آیت قرآنی جس کا ترجمہ پہلا آیت خطبۂ صدارت میں تحریر ہے[1] میری نماز میرا جینا میرا مرنا۔ میرا اٹھنا میرا بیٹھنا۔ میرا ہر کام[2] جیتا تھا اپنے سچے مالک۔ اپنے سچے بادشاہ۔ اس رب کے لیے ہے جو دین و دنیا تمام کا مالک اور پیدا کرنے والا ہے۔

(آپ کا بیان) ہم اس سبق کو بھول گئے تھے۔ بھول کر احکام الٰہی کے خلاف تمہارا ساتھ دیا تھا۔ تمہاری مدد کی تھی۔ اس فوج کا دو تہائی حصہ جس نے بیت المقدس کو مجاہدین اسلام اور بہادر ترکوں کے خلیفۃ الرسول سے چھین کر تمہارے ہاتھ میں دیا۔

(د) برائے خدا۔ اور قرآن جھوٹ نہیں بولتا (آیت[1] خطبۂ صدارت میں تحریر ہے) جسکے معنی فرمایا کہ کمزور گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہے جبقدر کفر اور شرک کی کوشش مسلمانوں کے دھوکا دینے کے لیے ہوگی وہ مکڑی کے جالے کی طرح تباہ و برباد ہوگی۔

بیان۔ یہی وجہ ہے کہ میرا بھائی میری بوڑھی ماں اور میری طرح لاکھوں بھائی ہمارے ساتھ کام میں بھائی روز بروز دلوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔

(س) ہم مسلمان دین کی حمایت اور احکام الٰہی میں صاف طور پر گورنمنٹ کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے ہمسایہ مسلمانوں سے (سرحد کے مسلمان) ہمارے منشا کے خلاف اپنے اغراض کیلئے جنگ کرے گی تو اسکا ذمہ دار اسکو ہونا پڑے گا۔

(۳) عقائد باطلہ (۱) سورت میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر شوکت علی نے کہا:۔

مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اسلام کے نازک زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور وہ تمام دنیا میں پیغام حق پہونچائیں گے مگر اسوقت ان کی جگہ امام گاندھی ہیں۔

(ب) بنارس میں مسٹر شوکت علی نے مندر کے سامنے اپنی آرتی کی اجازت دی اور آرتی کی تھی

---

[1] آیات قرآنی بخیال بے ادبی درج نہیں کی گئیں۔ صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا۔ [2] خطاب بجانب گورنمنٹ۔

علی برادران نے اپنے ناموں کے ساتھ پنڈت اور لالہ کا اضافہ کیا۔ اپنی مرضی سے علی برادران نے اپنی پیشانی پر قشقہ لگوایا۔

(ج) علی برادران نے کئی دفعہ کہا ہم ہندی قوم ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ اگر ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو اسکے خلاف تلوار اٹھائیں۔ (یہ بیان تعلیم قرآن و حدیث کے خلاف ہے)

کیا آپ نے ایسا نہیں کیا؟

(۴) فتویٰ ترک موالات جسپر پانچسو علما کے دستخط موجود ہیں آپ نے کس خیال سے اسکو نظرانداز کر دیا ہے۔

(ا) اگر نظرانداز نہیں کیا تو راونڈ ٹیبل کانفرنس میں کس حد تک شامل ہونا جائز ہے۔

(ب) لکھنؤ تنظیم کانفرنس کے اخراجات کے لیے انگریز اور روپیہ لینا کس حد تک جائز تھا۔

(۵) مولانا قطب الدین عبدالوالی جو کو مجلس جمعیۃ العلما کے صدر تھے نیز دیگر علما فرنگی محل لکھنؤ کس وجہ سے آپ کے خلاف ہو گئے اور انھوں نے تنظیم کانفرنس کی شرکت کرنا اپنے فتوے سے کیوں حرام قرار دیا۔

(۶) آپ کو کس حد تک یقین ہے کہ آپ راونڈ ٹیبل کانفرنس میں سے مکمل آزادی کا مسئلہ حل کرا لائینگے کیونکہ الہ آباد میں آپنے فرمایا تھا کہ ہندو یقین دلا دیں کہ ہم مکمل آزادی سے کم پر فیصلہ نہ کرینگے تو میں ان کے ساتھ شرکت کرنے کو تیار ہوں۔

(۷) کیا آپ نے ہندوستان کو قانون شکنی کی دعوت نہیں دی اور کیا آپ اسکے حامی نہیں تھے۔

(۸) مسٹر جیا۔ سر محمد شفیع۔ خواجہ حسن نظامی۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی فرنگی محل۔ سید سلیمان اشرف پروفیسر علیگڈھ۔ مولانا کفایت اللہ دہلوی۔ ڈاکٹر محمد عالم ڈاکٹر انصاری۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو۔ سید سلیمان ندوی۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری۔ امیر شریعت صوبۂ پنجاب۔ ڈاکٹر سید محمود۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ عبدالقادر قصوری۔ ان لیڈران قوم سے آپ مختلف وقتوں میں مختلف نظریہ قائم کرکے تنظیم و تبلیغ نیز دیگر مسائل پر لڑ رہے ہیں جن میں سے بعض نظریہ وہ ہیں جنکی غلطی کے آپ خود بھی معترف معلوم ہوتے ہیں

کیا آپ نے ان کے سامنے کوئی معافی نامہ پیش کیا؟ اور اس حق الصواب سے سبکدوش ہوسکے جو کہ ایک مسلمان کے اوپر دوسرے مسلمان کی دل آزاری سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۹) علیگڈھ کالج کے اوپر ترک موالات کا حملہ کرکے آپ نے جو شدید تعلیمی نقصان مسلمانوں کو پہونچایا اسکے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟۔

(۱۰) آپ نے شہدائے پیشاور پر مردود ہونے کا ووٹ دائرہ شاہ حجت اللہ الہ آباد کے عام جلسہ میں کس خیال سے پاس کرایا؟۔

(ا) اگر آپ ان سے ہمدردی رکھتے ہیں تو کوئی الفاظ سوائے مندرجہ بالا یعنی مردود کے آجتک تین مقامات یعنی الہ آباد۔ پٹنہ اور لکھنؤ کی تقریر میں کوئی ہمدردانہ الفاظ استعمال کیے۔

(ب) ایک قومی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے آپ نے گورنمنٹ سے پیشاور کے مارشل لا اور مظالم میں اپنے رویہ کو تبدیل کرنے کے لیے کوئی الفاظ استعمال کیے۔

(س) بمبئی میں کتا کے معاملہ میں سیکڑوں مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا آپ نے اسکے احتجاج میں حصہ لیا یا کچھ گورمنٹ کو توجہ دلائی۔ اسی طرح لار اور بلیا کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔

(۱۱) ممالک و دول اسلامیہ جنکے متعلق آپ نے بارہا فرمایا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی میراث ہیں ان کی نسبت کیا اب آپ کہتے ہیں۔ سیاسی حربوں و یورپ کے پنجۂ ظلم سے آزاد ہو گئی ہیں۔

(۱۲) ڈاکٹر کچلو نے جب تحریک تنظیم کمال ذوق سے شروع کی تھی اور اسوقت سنگھٹن و شدھی کا بازار گرم تھا آپ نے کس خیال سے مخالفت کی تھی اور اسوقت کس خیال سے اس تحریک کے حامی ہیں۔

(۱۳) دہلی کی یونٹی کانفرنس میں مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا تھا کہ ہندو میری عورتوں کے ناموس پر بھی حملہ کریں تو بھی میں عدم تشدد پر قائم رہونگا خواجہ حسن نظامی نے احتجاج کیا تھا اور یہ احتجاج

حاجی صاحب بے وقوف رعایا کا سر مونڈیں گے ایک طرف۔ بیوقوف حکومت کی جیب ٹٹولیں گے دوسری طرف۔ اور وہی مثل ہوگی جیسے بچے کھیلا کرتے ہیں:۔

دائی دائی آم دے۔
آم ہیں سرکار کے۔
ہم بھی ہیں دربار کے۔
اچھا ایک آم لے لو۔
میرے دونو میٹھے میرے دونو میٹھے:

"میں تو صبح سلامت آئی سلام کی...... کٹائی"
جو حاجی بھی نعرے لگاتے پھرتے ہیں:۔
"میں تو صبح سلامت ہوئی مسلمانکی...... کٹائی"
اصل میں کہتی ہوگی کہ ابھی زمانے میں اور اُس زمانے میں بظاہر قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ دُنیا بے زود فراموش۔ عربی مثل ہے:۔
کلام اللیل یمحوہ النہار

تیل پاش ہوا اور کس طرح نعروں کی وحشت ان دھنیاؤں نے حساب کتاب پر کھائے بغیر کیوں ہضم کی کہ ڈکار بھی نہ لی۔ اور یہ بھی بھول گئی ہوگی کہ کس طرح حاجی گلاب اور حاجی خورسند بیل دال سمیت یہ بھی حرام فیما اعتدل کہتے اور ڈھیٹ پنے کا چلتا ہوا تڑنا (یعنی ہائے اسلام وائے اسلام الشور آمیں دلتہ جائیں جے ترنا چاری اور کلوا بیر کی جے ...... جے ...... ")

سدھن تم نے وہ فہرست دیکھی ہوگی جس میں گول میز یا حکیم کمیٹی کا لارنس کے ہندستانی ممبروں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کون ہے جو کبھی ہندوستانی حق حقوق کے لیے خم ٹھونک کے میدان میں کھڑا ہو۔ سب زبانی جمع خرچ کرنے والے ہیں۔ ہاں ایک چھوٹے حاجی صاحب ہیں جنھوں نے کسی زمانے میں ترک موالات کا سبق مسلمانوں کو پڑھایا تھا خود بھی جیل خانے تشریف لے گئے تھے اور دوسروں کو بھی اُس مقدس درگاہ کی زیارت کرائی تھی جس میں رحم اور انصاف دونوں کے ہاتھ پاؤں ہمیشہ کے لیے باندھ دیے گئے ہیں کیا مجال جو ارسی سی جنبش بھی کر سکیں۔ اور یہ بھی علاملاحظہ کیا ہوگا کہ

گورام والا صاحب

بیرونی کپڑے کی گٹھری

محصول

"اجی میں کیا کروں؟ پڑے پڑے سڑا جاتا ہوں۔

"میاں تم ابھی پڑے رہو کیوں اُٹھ بیٹھے پڑے رہنے میں فائدہ ہے کتر بیونت سے بچو گے"

پھینک کے اندر سے سہاگنوں کی نتھیں اور باہر سے مردوں کی گاڑھی کمائی سمیٹ رہے تھے جس کا فائدہ آجتک معلوم نہ ہوا۔ نیٹے بھی ہندوستانی مسلمان پٹے بھی ہندوستانی مسلمان ہندوستان میں بھی سر منڈا۔ حجاز اور نجد میں بھی تڑاتڑ اولے برسے۔ داغ پر داغ۔ نشتر پہ نشتر۔ گھاؤ پہ گھاؤ۔ ہر فریاد پر یہ بجا ئیو جھوٹ ہے دشمنوں کی گڑھی ہوئی باتیں ہیں۔ دیکھتے جاؤ" کا فارم وہ یہ بھی بھلا بیٹھی ہوگی کہ بڑے حاجی کس طرح اپنی بی اماں اور گاندھی جی کے درمیان جن کا لقب کسی زمانے میں رہا ہو تھا واسطہ فی الثبوت بنتے تھے اور اخباری کاغذوں نے کیونکر اس لطیفہ کو جو پرانی فارسی کی درسی کتابوں میں)

بڑے حاجی صاحب پہ ہر پانیوں کا دل پا مکمل گیا ہے اُس کانی چڑیا کی طرح جس نے راجہ کا موتی چھپا کے اپنے پیٹ میں منہ میں آنکھ تپا سکی تھی پھر موتی چھپا لے کے جُرم میں راجہ کے حکم سے گرفتار ہوتی اور جو کٹہرے بیٹھے پر مسالا آتش تن میں ہوتے دیگیا رے جلنے کم ما تپ بیٹھے دہیت میں ہیا بعد کے بعد نعرہ لگایا تھا:

(رات گئی بات گئی) دُنیا کو اب ان دونو حاجیوں کا وہ وقت یاد نہو گا جب ان کے نزدیک اُسی ترک ہی میں یگانہ پرستی کی صورت آشکار تھی۔ آج مسلمانوں کو ہندوستان میں نہ رہنے دیگا اور رحم اسلام پر غالب ہوگیا ہے۔ نہ یہی یاد ہوگا کہ بیچارہ سیٹھ چھوٹانی کیونکر ان دونو کی شخصیت پر

آج تک موجود ہے ایک جدید الہامی لطیفہ بنا کر اہتمام کے ساتھ شائع کیا تھا حالانکہ کہی بدی سکھائی پڑھائی بات تھی (بی اماں ہم باپو کے سامنے یوں کہیں گے تم یوں جواب دینا):۔
گنا بی اماں تمھارا بڑا بہت ہاتھی کا باٹھا ہے اور باپو کو دیکھو بالکل معان پان جیسے ہنڈ غلاف"

INVISIBLE PEACE

غائب الجسم صلح

وہ سر - ہاتھ - پاؤں ؟

- خدا جانے کیا ہوا - گر جو کچھ ہوا بیکار -
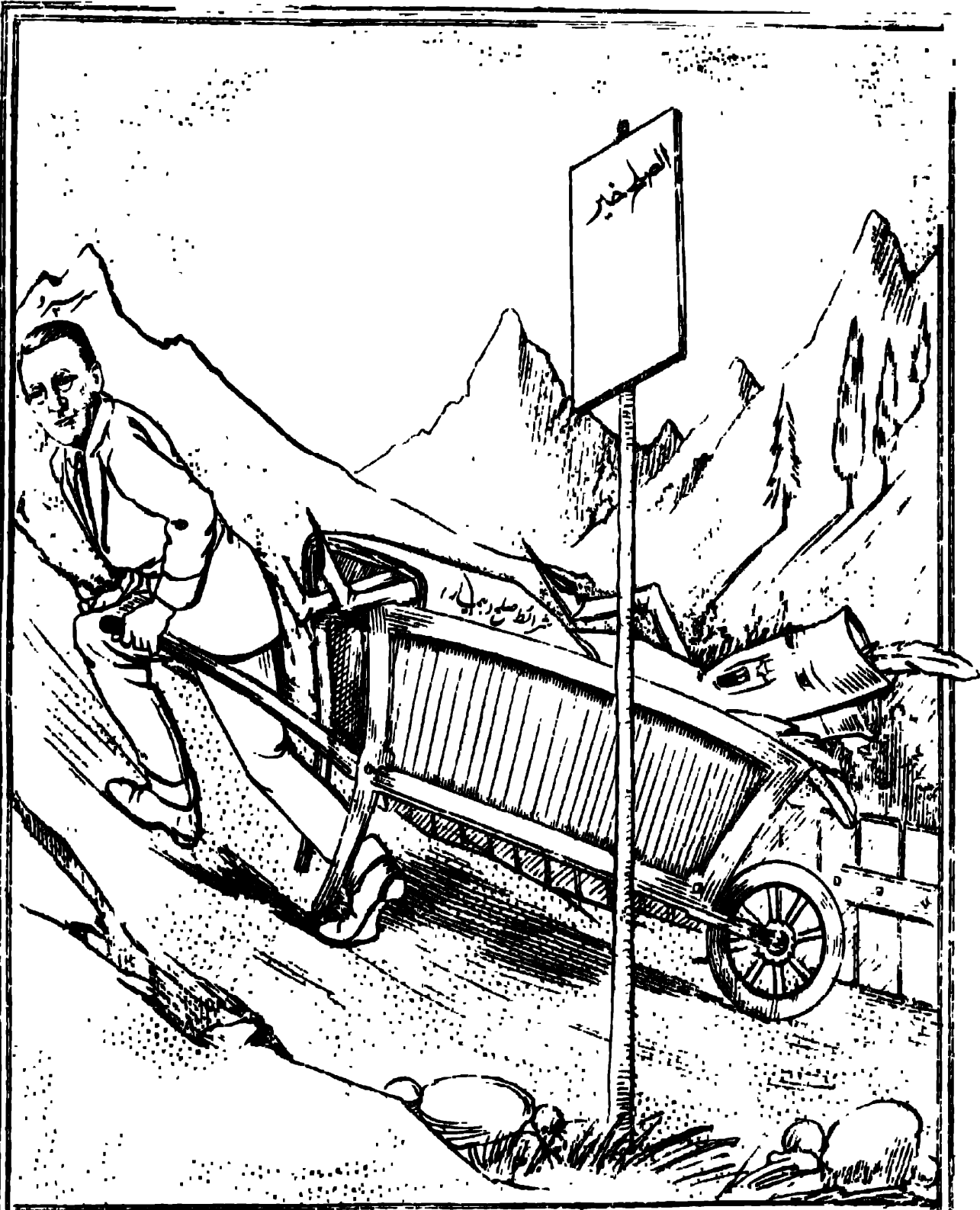
"پہاڑوں کی ہوا میں صحت کی تلاش"

گل صبحدمے بجود برآشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بدعہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر برزد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت
اگر موسم خزاں میں بھی جان پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر سازان چوک لکھنؤ سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہارِ باغ ناپائدار ہے۔ اور اسکی خوشبو پائدار ہے

زمین پہ گرا دیتی ہوں۔ پانچ سیرے۔ پانچ گوٹا پیکی نذر کئے۔ پانچ ماما پیاکے۔ پانچ شہید مردوں کے۔ پانچ پیالوں کے۔ پانچ دلہوں کے۔ پانچ آٹے کے۔ پانچ گئے کے۔ جب یہ سب انگور نکال کے علیٰحدہ کردوں گی تو سیاں کو نوشی جان کرا دنگی میں نہیں اپنے صاحبزادے کیوں چیز کھلاتی۔ نا صاحب میرا پھول پان سا پلا یا۔ جو کھنے والی نیدی کو کچھ ہو جائے۔ بڑے حاجی تو ترکوں کی اناتھے صاحبزادے کو جو کچھ اناجی نے کھلایا وہ دُنیا جانتی ہے اب وہ حکومت کی اناجی بننے والے ہیں وہاں پیروں شہیدوں کا حق یا حق الناظرین تو ملنے سے رہا مگر حاجی کی نیت یہ ہے کہ بیت المال یا پیٹ المال تو خالی ہے تنظیم کے پیر شہید نکلوا سے گوٹا پیرا تاپتا پیریاں آیا گیا۔ ان میں سے ہر ایک جداگانہ حصول معاش کا ذریعہ بنے یتنتی ہوں قصائی کنجڑے دُھنیے جولاہے۔ بھٹیارے تنظیم کی فوج میں اس لیے بھرتی ہونے والے ہیں کہ اُنھیں کانگریس والوں سے بھڑا دیں۔ یہ تنظیم گویا جہاد کی تعلیم دے گی تاکہ بے فوج کے امیر المومنین تختگاہ خلافت کی حفاظت اچھی طرح سے کر سکیں۔ چنانچہ بمبئی کے بعض فسادات اس ارادے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ایسی حالات میں حکومت کا جو اصلی منشا ہے وہ پورا نہیں ہوتا اس قسم کے فساد ضرور حکومت کے نام لکھے جائیں گے کوئی حاجی کا نام نہ لے گا۔

تو بہن میں کیا جھوٹ کہتی ہوں کہ حکومت ان دونوں سے کام لے کے عقلمندی کا ثبوت نہیں دیتی اچھا سمدھن اب میری بندگی اللہ نے چاہا تو پھر کبھی کچھ لکھوں گی۔

راقمہ

منلق آرا بیگم تمہاری سمدھن

نقد النقد

"ماجریٰ فی کربلا"

کربلا میں جو کچھ گزرا وہ انسان کو رولانے والا ہے واقعات بھی مشہور ہیں لہٰذا ہمارا کام صرف انتقادیہ ہے کہ مولف واقعات کے سلیقہ و تالیف کو پرکھیں۔ یہ کتاب باوجود مختصر ہونے کے نہایت جامع ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ ماخذ اسکا سنی اور شیعہ معتبر مورخین کی کتابیں ہیں۔

مورخین خواہ وہ سُنی ہوں یا شیعہ دو قسم کے ہیں ایک فرقہ غیر معتبر واقعے کا تذکرہ ضروری خیال نہیں کرتا یعنے طرح کو جمع پر ترجیح دیتا ہے دوسرا ضروری خیال کرتا اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ جو کچھ ہم تک پہونچ گیا اُسکا درج کرنا ہمارا فرض ہے۔ یہ کام اہل جرح و تعدیل کا ہے کہ وہ صحیح کو سقیم سے علیٰحدہ کر دیں۔ مبادا کوئی قول یا واقعہ ہمیں ضعیف معلوم ہو اور جو وہ قومی تو اُسکے ترک کی ذمہ داری ہم اپنے سر کیوں لیں۔

اس کتاب میں ضعیف روایات نہیں ہیں اور واقعات کی ترتیب نہایت سلیقے سے کی ہے۔ کوئی ایسا جملہ جس سے دوسرا فرقہ کان کھڑے کرے اس میں نہیں ہے۔ طرز بیان میں اتقان اور مضبوطی ہے۔ حکیم سید مصطفےٰ حسین صاحب اسکے مؤلف ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ میں کوئی عیب نہیں۔ زبان آسان ہے جسے کم پڑھے ہوئے بھی سمجھ سکتے ہیں۔ خود حضرت مؤلف بطور عذر فرماتے ہیں کہ چونکہ اختصار ہی مقصود تھا اکثر نہایت معتبر واقعات ہم نے اسلیے نہیں لکھے کہ کتاب بھاری بھرکم ہوئی جاتی ہے۔

کتاب کی قیمت ۸؍ ہے حکیم سید مصطفےٰ حسین صاحب۔ احاطہ نواب صاحب برکت علی روڈ لاہور سے مل سکتی ہے۔

راقم

ناظم حسین

مولانا پنچ کی لوٹ پاٹ
رستم کی دھاک مارتی ہے

جیک ڈائمنڈ صاحب ایک مشہور امریکن ڈاکو ہیں۔ شوق سیاحت جو چرایا تو ملکوں کی ہوا کھانے اور تفریح پر ڈاکا ڈالنے نکل کھڑے ہوئے سُنا ہے کہ بلجیم والوں نے تو اپنے ملک میں قدم نہیں رکھنے دیا دور ہی سے دھتا بتائی مگر جرمن بیچارہ امریکا کے بڑے ڈاکو وڈرو ولسن کی مار کھا چکنے کے بعد دب گیا ہے اس نے کانپتے تھرتھراتے اُترنے کی اجازت دی مگر خوف سے جان پر بنی ہوئی ہے ڈائمنڈ صاحب کہتے ہیں کہ ڈرو نہیں ہم تو خالی تمہیں دیکھنے چلے آئے۔ واللہ تم بھی بڑے بے مروت ہو۔ ٹھہرنے ہی نہیں دیتے۔ یہ کیا ستم ہے۔ ایک آزاد ملک کے ڈاکوؤں کی اتنی عزت ہے۔

اک نہ ہی ہمارے غریب ہندوستانی بھائیوں کو نوآبادیوں میں جاکے دیکھیے نہ چور ہیں نہ ڈاکو۔ بلکہ اپنی محنت سے زمین کو زراعت کے قابل بناتے تجارت کرتے ٹیکس دیتے اور امن چین سے رہتے ہیں اُسپر بھی جسکا جی چاہتا ہے کان پکڑ کے نکال دیتا ہے

اے اللہ کاش ہندوستان کے بھلے مانس امریکا کے ڈاکو ہوتے بلا سے دوسرے ملکوں میں دھاک تو بندھ جاتی۔

بار جیل خانہ

ہمارے پنڈت نہرو جی جیل سے رہا کر دیے گئے کیوں کیا کسی کو بڑھاپے اور بیماری پر رحم آیا۔ جی رحم کا کوئی شے نہیں۔ ایسی اچھی باتیں قانون کی کتابوں میں ہوتی ہی نہیں۔

اچھا تو شاید عدل کرنے تشریف آیا ہو؟ واہ عدل تجویز کریگا کہ اُنکی گرفتاری ٹھیک مطابق حق ہوئی ایمرجنسی چھینے میں سب عدل ہی تو جاری کرتا ہے۔

ہاں یہ کہو کہ مصلحت نے گھات بتائی تو چھوڑ دیے گئے۔ خون تھوکنے کی بیماری کوئی چھوٹی سی بیماری تو ہے نہیں۔ بھلا آدمی بڑی بیماری جو خدانخواستہ حال نوع دگر ہو جاتا تو کتنی بدنامی ہوتی لا بیت رائے سے مسلمان خوش نہ تھے تو لالہ سے خوش نہیں تو ناراض بھی نہیں لہٰذا انکے طرفدار یعنی تمام ہندوستانی غوغا ہوتا عام۔

دوسری بات یہ کہ پنڈت جی اس بیماری میں اِدھر اُدھر پھرنے سے رہے۔ بیماری زبان بند رکھنے پر مجبور کرے گی اور بیماری جب رہی تو مگر بیماری کی

وکالت سے باز نہ آئینگے وہاں زبان کھولنے کی اجازت نہ دینگے۔ اب رہ گئی تحریری تجارت تو وہ ہندوستان میں ہمیشہ سے نامقبول ہے۔ اسکے علاوہ اگر شہب قلم چلے بھی تو ضعف کیے گا بس ٹٹو بہانے ہیں اب آرام کرو۔

ان مصالحے جمیل نے اپنی طبیعت کا بوجھ ہلکا کر دیا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس رہائی پر پنڈت جی کس کا شکریہ ادا کرینگے۔ بیماری کا یا حکومت کا؟

صلح کی ٹھیل

ہمارے ڈاکٹر بسیہ و تجاویز صلح سمیت پہاڑ پر چڑھ گئے تھے کہ صلح خانم بیمار ہو گئیں اور دم توڑ دیا (دیکھو کارٹون) یہ اس ہفتے کی سب سے زیادہ قابل اعتنا خبر ہے سنا جاتا ہے کہ عنقریب پنڈت موتی لال نہرو اس کا غذی پیکر کے بند کفن وا کرینگے اسوقت معلوم ہوگا کہ دم کیوں گھٹا اور کیونکر نکلا۔ بات کوئی ایسی اہم نہیں جو سمجھ میں نہ آتی ہو۔ متضاد شرائط و جواب کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو یہ صلح تھی ہی نہیں۔ اسلیے کہ لڑائی کا وجود نہیں۔ یہ لڑائی نہیں بگاڑ ہے اس کے بعد لڑائی بھی ممکن ہے۔ بگاڑ میں بناؤ کی صورتیں دیکھنے والے اسی ہفتے کے دوسرے کارٹون پر غور فرمائیں جس میں ہاتھ پاؤں چہرے تو دکھائی دیتے اور پہچانے جاتے ہیں مگر کسی کا تن و توش معلوم نہیں ہوتا کانگریس والوں نے تو اپنی بات اسوجہ سے چھپائی کہ جو شوشے ہم نے چھوڑے ہیں کہیں وہ جھول نہ کھا جائیں اور بڑے لاٹ صاحب نے اپنی بات اسلیے رومال کے نیچے دبائی کہ نہ ماننے والی باتوں کے اظہار سے فائدہ ہی کیا۔ آزادی وا نزادی سے انکار نہوتا تو ہم آرڈیننس کیوں جاری کرتے بلکہ آرڈیننس جاری کرنے کی نوبت ہی کیوں آتی۔ غرض رومال کی آڑ میں جھیریں رہیں اور سچ پوچھو تو سب پالے باہر نکل آئیں" نہ یہاں رہا ظفر نہ آنرا خطرہ"

داستان امیر حمزہ والے خواجہ عمرو ابن ضمیری عیار کے پاس ایک غائب کر دینے والی گلیم تھی مگر جب وہ کسی کو دکھانا چاہتے تھے اور یہ بھی منظور ہوتا تھا کہ خونریزی کے بغیر مطلب نکل آئے تو اپنے ہاتھ منہ پاؤں کو گلیم سے باہر نکال دیتے تھے۔ دیکھنے والے کو معلوم ہوتا تھا کہ صرف یہی اعضا ادھر سے اُدھر گھوم رہے ہیں اسکی گٹھری بندھ جاتی تھی ہمیں نہیں معلوم کہ عیاران طلسم پولیٹکل کے ہاتھ یہ گلیم کیونکر آ گئی لکا خیال نے کیوں دُنیا کو صرف ہاتھ منہ پاؤں کے حرکات دکھا کے تماشا موقوف کر دیا۔

ہاں اور نہیں

سرحد ہند و افغانستان پر چند ماہ سے فساد برپا ہے اگرچہ اُس افیمی کی طرح جس نے بالائی کے دھوکے جالی کی لُٹیری (ٹوپی) نگل لی تھی اور دفع فضول معدہ کے وقت بی بی کو پکارا تھا کہ بی بی دوڑو دیکھو تو یہ کیا نکلا بی بی نے دیکھنے سے ٹوپی نکال کے صلواتیں سُنائی تھیں کہ نگوڑے ٹوپی کھا گیا پھر بیچارے افیمی نے التجا کی تھی کہ ٹھہر جاؤ بیوی (بی بی) شاید پگڑی بھی یہیں سے نکلے ہماری پبلک اور سرکار کے مخفی ذرائع معلومات سرحدی فساد کی ٹوپی دیکھ کے اُمید رکھتے ہیں کہ کانگریسی فسادات کی پگڑی بھی یہیں سے برآمد ہوگی مگر یہ تو بے رست پا لڑنے والوں کے معاملات میں غلطی پیدا کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ بہر کیف خبریں عجیب و غریب مشتہر ہوئی ہیں۔ ہمیں فتح ہوئی ہم نے پسپا کیا مگر ہم ہم وہیں ہے جہاں تھے۔ ہر مرتبہ ہم نے بھگایا اور اپنے ہی زخمی ہیں معلوم ہیں حریف کا حال کچھ نہیں کھلتا۔ ہمیں فوج کی ضرورت ہے۔ ہمیں مزید فوج کی ضرورت نہیں۔ دشمن مورچہ بندی کر رہا ہے موجود ہے۔ دشمن موجود نہیں بھاگ گیا۔ ابھی تک سبب اس جنگ کا مخفی ہے۔

دُنیا بھر ساون نہیں مہا بھارت کے عہد کی اندھی ہے جدھر دیکھتی ہے لال دکھائی دیتا ہے۔ گویا شفق نے افق چھوڑ کے ہندوستانیوں کے دیدوں میں جگہ لی ہے۔ کیوں صاحبو اسے خوش بختی کہیں یا بدبختی؟

زہر مکرر

قند مکرر تو سنا تھا مگر اب زہر مکرر کا دور ہے یہاں وہنگی بے ڈھنگی حکومت ہند کے جلتوں جو دواتی سائمن کمیشن کے ساتا دروں کے قبول کرنے سے انکار تھا نے اسی طرح انکار کیا جیسے کوئی دوسرے کرتا ہے مگر بڑے لاٹ صاحب نے پروا کی نہ وزیر ہند صاحب نے کمیشن کے ولایتی ارکان یہاں آئے اور یہ کہے گئے چپ چپ،، (گو بیک) کے نعروں سے ان کا استقبال کیا گیا لیشتم پشتم اُنھوں نے کچھ سرکار کی جے منانے والے ہندوستانیوں کے ساتھ مل کے خوب ہندوستان کی سیر کی پھر حالی موالی سمیت ولایت روانہ ہوئے وہاں کھیر میں نمک ڈالا مرتے میں گھی کا بگھار دیا اور ایک نہایت لغو معجون تیار فرمائی جو خود حکومت ہند کو بھی پسند نہ آئی صرف مرث سے تعریفیں ہو رہی ہیں کہ واہ میاں سائمن کیا بڑھ کے لات ماری ہے۔ جھک مارنے میں تم اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اب جیکہ گھنٹی کانفرنس کی ترتیب بھی اسی ترکیب اور اسی کینڈے پر ہو رہی ہے۔ جس کینڈے پر سائمن کمیشن کا وجود ہوا تھا یعنی ۱۰۰٪ انسان اور باقی زوالوجیکل گارڈن کے رہنے والے پکڑے ہم انکا نام خیرخواہان ہند کی فہرست میں درج کر کے کہہ دیا جاؤ ولایت اور اہل ہند کی نیابت کا حق ادا کرو۔

ہم تو نہیں سمجھ سکتے کہ پہلے گھونٹ نے کیا نفع دیا تھا جو یہ دوسرا گھونٹ پیٹ میں گُن کریگا۔ مگر صاحب بکار زیادہ عقل رکھتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ شفا ہو جائیگی اور شدہ کانگریس مطمئن ہو جائینگے تو بہتر ہے خدا بچیں کہ نمک یہ بس کی گانٹھ جب شفا ہو تو جانیے

اور ہاں سب سے بڑی بات یہ کہ ہمارے حاجی تو نمل فہرست میں نہیں ہیں۔ کیوں صاحب! کیوں نہیں ہیں؟ کیا جہاں لاکھوں روپیہ روز کا خرچ ہے وہاں چار گورخروں کی یخنی دس ہاتھیوں کا شوربا ایک درجن شتر مرغ کے کباب بارہ بکروں کی نہاری پانچ ڈیڑھ من پھلکوں کا انتظام دو وقتہ نہیں ہو سکتا ابھی ہو سکتا ہے اور ضرور ہو سکتا ہے۔ خزانۂ ہند ابھی اتنا مفلس نہیں۔

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال ہی لی ہیں صبح جاپانی برش بڑا اعضا کو حرکت دیتے رہتے ہیں نہ کبھی قبض کی شکایت اور نہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ ہے گا اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہیئے اسکے واسطے کتاب میں ۲۴ تصاویر دیکھیں ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں یہ کتاب زیادہ تر بیماریوں کیواسطے مفید ہو گو منتر پہنے اور ورزش وغیرہ کرنیکا موقعہ نہ ملنے کیوجہ سے بد ہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفائی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایکروپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا ہر بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہو سکے اسلئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد برنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک معمولی یکصد روپیہ خریدنے سے پورا ہو گا جو ڈیڑھ سال میں قسطوں ادا کرنی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرد اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرد نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

برنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہو گا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچوں کی روانگی موقوف کر دی جائیگی

(۳) بلا پیشگی پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہو گا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے باقی پرچہ واپس لئے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خودرو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشورہ و نسخے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھایئے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچایئے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سالہائے گزشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ہم ذمہ لیتے ہیں مسلسل ظریفانہ و سیاسی و ادبی مضامین و قصے ... ملاحظہ فرمائیے لطف اٹھائیے

جلد ۱۹۲۶ء کے ۸ نمبر قیمت عہ معہ محصول

۱۹۲۷ء کی مکمل جلد قیمت عہ معہ محصول

۱۹۲۸ء و ۲۹ کی مکمل جلدیں قیمت فی جلد ۶ معہ محصول

۱۹۳۰ء ششماہی دوم کی جلد قیمت عہ معہ محصول

"منیجر"

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفر نامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے ہنسئے اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۲ ر ٹکٹ بھیجدیجئے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے یہاں

آپ کی علمی معلومات میں اضافہ اور آپ کے کتب خانہ کی زینت بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب موجود ہیں جلد آرڈر دیجئے محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار ایک روپیہ سے کم فرمایش کے ٹکٹ بھیجیے۔

موت پر فتح - مصنفہ بابو شیو شنکر لال صاحب جسمیں ایلوپیتھی و یونانی و آیورویدک نقائص دکھلائے ہیں اور وہ طریقہ علاج بتلایا ہے جس کی تعلیم ڈاکٹر لوئی کوہنی نے دی ہے مصنف کا دعویٰ ہے کہ لاعلاج امراض بھی کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے سے یقینی اور شرطیہ دور ہو جاویں گے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

امراض کس طرح شفا پا سکتے ہیں - جملہ معمولی و لاعلاج امراض مثلاً دمہ - گٹھیا - فالج - نامردی - جریان - استسقا - جذام - سرطان - طاعون - انفلوئنزا وغیرہ کا یقینی اور شرطیہ طریقہ علاج مصنفہ بابو شیو شنکر لال قیمت فی جلد ۴ ر علاوہ محصول ڈاک

شمیمۃ الاخلاص - یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر ایک تنقیدی نظر مصنفہ مولوی سید عبد العزیز احمد ترمذی قیمت ۴ ر علاوہ محصول ڈاک

عیار التنقید - جس میں کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر تنقید کیگئی ہے مصنفہ مولوی ابو الرشاد اے - اے ہاتف لکھنوی قیمت ۵ ر علاوہ محصول ڈاک

علم الاخلاق - مصنفہ مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ جسمیں اخلاق پر فلسفیانہ و عالمانہ دلچسپ عام فہم انداز بیان میں مفصل بحث کیگئی اخلاقی معلومات و افادہ کا بہترین خزینہ ہے تھوڑی جلدیں رہگئی ہیں جلد آرڈر دیجیے قیمت علاوہ محصولڈاک عہ

ہدایت الاطبا علے مباحث الاطبا - بزبان فارسی دو جلدیں موجود ہیں طبی معلومات کا بے نظیر خزینہ ہے ضخامت ۷۵۶ صفحہ تقطیع کلاں باوجود اسکے قیمت دو روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

منیجر اودھ پنچ

غذائے روحانی
معارف النغمہ

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
अवधपंच
1930

توجہ شے ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ ہی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں کے مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں لیکن پھر بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیور بل چڑھایئے اسلیئے کہ ہر حرف میں غرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بھروسے و رعایت نکتہ چینی تنقید و انکشافات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ انجمن شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ ہیں۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خط و کتابت اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ضمیمہ اودھ پنچ

(۴ ستمبر ۱۹۳۰ء)

مضامین غیر

(قطعہ از رشحات قلم جناب ظریف لکھنوی)

"ایاں"

گورنمنٹ کا ابر رحمت جو برسے — خطابوں کے چھینٹوں سے سوکھی ملیاں
ابا سچ کھڑے ہونٹ پیڑوں پہ اپنے — ذرا گر حکومت چڑھا لے گھڑیاں
لگے سیکڑا پھر بکیں را صاحب — نہ پوچھے کوئی آم جیسے بھدیاں
بنے لاٹ صاحب کے جو خانساماں — بنائینگے کیوں قوم کی وہ رسیاں
بنادیں جو سید سے وہ خان صاحب — تو دوڑے ہر اک لوپی اور بچھیاں
کریں بعض تو سجدۂ احترامی — خوشی سے پڑیں لاٹ صاحب کی پیاں
یہی تو ہے معراج خانصاحبی کی — ایم ال سی جو بھولے ہیں کرتے گیاں
چماروں کو بیگار ہے عرش پر بھی — یہ ٹانکینگے قانون کی اب بچھیاں
نہ کونسل کا تالاب خالی رہیگا — جہاں ہنس تھے اب رہینگی پریاں
چراگاہ کونسل کی زینت ہیں دونو — مسیحا کی بھیڑیں کنھیا کی گیاں
بڑے دن میں جو کیک کھائیں مزے کی — انھیں لطف دیں عید کی کیا سویاں
لیاقت سے کیا کام شہرت ہے مطلب — ہوئے نامور جیسے شہدوں میں سیاں
یہ بی انڈیا جان کا ہے مقولہ — کہ بلما مرور نہ موری کلیاں
بساط سیاست کی اب چال یہ ہے — نہیں گوٹ ملتی تو رکھو نگے ٹیاں

ظریف ایسے کالے کلوٹوں کے صدقے
کوئی ہے ذرا بڑھ کے لے لے بلیاں

مشکل حل - گڑھی فتح

اجی جناب مولانا پنچ صاحب قبلہ۔ حکومت ہند بھی عجب چیز ہے جو بیکار فکر کی آنچ میں گھلی جاتی ہے۔ بھلا دیکھیے تو سہی ہمارا سا پولیٹیکل مشکل کشا موجود ہو اور کوئی یوں بقول بو نصیبن کے خون پانی ایک کرے۔

آجکل یہاں سے لے کے لندن تک کھچڑیاں پک رہی ہیں کہ جکر گھنی کانفرنس کا صدر کون ہو۔ جتنے منھ اوتنے باتیں۔ کوئی کہتا ہے جرمنی میں کرپ کا کارخانہ ہے وہاں توپیں ڈھلتی ہیں حکم دو ایک نیا نہ زرد آٹھوں گانٹھ کمیت یکا سیانا۔ یکا رخود ہوشیار صدر ڈھلا ڈھلایا چلا آئے۔ کوئی حرف زن ہے کہ حضرت البلیس علیہ ما علیہ کی اولاد پر قرعہ ڈالا جائے جس کا نام نکلے فہو المقصود۔ کسی کا قول ہے کہ نہ یہ نہ وہ یہ انسانی کانفرنس ہے اسکا صدر بھی انسان ہی ہونا چاہیے۔ لندن میں ہوتی ہے تو پھر سفیدی کے سوا جھگڑے میں سیاہی کے نام سے تل بھی نہو۔ اچھا لو تم بھی کیا یاد کروگے نام بھی بتائے دیتے ہیں زال دیرینہ روز نہ پیر گسن سال لاٹ جارج ہر طرح جکر گھنی کانفرنس کی سربراہی ورا ہبری کا مستحق ہے مسلمانوں کی عداوت اس شخص کے دل میں بھری ہے چنانچہ ابتدائے زمانۂ جنگ میں قیصر ولیم اور پیمبر عربی کی رحلی کو ایک ہی سانچے کی ڈھلی ہوئی قرار دے چکا ہے اور اپنے زمانۂ وزارت میں عام ہندوستان کے ساتھ اس نے کبھی مروت کا برتاؤ نہیں کیا۔

کوئی اس پر بھپ ہے کہ آخر مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کے ہوتے دوسرے کی تلاش کیا معنی رکھتی ہے وہی مثل ہے " دھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں " آخر کانٹیں پن میں ریمزے میکڈانلڈ کس سے کمی کا پایہ رکھتے ہیں!

دو مرتبہ حضرت نے صدارت عظمٰی کو اپنے وجود سے مشرف فرمایا اور دونو مرتبہ ہندوستان پر سختی سیاہ اختری تیرہ بختی بدطالعی کا ابر چھایا ملک کے بڑے بڑے اعیان جیل خانے کی زینت ہوئے۔ بنگال آرڈیننس شست اقبال آرڈیننس نکال آرڈیننس بدمآل آرڈیننس نحس فال آرڈیننس الٰہی تیری پناہ ہندوستان غریب کی چند یا ایسی عنایتوں سے جھنجھری ہو گئی نہ ولایت ہی والے چین سے رہے نہ انڈیا والے۔ بس

قدم نا مبارک و مسعود — گر بدریا رود برآرد دود

کو چھوڑ کے تیری میری تلاش بالکل فضول ہے۔ ہونا ہوانا خاک نہیں پھر فکر کا ہے کی۔ الغرض جکر گھنی تو ہیٔ۔ عقل نہ چکرائے تو بڑی بات۔

انجناب فرماتے ہیں کہ بالڈون کی ضرورت ہے نہ لاٹ جارج کی نہ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی۔ جب عالی جناب خلافت مآب ظہیر الاکولین امیر النخاصین ذوالتونہ المتحمل والصورۃ المجلجل الذی قال فیہ الشاعر

جسکی صورت کو بھاگ دیکھ کے سب دیو جائیں — چاہیے بزم میں ہو صدر نشیں ایسا شخص

حضرت چندۃ الملک حاجی مولانا شوکت علی صاحب دامت خلافتہ موجود ہیں

اور سُنا ہے کہ بن بُلائے لندن کا حج کرنے جا رہے ہیں تو پھر کسی دوسرے کی تلاش بے سود ہے بس انھیں کو صدارت کی کرسی پہ اُٹھا کے رکھ دیں ہاں مگر زری کرسی کی چولوں کو پہلے دیکھ لیں کہ نازک تو نہیں ہیں جو صدمے کے ساتھ ہی صدارت بھی شکستنی کہا جائے اور گول میز بھی پہیے کیطرح ڈھلکتی نظر آئے اگر کوئی صاحب خواہ مخواہ جرح کرنا شروع کریں کہ آخر جناب حاجی صاحب میں کیا خوبی ہے تو یہ اُنکی عقل کا قصور ہے ہمارے حاجی کو اللہ نے کیا نہیں دیا۔ صورت! اے سبحان اللہ یہاں صدقے ڈیل ڈول!!! اے مرحبا لائیڈ جارج بالڈون اور مسٹر میکڈانلڈ یہ تینوں یکجا ہوں تو حاجی کے برابر ہو سکتے ہیں۔ ناموری!!! اے معاذ اللہ سیرت!!! لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللہ رکھے مال دولت کی کمی نہیں جو کچھ مسلمانوں کا ہے سب اُن کا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جناب حاجی صاحب طفیلیوں کے ذیل میں چکر گھنی کھانے جا رہے ہیں تو یہ بھی نادانی ہے حاجی صاحب اسوقت سرکار ہند کے لاڈلے ہیں اور سرکار اپنے گھر جاتے ہیں۔ اتنا ہمیں یقین ہے کہ دعوتوں میں سے کوئی انھیں نکال دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ بلکہ دعوت کرنے والا چاہے تو ٹکٹ لگا کے تمام مصارف دعوت وصول کر لے۔

اور اگر حاجی صاحب دعوت کو دلچسپ بنانا چاہیں تو آتنے سے اعلان میں بنا سکتے ہیں کہ جتنا کھانا سب مہمان کھائیں گے اُتنا یہ عاجز خلیفۂ وقت اکیلا کھا سکتا ہے۔ اسوقت ولایت کے بیکرے کھلی بازی یقیناً شرط لگانے اور بازیاں بدنے پر تیار ہو جائینگے کیا اسمیں کچھ کم نفع ہے۔ دوسرے یہ کہ حاجی صاحب کوئی معمولی شخص نہیں خلیفۂ وقت ہیں۔ قرآن پڑھ پڑھ کے میٹھے لگا بیٹھے اور ثواب اُسکا مسلمانوں کو لے گا۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک جگہ قرآن خواں طفیلی مع تھے ایک نے مکھن کی مٹکوریا بویام اپنی طرف کھینچی اور روٹی اُسمیں ڈبو کے یہ آیت پڑھی: فکبکبوا فیہا الآیہ (پھر وہ اور بدکار کو منہ کے بل اوندھے منہ جہنم میں گرا دیے گئے) دوسرے نے بویام اپنی جانب گھسیٹ کے روٹی ڈبوئی اور فرمایا: اذا القوا فیہا الآیہ (جب وہ اُسمیں ڈالدیے گئے تو انھوں نے اُسکی آواز سُنی اور وہ ابل رہا تھا)

کوّا کہار

کاؤں قاؤں غاق غاق۔ مُنہ ہٹاؤ تو دیکھیں بالٹی میں کچھ ہمارے لیے بھی بچا یا نہیں!؟

تیسرے نے بویام آگے کھسکا کے تلاوت فرمائی: اخرقتہا لتغرق الآیہ (تو نے کشتی میں اسلیے سوراخ کر دیا کہ اہل کشتی ڈوب جائیں) چوتھے صاحب نے بویام پر حملہ کرتے وقت یہ آیت سُنائی: انا نسوق الماء الآیہ (ہم پانی کا رُخ اور سرزمین کی طرف پھیر دینگے) پانچویں نے مکھن کا ہنگل بھر کے کہا۔ فیہما عینان الآیہ (ان میں دو چشمے جاری ہیں) چھٹے نے جھپٹ بویام پر قبضہ کیا اور فرمانے لگے (ان میں دو چشمے ہیں فوارے دار ہیں (نضاختاں)

آیات کی تلاوت برابر جاری رہی جب آخری طفیلی کی باری آئی تو اُس نے غصہ سے مکھن کا برتن لگا کے ایک ٹھوکر جو لگایا تو کل تمام خالی ہو گیا پھر طوفان نوح والی آیت پڑھی یا ارض ابلعی ماءک (اے زمین اپنا تمام پانی نگل لے) ہمارے بادشاہ خلیفہ حاجی اس طفیلی سے ٹکر لگانے میں پیچھے نہیں رہ سکتے خدا نے چاہا تو کھانے کی میز میدان قیامت نظر آئے گی کوئی قسم طعام رائی سے کائی ہونے سے نہ بچے گی پلیٹیں تک توی ہیکل روئی دھن منقوش اُسے ہمسری کرینگی۔ اور یہ برکت مطالعت در آیات کیا مجال جو میز پر کوئی ریزہ یا چھیچھڑا باقی رہ جائے۔

ہمارے حاجی صاحب بن بُلائے جاتے ہوں یا بایمائے سرکار یا بہ تصدق بعض احباب بہر حال سرکار کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ اُنھوں نے بمقتضائے محبت سرکاری بُلانے اور دعوتی کارڈ بھیجنے کی ایذا سرکار کو نہیں دی واللہ دوستی کے معنی یہی ہیں کہ بن بلائے کام میں ہاتھ بٹانے پہ آمادہ ہو جائے سرکار نہ بلاتی اور یہ نہ جاتے ....

....

تو جفا کار ٹھہرتے۔ اب وہ کام چور لولے حاضرہ کا طعنہ انشاء اللہ اُنھیں نہ سہنا پڑے گا۔ چھوٹے بھائی بھی ہونگے اور ہم خیال ساتھ والے بھی۔ پاک اور مطہر غذائیں۔ پریوں کا نظارہ۔ موٹروں کی سواری۔ سینما کی سیر۔ بڑے بڑے صاحب لوگوں سے ہاتھ ململ۔ غرض کروٹ کروٹ جنت۔

اُمید ہے کہ ہماری بھولی بالی حکومت ہند ہمارا مشورہ قبول کریگی اور ہمارے بڑے حاجی یہ کہتے

ماحاصل سے سب جائے گا ترسہ

ایں خیال است و محال است و جنوں

کانگریس نے تو بے تعلقی کا اظہار پہلے کر دیا، اعتدال پسندی بھی گئی ہوئی تو معاملہ ہے حق حقوق کا جن باتوں پر ملک معترض ہے اُن کا پیش کرنے والا کوئی ان شرکا میں معنی میں نظام موجود نہیں۔ لہذا تحقیق شدہ کہ چکر گھنٹی کانفرنس کا مآل صرف چکر گھنٹی ہے۔ لوگ جائینگے، مفت کے لقمے کھائینگے، مصافات بیٹھ کر لینگے اور خواہ مخواہ ہندسے رقم وصول کر لیں گے۔

ہاں ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ لندن میں ہندوستانیوں کے دلی نفاق کی نمائش آج تک نہیں ہوئی تھی جتنے لیڈر ساز خود ولایت گئے انھوں نے انگریزی طرز حکومت کی شکایت۔ اُس قفس کی تفصیل جو انصاف کے نام سے اس ملک میں جاری ہے جنس انصاف کی بازار میں مہنگی۔ جواری کی نال کی حقیقت کی بازی لگانے والوں میں ایک ہارتا ہے دوسرا جیتتا ہے مگر نال کی رقم دونوں گھرے کی گائے کی طرح بھاری اور موٹی ہوتی جاتی ہے یہی چند حالتیں بیان کیں دھنیا سنگ دل کے سامنے رو رو کے اپنے دیدے سکھا کے چلے آئے کوئی مینکا بھی نہیں کہ کس نے کیا کیا۔ لہذا اب وقت آ گیا ہے کہ مختلف خیال کے مذہبی اور غیر مذہبی منافق ایک احاطے میں جمع کیے جائیں اور سب اپنی اپنی بولی بولیں اور خناس انگریزوں کو اختلاف کی بانگی دکھا دیں۔ انہیں ثابت ہو جائے کہ اتنے عظیم الشان اختلاف اور ضدم ضدا کے ہوتے ہندوستان کو نو آبادیوں کی سی آزادی دینا قرین انصاف و مصلحت نہیں۔ اگر انگلستان یہ تماشے دیکھ کے متفق اللفظ پکار اُٹھا کہ یہ ڈیم نیٹو کالا آدمی پھسادی قوم کس مافک آجادی چلانا مانگتا۔ ہم البتہ دنگا پھساد کریگا" تو پھر ہندوستان لاکھ چیخے چلائے گلا پھاڑے ستیاگرہ کرے کوئی کان دھر کے نہ سنے گا۔

ہمارے اس خیال میں بھی ایک خامی ہے وہ کیا؟ یہی کہ لارڈ ارون خیر خواہ ہند مشہور ہیں ایک غلط... ہیں

یہاں تک وارد ہو گیا ہے کہ ہندوستان کی اسٹاجب لوگ کرتی ہے تو اکثر انگی ویرانی چھاتی میں درد کا نیچا آ جاتا ہے اور نرسیں دودھ کھینچتی رہتی ہیں پیپ باہیں محبت ہند اُنھوں نے کیوں ایک فضول نمائش کی نیو ڈالی۔ اور یہ کہاں تک ہندوستانی شورش کو روکے گی؟ اچھا تو پھر اس خیال سے درگزر کیجیے اور کوئی دوسری وجہ اس کانفرنس کے قیام و انعقاد کی تجویز کیجیے۔

ایک بڑے پایہ تخیل کا قول ہے کہ بھائی چکر گھنٹی

گیسو بریدہ — مسز شیون جدید فیشن میں

گیسو دراز — مسز وائٹ ٹیکساس امریکن لیڈی

کانفرنس پیش خیمہ یا تمہید ہے دوسری چکر گھنٹی کانفرنس کی۔ جو کانفرنس اب ہونے والی ہے اُس میں حکومت اپنے خیر خواہوں کی صورت ولایت والوں کو دکھائیگی اور اسکے بعد ملکی خیر خواہوں کو لیجائے گی اور الاشیاء تعرف باضدادھا کے آئین فطری سے ولایت والے مزے لے سکیں آگ دیکھ کے ٹھنڈک یاد آئے پانی کی صورت سے خشکی کا اندازہ ہو۔ یعنی جس طرح ایک پدّے نے راجہ سے اپنی پدی حاصل کی تھی اسیطرح

سو ماحاصل جائے۔ بزرگ بوڑھی خواتین کی زبانی حکایت ہے کہ کسی راجہ نے پناور کے درخت پر پدی کو جھولا جھولتے دیکھا تو فوراً لاسے لگا کے پکڑ لیا مدت لی پدی کو قفس میں بند کر لیا۔ پدّا بیچارہ کہیں دانے کی فکر میں گیا ہوا تھا اُس نے جو اہل خانہ یا نصف بہتر یعنی حصۂ جسم کی مصیبت سُنی تو رہائی کی فکر میں نکل پڑا۔ کہتے ہیں کہ میاں پدّے نے ٹھیٹھیرے سے ایک دو گاڑیاں بنا کے دو مینڈک جوتے اور رکاب کے نوک پر سوار ہو کے راجہ کے ملک پر چڑھائی کر دی۔ میاں پدّے کثیر الاحباب تھے۔ راہ میں بھیڑیوں کا ایک گروہ ملا اُس نے پوچھا کہو میاں پدّے کہاں چلے۔ میاں پدّے نے آہ سرد بھر کے جواب دیا۔

ٹھیٹھیرے کی دو گاڑیاں دو مینڈک جوتے جائیں
راجہ ماریں پدی لائیں ہم راجہ مار لِن جائیں

بھیڑیوں نے ساتھ چلنے کی خواہش کی میاں پدّے نے فرمایا:-

"گھس گھسا میرے کان میں گھس"

اسیطرح شیر ملے۔ چیونٹیوں سے ملاقات ہوئی۔ دریا ملے پہاڑوں سے ایک سلیک ہوتی اور رہبر ایک ان کی مدد پر تیار ہو گیا۔ روایت ہے کہ میاں پدّے کا گوش مبارک وسعت میں عمر عیار کی زنبیل یا حاجی شوکت علی کے چندے والے تھیلے سے کم نہ تھا جتنے دوست ملے سب نے یہی درخواست کی کہ ہم بھی چلیں اور پدّے نے ان سب کو اپنے کان میں بھر لیا۔ اور سب آرام سے سوراخ گوش میں سما گئے۔

سفر کی عمر ہی تھوڑی ہوتی ہے تیز رفتار مینڈکوں نے طی الارض کا عمل پڑھا۔ پدّے صاحب راجہ کے در دولت پر وارد ہوئے۔ راجہ کو کسی نے خبر دی کہ میاں پدّے اپنی پدی کی تلاش میں آمادہ جنگ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ کیا حکم ہوتا ہے۔ راجہ صاحب کو پدی بہت عزیز تھی پدی کا پنجرا سرہانے لٹکایا تھا۔ کہنے لگے کمبخت کی شامت آئی ہے مرغ خانے میں بیچارے کو دو چار دانے کا کن کے ڈال دینا کھا لے

"ناچ لے اینٹھا سنگہ ناچ لے"
"اے میں کہتی ہوں- آخریہ ہے کیا- اس کھلونے کے اتنے دام؟"
"تفریح- دلچسپی- شغل بیکاری"

گل صبحدمے بجو و برآشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بدعہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر برزد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت

اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا چاہیں تو اصغر علی محمد علی عطر سازان چوک لکھنؤ سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہار باغ ناپائدار ہے۔ اور اسکی خوشبو پائدار ہے

چلا جاتا اور سرشام دروازے پر ایک لٹا ہوا کھول لیتا رنج وعداوت کی جو آگ تھی بھڑکانے لگا دیکھیے بعد ہو نی نیت صاحب نے احباب گوشہ مسکن میں سے بلی گربہ مسکین کو پکارا کہ اپنی برادری کو لے کے نکلو اور وعداوت خوری کے مرغ تناول فرماؤ۔ بلیاں نکلیں اور قریب شکار دیکھ کے گئیں ہچکچاہٹ کی پر تیں دکھانے۔ صبح تک ایک چوہا بھی نہ بچا۔ میاں پڑے شمشیرے کی کاٹھی پر بیٹھے تماشا دیکھتے رہے صبح کو مرغ بازوں نے راجہ کو اطلاع دی کہ خداوند معلوم کہاں سے بلیاں آ گئیں جو رات بھر میں تمام اذان (بانگ) دینے والوں کا قیمہ اڑا دیا آج غلام کی نماز بھی قضا ہو گئی۔ دوسرے روز رتھ خانے میں بیلوں کا صفایا بھیڑیوں نے کیا تیسرے روز شتر خانے میں اونٹوں کی ٹنگڑی شیروں نے کھسیٹی ہم تھے دن فیل خانے میں چونٹیوں نے خاموش مقابلہ کا نمونہ دکھایا اور سونڈوں میں جو گھسیں تو کل ہاتھی سر پٹک کے مر گئے۔ پانچویں روز راجہ صاحب نے فرمایا کہ مہمان عزیز کو میرے پلنگ کے پاس جگہ دو۔ میاں مینڈک کاڑی پر سوار پلنگ کے پائے کے پاس جا گزین ہوئے۔ آدھی رات کو راجہ صاحب نے آرام فرمایا اور میاں پدے نے دریا سے کہا کہ ہاں بی ندی زری اپنا زور تو دکھانا کان طلوع فلق فتح طلی بڑھیا آ تمودہ ہو گیا اب جو چلی پردہ سیل پر سیل نکلنے لگی تو راجہ صاحب کے پلنگ نے غوطہ کھایا آنکھ کھلی۔ بوکھلا کے ادھر ادھر دیکھا میاں پدے پلنگ کے پائے پر جلوہ گر تھے انھوں نے فوراً شرط صلح کا مسودہ پڑھا۔

سُنیے راجہ صاحب۔ اینجانب کی بیگم کو آزاد کر کے میرے حوالے کیجیے اسی میں خیریت ہے ورنہ سارا ملک بہ جائے گا۔ راجہ نے اسیوقت پدی بیگم کے پنجرے کی کھڑکی کھول دی چلیے میاں پدے نے فتح پائی جیسے اُن کے دن پھرے ویسے کہنے سُننے والوں کے دن پھریں۔

دیکھ لینا چکر گھنی کانفرنس نمبر ۲ میں لارڈ سینکی مسٹر بینکڈ انلڈ مسٹر بالڈون مسٹر چرچل مسٹر لائڈ جارج میاں اوڈوائر اور دوسرے بڑھے بولوں کو طوفان گوش اہل ہند کا ایسا مقابلہ کرنا پڑے گا کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔

ہمارے نزدیک یہ بھی خواب پریشان ہے اہل ہند ابھی کمانی والے پدے کی سی قدرت بھی نہیں رکھتے۔

خیر یہ نہیں تو پھر مولانا پیچ آپ ہی فرمائیے کہ ہونے والی چکر گھنی کا مقصد کیا ہے؟

راقم

مدعا جو

پنچ۔ ہماری سرکار ہے قوانین فطرت کی مقلد بہت سی باتیں فطرت کی ہماری سمجھ سے باہر ہیں مثلاً مردوں کے سینے پر دو گول گول سیاہ نشان کیوں ہیں؟ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں علت غائیِ آفرینش ہی سمجھ سے باہر ہے۔ کیا عبادت؟ نہیں صاحب خدا کسی کی عبادت کا محتاج نہیں۔ آیت میں خلقت جن و انس کی علت عبادت ضرور ہے مگر وہ غرض عبدیت کی توضیح کرتی ہے اصلی علت نہیں۔ پس اگر بڑے لاٹ صاحب یا وزیر ہند کی چکر گھنی کانفرنس کا معا ہماری سمجھ میں نہ آیا تو کچھ عجب نہیں۔ اسے مردوں کے سینے کے دو داغ سمجھو اور اسوقت تک چپ رہو جب تک لندن میں یہ مجموعہ عجائب المخلوقات اپنی اپنی بولیوں کی بانگی نہ دکھائے۔ بعد ازاں یقیناً

دو ضروری اعلان

متعلق

تار کا پتہ چاند ٹیلیفون نمبر ۲۰۵

چاند (اردو ایڈیشن)

ایڈیٹر۔ منشی کنہیا لال ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈوکیٹ

۱۔ چاند کا خاص ایڈیٹر نمبر نومبر اور دسمبر کا یکجائی نمبر ہوگا یہ نمبر ہر حیثیت سے ایک قابل قدر نمبر ہوگا۔ متعدد نامور ایڈیٹر صاحبان نے اپنے مضامین افسانے اور نظمیں بھیجی ہیں۔ علاوہ ان کے متعدد رنگین اور سادی تصویریں اور کارٹون بھی شامل کئے جائیں گے۔

اس نمبر کی قیمت صرف تین روپئے ہوگی مگر مستقل سالانہ خریداروں کو مفت دیا جائے گا۔ یہ رعائت نئے ششماہی خریداروں کے ساتھ نہیں کی جا سکتی

۲۔ چاند کے سالانہ چندے میں خاص رعائت

چاند کی کثیر اشاعت کو اور بھی بڑھانے کی غرض سے عام پبلک کی خاطر ہم نے یہ طے کیا ہے کہ جو لوگ فوراً چاند کی خریداری منظور فرمائیں گے ان سے صرف ۶ روپیہ لیا جائے گا۔ چاند کی کسی خصوصیت میں کمی نہیں ہوگی۔

دیر نہ کیجئے۔ اپنا نام فہرست خریداران میں فوراً درج کرا لیجیے

منیجر چاند چندر لوک الہ آباد

پری مہک تیل

دماغ کی راحت اور قوت کا ذمہ دار ہے اسکی خوشبو نہایت پسندیدہ اور مفرح قلب ہے چکنا نہیں بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے درد سر اور نزلہ کے مریض بارہا آزما چکے ہیں تشنج اور بالخورہ کا بھی علاج ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ بارہ شیشی کی قیمت عـ۵ نمونہ کی شیشی ۳ر محصول ذمہ خریدار

پری مہک منجن

ہلتے ہوے دانتوں کو جما دیتا ہے دانتوں کی کثافت دور کر کے جلا دیتا ہے ہر قسم کے درد کے لیے اکسیر ہے فی ڈبیہ آٹھ آنہ ایک درجن ڈبیہ کے خریدار سے للعہ محصول ذمہ خریدار

ایجنٹ کی ہر جگہ ضرورت ہے۔

تجارت پیشہ اصحاب کے لئے خاص رعایت ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کیجیے

منیجر پری مہک پرفیومری کمپنی راج گنگا گنگا پور

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۸۱۵ خفیفہ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت سب جج صاحب بہادر کھیری مقام لکھیم پور

دینا دیال ولد بنبا رام قوم برہمن ساکن گھراہوتی پرگنہ اورنگ آباد ضلع کھیری .... مدعی

بنام

درگا پرشاد ولد رگھوبر دیال برہمن ساکن کھمریا پرگنہ اورنگ آباد ضلع کھیری .... مدعا علیہ

بنام درگا پرشاد ولد رگھوبر دیال برہمن ساکن کھمریا پرگنہ اورنگ آباد ضلع کھیری

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۹۰ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۹ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوائے مدعی مذکور دو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ہوئی واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیبت حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۸ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بدفتر جناب سب جج صاحب بہادر بمقام ... ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

" مانت ! جی اور رانگ بوجھا " ہاں یہ قیاس بالکل قرین قیاس ہے کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا " پارلیمینٹ آف ریلیجنس " (مذاہب کی پارلیمینٹ) بن جانا ممکن ہے۔ شیخ جی کہیں گے ہم پنچ کمیٹ اذان دینگے پنڈت جی فرمائینگے نہیں ہر ایک کے کان میں بھونپو بجانے کے عام اجازت ہونی چاہیئے۔ یہ جھینیں گے وہ بھونپو سنبھالیں گے۔ وقس علے ہذا۔

مولانا پنچ کی لوٹ پوٹ

" ازعر " (بے دُم)

الف لیلہ کا مستند راوی روایت کرتا ہے کہ عبداللہ بری گیرت اور ایک دریائی آدمی سے جس کا نام بھی عبداللہ تھا یارانہ بڑھ گیا۔ عبداللہ بری عبداللہ بحری کے بیے عمدہ عمدہ پھل اچھے اچھے کھانے لیجاتا اور عبداللہ بحری اسکے عوض میں برتن جواہر و معدنیات سے بھر دیتا۔ ایک روز عبداللہ بحری نے عبداللہ بری کی دعوت کی پہلے بری کے تمام جسم پر ایک روغن ملا جس کا اثر یہ تھا کہ پانی سے اعضا کو نقصان نہ پہونچے پھر اپنے مسکن کی طرف چلا۔ آپ جانیے خشکی کا آدمی دریائی جانوروں میں جو پہونچا تو ہر طرح کے جانوروں نے گھیر لیا مگر جو کوئی آیا اُس نے تعجب کی نگاہ سے دیکھا اور فوراً اعتراض جڑ دیا کہ واہ وا۔ ان حضرت کے تو دُم ہی نہیں یہ تو " ازعر " ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بحری کی بی بی اور بچوں نے بھی یہی کہا۔

بحری مخلوق میں یہاں کی سی بناوٹ نازک خیالی نازک دلی تو ہوتی نہیں جو وہ دل شکنی کے لحاظ سے دُم نہونے کا اعلان نہ کرتی۔ نہ وہاں اہل سفل جسم کا نظارہ خلاف تہذیب ہے۔ مگر عبداللہ بری بیچارے تو ان باتوں کے عادی نہ تھے انھیں اعتراضات کی بوچھار سے ایذا ہوئی اور کپڑا تلاش کرنے لگے کہ جامے لنگوٹی ہی باندھ لیں۔ دریا کی تہ میں موتی مونگا پتھر سب کچھ تھا کپڑا نہ تھا۔ آخر بے دُم ہونے کے باعث انھوں نے فوراً رخصت طلب کی۔ میاں عبداللہ بحری انھیں [illegible] تک مشایعت کرتے آئے۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر کانگریسی مشہور

اور مستند لیڈر چکر گھنی کانفرنس میں شریک کیے جاتے تو حکومت وقت پر جو الزام لگائے گئے ہیں وہ نرم اور ہلکے ہو جاتے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے۔ حکومت ہند نے چار درجن سے زیادہ آدمی اس کانفرنس میں جھل پھل پیدا کرنے کے واسطے بھرتی کیے ہیں اور ان میں سے اکثر خطاب یا سرکاری ملازمت یا سرکار کی خیرخواہی کی " دُم " رکھتے ہیں برخلاف کانگریسی لیڈروں کے جو بہرحال " ازعر " ہیں۔ فرض کیجیے کہ اتنے دم والوں میں جو چار پانچ " ازعر " شامل اور شریک ہوتے تو ان کی بولی کون سنتا۔ عبداللہ بحری (حکومت انگریزی) کی برادری بھی ضرور معترض ہوتی کہ یار دیہ تو دُم سے محروم ہیں " ہم نے مانا کہ پتلون یا دھوتی کھول کے دیکھنے کی مجال نہیں مگر حضرات دُم تو پتلون اور دھوتی پر اُبھری ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ہاں اگر اس تماشے میں کثرت اُن لوگوں کی ہوتی جنکو قدرت نے دُم کی نعمت سے محروم رکھا ہے یا ملکی ہڑتال کی بدولت انکی دُم جھڑ گئی ہے تو بیشک چکر گھنی کانفرنس میں کام کی باتیں پیش ہوتیں اور کوئی نتیجہ ضرور نکلتا۔ کم از کم یہی سہی :-

" نکل گیا ہاتھی رہ گئی دُم "

برزن اے زن

وہ ہلکا سا کپڑا جسے چہرۂ خورشید نما کا گردپوش کہنا چاہیئے اب ایرانیوں کو بہت رو بھر ہے چنانچہ وہ اپنی عورتوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اسے نوچ کے پھینکدو۔ زنانِ ایران پہلے ہی سے آمادہ ہیں صرف جمیع اسلامیہ (علما) کا تھوڑا بہت اثر ہے جو یہ مکڑی کا جالا طاقِ ابرو سے کچھ نیچے تنا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ایرانی شاعر فرماتے ہیں آپ بھی سن رکھیے۔ عجب نہیں کہ چند روز کے بعد آپ کو بھی اس قسم کی فرمائشیں کرنا پڑیں۔ ہمیں تو اسکی ردیف بہت مرغوب ہے۔

برزن اے زن! برزن اے زن!! برزن اے زن!!!

ردیف حقوقِ [illegible] برزن اے زن — [illegible] برزن اے زن

زریں ہا مینا قم ولایت ... [illegible]

ہا سیمیں [illegible] آخر	پیش چاک [illegible]
کبشائے چہرہ [illegible] دیتر تجلی	دردیدہ نامحرم [illegible]
تازخمۂ زیر و بم عشق کنی ساز	درسازگیے زیر [illegible]
باسی وگل [illegible] اقبال و شرف ما	[illegible] عالم [illegible]
ننگ آید [illegible]	آخر [illegible]
تو ماہ [illegible]	آن [illegible]

اللہ اس فرنان زن سے بچائے۔ یہ چند بیاں کی [illegible] ہے۔

زردی کی چھپ

مصر میں ایک بی صاحب باورچیوں سے بہت شوق رکھتی ہیں پہلے ایک باورچی کی نمک چشی کی مگر معلوم نہیں کیا تاؤ بگڑا کہ بیگانگی ہوگئی باورچی [illegible] پانی کی طرح بی صاحب کو بھی [illegible] ... سال کی مدت میں بی صاحب نے ۱۵ باورچیوں کے چاول [illegible] ہر ایک میں کسی کی کسر پائی۔ ادھر میاں باورچی پچھتائے اور انھوں نے چاہا کہ باسی کڑھی میں اُبال آئے یعنے طلاق کی منسوخی کی درخواست دی۔ سنتا ہے کہ بی صاحب دم میں آگئی ہیں محکمہ شرعیہ میں یہ مقدمہ آجکل عوام و خواص کے واسطے موجب دلچسپی ہے۔

سمن لغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۷۰ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب منصف صاحب بہادر سیتاپور مقام سیتاپور

اجودھیا پرشاد ولد رام پال قوم برہمن ساکن کمال پور پرگنہ [illegible] تحصیل سدھولی ... مدعی

بنام

ہزاری لال ... مدعا علیہ

بنام ہزاری لال ولد [illegible] پرشاد قوم کایستھ ساکن [illegible] پرگنہ خیرآباد تحصیل و ضلع سیتاپور

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۳ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی مدعی مذکور کا دو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جو گواہ اپنی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصف صاحب بہادر سیتاپور ۱۰ بجے سے [illegible] بجے تک

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکالی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اعضا کو حرکت دیتے رہیے پھر نہ کبھی قبض کی شکایت ہوگی اور نہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ ہے کہ اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہیے اسکے واسطے کتاب میں ۴۳ تصاویر دیکھیے ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں یہ کتاب زیادہ تر بیوپاریوں کیواسطے مفید ہوگی جو گھوڑ سواری اور ورزش وغیرہ کرنیکا موقع نہ ملنے کیوجہ سے بعض بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کرکے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفائی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں

ملنے کا پتہ ۔۔۔(۱)

سکھ سنچار کمپنی متھرا

سوراجیہ مل گیا

لیکن اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اسلئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک مصالحتی یکصد روپیہ جمع کرنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں قسطوں ادائیگی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کردی جائیگی
(۳) بلا نرخ پرچہ فی ہفتہ کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے کوئی پرچہ واپس نہ لے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت کھو بیٹھے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن و حذاق اطبا کے مشورہ لینے بلا اجرت فیض فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرماکر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سالہائے گزشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ہم ذمہ لیتے ہیں سلسل ظریفانہ و سیاسی و ادبی مضامین و قصص ملاحظہ فرمائیے لطف اٹھائیے

جلد ۱۹۲۶ء کے (۶) نمبر قیمت عہ معہ محصول
۱۹۲۷ء کی مکمل جلد قیمت سے معہ محصول
۱۹۲۸ء و ۱۹۲۹ء کی مکمل جلدیں قیمت فی جلد لے معہ محصول
۱۹۳۰ء ششماہی دوم کی جلد قیمت سے معہ محصول

"منیجر"

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے ہنسیئے اور شاعری کی شاہانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۲ر ٹکٹ بھیجدیجئے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے یہاں

آپ کی علمی معلومات میں اضافہ اور آپ کے کتب خانہ کی زینت بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب موجود ہیں جلد آرڈر دیجئے محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار ایک روپیہ سے کم فرمایش کے ٹکٹ بھیجیے۔

موت پر فتح - مصنفہ بابو شیو شنکر لال صاحب جسمیں ایلوپیتھی و یونانی و آیورویدک نقائص دکھلائے ہیں اور وہ طریقہ علاج بتلایا ہے جس کی تعلیم ڈاکٹر لوئی کوہنی نے دی ہے مصنف کا دعویٰ ہے کہ لاعلاج امراض بھی کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے سے یقینی اور شرطیہ دور ہو جاوینگے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲ر

امراض کس طرح شفا پا سکتے ہیں - جملہ معمولی و لاعلاج امراض مثلاً دمہ - گٹھیا - فالج - نامردی جریان - استسقا - جذام - سرطان - طاعون انفلوئنزا وغیرہ کا یقینی اور شرطیہ طریقہ علاج مصنفہ بابو شیو شنکر لال قیمت فی جلد ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک

شمیۃ الاخلاص - یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر ایک تنقیدی نظر مصنفہ مولوی سید عبدالعزیز احمد ترمذی قیمت ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک

عیار التنقید - جس میں کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر تنقید کیگئی ہے مصنفہ مولوی ابو الرشاد ایم - اے ہاتف لکھنوی قیمت ۵ر علاوہ محصول ڈاک

علم الاخلاق - مصنفہ مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ جسمیں اخلاق پر فلسفیانہ و عالمانہ دلچسپ عام فہم انداز بیان میں بصراحت بحث کیگئی اخلاقی معلومات و افادہ کا بہترین خزینہ ہے تھوڑی جلدیں رہگئی ہیں جلد آرڈر دیجیے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲ر

ہدایت الاطبا علی مباحث الاطبا - بزبان فارسی چند جلدیں موجود ہیں طبی معلومات کا بے نظیر خزینہ ہے ضخامت ۵۷۶ صفحہ تقطیع کلاں بارہ جلد بنے قیمت دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

منیجر اودھ پنچ

جلد ۱۴ نمبر ۲
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنے
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی
اور
ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر
قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا
ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ
صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں
موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
LUCKNOW
1930
OUDHPUNCH
अवधपंच
लखनऊ
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M B Khan Artist Dogawan Lucknow

توجہ شریف

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ بیہودہ جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں لیکن اگر یہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور متوکل ہے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیور یاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر وخزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی وادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ابخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ توہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ و ذمہ دار ہیں

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۵ ضمیمہ اودھ پنچ نمبر ۲۷

آخر ستمبر ۱۹۳۰ء

مضامین غیر

"میری میری گوئیاں کون؟"

"وہ کام کیوں نہ کیا جو آج کے دن کام تا؟"

چھوٹی چھوٹی لڑکیاں ایک کھیل کھیلتی ہیں۔ ایک کہتی ہے میری میری گوئیاں کون؟ دوسری جواب دیتی ہے "ہم" پھر کئی سوال پوچھے جاتے ہیں۔ برفی کھائے کون۔ دودھ بتاسے کھائے کون۔ لڈو پیڑے کھائے کون؟ اور ہر سوال کا جواب ملتا ہے "ہم"۔ مگر پوچھنے والی دھوکا دے کر کہتی ہے "جھک مارے کون؟" حسب عادت سننے والیوں کے منہ سے "ہم" کی صدا نکل جاتی ہے۔ تمام بزم ہنسنے لگتی ہے۔

چکر گھنی کانفرنس کی بنیاد ہمارے بڑے لاٹ صاحب نے اسی کھیل کے دستور پر ڈالی ہے پکار رہے ہیں "میری میری گوئیاں کون" گنبد کی صدائے بازگشت بھی کہتی ہے "میری میری گوئیاں کون؟" مگر مختلف سمتوں سے جواب مل رہا ہے "ہم"۔ بہت کم ذہنیں ایسی ہونگی جنھوں نے "میری میری گوئیاں" کا اصلی مطلب (یعنی نکو بنے کون) سمجھ کے فوراً کہدیا ہو "اجی تم۔ تم۔ تم" پورکے لڈو کھائے کون۔ ہجرت لے کے ولایت کی سیر تفریح کرے کون۔ بیکار کی بک بک جھک جھک سنے کون۔ دشمن ملک کا لقب حاصل کرے کون کے پیچیدہ سوالات اتنی طوطی شخصیت کے منہ سے نکلے ہیں۔ "سو گیا ہم۔ ہم۔ ہم" نہ کہتے تو اور کیا کہتے ایک طرف تو یہ ہوا ہی ہے دوسری جانب خود ولایت والے حکومت ہند وزارت ہند اور صدر اعظم انگلستان کے اس کھیل سے اتنے مضطرب ہیں کہ کچھ سمجھ نہیں سکتے کیا چاہتے ہیں کچھ ٹلتا ہے کچھ۔ آہ کی جگہ واہ واہ نکل رہی ہے۔ مثلاً کانفرنس کی صدارت کا مسئلہ اس وقت چھڑا ہوا ہے کہ آخر کون صاحب اس کھیل کی ڈھائی بنیں۔ کیا معنی کہ ہندوستان کے منتخب افراد جنھوں نے "جھک مارے کون؟" کے جواب میں "ہم" کا نعرہ بھرا ہے اس کانفرنس میں جمع ہونگے پس ڈھائی بننے والا چھٹا ہوا چربانک ہونا چاہیے جو خود بھی موقع پر منہ کھول کے رہ جائے اور دوسروں کی عقل کو بھی چرخ پر چڑھا سکے۔ انگلستان کے اخباری کا غذ عقلی گھوڑے لگا رہے ہیں۔ یہ گھاٹر۔ وہ کوڈن۔ یہ گاودی۔ وہ گوکھا۔ یہ بوکس۔ وہ ششتو۔ یہ گھگو۔ وہ کھوسٹ۔ مگر ابھی تک نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھا۔ مولانا اودھ پنچ نے بھی ایک عجیب الخلقت کا نام لیا لیکن یہ ہونے والی بات نہیں۔ اسوجہ سے کہ بقول بوا صیبن کے "میرے میرے صدقے میں اُس شخص کی جو روپیٹ سے" مانگے تانگے میں تو ولایت کی زیارت نصیب ہوئی بھلا ایسے کی وقعت ہی کیا۔ وہی مثل ہے "چھوچھا تجھے کن پوچھا"۔ دوسرے یہ کہ جب گورے چمڑے والے بکثرت موجود ہیں تو کالے کلوٹوں کو سفید سرزمین پر فوقیت اور ترجیح دینے کا گناہ بھلا کون کرسکتا ہے۔

بات کچھ ایسی مشکل نہیں۔ اگر عاقل نما جھک مارنے والے کی ضرورت ہے تو ہمارا ووٹ مسٹر چرچل کے حق میں سمجھنا چاہیے۔ آپ کہیں گے کس مناسبت سے؟ ہم کہیں گے کہ سامنے کی بات ہے۔ سنیے یہ ہے چکر گھنی کانفرنس اور چکر گھنی یا چرخ پونے کے گھومنے میں آواز یہی نکلتی ہے: "چر۔ چر۔ چر۔ چل۔ چل چل" چر چوں۔ چوں چر۔ چررررررر۔ اور اسی کو کہتے ہیں چرچراہٹ۔ یہ تو ہوئی ایک مناسبت۔ دوسری مناسبت حرف چ ہے جو چرچل اور چکر گھنی میں مشترک ہے۔ تیسرے یہ کہ چکر گھنی میں چل پوں ضرور ہوگی اور ہمارے دوست کے اسم مبارک کا آخری جزو چل ہے۔ تیسرے مناسبت یہ ہے کہ چل بالکسر اور چُل بالضم میں (جسکے معنی کھجلی کے ہیں) تجنیس خطی ہے۔ ہندوستان اور انگلستان کے جتنے ممبر کانفرنس میں شریک ہونے والے ہیں انکے مساعی کا ماحصل پاؤں نا زبان کی کھجلی مٹانا ہے چُل مٹے کی تو چل سلامت ہی سے (ٹھنڈ)۔ غرض بالا کوئی شبہ نہیں کہ نومبر دسمبر میں انگلستان کرۂ زمہریر ہوگا جو لوگ یہاں سے گرمائے جلائے ہوئے جائینگے بھی وہ بھی منجمد بستہ ہو جائینگے۔ چوتھے یہ کہ سب مہمان اور میزبان صیغۂ امر چر کی تعمیل کرینگے جو کہ "چرنے" سے مشتق ہے اور اگر آپ چَل کو بالفتح پڑھیں تو پھر یہ بھی سرکاری حکم ہے جسے واجب التعمیل سمجھنا چاہیے۔ ہاں بھائی۔ چر اور چل یا یوں کہیے چَل اور چَر۔ پانچویں مناسبت یہ ہے کہ مسٹر چرچل آدمی ہیں چرچرے چلبلے چڑپڑ (دیکھیے) چال باز چلتے پرزہ اور ممبروں کی معتدبہ تعداد ہے چرکٹ جو چراگاہ کی سبزی پر لملوٹ ہو کے چرنے چگنے اور چرکین کی شاگردی کے اعتبار سے چرکنے چڑکنے جارہے ہیں۔ یہاں تھے تو "چرورہی" زمنت خوشامد پر اوقات بسر ہوتی اور چرب غذا مل جاتی تھی۔ وہاں جائینگے تب بھی چناچنیں کے روغن قاز سے صاحب لوگوں کے دماغ کی چربی بڑھائینگے چاہے ہندوستان کا چراغ روشن ہو یا بجھے انکی توند کے مٹکے پر چراغی ضرور چڑھے گی۔

اور اگر چرچل خدانخواستہ چال دکھائیں تو پھر ہمارے پرانے دوست مسٹر لائڈ جارج کو صدارت کی کرسی پر جم بیٹھنا چاہیے جنھوں نے حال ہی میں ایک لاجواب تقریر فرمائی ہے اگرچہ اسمیں ہزاروں منطقی سقم موجود تھے تاہم ویسی ہی لاجواب ہے جیسی کہ لال بجھکڑ کی تقریر۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک مہاجن کے یہاں چوری ہوگئی لال بجھکڑ صاحب بھی سرقہ پرسی (یہ نئی پرسی ہے) کی غرض سے وہاں گئے۔ چوری کی تشخیص کا مسئلہ درپیش تھا کسی نے کہا کہ صاحب چوری بھیدی کے بغیر نہیں ہوتی کسی نے رائے دی کہ فال کھلواؤ کسی نے تعویذ دیا کسی نے تھانے میں رپٹ لکھوانے کی صلاح دی۔ ہمارے لال بجھکڑ دفعۃً قہقہہ مار کے ہنسے اور کہنے لگے سب بے وقوف ہیں ابھی ہم پہچان گئے یہ کس کا کام ہے کان لاؤ تو بتاریں یہ گاؤں جسے ہمارے لال بجھکڑ کی زیارت (جسم بھی) ہونے کا شرف حاصل تھا لال بجھکڑ کے کمالات پر ایمان مافی رکھتا تھا۔ مہاجن سر جھکا کان بڑھا کے انکی طرف مائل ہوا۔ حضرت نے کہا "بیٹا! اتنے دن ہماری صحبت

میاں نے سمجھ بوجھ عقل نہ آئی۔ اور نہ یہ کام کسی سے ہوا ہے۔ سب لاجواب اور قائل ہوگئے۔ ہمارے سیکریٹری آف اسٹیٹ مسٹر ویجوڈ بین کی لاجواب تقریر کا خلاصہ یہ ہے:

"میری پیاری گوئیاں جو حکومت بیچاری کو ذمہ کرے بیٹھی تجارت کے فروغ کا اعتماد اُنکی حمایت پر دل و جان سے آمادہ ہے۔ میری پیاری گوئیاں حکومت رہی ابھی جیسے چال چلن سے کہ خوش حال اور مطمئن ہو آنکھوں کو سکھ کلیجے ٹھنڈک۔ ادھر دیکھو خوشوقتی اُدھر دیکھ سکوں۔ یہ تو ہوا انگلستان کی لبرل اور لیبر پارٹی کا پروگرام۔ اب میری پیاری گوئیاں نظر کرو ہندوستان کی طرف۔ لبرل ہوں یا لیبر ہندوستان کا مسئلہ انصاف اور طاقت کے ساتھ ہونا چاہئے۔ مگر ایکے ساتھ ہی انگلستان کے پاس لاکھ شکر کر(؟) خطرہ بھی دل سے اترنے نہ پائیں جو اپنے آئینی حقوق سے محروم کر دیئے گئے ہیں"۔

بالفاظ دیگر اس تقریر کا مطلب یہ ہوا کہ بھائیو تم ایک یا چند مستقل مزاج دانشمندوں کی تلاش میں ہو۔ ڈھونڈھ لاؤ تو بتا دیں کہ وہ کون ہیں" ایسا عمدہ رویہ رکھنے والے یقیناً دانشمند ہیں اور میری میری گوئیاں بندہ اُنکا حامی ہے۔ بڑے میاں نے بیشک لاجواب اور معقول حل اُس گتھی کا بتایا ہے جو ہندوستان اور انگلستان کے لنگوٹے یاروں کی ڈالی ہوئی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مسٹر ایڈورڈ سیکنڈ انڈیا کی حکومت پر بڑے میاں نے در پردہ چوٹ کی ہے منفی پہلو اس مطلب کا یہ ہے کہ رامزے میکڈانلڈ کا دور حکومت اس دانشمندی اور استقلال سے خالی نظر آتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ آج بڑے میاں صدر اعظم ہوتے تب بھی یہ گتھی ضرور پڑتی۔ اسلئے کہ پچاس برس سے زیادہ ہندوستان کو حقوق کی بھیک مانگتے گذر گئے۔ نوبت بجان و کارد بہ استخواں ہونے یا لبوں پہ دم آجانے کے بعد ہندوستانیوں نے ترک معاشرت ترک معاملت ترک تجارت ترک ملازمت ترک مُنابرت کی آخری حرکت مذبوحی اختیار کی ہے۔ بڑے میاں پہلے بھی صاحب اقتدار تھے آج بھی ہیں مگر کبھی بڑے میاں سے اس قسم کی دانشمندی یا مستقل مزاجی ظاہر نہ ہوئی [illegible] کہ حکومت اُسی نقش قدم پر چل کے گلو خلاصی نہ پاتی اور جس پر عمل کرنے سے حکومت وقت کے اعتراضات کہ یہ میری پیاری گوئیاں گھبرا کے بیٹھیں لبیک کی صدا دیتے۔ اگر سلسلہ ہوتے بڑے میاں کو ان دنوں کی خبر نہ تھی جواب آگئے ہیں کہ یہ وقت ہے وہ ہوتے ہیں دانشمند اور سوال بجا کرتے۔ اور اگر تھی تو وہ کارنامہ یا دستور العمل کہاں ہے جو حضرت نے اپنے عہد حکومت میں ہندوستان و انگلستان کے اتفاق و اتحاد کے لیے تیار کیا تھا؟

اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی تو شاید جنگ یورپ کے زمانے میں بڑے میاں ہی برسر کار تھے۔ کیوں بڑے میاں کچھ یاد ہے؟ اسوقت تم نے ہندوستان کے مطالبات پر کتنا خون پانی کیا تھا؟

کاش بڑے میاں نے کبھی ایشیائی لٹریچر پر بھی توجہ فرمائی ہوتی۔ حاتم طائی کے قصہ میں ہے کہ برزخ سوداگر کی اکلوتی بیٹی نے اپنی شادی کی سات شرطیں مقرر کی تھیں۔ سات شرطوں میں اس سوال کا حل بھی تھا کہ ایک مقام سے ہر شب جمعہ کو "وہ کام کیوں نہ کیا جو آج آڑے آتا" کی آواز آیا کرتی تھی امیدوار پر فرض تھا کہ وہ اُس مقام کی تلاش کرے اور اس صدا لگانے والے سے پوچھے کہ وہ کیا کام ہے۔ منیر شامی ایک سوداگر بچہ حُسن بانو پر عاشق ہوا مگر شرطیں پوری نہ کر سکا تو حاتم طائی اُسکی طرف سے مہم سر کرنے نکلا۔ سخت ایذائیں اُٹھانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ صدا شب کو ایک قبرستان سے آتی ہے۔ قبرستان جنگل میں تھا حاتم طائی زندہ گورستان میں شب بسر کرنے نکلا جب مسافر شب نے آدھی راہ طے کی تو کیا دیکھتا ہے کہ دراز کی چالیس پچاس قبریں خود بخود شق ہوئیں اور اُن میں مردے کفن کھڑکھڑاتے نکلے آپ جانیے مُردے یوں قبر سے نکلیں تو حواس کیونکر بجا رہ سکتے ہیں مگر اب تو غریب حاتم آ پھنسا تھا مجبوراً تماشا دیکھنے لگا۔ غیر صاحب اس بزم مردگان میں ہر ایک نور کی شمشیر تھا اُسکی گور کا چبوترا تھا۔ تھوڑی دیر میں آسمان سے فرشتے طشتہائے زرین اور نعمت لیے نازل ہوئے۔ ہر ایک مُردے کے سامنے کھانا کیا گیا جس میں ایک مردہ قبر کے چبوترے پر بیٹھا ہے اُن مُردوں کو دیکھنے لگا جو کھانا کھا رہے تھے تھوڑی دیر میں ایک مہیب فرشتہ اسکے نزدیک آیا اور خون یا پیپ بھرا ہوا پیالہ اسکے سامنے رکھا۔ اس غذا کو دیکھتے ہی مُردے نے نعرہ مارا "وہ کام کیوں نہ کیا جو آج کے دن کام آتا"۔ حاتم طائی اسی غرض سے بادیہ پیمائی کرتا ہوا تک پہونچا تھا نعرہ سُنتے ہی دل مضبوط کر کے نزدیک گیا اور حال پوچھا مُردے نے ٹھنڈی سانس بھر کے جواب دیا کہ اے شخص اس عاجز کا نام یوسف سوداگر ہے اپنے عہد میں بندہ بہت بڑا سوداگر تھا اور جن مُردوں کو تم چکوتیاں کرتے دیکھ رہے ہو یہ سب میرے غلام تھے۔ میرے مزاج میں اسقدر کنجوسی تھی کہ ایک دانہ یا ایک خرمُہرہ بھی راہ خدا میں نہ دیتا تھا مگر غلام میرے ہی مال میں سے برابر خیرات کرتے رہتے تھے۔ میں ہزارہا مرتبہ انھیں سرزنش کی بلکہ سزا بھی دی کہ تم کیوں ان مفت خوروں کو میری کمائی کھلاتے ہو۔ اتفاقاً مجھے سفر کی ضرورت لاحق ہوئی۔ مال تجارت لے کے اسطرف آ نکلا۔ ڈاکوؤں نے حملہ کیا اس حملے میں تمام غلام مارے گئے اور میں بھی کھیت رہا۔ اُس دن سے آجتک ان غلاموں کو بہشت کی نعمتیں عنایت ہوتی ہیں اور مجھ آقا کو خون پیپ کا پیالہ ملتا ہے "آہ وہ کام نہ کیا جو آج کے دن کام آتا"۔

حاتم نے یہ کہانی سُنی اور اپنے خدمات پیش کیے کہ اگر تمہارے عذاب میں تخفیف کی شکل نکل سکتی ہو تو مجھے بتاؤ۔ یوسف سوداگر مرحوم نے اپنے وطن میں ایک مخفی خزانے کا نشان دیا۔ کہا کہ تم نکالو اور خدا کی راہ میں صرف کر دو تو میری بہتری کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ حاتم نے واپسی کے اثنا میں یوسف سوداگر کا خزانہ اُسکی اولاد کو بتا کے خیرات کرنے کی ہدایت کی۔ اسکے بعد پھر وہ آواز کسی کے گوش زد نہ ہوئی "وہ کام کیوں نہ کیا جو آج کے دن کام آتا" مگر ہمیں بڑے میاں کے "میری میری گوئیاں" پکارنے پر خیال ہوتا ہے کہ شاید یوسف سوداگر کی طرح انھیں بھی

خرپروری

حکومت :۔ "گول میز چکر گھنی"

M :۔ "سی پوں ۔ سی پوں"

H :۔ "سی پوں ۔ سی پوں اچھا ہی سہی"

گر نسیم تنت صبح بر چمن بگزشت
کہ گل ز بوے تو بر تن چو صبح جامہ درید
بیشک ہر محبوب مطلوب اپنے جسم کو ایسا ہی معطر کر سکتا
ہے بشرطیکہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر
ک لکھنؤ سے عطر طلب کرے

وجہ معاش پر مالوں کی نیند حرام ہو گئی۔

پیر جی آپ کی کھلی چٹھی کا جواب۔ اب سوالات کا جواب لیجیے

(۱) آپ کا پہلا سوال اُس طویل تقریر کے متعلق ہے جو بحوالہ "ہمدرد" دہلی مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۳ء بی اماں کی تعزیت کے موقع پر بحالت اضطرار کی گئی یعنی دونوں بھائیوں نے بی اماں کی تربت پاک پر قسم کھا کے عہد کیا تھا کہ ہندوستانیوں کے اتفاق و اتحاد کی سعی اپنی اُن کی عمدہ سیرت کی تقلید میں ہمیشہ جاری رکھیں گے اور حکومت وقت کی بیخ کنی کو جو دشمن اسلام و اہل ہند ہے فرض عین و مآل زندگی سمجھتے رہیں گے۔ آپ کی رائے ہے کہ اخوان حاجیان نے اپنی روش بدل دی عہد قائم نہ رکھا جواب عرض ہے کہ آپ نے قرآن پڑھا یا نہیں اُسمیں صاف تصریح ہے (۱) خدا لغو قسموں کا مواخذہ نہ کرے گا (ب) بحال اضطرار جو قول یا فعل سرزد ہو وہ قابل مواخذہ و بازپرس نہیں بشرطیکہ بغاوت اور تمرد کی نیت نہ ہو۔ (ج) اپنے ہاتھوں اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالو۔

پس اب انصاف آپکے ہاتھ ہے کہ اضطرار جس بات کا بانی ہے اُسے آپ کیوں پکڑتے ہیں۔ ہاں صاحب کہا تھا۔ کہا تھا۔ کہا تھا۔ قسم کھائی تھی کھائی تھی۔ کھائی تھی۔ آپ کو معلوم نہیں کہ دونوں بھائی مجسم اسلام ہیں دائی لے لی ہوں لی ہوں کرنے کے وقت انکو اسلام کی گھٹی پلائی گئی۔ کھاتے ہیں اسلام پیتے ہیں اسلام۔ ان کا خواب اسلام ہے۔ انکی بیداری اسلام ہے۔ انکے دماغ میں اسلام ہے انکے پیٹ میں اسلام ہے۔ جب وجہ معاش حکومت کی عداوت پر منحصر تھی تو بغاوت عین اسلام تھی۔ اب وجہ معاش حکومت کی عنایت پر محمول ہے تو محبت اور ترقی عین اسلام ہے۔ ان کے منھ بلکہ پیٹ سے جو کچھ نکلتا ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے لیں اور استعمال کریں اسلام ان کا مال ہے اور یہی اسکے تنہا وارث ہیں بی اماں سے وراثتہ ملا ہے۔ اور وارث کو حق حاصل ہے کہ وہ جس طرح چاہے صرف میں لائے۔ اس میں کسی کے باپ کا اجارہ نہیں۔ دیکھا آپ نے؟ یوں قوت دلیل سے آپ کا اعتراض رد ہو گیا۔ اے میں جیوں۔ کیا کہنا میرا۔ سنیے حضور سپاہگری کے چھتیس فن میں ان میں سے ایک فن فرار بھی ہے جس کا عزت دار لقب تنا نا ساسی (باصطلاح حال) اور جنگ گریز باصطلاح قدیم) ہے۔ حضور فیض معمور! یہ اور کھیلے کھائے۔ سیلفاریو کی کھکھیڑیں جھیلے ہوئے سپاہی جانتے ہیں۔ آپ کیا جانیے۔ فرض کردم کہ اخوان حاجیان نے بی اماں کی تربت پر قسم کھائی بھی اور قسم سے پھر بھی گئے تو اسمیں کونسی شرعی قباحت ہے؟۔

شریعت میں قسم کے الفاظ معین ہیں۔ واللہ۔ باللہ۔ تاللہ۔ ان کے علاوہ کوئی صیغہ عہد کا مقبول نہیں مثلاً کوئی کہے مرد خدا کی قسم میں یہ کام نہ کروں گا اور پھر وہی کرے تو کوئی مضائقہ نہیں نہ اُسکا کفارہ واجب ہے یہی گُر تو ہے جس نے مسلمانوں کے لیے کچہریوں میں حلف عاری کا دربار کھول دیا ہے چپراسی نے کہا "کہو قرآن کی قسم سچ کہیں گے" گواہ نے جھٹ سے کہہ دیا۔ یہ ہے حلف بغیر اللہ" اسلیے کہ قرآن اللہ نہیں ہے جس کا جی چاہے خوب قسمیں کھا کے پیٹ بھرے۔ قسام طعام میں قسم بھی ایک کھانے کی چیز ہے۔ گواہ کو گواہی کی خوراک جو ملتی ہے تو اسمیں یہی لہر ہے۔ برادرم۔ چند سال قبل قومی سوداگری میں جان جوکھم نہ تھی اب یہ سودا ہے جان کا گاہک اور جان بچانی ہر طرح واجب ہے۔ بالفعل جو سودا اختیار کی گئی ہے وہ بھوکوں مرنے سے بھی بچاتی ہے اور لڑ بھڑ کے جان گنوانے سے بھی۔ دودھ کی نہریں حلوے کی دلدل وہ بہشت کا قالین گلاب جامن کے گاؤ تکیے۔ سموسوں کی پشالی رومال۔ زعفرانی پراٹھوں کے دو خانے۔ تجلوں کی کوٹھی۔ بالو شاہی کے چبوترے کیا بولا کہیے تو۔ لے شیرمال کی ڈھال۔ اگلی لڑائی میں یہ سامان تھے رہی وہ ایک برس کی قید تو وہ کوئی چیز نہیں بقول

"ایک ٹکر کا لوٹا تو ہے"

"پرندوں کی سیر"

آ ابل!

INDIA

حاجی نصراللہ کے "جہاں نیا شئیں نعمتیں ہیں وہاں
نیا شئیں بھی ہیں۔ اللہ ہو" ؎

سمور خرابوں سے کبابوں سے ہیں سب یہ
مسجد میں ہے کیا شیخ نہ پیالا نہ نوالا

اسوقت کے حالات میں پنچ کے لندن کے کیک میش جاب
جیلی پینٹ پالی ہم مطلوب مقدس الم قلم سے سامنا
ہوگا حاجیان کو اختیار ہے ان میں سے جس چیز کی
اباحت اُن کا اسلام تجویز کرے وہی طبع فرمائیں ہنسا
مرتا ہے ؎

میاں ما وفر عفر محبت از بیست
گواہ خربت قند و حلاوت عسلیست
چونان وخربزہ مینی غنیمہ کن خود را
کہ مرگہائے چنیں خوش دلیل نہ دلیست

غدار مست کرے بو اسحاق اطعمہ شاعر کے معدے پر ؎

الکنی زمن معدہ من مرغان
دگر ہر چہ رنجید رنجیدہ باشد

(۲) دوسرا سوال گونڈہ خلافت کانفرنس کے صدارتی خطبے سے متعلق ہے جسمیں بڑے حاجی صاحب نے حکومت برطانیہ کو اسلام کی پرانی سوت (بزبان دشمنان) قرار دیا اور گاندھی جی کی بہادری سچائی ایمانداری کا قصیدہ پڑھنے کے بعد قرآن کی یہ آیت "وصیتی نسکی" الآیہ تلاوت فرمائی پھر گورنمنٹ کے ساتھ شریک کار رہنے کو مخالفت حکم خدا سے تعبیر فرمایا اور اسلامی ممالک پر تاخت لیجانے کا ملزم ٹھہرایا۔ ہر دو برادر مع مادر مرحومہ محترمہ قرا بولیا مسلم خیلی خشم اسلام بنے۔ حکومت کو دھمکی دی کہ سرحدی مسلمانوں کو ستایا تو وہ جانے گی۔

اچھا جناب سہروردی صاحب پھر اسمیں کیا خرابی ہے۔ عداوت کوئی لازوال چیز نہیں جو کبھی محبت کی صورت میں رونما ہو ؎ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد۔ آپ نہ جانیں، نہ بوجھیں اعتراض کر بیٹھنے کو تیار رہیے تو کہیں کہنا پڑا ؎ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست صدارتی خطبے میں چنیں چناں کے سوا حقیقت کا وجود عنقا ہے دکھلایئے کسی لیڈر کا خطبہ جسمیں لفاظی چاپلوسی دل لبھانے والی باتیں، مزاج گوئی۔ بے ربطی ... کے علاوہ صدق و دیانت بھی ہو۔ آپکے اسی بات پہ خوشی سہی۔ دیانت اور ہے صداقت کچھ اور ہے۔ صدارت میں زیادہ تر زری شاعری ہوتی ہے اور شعرا کے حق میں قرآن فیصلہ کر چکا ہے کہ شعرا جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں یعنی یہ ضروری نہیں کہ شاعر کا قول اسکے فعل کے مطابق ہو منقول ہے کہ فرزدق شاعر نے خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے روبرو کچھ ایسے شعر پڑھے جن سے اقرار زنا ثابت ہوتا تھا خلیفہ نے کہا کہ تو اقراری مجرم ہے بحکم قرآن تجھپر زنا کی حد سزا تعزیر جاری کی جائے گی۔ فرزدق نے عرض کی کہ حضرت قرآن تو میرے حق میں پہلے ہی حکم سنا چکا۔ میں لاکھ اقرار گناہ کروں مستوجب سزا نہیں ہو سکتا۔ تمام شعرا لفظی شراب پینے کے عادی ہیں حالانکہ ان میں کے اکثر مقدس و پاک ہیں شراب کی بو بھی انکی ناک میں نہیں گئی۔

اچھا یہ تو ہوا حال شاعروں کے اقراری گناہ کا۔ اسی قیاس کیجیے اقراری نیکی۔ پس اگر وہ نیک کام کا اقرار کریں تو آپ کو اختیار ہے کہ اُسے بھی قول ہی سمجھیے فعل کے ذیل میں شمار نہ کیجیے۔ چھوٹے حاجی صاحب شاعر ہیں جوہر تخلص ہے اگرچہ انکی شاعری بے مغز کمواس سے زیادہ علاقہ رکھتی ہے بہ نسبت معنویت و رشاقت کے۔ بڑے حاجی صاحب کی نثر بھی ٹوٹے پھوٹے بوکھلائے ہوئے فضول اور بے ربط جملوں سے مرکب ہوتی ہے پھر بھی وہ محسن اسلام رہ چکے ہیں لہذا اخباری کالموں میں "مولانا حاجی شوکت علی صاحب کی زبردست اور فصیح و بلیغ تقریر" کے عنوان سے انکے ملفوظات درج کیے جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ شاعر نہ سہی شاعر کے بھائی تو ہیں۔ شاعری میں اُخوت بڑے کام کی چیز ہے۔ ابوالعتاہیہ مشہور شاعر کا بھائی عموماً اپنے بھائی کا کلام اپنی طرف منسوب کرکے سنایا کرتا تھا۔ ابوالعتاہیہ ایک زود گو مگر بے احتیاط شاعر تھا اسکا مجموعہ سخن اکثر قابل حذف و اسقاط ہے۔ نادر الفاظ جنکے معنی خواص کو بھی سمجھنے میں دقت ہوتی تھی نظم کر جاتا تھا۔ بھائی صاحب نے ایسی ہی نظم پڑھی۔ سننے والوں نے معنی پوچھے تو حضرت بوکھلائے اور کہنے لگے سنو لوگو "الشعر لہ والمعنی لہ ھو اخی فانا احق بمعناہ" (شعر ہے بھائی صاحب کا معنی مطلب کے ذمہ دار بھی وہی ہیں۔ میں اُنکا برادر ہوں اسوجہ سے اُنکے کلام پر حق رکھتا ہوں "

(۳) یہ عقائد باطلہ آپکے نزدیک قابل پرسش ہیں مہاتما گاندھی کو امام مہدی کا قائم مقام بلکہ امام الوقت بتایا انکی آرتی کرائی۔ اپنے ناموں کے ساتھ پنڈت اور لالہ کا اضافہ کیا۔ ماتھے پر قشقہ لگوایا۔ یہ کہا کہ ترک بھی ہندوستان پر حملہ کریں تو انکے خلاف ہم تلوار اٹھائینگے (یہ سب خلاف حدیث و قرآن کے خلاف ہے)۔

سنیے صاحب۔ آپ دین اور دنیا کی کھچڑی پکانا چاہتے ہیں حالانکہ دین و دنیا دال چاول نہیں۔ نہ گھی شکر ہیں۔ پیغمبر نے خود ہی فرما دیا "انتم اعلم بامور دنیاکم" (تم امور دنیا میں بہت زیادہ سمجھدار ہو) یہ عقائد باطلہ نہیں یہ تالیف قلب کے لیے ایک مخصوص عنوان ہدایت ہے۔ شاعر کا فعل بھی خلاف قول و مخالف نیت ہو سکتا ہے۔ لہذا اصل پرستی ... کا حق آپ کو حاصل نہیں۔ گاندھی جی کا لقب امام الوقت ہو گیا ہے کیوں؟ اسلیے کہ دونوں بھائی امام الاحرار کا لقب خدا شناس مسلمانوں سے حاصل کر چکے ہیں جو ہر لمبی بحثی چیز کا جھٹ سے کلمہ پڑھنے لگتے ہیں کبھی افعال و اقوال کی جانچ پڑتال نہیں کرتے یہ وہ ہمہ اتباع کل ناعق ناعق (یعنی ہر سی پوں اور کائوں کائوں کرنے والے کے پیچھے چلنے والے ہیں) اور گاندھی جی کو یہ دونوں برادر "باپو" کہتے تھے۔ پس مہاتما گاندھی کو امام الوقت کہنا انکی کسر شان ہے ؎

بلند پایہ سہی آسماں یہ ہے مجبور
کچھ اور چاہیے رفعت مرے کمال کے لیے

اور بحکم "واخفض لھما" الآیہ قشقہ بازی آرتی بادی پنڈت اور لالہ کا لقب شریعت حاجیہ میں بالکل مباح و جائز ٹھہرتا ہے۔ بھلا آپ ان رموز کو خاک سمجھیں گے۔

اگر آپ کے سوالات پورے نقل کیے جائیں تو مضمون بہت لمبا بے ڈول ہو جائے گا لہذا اہم امور کی توضیح و تفصیل کے بعد محض جواب پر قناعت کی جاتی ہے۔ (باقی آیندہ)

راقم

البجیب قد یخطی وقد یصیب

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال ہی لی ہیں صبح بیداری پر شریر اعضا کو حرکت دیتے رہتے ہیں کبھی قبض کی شکایت اور نہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ ہے کہ اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہیے اسکے واسطے کتاب میں ۳۲ تصاویر دیگئی ہیں کسی اوستاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں یہ کتاب زیادہ تر بیوپاریوں کیواسطے مفید جو گھومنے پھرنے اور ورزش وغیرہ کرنیکا موقع نہ ملنے کیوجہ سے بدہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کرکے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفائی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

سو روپیہ مل گیا

نوکری اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہو سکے اسلئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارت کی جائے۔ ان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک معمولی یکصد روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادائیگی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی

(۳) ایک پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے بچے ہوئے پرچے واپس نہ لئے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات وعطائی نسخہ جات وجاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت کھو بیٹھے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ امور مجربہ کار کہنہ مشق استاد حاذق الاطبا کے مشورہ لینے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سالہائے گزشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ذریعہ ہیں نہایت مسلسل ظریفانہ وسیاسی ادبی مضامین و قصص ملاحظہ فرمائیے لطف اٹھائیے

جلد ۱۹۱۶ء ۔۔۔ قیمت عہ معہ محصول

۱۹۲۷ء کی مکمل جلد قیمت عہ معہ محصول

۱۹۲۰ء ۲۹۰۶ کی مکمل جلدیں قیمت فی جلد ۔ معہ محصول

۱۹۲۳ء ششماہی دوم کی جلد قیمت عہ معہ محصول

"منیجر"

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے پڑھیئے اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۲ر ٹکٹ بھیجئے وی پی اور منی آرڈر کا خرچ معاف ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے یہاں

آپ کی علمی معلومات میں اضافہ اور آپ کے کتب خانہ کی زینت بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب موجود ہیں جلد آرڈر دیجئے محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار ایک روپیہ سے کم فرمائش کے ٹکٹ بھیجیے۔

موت پر فتح - مصنفہ بابو شیو شنکر لال صاحب جس میں ایلوپیتھی و یونانی و آیورویدک نقائص دکھلائے ہیں اور وہ طریقہ علاج بتلایا ہے جس کی تعلیم ڈاکٹر لوئی کوہنی نے دی ہے مصنف کا دعویٰ ہے کہ لاعلاج امراض بھی کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے سے یقینی اور شرطیہ دور ہو جاویں گے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

امراض کس طرح شفا پا سکتے ہیں - جملہ معمولی و لاعلاج امراض مثلاً دمہ - گٹھیا - فالج - نامردی جریان - استسقا - جذام - سرطان - طاعون انفلوئنزا وغیرہ کا یقینی اور شرطیہ طریقہ علاج مصنفہ بابو شیو شنکر لال قیمت فی جلد ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک

شمیمۃ الاخلاص - یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر ایک تنقیدی نظر مصنفہ مولوی سید عبد العزیز احمد ترمذی قیمت ۸ر علاوہ محصول ڈاک

عیار التنقید - جس میں کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر تنقید کی گئی ہے مصنفہ مولوی ابوالرشاد اے - اسے ہاتف لکھنوی قیمت ۵ر علاوہ محصول ڈاک

علم الاخلاق - مصنفہ مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ جس میں اخلاق پر فلسفیانہ و عالمانہ دلچسپ عام فہم انداز بیان میں بحث کی گئی اخلاقی معلومات کا بہترین خزینہ ہے تھوڑی جلدیں رہگئی ہیں جلد آرڈر دیجیے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

ہدایت الاطبا علے مباحث الاطبا - بزبان فارسی تین جلدیں موجود ہیں طبی معلومات کا بے نظیر خزینہ ہے ضخامت ۶۵۲ صفحہ تقطیع کلاں باوجود اسکے قیمت دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

منیجر اودھ پنچ

جلد پانزدہم
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنے
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی
اور
ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگاروں میں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک ہر حال ذمۂ خریدار۔
المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
"LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
اودھ پنچ لکھنؤ
۱۹۳۰ء
लखनऊ
Oudh Punch Lucknow
1930
قیمت پیشگی اہل ہند
سالانہ
ششماہی
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M.B KHAN ARTIST ROGAWAN LUCKNOW

توجہ

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ سہانے واقع مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرنے میں بلا گریں۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روک ٹوک رعایت۔ نکتہ چینی صحیح تنقید و انکشافات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیئے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ توہم کر نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ و ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چِٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۵ نمبر ۲۸

مضامین

۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء

بنام سید زین العابدین صاحب سہروردی الہ آبادی
کھلی چٹھی کا جواب

(تتمہ نمبر ۲۷۔ آخر ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء)

اں جناب سہروردی صاحب آپ کا چوتھا سوال یہ ہے کہ ترک موالات کے وجوب کے فتوے پر جا۔ پانچسو عالموں نے دستخط کیے تھے وہ دستاویز کیا ہوئی۔ ہم اور آپ نے کیوں ادھر سے رُخ پھیرا۔

کیوں نعوا بھی تو آپ پوچھیں گے کہ زمین میں میخ گاڑی جاتی ہے تو اسکی مٹی کیا ہوتی ہے بیگن پر یہ اودا اودا رنگ کون کرتا ہے۔ پیٹ میں قراقر کے وقت پپیری کون بجاتا ہے۔ دھو لینے کی آواز نو میں ہوتی ہوئی کدھر چلی جاتی ہے؟۔

عقلا اس قسم کے جواب دے کے اپنی عقل کو حمق کے ساتھ بیاہ دینے سے اجتناب کرتے ہیں یہ سوال مفتی اور مستفتی سے ہونا چاہیے۔ بڑے حاجی صاحب کی جانے تو ند۔ کاغذ تو شاہی محل سڑ گیا ہوگا۔ رہ گیا یہ کہ اسوقت بڑے حاجی صاحب کے ہم زبان اُن مفتیوں میں سب نہیں تو چند ضرور ہوں گے۔ اگر وہ صاف کہہ بیٹھیں کہ فتوے کا حکم سوال کے بدلنے سے بدل جاتا ہے تو اُن کا عذر بحیثیں حدیث و شرع یقیناً قبول کے قابل ہوگا۔ گزشتہ سطور میں "العالم متغیر" کے نظائر متعدد بیان ہو چکے۔ عالم (بالکسر) بھی عالم ہی میں رہتے ہیں اور ان کی عقل بھی ٹھیک اُسی طرح حوادث کون وفساد قبول کرتی ہے جس طرح آب انگور حرارت کے اثر سے شراب بن جاتا ہے۔ پس جب عالم بھی متغیر ہوا تو عالم بھی متغیر ہوا یعنی سوال کا عل ہو لا تو جواب نے بھی پلٹا کھایا۔ خصوصاً وہ مولوی جو شکم پروری چاپلوسی خلافت سازی وخرافت پردازی میں بڑے حاجی کے ساتھ ہیں۔ جدھر حاجی اُدھر قبلہ وکعبہ۔ اور جدھر کعبہ اُدھر ہی سجدہ۔

(۱) آپ پوچھتے ہیں کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شرکت کس حد تک جائز ہے۔ اور یہ صریح مغالطہ ہے حاجی کلاں وحاجی خورد خورد شاں می روند سوئے کعبہ لندن۔ اور افعال کے مقابلے پر اقوال کی قیمت ہی کیا ہے۔ ابھی نماز پڑھنے والے سے بھی کوئی یہ پوچھتا ہے کہ یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ اب کیا حاجیوں نے اتنی منطق بھی نہیں پڑھی۔۔ رہی حد تو جناب عالی کانفرنس کی حد کو دُنیا بھر جانتی ہے۔ دن دہاڑے آفتاب کے وجود کے متعلق سوال کسی دانا بینا کا فعل نہیں ہو سکتا۔ اچھا لیجئے ہم بتائے دیتے ہیں کانفرنس کی حدیاں سے لندن تک ہے یہاں سے لندن تک جو شخص مسٹر ہو یا سرکاری "افسر" ہو یا حکومت کا "لیسر" ہو یا احمق "دوسرا" ہو یا مخفی ذریعہ سے زر میسر ہو۔ وہ اُسی حد تک شامل ہو سکتا ہے جس حد تک شامل (شریک) ہونے کی اجازت حکومت سے ملے۔ چنانچہ چھوٹے حاجی کو ایک حد تک چکر گھنی کھائینگے اب چاہے الی کی تپی کی حد بھر ہو یا گول میز کے محیط بھر۔ رہے بڑے حاجی تو چیلیانے کے تفل کی طرح اندرونی حدود کانفرنس سے علاقہ نہیں رکھتے بیرونی حد کی پاسبانی کرینگے اگرچہ راوی ناقل ہے کہ در ہائے محفل کانفرنس بر قیاس حبد حضرت خلافت پناہی بنائے گئے ہیں بلکہ چوڑان حضرت خلیفہ کے جسم مقدس کی اُنگل دو اُنگل در کے بازو کا سے زیادہ ہے۔ جناب خلافت مآب کے دشمن (جنھیں خدا رحمت خلافت سے اُسی طرح دور رکھے جس طرح اچھی غذا اور حقوق زندگانی سے پولٹیکل قیدی محروم رہتے ہیں)۔ کہتے ہیں کہ لپکا بُرا ہوتا ہے بڑے حاجی صاحب ہندوستان کی اُلفت کے سودے میں مبتلا ہیں روایت ہے کہ ایک عرب کی بڑھیا جسکی جوانی با فیض تھی از کار رفتہ ہو گئی نہ گھٹنوں میں طاقت نہ دیدوں میں نگاہ کے جال سے پٹھن پھانسنے کی خاصیت ہے

جوبن تھے جب دو تپے گاہک تھے سب کوئے
جوبن رتن گنوائے کے بات نہ پوچھے کوئے

جوانوں کی صحبت سے مجبوری دوری کی خلاف عادت مصیبت۔ طبعی کمزوری اور آنکھیں سینکنے کے دل پسند شغل کا نباہ یوں کرنا پڑا کہ جوان اور مست بکری یا مینڈھے اور بھیڑی کا ایک جوڑا گھر میں پال لیا اور اسطرح دوسروں کی لذت سے خود متاثر ہوتی رہی۔ بڑے حاجی بھی بوڑھے ہو گئے ہیں سعدی کا قول اُنھیں بخوبی یاد ہے

اے باجوانان خوردہ در عہد پیری آرزو ست
تا کودکان در بے فتند ایں پیر دریا شام را

دوسروں کی چکر گھنیاں دیکھ کے اپنا سرور دور ہی سے پھر لینگے۔ یہی چکر اُنھیں سمندر اس پار لیے جاتا ہے مگر ہم ہرگز ان دشمنوں کی زبان پر اعتماد نہیں کرتے

باطل ست آنچہ مدعی گوید

بھلا زرداون وورد سر خریدن کا بے حاصل شغل کہیں حاجی سے سرزد ہو سکتا ہے؟

(ب) یہ سوال بھی لایعنی ہے کہ لکھنؤ تنظیم کانفرنس کے مصارف کے لیے ایک ہزار روپیہ لینا جائز ہے یا ناجائز۔ ارے صاحب شریعت حضرت خلافت میں ہر کام کے لیے روپیہ لینا جائز ہے اور یہ سیرت جاریہ مجریہ ہے۔ آجتک یہی ہوتا رہا۔ اور یہی ہوگا۔

(۵) اگر بقول حضرت سہروردی مولانا قطب الدین عبدالوالی اور دیگر طلبائے فرنگی محل نے تنظیم کانفرنس کی شرکت حرام قرار دی تو اس سے کیا ہوا۔ وہ عالم دین ہیں تو حاجی ہیں خلیفۂ وقت۔ روزانہ دو مرتبہ حاجی صاحب پیٹ کی جمع حتیا تحصیلی میں سپرد کرنے جاتے ہیں اُسوقت وحی کی دوسری قسم ان پر نازل ہوتی ہے۔ وحی افضل ہے علم سے لہذا ملانا شریک نہوں یا جائز نہ سمجھیں تو یہ اُن کا فعل ہے۔ خلیفہ پر حجت نہیں۔

(۶) ہاں صاحب بڑے حاجی نے ضرور کہا تھا کہ ہندو مکمل آزادی کے حصول کا یقین دلا دیں تو حاجی اُن کا ساتھ دے گا۔ پھر آپ کون؟ جو پوچھتے ہیں

تو کیا بڑا کیا۔

(۱۰) آپ کہتے ہیں کہ مقتولین پشاور پر بڑے حاجی نے "مردود" ہونے کا ووٹ الہ آباد کے عام جلسہ میں پاس کرایا۔ کیوں جناب! کسی مسلمان کو خلیفۂ وقت کی اجازت لیے بغیر شہید ہونے یا شہید بننے کا اختیار کس شریعت میں دیا گیا ہے؟ ذری ارشاد ہو۔ قرآن کا حکم ہے خدا کی اطاعت کرو رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے حاکم ہو اسکا حکم مانو۔ اسوقت حاکم ہیں بڑے حاجی۔ بڑے حاجی کو پورا اختیار ہے کہ جسے چاہے شہید بنائے اور جس سے چاہے شہادت کا خلعت چھین لے۔ جناب شہروردی صاحب جب پشاوری مرنے والوں کو مردود کا خطاب دے دیا تو پھر لکھنؤ الہ آباد پٹنہ وغیرہ کی تقریبوں میں انکے لئے ہمدردی کیوں کی جاتی؟ اور حکومت سے کیوں تخفیف عذاب کی درخواست کیجاتی۔ یا "غزوۂ کانپور" ہوتے والا معرکہ مبئی میں ایک نجس جانور پر لڑنے والوں کی سفارش گورنمنٹ سے کس طرح کی جاتی۔

(۱۱) آپ دول اسلامیہ کے بارے میں استفسار فرماتے ہیں کہ اب انکی نسبت بڑے حاجی کا کیا خیال ہے یہ سوال بھی ناشی ہوا ہے جہل سے۔

سنیئے جناب! جب جدید خلافت کی وردی جاری ہوئی تو بہ ہمہ پیر شرکتی سے متعرض طمع خام نے قطع کی۔ سوزن مال ناجائز نے سی قدر دی نے اس کا لحاظ رکھا کہ ڈھیلی ڈھالی تراش میں گنجائش تنگی کی نکل سکتی ہے۔ مگر تنگ اور چست پوشاک ڈھیلی نہیں ہوسکتی۔ بعد قطع و دوخت جناب حاجی صاحب نے کشتی میں پوشاک مذکور رکھ کے "دہی دہی" کرنا شروع کیا "اے امیدواران خلافت (ساختۂ اہل ہند) کو مژدہ ہو کہ خلعت خلافت سیا سلایا تیار موجود ہے۔ اسے ہماری کمیٹی کے حوران بارلیش و بروت اور فرشتگان بے قوت لا یموت نے ان صاحبان قوت و جبروت کے واسطے بنا ہے جو آج میر شطرنج یا عربی کے الف جمع، "عمرو" کے واو اور حرکت قائم مقام حرف علت محذوف کی طرح محض علامات عزت پر قناعت کرتے یا دوسروں کی مشابہت و التباس کو ناپسند کرتے یا اگلوں کی نیابت کو اپنی ہیچکاری کے ہوتے اپنا حق سمجھتے ہیں ہے کوئی ایسا جو سات تسلیمیں کرکے اسے پہنے اور ہمیں خلافت بخش کا خطاب دے؟"

سب سے پہلے ترکی حانم (خانم) کا دروازہ نظر آیا اسلئے کہ ان کا گھر کسی زمانے میں شان خلافت و ملوکیت کا مسکن تھا۔ کبھی نکلے دگیت یا تال کی قسم اگائے جن میں اپنی کارگزاریوں کے حقوق اور ماجورے کا سُر بھی شریک تھا:۔

"خانم میرا کام درزی کا ری"

"خانم میں تو عاشق تمہارا ری"

"خانم میں تو انگیا بنا لایا ری"

"خانم میں تو عاشق تمہارا ری"

جب خانم نے انگیا پہنی

"خانم زری مونڈھا بچھا نا ری" کی فرمائش

"جب خانم نے مونڈھا بچھایا"

"خانم زری حقا پلانا ری" (")

"خانم میں تو عاشق تمہارا ری"

جب خانم نے حقا بھیجا

"خانم زری پردہ ہٹانا ری" (")

"خانم میں تو عاشق تمہارا ری"

جب خانم نے مکھڑا دکھایا

"خانم تھوڑا کھانا کھلانا ری" (")

"خانم میں تو عاشق تمہارا ری"

جب خانم نے کھانا کھلایا

"خانم زری سیجیں بچھانا ری"

"خانم میں تو عاشق تمہارا ری"

ابھی سیجیں بچھانے کی نوبت آئی تھی کہ سلطان کا ٹاٹ الٹ گیا اور خانم دوسروں کے قبضے میں چلی گئیں۔ خلیفہ (درزی) یا خلیفہ صاحب کو موقع ہی نہ مل سکا کہ گیت ختم کرتے۔

"خانم زری چھتیاں لگانا ری" (")

"خانم میں تو عاشق تمہارا ری"

"خانم میں تو درزی تمہارا ری"

"اے میں تو عاشق تمہارا ری"

کچھ دنوں انتظار و اضطراب کی الماری میں یہ پوشاک بند رہی لیکن جب مصطفیٰ کمال کا آوازہ بلند ہوا تو ان سے فرمائش ہوئی کہ خلافت نہ چھوڑیے خلعت موجود ہے مگر انہوں نے یہ کہہ کے دل توڑ دیا ؎

جنس ناقص ہے ہٹا میں نہیں لینے والا

اسکے ساتھ ہی یہ طعنہ بھی دیا کہ تمہاری تخیلی مولی خلافت کا وجود نہ دینی حیثیت رکھتا ہے نہ تاریخی بلکہ علانیہ چاک چاک کردینے کے قابل ہے۔ الغرض گل بازی (گیند یا گیند دھڑکا) کی طرح خلعت خلافت کبھی ادھر کبھی ادھر ایسے پھیرے کرتا رہا۔ اور تعجب ہے کہ کابلی دیو ہیکل جسامت پر بھی ٹھیک نہ آترا۔ امان اللہ خان کی خوب درباداری کی گئی ان کے درباریوں کی سفارشیں اٹھائی گئیں لیکن وہ یورپ میں اپنی خانم کو لیڈی امان اللہ یا کوئن ثریا بنوانے کی جلدی میں تھے۔ معاملہ بخیریت وہیں پہ ٹھنڈا

پیری مہک تیل

دماغ کی راحت اور قوت کا ذمہ وار ہے اسکی خوشبو نہایت دلپسند اور مفرح قلب ہے چکنا نہیں بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے درد سر اور نزلہ کے مریض بارہا آزما چکے ہیں گنج اور بالخورہ کا حکمی علاج ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ بارہ شیشی کی قیمت مللہ نمونہ کی شیشی ۲ر محصول ذمہ خریدار۔

پیری مہک منجن

ہلتے ہوئے دانتوں کو جمادیتا ہے دانتوں کی کثافت دور کرکے جلا دیتا ہے ہر قسم کے درد کیلئے اکسیر ہے فی ڈبیہ آٹھ آنہ ایک درجن ڈبیہ کے خریدار کو محصول ذمہ خریدار تجارتی ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے تجارت پیشہ صاحبان ہر قسم کی ہدایت ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کیجئے

منیجر پیری مہک پرفیومری ایجنسی بی۔ ان۔ آر

پوسٹ راج گانگپور

دفتر اخبار حق کی منتقلی

دفتر اخبار "حق" موجودہ مکان نمبر ۴۲ بازار جھاؤ لال لکھنؤ سے کوٹھی نمبر ۴۳ ہیوٹ روڈ لکھنؤ پر یکم ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو منتقل ہوگیا لہذا ہمدردان اخبار حضرات کو اطلاع دیجاتی ہے کہ یکم ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء سے ترسیل زر و خط و کتابت پتہ ذیل پر کریں:۔

منیجنگ ایڈیٹر دفتر اخبار حق کوٹھی نمبر ۴۳ ہیوٹ روڈ لکھنؤ۔ تار کا پتہ "حق" لکھنؤ ہے۔

یعنی آپ کوئی خودسر حاکم نہیں ہیں کہ آپ کی ذاتی مروت سے پوری ہندوستانی قوم فائدہ اٹھا سکے آپ کو تو لوکری کے رکھ رکھاؤ کے ساتھ ہی حکم قوم کے واسطے روغن تلازمی تیار کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے آپکی رخصتی یا الوداعی تقریر میں جو کچھ کہا وہ بالکل بجا درست صحیح اور درست بھی ہے۔ ہم قائل ہیں کہ خوب تقریر کی بلکہ تقریر کی مناسب تدبیر کی۔ مگر باینہمہ یہ گفتگو دو جوروں والے خاوند کی پالیسی سے بہت ملتی جلتی ہے جس کی دو ٹوکرو الیاں خیالات اور مزاج ملک مذہب کے اعتبار سے بھی زمین آسمان کا فرق رکھتی ہوں ایک جورو سے محبت ہو دوسری سے خالی خولی دنیا سازی اور مروت کا برتاؤ ملحوظ ہو۔ ہم نے اس قسم کی باتیں جنہیں سچ نہو مگر جاندار کہائی دیں بہت سی دیکھی سنی ہیں۔ نادر شاہ ایرانی اور محمد شاہ تاجدار ہندوستان ہم صحبت تھے شاہ دہلی کا خدمتگار ایک سیخ پان لایا اور محمد شاہ کے سامنے رکھنے کے بعد عرض کرنے لگا کہ خداوند مہمان عزیز کی شان بہت بلند ہے حضور خود ہی اپنے مہمان کی تواضع فرمائیں یہ نہ کرتا تو جان کی خیر نہ تھی کیا معنی کہ جس کا نوکر تھا وہ نمک حرام کا لقب دیتا۔ ہائیں کمبخت نے پاس نمک نہ کیا ہم پر سخت وقت پڑا تو فرد غالب کی طرف سب ہو گئے"

اور اگر نادر بپھر جاتا تو کمبخت مرد کہ را مکافات بہت آسان تھا" با ایں ہمہ اس واقعے میں غور سے دیکھیے تو محمد شاہ کا پاس نمک غالب معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی حسن آپکی تقریر میں بھی کئی جگہ جلوہ دکھا رہا ہے۔

آپنے چلتی گھڑی کانفرنس کے لیے ایسے ہندوستانی افراد انتخاب کیے جو کسی نہ کسی طرح انگریزی حکومت کے احسان مند ہیں کوئی نثر ہے کوئی پرانا نوکر ہے کوئی خوشامدی ہے کوئی کوں کا یار ہے۔ اس لحاظ سے آپکا یہ کہنا کہ میں نے ایسے ہندوستانی چن لیے ہیں جنکے خیالات مختلف ہیں اور باوجود اس خلاف و اختلاف کے ان کے اقوال کی سماعت ضروری معلوم ہوئی بہت درست ہے۔ مگر ان مختلف خواہشیں رکھنے والوں میں سے کوئی فرد مجھے ایسا معلوم نہیں ہوتا جو کانفرنس کی سبجکٹ کمیٹی میں ملک کی عام خواہش یعنی آزادی کامل ہویا تدریجی کا نام بھی لے۔ اسوقت کانگریسیوں میں بھی تفرقہ ہے ایک گروہ میں جنکے دماغ میں فوراً کامل آزادی مل جانے کا خبط سمایا ہوا ہے۔ دوسرے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ بیرونی حکومت اپنے حقوق خدمت کا مناسب عوض لے اور ملک کا اندرونی نظم و نسق اہل ملک یا جمہور کے حوالے کردے۔ اس دوسری جماعت کے بھی دو حصے ہیں ایک کہتا ہے کہ ان حقوق خدمات کا تقرر و تعین جمہور کے ہاتھوں ہو۔ دوسرا خاموش ہے زبان کھولتا بھی ہے تو صرف اسقدر کہ:۔

"مرا بیامرزو دگیراں را تو دانی"

کامل آزادی کے طالب اسوقت حکومت کے معتوب ہیں اسوجہ سے کہ وہ مسئلہ عدل و عدالت میں "تدریجی" ارتقا، تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ صاحب مال ہمارا ہے۔ آپ کہتے ہیں ہم امین ہیں۔ اچھا تو اب ہم اپنی امانت واپس لینا چاہتے ہیں۔ دو ہاتھ سامنے ہاتھ سے جب مالک اپنی امانت مانگے تو امین کو بے چون و چرا حاضر کرنی چاہیے۔ امین کو اس سے کیا بحث کہ مالک اپنی امانت کے صحیح مصرف سے واقف نہیں ورنہ نادانی میں دولت اڑا دے گا لہذا بقدر ضرورت اسوقت اڑ کر پھر دیکھا جائے گا۔ عدل یا امانت میں قانون تدریج کبھی دخیل نہیں ہوا۔ ہر ایک امین جب تک امانت میں ناجائز تصرف نہ کرے اور بعد تصرف گذشت ادا کرنے پر قادر نہو اور امانت رکھنے والا باقساط مال امانت ادا کرنے کی اجازت نہ دے باقساط ادا کرنے کا بھی مستحق نہیں۔ اگر آپ اسے بغاوت نہ سمجھیں اور قانون عدل کی جانب التفات کریں تو میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ کانگریس والے بھوت کسی قدر آپکی طرف مائل ہوسکتے ہیں مگر وہ تو میرا (ادبار کا) اثر کام کر رہا ہے آپ کی عنان انگلستان کے ہاتھ میں ہے اور انگلستان ایشیائی عدل کو عدل نہیں سمجھتا وہ یتیم عدل پر کاربند ہے۔ وہ ہندوستانیوں کے جان و مال دونوں کا امین خود مختار ہو گیا ہے۔ خیر وہ جانے اور کانگریس والے مجھے کیا کام۔ میں تماشائیوں میں ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے آگ ہوا پانی خاک (عناصر اربعہ) کو ترکیب دے کے ایک سیخ پان تیار کیا اور سامنے انگلستانی جمہور کے سامنے یہ کہتے لیے جاتے ہیں کہ "خداوند مہمان عزیز کی شان بہت بلند ہے حضور ہی اپنے مہمان کی مدارات فرمائیں"

میں مانتا ہوں کہ اس صورت میں نوکری و محبت قوم اور ذاتی مروت جو رہنے سہنے ملنے جلنے سے پیدا ہو گئی ہے دونوں کا نباہ ہو جائے گا۔ تدریجی ارتقا کے موید راضی ہو جائیں تو عجب نہیں مگر انھوں نے اپنی نارضامندی پر اصرار ہی کب کیا تھا؟

اور یہ بھی خیال رہے کہ جب آپنے انھیں گروہوں میں سے افراد کا انتخاب کیا جنکی پاسداری آپ کو ضروری معلوم ہوئی تو اس سے مبارز طلبی اور جنگ..................

.... کیا خاتمہ کیونکر ہوگا۔ آپ نے کوئی وجہ بیان کی ہوتی کہ آخر کیوں اس کو مین کوتاہ اندیش گروہ کا راضی کرنا ضروری نہیں؟ جنگ ہو مخالفین سے اور صلح کیجیے اپنے موافقین سے؟ (جو قبل از کانفرنس بھی راضی برضائے انگلستانی تھے) یہ کہاں کی منطق اور کہاں کا دستور ہے۔ یہ ایک ادباری مغالطہ ہے کہ کانگریس کا دائرہ عمل بالکل رائی کے برابر اور کم حقیقت ہے جنکی کے ایک اشارے میں نہ رائی رہے گی نہ اسکی تدویر دونوں رائی سے کائی ہو جائیں گی۔ دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد۔ مجھے اندیشہ ہے کہیں حاجی خورد یعنی حاجی محمد میاں یا دوسرے درباریوں نے آپ کو ایشیائی رئیسوں کی طرح خوشامد کے چنگ پر تو نہیں چڑھایا جو آپ کا نفس آپ ہی کو دھوکا دے رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو خدا کے لیے لندن پہونچتے ہی آپ اخلاقی تجربہ کار حکیموں کی طرف رجوع کیجیے۔ خوشامدی الفاظ کھانے کی عادت" پیٹ والیوں کی اشتہائے فاسد سے زیادہ بُری ہوتی ہے۔ پیٹ والیاں اگر کابس کی ٹکیاں منسلو جن کھاتی اور خاوند سے فرمائش کرتی ہیں:۔

گیت
(۱) "میرا من لیجیے رے ہیروں کو کوئی کھٹے میٹھے لاوے رے"
(۲) "یہ مورے راجہ کھٹی نارنگیا موہے بھاوے رے"
کوئی تال کھدا ؤ باگ لگاؤ۔
راجہ بالی بلاؤ۔ میٹھی نارنگیا۔ ہئے

مطلع آں سیر دہان گشتہ کہ با تیغ و کفن
بر در یگانہ تجلا د غزل خواں زستم

ہاں لٹیروں ڈاکوؤں مجرمانہ معاش پر زندگی بسر کرنے والے
ہندوستانیوں کے قبضے میں بندوق پستول چھرے
کٹاری" بم ہاں "سب کچھ پہلے ہی سے تھا اب بھی ہے
اور ہمیشہ رہیگا۔ نہ انھوں نے کبھی سرکار سے ہتھیار رکھنے
کی اجازت لی نہ اب لینگے۔ حکومت وقت کا یہ الزام
اُن مقامات پر صحیح ہے جہاں پولیٹیکل چھیڑ چھاڑ کا اثر
پہلے نہ تھا اور اب ہے کہ قانون کی بے عزتی نے مجرموں
کے حوصلے بڑھا دیے۔ اور ان مقامات پر غلط ہے جہاں
ہمیشہ ڈاکے اور خون ہوا کرتے تھے۔ مثلاً سرحدی صوبہ
کا دفتر اعمال کبھی خون کی سُرخی سے خالی نہیں رہا۔ اسیطرح
بنگال اور پنجاب: الغرض ہندوستانی سہا نوروہ
محض اپنی جانوں سے "نیتا یان" کی خدمت لے رہے ہیں
لیکن تماشائیوں میں بہت سے اشخاص دغا جانے
کرایہ کے یا خود مختار رضاکار ضرور موجود رہتے ہیں۔ اب
نوبت یہانتک پہنچ گئی ہے کہ پولیس فائر کرے تو گولیاں
پہر ان دہاڑنے لگے روز الاشہاد گولیاں بیچتی ہیں
اور وہ مجمع سے پوچھتے ہوئے دم توڑتے ہیں:۔

کون مارو "نیتا یان" سا نوروہ
کون مارے گولی تان" سا نوروہ

ارے بھائی کس نے گولی سر کرنے کا حکم دیا؟"
یہ کون تھا؟ معقول۔ گولی نہ ہوئی بازار کی گالی
ہوئی جو پیچھے پھر کے دیکھو تو مخاطب صریح۔ اس
قسم کے واقعات سے چند خیال دلوں میں پیدا ہونے کا احتمال ہے:۔

(۱) اب گولیاں بے دھڑک سر کی جاتی ہیں۔ ادنیٰ
کانسٹبل بھی مجسٹریٹ یا کسی ذمہ دار افسر کے حکم کی راہ
نہیں دیکھتے۔

(۲) جس مجمع سے گولی نکل کے اپنا کام کر گئی اسکے بارے
میں پولیس یا مجسٹریٹ کو اس بات کا یقین تھا کہ وہ غیر
مسلح ہے اُسے گولی بندوق میسر نہیں ورنہ حکم اور بے حکم کا
سوال فضول تھا۔ باغیوں کے افعال حکم کے پابند کب
ہوتے ہیں۔

(۳) گھبراہٹ میں نشانہ بادصاحب دینا پڑا یا نہیں دیکھتے۔

(۴) گولیاں تعلیم یافتہ اور محتاط نہیں۔ نہایت
نامعقول ہیں۔ انھیں ٹریننگ اسکول میں بھرتی کرنا تھا

(۵) پولیس اور مجسٹریٹ فائر پروف نہیں انھیں بھی
طرح روئیں تن ہونا چاہیے جس طرح اسفندیار ہوا گیا
تھا تاکہ گولی لگانے والا جب تک زال چہ در تم ہیچ
عنقا یا سیمرغ کوہ قاف سے یارانہ گانٹھ نہ لے
اسوقت تک کسی کو مجروح نہ کر سکے۔

(۶) اب گویا جتنے مجمع ہوتے ہیں سب کو منتشر
کرنے کی ضرورت ہے اور وہ سب مستعد بہ پیکار ہی
ہوتے ہیں حالانکہ جو مجمع بظاہر پولیس کے فوز
شرکت سے محروم ہوتا ہے اُسکا انجام اکثر خونریزی
یا فساد پر نہیں ہوتا۔

اگر ان خیالات کا سدباب حکومت کی طرف سے
بذریعہ تحریر و تقریر نہ کیا گیا تو وہم بڑھے گا کیا معنی
کہ ہوا بگڑی ہوئی ہے۔ دُنیا بے وقوف اور زود اعتقاد
لوگوں سے خالی نہیں۔ بے تکے نافہم سمجھیں گے کہ یہ
بھی انتظامی اہمیت ثابت کرنے کی ایک دلیل ہے۔
دُشمن اسی قسم کی افواہ پھیلا دینگے۔ چنانچہ اثنائے بیان یہ
آجتک اس قسم کے بہل الزام قائم ہیں ؎

ناحق ہم مجبوروں پر یاں تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں ہمکو عبث بدنام کیا

دونوں ٹھر بنے

"بالفعل ہندوستان کرہ شمس ہے"

سرکاری آدمی قائل ہیں کہ کانگریس کے پیٹ میں
جو اپھار ثقیل قوانین نگلنے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا اب
کم ہو گیا ہے۔ ہم نے انھیں جیل خانے میں ہاضم دوائیں
کھلا دیں۔ اگر اسمیں کچھ اصلیت اور حقیقت ہے تو صرف
اسقدر کہ کانگریس والے بیرونی چیزوں کی تجارت میں
یا قانون کے ساتھ دل لگی کرنے میں جو کھیل رہے ہیں،
یعنے بیرونی اشیا کے بائیکاٹ کے ذم میں ہندوستانی
تاجر بھی نہ مٹے ہوئے ہیں۔ اور نشتر قوانین کے بارے
میں ہندوستانی پولیس سے مقابلہ کی تلی بھی ہوتی ہے۔
ان باتوں کے علاوہ کانگریس کے سپاہیوں میں تجربہ کار
الھڑوں کی تعداد زیادہ ہے لہذا طرز عمل کارگر نہیں۔
کانگریس والوں کا ٹھرناپن یہ ہے کہ وہ لغیر کافی سامان
ہم پہونچائے بھی استقامت کا اعتماد نہیں بلکہ یقین ہے
جیسی سودیشیوں نے سرمایہ داروں کے مقابلے میں صدہا
سال تیاری کرنے کے بعد اختیار کیں۔ انھیں خیال ہے
کہ اسی سلسلے میں وہ ہندوستان سے سرمایہ داری کی
طمع کا ازالہ بھی کر دینگے۔ بمبئی میں کالے بادشاہ دلی
کے نیاز نار نار ہو رہے ہیں غضب اپنے ہی نالاں ہیں
تو غیروں کے سامنے اٹ کیا کرتے ہیں؟ رشوت ستانی دہلی
حکومت کا ٹھرناپن یہ ہے کہ پولیس کے جابرانہ برتاؤ
کی جانب سے بے پرواہ ہے۔ بُرا برتاؤ انتظامی معدے میں
اپھار بڑھا رہا ہے۔ کوئی بے گناہ یا محبوب شخص پٹ گیا
میں پٹا اور تعصب کی آگ بھڑکی۔ تماشائیوں کی حمیت
نے اُٹھے بچے دیے اور کانگریس کو دل گئی۔ سوکھے
دھانوں پانی پڑا۔

سائنس والے کہتے ہیں کہ آفتاب کی حرارت کم ہو گی
کیوں؟ شعلوں کے جو فوارے چھوٹتے ہیں وہ باہر نہیں
جانے پھر سمٹ کے اپنے مرکز پر آرہتے ہیں۔ اگر یہ صحیح
ہے۔ تو پھر ہندوستان بھی خورشید فلک چہارم ہے نہ حکومت
ٹھرنے پن کے فوارے چھوڑنے سے باز آئے گی نہ کانگریس کے
آتش مزاج۔ جلے گا کون؟ مٹے گا کون؟ امن و سکون!

بس دل شکستہ ایم زآسودہ خاطری
یارب کہ عافیت بے آزار کس مباد

"حکومت کہتے چہ غم"! کانگریس کہے: "ہیچ دغم" تجارت
کیے "مرے سو ہم"

پُرانا گوڈر کڑوا تیل

عنقریب وائسرائے صاحب کا جمع کیا ہوا گوڈر
ولایت روانہ ہو جائیگا۔ اگلے زمانے میں مشعلچی پُرانا گوڈر
لیتے اور عوض میں کڑوا تیل دیتے تھے گوڈر مشعل سازی
اور مشاہرہ (فتیلہ بخشا خانہ) کی سوداگری میں کام آتا تھا
گوڈر کا مالک گھر بیٹھے پیٹ چکناتا تھا۔ خدا جانے کڑوا
تیل ہاتھ لگے گا یا "بڑھاؤ بخشا خانہ" کا حکم ملے گا اسکا
حال معلوم نہیں۔ بالفعل تیل دیکھیے تیل کی دھار دیکھیے
اگر ولایت کے مشعلچیوں نے اندھیر نہ کیا تو پھر ایک
چراغ دیگر (گھمنی کانفرنس) سے دوسرا چراغ جلنے کی
اُمید ہے۔ ورنہ چراغ گل پگڑی غائب ہے وہ معلوم۔

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائینڈاؤن نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال ہی ڈالی ہیں صبح سلامتی پر شروع زا اعضا کو حرکت دیتے رہتے پیر نہ کبھی قبض کی شکایت اور نہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ ہے کہ اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہیے اسکے واسطے کتاب میں ۲۴ تعلیمیں دیکھی ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں یہ کتاب زیادہ تر بیوپاریوں کیواسطے مفید ہو گی جو سیر چہنے اور ورزش وغیرہ کرنیکا موقع نہ ملنے کیوجہ سے بدہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفائی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تا کہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

سوراجیہ مل گیا

زبانی اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہو سکے اس لئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ یعنی یکصد روپیہ خریدنے سے پورا ہو گا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادائیگی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہو گا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ہوا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی

(۳) بلاک پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہو گا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے باقی پرچے واپس نہ لئے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات وجاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں ہی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار، کامل الفن اور حاذق اطبا کے مشورہ و نسخے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرماکر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سالہائے گزشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ہم ذمہ لیتے ہیں مسلسل ظریفانہ و سیاسی و ادبی مضامین و قصص ملاحظہ فرمائیے لطف اٹھائیے

جلد ۱۹۱۶ء کے ۱۰ نمبر قیمت عہ معہ محصول

۱۹۲۷ء کی مکمل جلد قیمت عہ معہ محصول

۱۹۲۸ء و ۱۹۲۹ء کی مکمل جلدیں قیمت فی جلد ۷ر معہ محصول

۱۹۳۰ء ششماہی دوم کی جلد قیمت ۳ر معہ محصول

”منیجر“

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے پڑھئے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۲ر ٹکٹ بھیجئے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے یہاں

آپ کی علمی معلومات میں اضافہ اور آپ کے کتب خانہ کی زینت بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب موجود ہیں جلد آرڈر دیجئے محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار ایک روپیہ سے کم فرمایش کے ٹکٹ بھیجئے۔

موت پر فتح - مصنفہ بابو شیو شنکر لال صاحب جسمیں ایلوپیتھی و یونانی و آیورویدک نقائص دکھلائے ہیں اور وہ طریقہ علاج بتلایا ہے جس کی تعلیم ڈاکٹر لوئی کوہنی نے دی ہے مصنف کا دعویٰ ہے کہ لاعلاج امراض بھی کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے سے یقینی اور شرطیہ دور ہو جاویں گے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲ر

امراض کس طرح شفا پا سکتے ہیں - جملہ معمولی و لاعلاج امراض مثلاً دمہ - گٹھیا - فالج - نامردی جریان - استسقا - جذام - سرطان - طاعون انفلوئنزا وغیرہ کا یقینی اور شرطیہ طریقہ علاج مصنفہ بابو شیو شنکر لال قیمت فی جلد ۲ر علاوہ محصول ڈاک

تتمۃ الاخلاص - یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر ایک تنقیدی نظر مصنفہ مولوی سید عبد العزیز احمد ترمذی قیمت ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک

عیار التنقید - جس میں کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر تنقید کیگئی ہے مصنفہ مولوی ابوالرشاد اے۔ اے ہاتف لکھنوی قیمت ۵ر علاوہ محصول ڈاک

علم الاخلاق - مصنفہ مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ جسمیں اخلاق پر فلسفیانہ و عالمانہ دلچسپ عام فہم انداز بیان میں مکمل بحث کیگئی ہے اخلاقی معلومات و افادہ کا بہترین خزینہ ہے تھوڑی جلدیں رہ گئی ہیں جلد آرڈر دیجئے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲ر

ہدایت الاطبا علے مباحث الاطبا - بزبان فارسی چند جلدیں موجود ہیں طبی معلومات کا بے نظیر خزینہ ہے ضخامت ۷۵۲ صفحہ تقطیع کلاں باوجود اسکے قیمت دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

منیجر اودھ پنچ

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳ جلد پانزدہم

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے [illegible] میں گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھاتی

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستانی اُستادوں کا سرمایۂ نادر اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

REGISTERED
LUCKNOW
1930
OUDHPUNCH
1930
Oudh Punch Lucknow
سالانہ
ششماہی
ممالک غیر
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २

توجہ فرمایئے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید میں کوشش کریں مگر یہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر شمہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر توجہ یہاں بڑھایئے اسلیئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائیگی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جو اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی جنرل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف اور خوشخط کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

خط و کتابت کے وقت اپنے خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

سے خالص خباثت ہوئے نطفے کو طلب کیا اور ترکیب کے جنبش دی اُدھر ہوا نے تصفیہ کرنا شروع کر دیا۔ بس نرا خالص نطفہ نکھر کے نکل آیا۔

متن ۔ تاکہ میرا وطن ہندوستان متحدہ اور مضبوط قومیت میں ڈھل سکے ۔

شرح ۔ سرِ وح الصدر متن کی یہ علت علل کی توضیح ہو جانے کے بعد محتاج تفصیل نہیں ۔ متحدہ اور مضبوط قومیت کے جو معنی ڈنڈا دکھانے کے وقت ڈاکٹر صاحب لیتے تھے وہی اس عبارت میں بھی لینے چاہئیں۔

ہم صاف صاف کیوں نہ کہیں ۔ فی الحقیقت موہن لعل حاجی اور مونجے ڈاکٹر یکساں طبیعت کے آدمی ہیں۔ تھوڑا سا فرق ہے یعنی چھوٹے حاجی اول درجہ کے پبلک حاسد اور بد زبان ہیں اور ڈاکٹر مونجے دوسرے درجے کے ۔ مونجے کسیقدر مستقل مزاج ہیں جو کچھ کرتے کہتے ہیں اُسے بھولتے نہیں ۔ چھوٹے حاجی کہہ کے مکرتے اور اپنے کردار کو فوراً بھول جاتے ہیں مونجے کی تقریر کسیقدر منطقی اور ذو معنی ہوتی ہے۔ یعنے فقرے پہلو دار ہوتے ہیں اور چھوٹے حاجی صاحب یا وہ گوئی غیر منطقی تقریر غیر ضروری جوش میں اپنا مثیل و نظیر نہیں رکھتے ۔ پھر حضرت یہ تو اپنی اپنی طبیعت ہے سے

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد

متن ۔ میں اسکا تحمل نہیں رکھتا کہ فرقہ وارانہ سیاست ہمارے سوراج کے تخیل کو ڈس لے ۔"

شرح ۔ نہیں صاحب نہیں ۔ اکھاڑا اپنائیے ۔ یا تو سب فرقوں کو ایک کھرل میں ڈال کے یک ذات کر دیجیے ۔ کوفتہ بیختہ سفوف نمودہ ۔ یا پھر وہی جز رہے جسے آپ ملک کے واسطے مفید سمجھتے ہوں ۔

متن ۔ جہاں تک سوال سیاسی پہلو سے متعلق ہے بندہ مکمل نو آبادی کے طرز نظام کی حمایت کرتا ہے ۔ اگر اس کے واسطے (ڈنڈے سے) لڑنا بھی پڑا تو سے

ہمیں میداں ہمیں ڈنڈا ہمیں گوئے

ملکی باشندے اس سے کم پر راضی نہیں ہو سکتے یہ کام انگریزوں کا ہے کہ وہ ایسا دستور اساسی مرتب کرکے ہندوستانیوں کا خیالی توحش رفع کر دیں ۔"

شرح ۔ سچ پوچھیے تو مکمل نظام نو آبادی سے زیادہ کچھ بھی نہیں جسے اہل ہند طلب کر سکتے ہوں متعصب مسلمان کہتے ہیں کہ ہماری زندگی میں یہ واقعہ نہ ہوگی ۔ متعصب ہندو مدعی ہیں کہ ہمارے جیتے جی یہ دم واپسیں ؟ یا ایہمہ مونجے صاحب یہ نہیں فرماتے کہ گول میز کے دور میں پھنسنے سے اور مکمل نو آبادی کے اختیارات سے جسمیں اندرونی آزادی شرط لازم ہے کیا تعلق ہے ۔ کیا وہاں یہ مسئلہ پیش ہوگا ؟ ۔

ڈاکٹر صاحب تو خیر خود ہمارے بڑے لاٹ صاحب ابھی تک پہیلیاں بجھوا رہے تھے ۔

پان سا پتلا چاند سا چکلا ٭ جو میری پہیلی نہ بوجھے اُسکی آنکھوں میں ٹلا } باپڑ

جس کسی نے تفصیل کا مطالبہ کیا اُس سے یہی کہا کہ بوجھ جاؤ تو بتا دیں ۔ ارے بھئی ۔ اسمیں مٹھاس بھی ہے کھٹاس بھی ہے کچا پن بھی ہے اور عزیز من سے

نیست اگر نہ تلخ یا معظمہ

تعیفت سی کرد واسطے کبھی ہے ۔ بُرا نہ ماننا ۔ میٹھا میٹھا ہڑپ کڑوا کڑوا تھو مشہور ہے یہی بتا تا دستور ہے دیکھو اس گلشن میں ہر نوع ہر رنگ ہر صورت ترکیبی (راونڈ ٹیبل) کے پھول موجود ہیں ۔ مگر :-

مالی باغ لگا کوئی توڑتا نہیں ۔ ستارے
چینی پیالہ ٹوٹا کوئی جوڑتا نہیں ۔ انڈا
ستیل پالی بھی کوئی سوتا نہیں ۔ ابر
ماجہ نسبی مرے کوئی روتا نہیں ۔ سانپ

اس گلشن میں آزادی کے پھول تجرے ہوئے ہیں افسوس گلچیں کی کسر ہے ۔ کاسۂ شکستۂ اتفاق و اتحاد کے جوڑنے کا مسالا موجود ہے مگر کہاں ہے جوڑنے والا ؟ کانگریس والے پیمان شکن ہیں ان تہی مغزوں سے بھلا کیا ہونا ہے ؟ سے

پیوستہ پُر آواز بود کاسۂ خالی
ہر گوئی ابلہ اثر طبع سقیم است

دھواں دھار تقریروں کا دھوندھکار بادل نہیں ستیل پائی ہے سونے والا چاہیے سے

حسرتوں کا ابر دل پر چھا گیا نہ بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

نفاق و شقاق کے باعث نصیبا ہو آستین کی پانچ میں مدتوں رہا ہمیشہ ہو غرضی کی تو نہیں کھلا تک بجے کے لہرے سُن کے جھاڑ دیکھے ڈاکٹر کا شباتندی کی لاٹھی سے ایک ریسمان کی طرح بے حس و حرکت ہو گئے اشاچیت پڑے ہیں رونے والوں اور تحسین کرنے والوں کا تو ذکر ہے ۔ یہاں بھی تو کہہ بیٹھنے والے سے

خیال زلف تاباں میں آہ سر پٹکا کر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

ایسی حالت میں بھلا نو آبادی کی سی مکمل آزادی کی بجاپ منھ سے نکل بھی جائے تو دم توڑتی ہوئی اُمیدوں کے آئینہ پر داغ نہ آئے گا ۔ ڈاکٹر صاحب بُرا نہ مانیں تو خارج کچھ عرض کرے ۔

حضور صرف مسلمانوں پر ڈنڈا برسانا جانتے ہیں علیٰ ہذا القیاس اہل الخلافت الجدیدہ ہندو پرستی کی تلواروں سے جہاد کرنے میں کامل مہارت رکھتے ہیں ۔ دونوں میں سے مکمل اندرونی آزادی کا خیال کوئی نہیں رکھتا اگر پروا ہوتی تو ہم یہ کہتے کہ :-

گاندھی ارادے کا دھنی ہے ۔
موتی لال عقل کا دھنی ہے ۔
محمد علی بات کا دھنی ہے ۔
مونجے ڈنڈے کا دھنی ہے ۔

سے

تعقل ارادہ قول فعل کا اجتماع ہو اور بات اثر نہ کرے ناممکن ۔ خصوصاً جبکہ لارڈ ارون مروت و اخلاق کا دھنی ہے ۔

اور اب تو یہ کہنا کہ میں مکمل مرتبۂ نو آبادی کا حامی ہوں اسکے لیے لڑوں گا ۔ چھوٹا منھ بڑی بات ہے ۔ بھئی مونجے صاحب سچ کہنا یہ زبانی بہادری کہیں اس غرض سے تو نہیں دکھا رہے ہو کہ اہل کانگریس چلتے وقت لعنت ملامت کی آواز بلند کرنے سے پرہیز کریں اور سمجھیں کہ سور اچتا ہے بھاڑ پھوڑنے جاتا ہے اسکے بیچ میں دخل نہ دو ۔ جاتا ہے تو جانے دو ۔ خبر نہو ؟ سے

شاید کہ ہمیں بیضہ برآرد پر و بال عنقا گردد

متن ۔ میں اپنے ملک کو ویسا ہی آزاد دیکھنا چاہتا ہوں جیسا کہ ایک انگریز اپنی مادر وطن کی

اخوش میں قلقاریاں مارتا گیسے پوتڑانے نہا بچے پر ہاتھ پاؤں پھینکتا۔

شرح ۔بھائی منجھے صاحب کیا آزادی نفاق پرور کے کھیلے میں بھی کبھی ملتی ہے؟۔

متن ۔میں جان بل کی گردن سے ہندوستان کی مخالفت کا جوا اُتارنا چاہتا ہوں۔ میں اسے بُرا سمجھتا ہوں کہ کس کی بکری اور کون ڈالے گھاس "

شرح ۔یہ دوست سچ بتاؤ۔ منہ میں کے دانت ہیں تنہا اتنی بڑی مہم سر کرنا تمہارا ہی کام ہے۔ ایک تھے حکیم سنا

(رسنائی نہیں) جو مریض آتا اسکے نسخہ میں آدھ پاؤ گڑ اور آدھ پاؤ سنا (ایک مسہل دوا) لکھ دیتے جب تک اوبار رہا اسوقت تک سیکڑوں بیگھے سطح زمین قبروں کی وجہ سے گودڑے دار ہو گئی۔ مگر آپ جانیے دن ایک سان نہیں رہتے۔ رتی نے جو ندر باندھا تو جناب حکیم صاحب کے پاس ایک دھوبی آیا بیماری کچھ عظیم الشان اور مہلک تھی یعنے گدھا کھو گیا تھا ہمارے حکیم صاحب نے آدھ پاؤ گڑ اور آدھ پاؤ سنا کا قدح دھوبی کو حسب عادت پلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دھوبی کمبخت معدہ خالی کرنے جنگل سدھارا ادھر پیٹ نے سی پوں سی پوں کی سے آنکالی، ادھر گدھا کمبخت معدہ گلازر کو مادۂ خر سمجھ کے جھاڑی سے نکل آیا۔ دھوبی حکیم صاحب کے اعجاز کا قائل ہو گیا۔ دھوبن شاہی محل میں کپڑے دھوتی تھی اُسنے بادشاہ بیگم سے حکیم صاحب کی مدح و ثنا خوب صفائی کے ساتھ کو

ایسی بھبتی چڑھائی کہ ساری مانڈی نکل گئی۔ اب سُنیے کہ شہزادی مدت سے بیمار تھی تمام شہر کے حکیم بیکار تھے دلوت کو تنکے کا سہارا بہت ہے بادشاہ نے فوراً حکیم سنا کو بلایا اتنا ہم بھی کہیں گے کہ حکیم تھا وضع کا پابند اُس نے اپنا مجرب نسخہ وہاں بھی نہ چھوڑا چار روز تک فاسد مواد کا سیلان جو معدے سے خارج ہوا تو شہزادی صاحبہ کے حواس درست ہو گئے۔ اب تو حکیم صاحب کی مسیحائی مستند ہو گئی۔ بعد چندے ایک غنیم نے بادشاہ پر چڑھائی کی۔ دشمن کی فوجوں نے شہر کا محاصرہ کیا جب اس وبا کی خبر بادشاہ سلامت کو ہوئی تو اُنھوں نے اعیان سلطنت کو بلایا ان میں حکیم صاحب بھی تھے حکیم نے کہا حضرت سلامت نہ فوج کی ضرورت ہے نہ لشکر کی۔ سنا کے گٹھے اور گڑ کی باریاں منگوائیے اور چور رستے سے مجھے غنیم کے اُردو میں پہونچوا دیجیے جب میں حضور کے پاس اطلاع بھیجوں اُسوقت مختصر فوج حضور

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن لغرض انفصال مقدمہ

ز آرڈر ۵ قواعد ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء

نمبر مقدمہ

بعدالت جناب حاجی چودھری محمد علی صاحب بہادر آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول مقام ردولی ضلع بارہ بنکی

عبد الحمید وغیرہ .... مدعیان

بنام

مسماۃ بدیع النساء وغیرہ ..... مدعا علیہم

مسماۃ حسینی بیوہ عثمان علی مدعا علیہا ساکنان روضہ گاؤں پرگنہ ردولی تحصیل رام سنئی گھاٹ

فرزند علی ولد فرید احمد مدعا علیہ ۱۹

محمد اسحٰق ۲۴ } پسران عبد الحکیم ساکنان ٹانڈہ خلاصہ

اقبال حسین ۲۵ } پرگنہ ردولی تحصیل رام سنئی گھاٹ

تصدق حسین ۲۶ } ضلع بالا کے

محمد شفیع ۲۹ ولد احمد علی ساکن رنجع ٹانڈہ خلاصہ پرگنہ ردولی تحصیل رام سنئی گھاٹ۔

مسماۃ آمنہ ۴۶ بیوہ مرست علیخاں ساکن کھنڈہ پیڑا پرگنہ ردولی۔ سید حسین ۲۷ نابالغ بولایت مسماۃ زینتی مادر خود بیوہ مہدی حسن ساکن روضہ گاؤں پرگنہ ردولی۔

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دخلیابی آراضی ضمن ۱۰ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۸ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء وقت ۱۰ بجے دن کو بمقام ردولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوے کی کرو اور ہرگاہ یہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو دسی روز پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہاری مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت مہر و دستخط ادہ مہرمات سے آج بتاریخ ۱۹ ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء کو جاری کیا گیا

دستخط حاکم بخط انگریزی

مُہر عدالت

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن لغرض تنقیح طلب

(آرڈر ۵ قواعد ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۲

بعدالت جناب حاجی چودھری محمد علی صاحب بہادر آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول بمقام ردولی ضلع بارہ بنکی

دان بہادر ولد گیادین قوم برہمن ساکن موضع اہیہ پرگنہ ردولی ضلع بارہ بنکی .... مدعی

بنام

مسماۃ باسدلی وغیرہ ..... مدعا علیہم

بنام رام سمجھ سنگھ ولد بھیتی سنگھ قوم ٹھاکر ساکن اہیہ حال وارد دھمر فرزند کھوٹی اودھیہ پرگنہ پچھم راٹھہ تحصیل بکاپور ضلع فیض آباد

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت حساب فہمی بابتہ ۱۳۳۵ف کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۸ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء وقت ۱۰ بجے دن کو بمقام ردولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کر لیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوے کی کرو اور ہرگاہ یہی تاریخ جو تمہارے حاضری کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

مُہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی۔

سمن لغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۲۰۹ ۱۹۳۰ء

بعدالت دیوانی منصفی شاہ آباد مقام شاہ آباد ضلع ہردوئی

بھجوال ولد نتھو قوم کہار ساکن قصبہ شاہ آباد محلہ کرد ٹولہ ..... مدعی

بنام

مسماۃ سندر وغیرہ .... مدعا علیہ

بنام شیودیال ولد للی قوم ویش ساکن قصبہ شاہ آباد محلہ چوک پرگنہ سانڈی ..... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابتہ ۵ روپیہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۰ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کی تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع ہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۴ ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مُہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مُہر عدالت

وقت حاضری بدفتر منصفی شاہ آباد ۱۰ بجے سے چار بجے تک

بیچ میں جو گھوڑے دشمن کو بیوقوف بناتے حکیم صاحب نے دشمن کی فوج میں خرچ، سہال کی سبیل سکو دی۔ باب اجابت وا ہو گیا۔ ساری بہادری خارج۔ بہادری کے ساتھ اعضا کی قوت بھی ندارد۔ اشارہ پاتے ہی محصوروں نے چھپا لیدر بچھا دی۔

کیوں ڈاکٹر۔ کیا سنا اور گرد کی بوریاں تمہارے ساتھ ولایت جائیں گی یا ڈنڈے کا مجرب نسخہ؟ ابھی وہاں زبان مشغول ہو گی نہیں ڈنڈے کا دبانا رہنا بھی دشوار ہے۔

متن: مجھے علم ہے کہ جس مشن کا میں رواں ہونے والا ہوں اسکی طرف دنیا بڑے دل اور بری نگاہ سے دیکھتی ہے مگر بارہ یہ تو ہے ایک ناگوار فرض۔ چارنا چار ادا کرنا ہی پڑے گا۔

شرح: یہ واقعی ہیں آغا زندان مرد کی حکایت یاد آ گئی بیچارے جب شاہزادہ مرزا فیروز بخت کے مہمان ہوئے تو انھوں نے خاطرداری کرنی شروع کی دن بھر میں چار پھیرے ناشتے اور لطیف غذاؤں کے ہوتے۔ ہر وقت میوے کی ٹھنگار کھاتے ہیں آغا بیچارہ عاجز ہو گیا۔ ہر گھنٹے شہزادے صاحب نئی فرائش کرتے کہتے

(۱) آغا مربے بخورند۔
(۲) آغا چلاؤ بسیار خوب است تناول بفرمائید۔
(۳) این مزعفر خیلے جید الطبخ است میل داری؟
(۴) رطب مال عربستان ست مخصوص بہ دار رمضان فرستادہ برائے شما ہم حاضر است۔

بھلا دیکھیے تو خدمات کا سلسلہ کسی طرح ختم نہیں ہوتا۔ ہر وقت قورما پلاؤ متنجن مزعفر کھانے کا ناگوار فرض آغا بیچارہ ادا کرتے کرتے تھک گیا۔ مگر مجبوری۔ چار پانچ مہینے جس طرح بن پڑا کاٹے۔

جب یادہ وطن نے ستایا تو آغا نے پانچسو روپیہ کا بل شہزادے صاحب کے سامنے پیش کیا۔

شہزادہ صاحب: آغا این چیست۔ من از شما چیزے نگرفتہ ام۔

آغا: گوش کن سرکار شہزادہ من نوکر شما نبودم کہ گاہ و بیگاہ مزدوری (کہاری) اندرون خانہ بیرون آمدہ وصدا کرد؟

(آغا پلاؤ کا لوا کھا لو) آغا مسکین سر تسلیم خم کردہ آں غذاے نامرغوب را از زیر گلو فرو برد۔

آغا مچلی (مچھلی) کا کباب کا لو، کھا لو، آغا غریق دریاے فرماں بری شدہ مچلی کا کباب کا لیا (کھا لیا) سرکار شہزادہ دریں ظرف مدت دندان نہدہ نذر خائیدن شدہ از جائے جنبید ایں کا غذ و مزد دندان است کہ بپیش سرکار آوردہ ام۔ زود قیمت دندانم بہ بہید ورنہ می روم نزد قاضی شہر و سلطان وقت تا ظلامت مرا از شما بگیرند۔ شنیدید ہاے ہاے۔

ہے ہو دکے نسبت کہ ان دنوں غریب آغا بن شہزادو بے انصاف بگیرید۔ ہم لٹ گیا (لٹ) (دندان ہم رود دو) (دو) محلہ والا وار رود۔

بتلائے حالت شہزادے صاحب نے جب یہ بھی آغا کو غل مچاتے اور محلے والوں سے فریاد کرتے دیکھا تو بدنامی کے خوف سے حواس فقرہ ہو گئے۔ مہاجن سے روپیہ لے کے آغا کے ہاتھ دھر اور وطن کی کے سودیں آخر مسکن مہاجن کے نذر ہوا بھائی کہ ساتھ میزبان بھی غریب الدیار۔

ڈاکٹر منجے کے حق میں بھی یہ بھائی بہت کرلوی کسیلی ہو گی خیال تو کیجیے غالباً سرکاری خرچ (اپنا بھی نہیں) پر ولایت کا سا دور دراز سفر۔ پھر ہوٹلوں میں ہر سٹے تیری میری اور سرکاری دعوتوں میں دانت گھسائی۔ مزید براں گول میز پر چکر گھنی۔ اور اگر کوئی خطاب وطاب مل گیا۔ تو اس کا بار عظیم اٹھانا سب ہی باتیں ناگوار فرائض ہیں کوئی کہاں تک گنائے۔ اس سوال کی ضرورت نہیں کہ آخر کیوں ڈاکٹر صاحب سوتے بچے کا منہ چومنے پر مجبور ہوئے جس سے نہ باپ خوش نہ ماں۔ اس لیے کہ بغیر گول میز پر چکر گھنی کی ورزش کیے کھانا ہضم ہی نہیں ہو سکتا۔ میزبان وندان مزد (دانتوں کی اجرت) ادا کرنے پر بغیر گھر بلیگرو کیسے قادر ہے خدا خزانہ ہند کو سلامت رکھے۔ ایک یہ اور ایسے ہی ہزار وندان مزد موں کو کیا پڑی یہی غنیمت ہے کہ دندان مزد آسانی سے مل جائے گی منجے کو آغا کی طرح "محلہ والا دوڑو ہم لٹ گیا" نہ کہنا پڑے گا۔ غم ہے تو صرف اوقات بیکار صرف ہونے کا تو یا سہ ہندوستان کی دوستی میں اس طرح کے غم ہزاروں اٹھانے پڑیں گے ع

کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے

متن۔ میں نے (اس فرض پر غالباً) ہر ایک پیاری ڈلا ری نعمت قربان کر دی ہے صاحب میں اسے بھی اسی طرح جانکاہی اور خلوص کے ساتھ قبول کروں گا جس طرح کہ سی سالہ خدمت ملک میں گوارا کرتا رہا۔

شرح۔ مسلمانوں کو اپنے من مانے قالب میں ڈھالنے کی سعی اور ڈنڈے کا زور دکھانا بے شک خالص ملکی خدمت اور بڑی محنت طلب خدمت ہے۔ فصاد فصد کھول کے مزدوری لیتا ہے جسے وہ خون کرائی یا لہو کرائی کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب ڈنڈے کا کھیل مفت دکھاتے ہیں۔

متن۔ ڈھائی تین مہینے اُس طرف میں نے جنگلی قوانین کی عملی مخالفت کی تھی کہ بیچ میں کود پڑی چکر گھنی کانفرنس اب ادھر چکر گھنی کی گھنی ختم ہوئی اُدھر بندہ کے پاؤں میں پھر اُسی خالص خدمت ملک کا سنیچر گھسا۔ دیکھنا کس مستعدی سے رندِ حریت کی بزم رنگین میں توڑے لیتا ہوں کہ پہلی گت کو لوگ بھول جائیں۔

شرح۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت صفائی سے حکومت کی عداوت کو جو اُن کے دل میں بھوبھل کی چنگاری کے مانند دبی ہوئی ہے ظاہر کر دیا اگر جنگلی قوانین کی مخالفت کا ناچ عام ہے آپ میں اور اس جم غفیر میں فرق اتنا ہے کہ عوام نے توڑا لیا تو پولیس کی انیٹ سے ٹکر کھا کے پاؤں کے گٹے اُکھڑ گئے۔ آپ کا ناچ اندرسبھا کی سبز پری کا سا ناچ تھا جس نے جوگن کے بھیس میں آکے راجا کی محفل کو موسیقی کی راگ مالا سے مست کر دیا اور انعام میں اپنے معشوق (گلفام) کو قید سے چھڑا یا لے ؎

گا کے اور ناچ کے راجا کو رجھایا میں نے

آیندہ بھی آپ یہی ناچ ناچنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بندہ پرور تاڑ کے درختوں پر برن بولنا نہ تو خردمندی ہے نہ بہادری۔ فضول تعصب کا ایک کرشمہ ہے۔ حکومت وقت خوب سمجھتی ہے کہ تاڑ کے درخت اُکھڑوانے یا جنگلوں پر قبضہ مخالفانہ جمانے سے کچھ نہ ہوگا۔ عوام ابھی طرح سمجھتے ہیں کہ چکر گھنی کانفرنس میں آپ کی شرکت سے ملک فائدہ نہیں اُٹھا سکتا یہ بھی ایک بے نتیجہ بات ہے اور وہ بھی "ہے انگن ٹیڑھا" کا مضمون ہے۔

متن "سارا زور ایک ہی مرتبہ صرف کر دینا غیر محفوظ طریقہ ہے"

شرح۔ یارو ڈنڈے کے استعمال میں بھی یہی حکمت کارفرما تھی۔ جنگلی قوانین کی خلاف ورزی بھی اسی اصل بے فرع پر مبنی تھی۔ چکر گھنی کانفرنس کی شرکت میں بھی یہی ضابطہ مستتر ہے۔ افسوس کانگریس والے "طلب الکل فوت الکل" پر عامل ہیں اُنھیں چاہیے کہ گھر کی اندھیری کوٹھری میں ڈنڈا ہلاتے رہیں۔ باہر نکلیں تو ڈنڈے کا وجود حسی موجود نہ ہو ہاں زبان "ڈنڈے ڈنڈے" کا وظیفہ پڑھے۔ اس چال سے ڈنڈے کا زور کبھی خرچ نہ ہوگا۔ قاروں کے خزانے کی طرح بھرا پڑا رہے گا۔ جو مجرے تلوار کا ناچ ناچتے ہیں اُنکی تلوار کا لوہا کبھی نہیں گھستا۔

متن۔ میں ہانکے پکارے کہتا ہوں کہ میرے کردار سے صحیح ہندوستانی قومیت کو صدمہ نہ پہونچے گا۔ بلکہ اگر ہندوستانی قومیت کو اس چکر گھنی میں کوئی چکر کاٹنا پڑا تو میں فوراً کہہ دوں گا کہ بس محفل برخاست ناچ معطل۔

شرح۔ ہندوستانی قومیت میں صحیح کی قید خوب لگائی۔ غلط قومیت وہ ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم اپنی خصوصیات کو

برقرار رکھ کے شریک ہوں مسلمان اس ملک میں ابھی تک پردیسی کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا وہ قوم کی منطقی تعریف اور قید سے خارج ہو گئے۔ ان مسلم اخبار نویسوں کے دماغی احساس کی صحت میں کلام ہے جو آپ کی صاف گوئی کی تہ تک نہ پہونچے۔ اور لگے اس قسم کی سرخیاں دینے۔

(۱) ڈاکٹر منجے کا نعرۂ حریت (۲) ڈاکٹر منجے کا خلوص وطنی (۳) ڈاکٹر منجے کی سرگرمی۔ (۴) ڈاکٹر منجے ولایت میں مسلمانوں سے جنگ کرنے نہیں جاتے (۵) ڈاکٹر منجے کانفرنس میں ہندوستان کی متحدہ قومیت کی وکالت کرینگے۔

متن۔ بھلا میں انگریزوں کو ہندوستانیوں کی فرقہ بندی کی آڑ پکڑ کے ذمہ داری سے علحدہ ہونے دونگا؟ اجی توبہ کو۔

شرح۔ شاباش! وہ تو صورت ہی کہہ رہی ہے۔ کیوں نہ ہو اسی لیے تو آپ کو انگریزوں نے بلایا ہے کہ آئیے اور لندن میں تشریف لا کے ہندوستان کی تفریق مذہبی و اطلاقی کو یک قلم مٹا دیجیے۔ جیو لے حاجی بھی یہی ثواب کمانے جاتے ہیں آپ بھی یہی مانگ گا گئے ہیں۔ معلوم نہیں انگریزوں کو خبط نے گھیرا ہے جو ملانیہ دشمنوں (کانگریسیوں) پر گھٹنے ٹیکے دشمنوں اے دوستوں کو ترجیح دے رہے ہیں۔ انھیں دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکا اور آپ سے شیر و شکر کی طرح مل گئے۔ حالانکہ آپ کا اور کانگریس کا مقصد ایک ہی ہے۔ آپ نے کہا اور میں نے مانا

متن۔ لندن میدانِ حشر ہوگا انگریزوں کی سائیں میزانِ عدل پر تلیں گی اور صراط سے گزاری جائیں گی۔ دیکھیے وہ پوری اترتی ہیں یا نہیں؟

شرح۔ بے شک! ہندوستان میں جناب ڈاکٹر صاحب کو ڈنڈے سے تعلق تھا۔ انگلستان میں "ڈنڈی ترازو" سے ہوگا ڈنڈے اور ڈنڈی میں نر و مادہ کا فرق ہے مگر نوعیت واحد ہے۔

بنیوں بقالوں میں ایک خاص اصطلاح ہے۔ "ڈنڈی مارنا" جو کم تولنے کے مرادف ہے ڈنڈے مار کے مسلمانوں کو سیدھا بنانے والے کے بارے میں غیر متعصب ہندوؤں اور مسلمانوں کا گمان یہ ہو کہ صاحب ڈنڈے سے نہ مار سکا تو ڈنڈی مارے بغیر نہ رہے گا بایں معنی کہ سرکاری دعوت میں شرکت بغیر کسی سمجھوتہ کے ہونی مشکل ہے۔ اخبار کا ہندو کیلے اُن کی غالب تعداد شرکاے دعوت سے حسن ظن نہیں رکھتی

بہرحال جن لوگوں کی نگاہ سنجیدہ ہے انھیں ڈنڈی ترازو درکار نہیں وہ نگاہوں میں وزن تاڑ لیتے ہیں۔

بعض مضحکات میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک تھا بنیا اُسکی بنینی کسی حبشی پہلوان سے حسن کا بھاؤ چکایا کرتی تھی۔ بنیے کا بس حبشی سے تو نہ چلتا تھا البتہ جورو کو کمزور سمجھ کے تانستا اور ترازو اٹھا کے دھمکاتا۔ راوی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ حبشی نے بنینی سے بنیے کے سامنے منہ کالا کیا۔ اور چھیڑنے کے لیے اپنا گھینگا دکھا کے وزن پوچھا۔ بنیا بھونچکے کی طرح تک رہا تھا جھنجھلا کے بولا "ہوگا کوئی چھٹانک بھر کا" حبشی صاحب مسکراتے ہوئے چلے گئے۔ بنیا حسب معمول جورو کی بے غیرتی پر دانت پیسنے لگا اُس نے طعنہ دیا کہ میاں جو تم بڑے مرد تھے تو حبشی کے سامنے کیوں تھرائے۔ میں تو عورت ذات ہوں، کمزور، مار کھانے کی نشانی تم اُسے روکتے تو مجال تھی جو وہ یہاں ٹھہرتا۔ وہی مثل ہے دھوبی سے بس نہیں چلتا گدھے کے کان اینٹھتے ہو۔ بنیا "اے ری۔ تو کیا جانے۔ ہمنے میاں سپاہی کو وہ چرکا دیا ہے کہ عمر بھر یاد کرینگے۔ اُن کا گھینگا ہوگا نہ ہوگا تو کوئی سیر بھر کا ہوگا۔ میاں کو میں نے چھٹانک ہی بھر بتا لا اور ڈنڈی ترازو نہ اٹھائی تھی نہ اٹھائی۔

ڈاکٹر صاحب! انگریزوں کا وزن یا اُن کی رائے کا وزن جو گھینگے کی بالفعل نائب مناب قائم مقام ہے اب کسی ناپ تول کی محتاج نہیں کس کے منہ میں دانت ہیں جو اُن کے گھینگے کا وزن کر سکے۔ اور کرے بھی تو حکایت والے زنگی کا وزن کم بھی کیا بگڑا جو ولایت والے فرنگی کا بگڑ جائے گا۔

لیجیے صاحب متن بھی ختم اور شرح بھی ختم۔ آخری نصیحت سُن لیجیے نصیحت ہم مجنوں کا حق ہے۔ کیا معنی

پیرس کی افشانی قوام رجسٹرڈ لکھنؤ

تمباکو دُنیا بھر میں مستعمل ہے مگر دوسری چیزوں کی طرح یہ بھی کسی حالت میں مُضر ہے اور کسی حالت میں نافع۔ ہندوستانی حکیموں نے حقّے کی ایجاد اور خمیرے کی آمیزش سے حتی الامکان اسکی مضرت کا ازالہ کیا اور ہم دعوے کرتے ہیں کہ ہمارا

افشانی قوام

تمباکو کھانے والوں کو اسکے نقصان سے بہمہ وجوہ بچائے گا۔ یہ قوام خوشبودار خوش ذائقہ لذیذ ہونے کے علاوہ اشتہا کو بڑھاتا اور اعضاء رئیسہ کو قوت دیتا ہے منگوا کے دیکھیے۔

قیمت فی تولہ ۸ پانچ تولے کے خریدار کو ۵ میں دیا جائے گا۔

المشتھر

مقتدا خاں افتخار خاں تاجر تمباکو و عطر لکھنؤ

رجسٹرڈ

فارم جوڈیشل اودھ نمبر ۵۶

اطلاعنامہ بنام دائنان نسبت تعین تاریخ سماعت درخواست دیوالیہ

(دفعہ ۱۲۔ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۹ء)

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول بہرائچ

درخواست دیوالہ نمبر ۲۰ سنہ ۱۹۳۰ء

بمقدمہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسمی جگن ولد ... ذات ... ساکن موضع ... پرگنہ و ضلع بہرائچ ...... سائل

بنام

راحت رام وغیرہ مہاجان

ہرگاہ مسمی جگن سائل نے عدالت ہذا میں بذریعہ عرضی مورخہ ۱۱ ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء درخواست کی ہے کہ وہ حسب منشاء ایکٹ دیوالہ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۹ء دیوالیہ قرار دیا جاوے اور تمہارا نام فہرست دائنان میں جو میرے مذکور نے داخل کی ہے پایا جاتا ہے لہٰذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عدالت نے تاریخ اٹھائیس ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء واسطے سماعت درخواست مذکور بعدہ اور لینے بیان مدیون کے مقرر کی ہے۔ اگر تم کچھ اس معاملہ میں پیروی کرنا چاہتے ہو تو اصالتاً یا بذریعہ وکیل جو حال مقدمہ سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو حاضر ہو۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۶ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری عدالت دس بجے سے ۴ بجے تک

"ٹپ ٹپ ٹپ"

"ہدف و تیر کا بے نظیر کرتب"

گل صبحدم بجود بر آشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بدعہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر بر زدہ و غنچہ کردہ بشگفت و بریخت

اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر سازان لکھنؤ سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہار باغ نا پائدار ہے اور اسکی خوشبو پائدار ہے

کہ ہاتھ پاؤں تو چلتے نہیں البتہ زبان چلتی ہے زبان انھیں کی چلتی ہے جن کے کیے کچھ ہو نہیں سکتا۔

جو منظر تاریخ مستقبل پر واقعات پیش کر رہا ہے وہ ہم لوگوں کے واسطے جنھیں خدا نے ہنسنے ہنسانے کی غرض سے پیدا کیا ہے بہت اندیشناک ہے۔ ایک طرف کانگریس ہے جس نے انتہائی تدابیر اخذ حقوق کے ابھی سے اختیار کر لیے ہیں خود انکی قوم اس نئی زبان آشنا کرنے پر مستعد نہیں۔ انکے تدابیر میں اتنی ہی سی مضبوطی ہے کہ ستم کے خوگر ہو گئے ہیں مارتے خاں کا مرتے خاں سے مقابلہ ہے مرتے خاں ڈرتے نہیں۔ اور نڈر ہونے کے حلقوں مفید اور غیر مفید قوانین کو ایک ہی بھٹی میں جھونک رہے ہیں۔ اگر خدا نے وہ دن دکھایا کہ ہندوستانیوں کو اپنا بوجھ خود اٹھانے کی طاقت عنایت ہوئی تو بہت مشکل ہے کہ متفرق الخیال متشتت الخیال ہندوستانی گروہ ان ملکی والی قوانین پر بھی ہو جائیں اور وہی سبق نہ تریبا جو انگریزوں کے جاری کیے ہوئے قوانین کے مقابلے میں انھیں پڑھایا گیا ہے۔

دوسری طرف حکومت ہے جس کی فوج ہندوستانی جسکی پولیس ہندوستانی۔ وہ تشدد پر آمادہ ہے۔ اور کمزوروں کی آہ میں نا وہ سب رستور نافذ کرنے کی پروا نہیں کرتی۔ اور ایسی بھونڈی چالیں استعمال سے اہل ہند کی غرض سے چل رہی ہے جو ہر گز مفید نہیں

پری مہک تیل (رجسٹرڈ)

دماغ کی راحت اور قوت کا ذمہ دار ہے اسکی خوشبو نہایت لطیف اور فرحت بخش ہے۔ چکنا نہیں بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے درد سر اور نزلہ کے مریض بار ہا آزما چکے ہیں گنج اور بالخورہ کا حکمی علاج ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ بارہ شیشی کی قیمت عللہ نمونہ کی شیشی ۳ر محصول ذمہ خریدار۔

پری مہک منجن (رجسٹرڈ)

ہلتے ہوئے دانتوں کو جما دیتا ہے دانتوں کی کثافت دور کرکے جلا دیتا ہے ہر قسم کے درد کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے آٹھ آنہ ایک درجن ڈبیہ کے خریدار سے عللہ محصول ذمہ خریدار ایجنٹ کی ہر جگہ ضرورت ہے تجارت پیشہ صاحبان خاص عایت ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کیجیے

منیجر پری مہک پرفیومری کمپنی (رجسٹرڈ) بی۔ آر۔ ان
پوسٹ راج گانگپور

ہو سکتیں۔ مثلاً سائمن کمیشن مثلاً راؤنڈ ٹیبل کانفرنس تشدد کا سلسلہ اور کانگریسیوں کی سرگرمی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ نتھی ہیں۔ نہ یہ ختم ہوگا نہ وہ ختم ہوگی۔ ہندوستان کا قضیہ ہندوستان ہی میں طے ہونا چاہیے۔ اگر آپ کانفرنس میں شرکت اسوجہ سے ضروری خیال کرتے ہیں کہ ہندوستان کی "خالص قومیت ڈنڈا وی" کا مروڑا احباب کے شکم آور سے بدون ولایت جائے رفع نہیں ہو سکتا تو بیشک تشریف لے جائیے مگر متبائن خیالات یکجا نہ کیجیے اس لیے کہ ہندوستان کے دوسرے گروہ جو مخلوط قومیت کے ذیل میں آپ کے خیال کے بموجب درج ہیں وہ آپ پر اعتبار نہیں کرتے۔

اور حکومت کی خدمت میں التماس ہے کہ تقسیم بنگال کے وقت سے آجتک طرز عمل میں سخت گیری ترقی کرتی رہی رعایا کو سختی جھیلنے کی عادت پڑ گئی اور یہ عادت کسی حکومت کے حق میں نہایت مضر ہے۔ سب سے بڑی خرابی سخت گیری اور تحمل مجاہدانہ میں یہ ہے کہ منسنی کھیل کھلاتی سر خوش اور خوش مزاج دنیا منہ لسورنے لگتی ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی اچھی بات ہے کہ آپ ہنستوں کو رلائیے۔ اور ان کے نکلے ہوئے بتیسی دانت لسورتے ہوئے ہونٹوں کے غلاف میں زبردستی بند کروا دیجیے۔

سختی سختی۔ تشدد و تشدد۔ اچھا یوں ہی سہی مگر پے در پے تشدد کے بعد کیا کوئی مبنی بر اعتدال مساوات سمجھوتا ممکن ہے؟ مثلاً تشدد سے کام نہ چلا تو کیا کیجیے گا؟

تو بھی ارشاد ہو سہ

اتنو گھولتے کیا کہتے ہیں کہ جنسیے مار کے بھی دیش پایا تو کد مر جائیگے

اگر خود غرضی کی رسی کوتاہ کر دیجائے تو کوئی نہ کوئی منفید اور بہترین طریقہ میل ملاپ کا ضرور نکل آئیگا۔ دست و پا غرضمند بھوکے پیاسے نہتے ہندوستانی کیا کھا کے ایک تھا اور حکومت عقلمند حکومت نبض شناس موقع شناس حکومت تجربہ کار حکومت سے لڑینگے وہ علاوہ کا منتہا تو انہیں ٹھنڈے کیا بیشک زیادہ غم اور غصہ زیادہ ہوا تو کچھ بھی لوٹ پوٹ ہو جائیگی۔ ورنہ جیتے جاگتے بھی ڈھیلے ہو جائنگے۔ بد قسمتی میاں ان کم عقلوں کا حافظ بہت نہیں فقط

واقف

ماسٹر منخ

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

"نزلہ"

روایت ہے کہ ایک حامی کثافت صاف کرنے کے لیے حوض میں اترا تو ایک بتی بھنگ کی پانی کے ساتھ دماغ میں چڑھ گئی۔ آپ جانیے یہ کوئی معمولی چیز تو ہے نہیں جو ناس کیطرح صرف چھینک آتے تک کفایت کرے نزلہ جھاڑے اور دماغ صاف ہو جائے۔ یہ ہے بھنگ جسکے اثر سے آنکھوں میں سرسوں پھولتی ہے ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔ دماغ کو بھنگ کی بتی کا حمل رہ گیا حوض کی فصیل پر حامی صاحب انٹا چت ہو گئے۔ دیدۂ ظاہر بند چشم باطن کشادہ اب وہ حامی نہ رہے۔ پھر کیا ہوے؟ کسی شہر کے بادشاہ! تخت آراستہ ہے۔ مسند زریں پر متمکن ہیں۔ درباریوں کا ہجوم ہے۔ عہدہ داروں کی دھوم ہے۔ نذریں گزرتی ہیں۔ چتر زمانہ مردود کا سایہ ہے نقیب اور بیرد ہے نگاہ روبرو کی صدا بلند کر رہے ہیں۔ مجرائگاہ پر مجرائی کی تسلیمیں آبدست کلمہ باندھ رہی ہیں کہ اتنے میں وزیر زادے نے بڑھ کے دست بستہ "چھپر آش آلوش" کرنیکی درخواست کی حضور معلے بارگاہ نے انگشت قبولیت دیدۂ چشمکین پر رکھی۔ دربار برخاست ہوا سواری بادبہاری تو نہیں حمام کے مخزن آتشین کے دھوئیں کیطرح کاشانۂ وزیر کی جانب بڑھی اور خوان ضیافت پر بیٹھ گئی بعد فراغ طعام و دور جام بادۂ گلفام پسر وزیر کی خوبصورت بہن کو بادشاہ سلامت نے حام کی لنگی تصور فرمایا اور ارادہ صفت کی سیت کی + نزاد علے الطنبور نغمتہ "ایک تو بھنگ کا اثر اسپر خیالی شراب کا نشہ۔ ہیجان غیرت سرپرست معشوقہ کا حقیقی نائب بنا اور وہ حرکت صادر ہونے لگی جسے لوگ شیطان کیطرف نسبت دیتے ہیں حالانکہ ہوتی ہے وہ اپنے ہاتھ کی بات۔ حرب کا حمام رات دن روشن رہتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ پانی کی بے قلت۔ ہر گھر میں تن ذخیرہ آب نہیں ہوتا جو ضروری غسل کے واسطے کافی ہو۔ نماز کی پنج وقتہ پابندی طہارت پر موقوف کرتی ہے۔ حمام آسائش خلق کے واسطے مہیا ہے تو لوگوں کا اندر باہر آنا جانا شروع ہونے لگا۔ حاجت والے آئے اور حوض کی فصیل پر دن دہاڑے میاں حامی کی پوشیدہ جنبش دیکھ کے ہنسے۔ کسی نے ٹھوکر مارکر لنگی کا پلو ہٹایا مثل ہے کہ مارکے آگے بھوت بھاگتا ہے حامی صاحب بیدار

ہوے نرلے کی لڑائی میں جنگ کی ٹھنی یہ گتکی۔ بنی ماتت دکھیں۔ فرمائے اور گھر بھاگے۔

عجب اتفاق ہے کہ جیکہ گمنی کا نفرنس میں ہندوستانی حضرات شرکت کی غرض سے تشریف لیجا گئے ہیں یا نہضت ورحلت کا ارادہ رکھتے ہیں وہ چلنے سے پیشتر اپنی قوم و ملک وطن دوستی منصف مزاجی سلیم اور مساوات کا ایک ایک مزوہ گاتے ہیں۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے جاسوس ایسے بیانات کی تاک ہی میں رہتے ہیں لیس منہ سے بات نکلی اور انھوں نے سنبھالی۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ حکومت وقت نے ابھی تک کوئی مفصل دستورالعمل راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا شائع نہیں کیا بڑے لاٹ صاحب نے بھی ہندوستانی شرکاء کو نہیں بتایا کہ اس کانفرنس میں آزادی ہند یا ہندوستان کی اندرونی خود مختاری کا مسئلہ پیش ہوگا یا نہیں۔ یہ ارادہ انگلستان کے باختیار حضرات سلطنت و جمہوریت آج سے نہیں مدت سے ظاہر کر رہے ہیں کہ ہم ایک نہ ایک دن ہندوستان کی لحاری آزادی ہیجم کے ساتھ کر دیں گے۔ ہندوستان کو داڑھی مونچھیں نکالے اور بالغ ہوے قرنہا قرن گزر گئے مگر شادی کیسی سیل کے کونڈے بھی نہو۔ آثار اور قرائن اور اس قسم کے اعلان کا وجود ضرور پایا جاتا ہے کہ ہندوستان کو کچھ نہ کچھ ضرور ملے گا۔ ہندوستان کے مشہور ظریف شاعر نے اپنی موم رولی نظم میں بھی اس کا وجود تسلیم کیا ہے ؎

ملے گا کچھ نہ کچھ تمہیں اگرچہ ہو فضول ہی
مگر یہ کیا ضرور ہے کہ ہو وہ موم رول ہی

مبہم پروگراموں کا سلسلہ ابتدائے جنگ جرمن سے آجتک جاری ہے اگر ہم ہندوستان کو ہونٹ سمجھیں تو گود بھرائی کا دیباچہ نہ کہ سمجھیں تو سیل کے کونڈے کا مقدمہ کہہ سکتے ہیں۔ انگریزوں کی عنایت سے آزادی کا ل جانا اور گود بھرائی کی محفل کا آراستہ ہونا محال عقلی نہیں ....

.... مگر گول میز کانفرنس جواب ہونے والی ہے کانگریسیوں کے نزدیک گود بھرائی یا سیل کے کونڈوں کی تقریب نہیں۔ حکومت نے اپنے قابو کے آدمی یا ایسے ہر دم تازہ آدمی خود ہی چن لیے ہیں جو اپنے کوٹ کے دماغوں کی طرح اپنے وطن پرورانہ خیالات کو ہر وقت بنی غرض مند انگلیوں سے الٹے پلٹ سکتے ہیں۔

گلنے صاحب لے نئیے صاحب کے متعلق یقین پرشرح لکھی چھوٹے حاجی صاحب کا بیان اُن سے بھی دو ہاتھ آگے جا رہا ہے۔ خدا چھوٹے حاجی کو رکھے مذکورہ بعد حکایت اُنھوں نے اپنا بیان شائع فرمایا ہے ہیں یاد ولاتی کوئی ایسا لیڈر جسے ہندوستان کا ہر فرقہ اعتبار کے قابل سمجھتا ہو اگر اسطرح کا بیان شائع فرماتا تو وہ بھی اپنے اعتبار کی ہانڈی کو مش یادسی اور یادہ گوئی کی ضرب سے کھنکھنی کر لیتا نہ کہ حاجی صاحب جو اپنا اعتبار بلندی سے گر کے کھو چکے مسلمانوں میں بھی بہت کم لوگ ایسے ہونگے جو چھوٹے حاجی صاحب کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھتے ہوں تاہم ہند و جو رسد سطر سے مولانا اور مولانا سے حاجی ہونے کے بعد بڑے اکو چھوٹے حاجی کے مقالات اُسی خواب رنگ آمیز کے اجزائے ترکیبی نظر آتے ہیں جس نے عرب حامی کو گھیرا تھا۔ اس طرح کی تقریر کو لکھنؤ کی زبان میں زٹل کہتے ہیں۔ ہاں صاحب! حامی کے اختیار میں تنگی اور فراخی کا معاملہ تھا چھوٹے حاجی صاحب کی زبان میں بہنگام شرکت کانفرنس سختی اور نرمی چستی اور سستی کی گل ہے۔ بقول خود حاجی صاحب ہندوستان سے بہ غرض طواف حرم لندن کرنے جاتے ہیں کہ ہندوستان کے واسطے خود مختار حکومت کا ڈھانچا ایسا تیار کریں جو ہندوستان کو اغیار کے استبدادی شکنجے سے نجات دلوائے۔ بے شک حاجی صاحب! آپ ایسے ہی ہیں۔ کیوں نہو۔

لارڈ ارون انگریز ہیں اور آجکل اہل ہند کسی انگریز کی بات معتبر نہیں خیال کرتے بانیمہ (دل لگی کی بات دوسری ہے وہ تو ہماری عادت ہے) اُنھوں نے اپنا بھرم نہیں کھویا۔ گمر کی بات اُنھوں نے ضرور کہی اور ابتک زمانہ کی شھی نبدش اسیر بھی اُن کا قول ہلکا اور شبک نہیں سمجھا جاتا۔ ہمیں جہاں تک علم ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ولایت والوں کے دماغ سے تکبر اور غرور کا بخار اُنھوں نے ایک حد تک دفع کر دیا ہے۔ وہ خوب واقف ہیں کہ آرڈیننس بازی کا داؤں اس قمارخانہ میں نہ چلے گا تمام مجبوری محکوم ہونے کی ہے۔ ورنہ ابتک وہ بہت کچھ تسلی کا سامان فراہم کر چکے ہوتے۔

خیر حاجی صاحب اچھا ہیے۔ ہمیں بھی دیکھنا ہے کہ آپ حامی کی طرح کانفرنس کی فصیل پر کھڑے ہو کے آزادی کی خیال وزیر بر داری سے شادی رچاتے ہیں یا لوگوں کو اپنے دست مبارک کے اشارات سے سینہ کوبی کا موقع دیتے ہیں۔

نہ آپ سے ذاتی کدورت ہے نہ کانگریسی والوں سے شخصی محبت مگر دنیا کی بہبود اسی میں منحصر ہے کہ بطرز خود بندے سے خدا اور پھر خدائی سے غلامی تک ترقی و تنزل کرنے والوں کا خار دار گٹھیلا پھندا دنیا کی گردن میں نہ رہنے پائے لیڈری کے عرش پر پہونچنے کے بعد ہر شخص خدائی کا دعویدار ہے اور جو کاغذ اخبار ان خداؤں کے کرم سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں وہ انکے مبلغ ہیں۔ تمام قسم کی پولیٹیکل اور سوشل خرابیوں کی ذمہ دار ایک یہی بُری روش ہے۔

دسہرے کا ہنگام گزر گیا مگر ان بیانات کے باعث ابھی تک ٹیسو کی زٹل کانوں میں گونج رہی ہے:-

ایک ٹکا ہوتا تو اینٹیں منگاتے۔
اینٹیں اچھی ہوتیں تو محل بنواتے۔
محل اچھا ہوتا تو چکی گڑواتے۔
چکی اچھی ہوتی تو آٹا پسواتے۔
آٹا اچھا ہوتا تو پوری پکواتے۔
پوریاں اچھی ہوتیں تو ساس کو کھلاتے۔
ساس اچھی ہوتی تو گدھے پر چڑھاتے۔
گدھا اچھا ہوتا تو پانچ ڈنڈے مارتے۔
دال چنا بھئی دال چنا۔ دال چنے میں ہوری ہم گئے کاکوری۔ ٹھواں (وہاں) سے لائے گھوڑی نخاس میں چھوڑی۔ ڈومینین سٹیٹس کے ہیاں (یہاں) لڑکا ہوا ہوم رول اور انڈپینڈنس کی جوڑی — "

خدا نہ کرے کہ نیک کام خواہ وہ رفاہ خلق ہی کیوں نہ ہو کسی کا معاش ہو جائے ..... آمین۔

پانچوں کپڑے سچ پہنے بھول گئے رومال

یہ ایک گیت کا ٹکڑا ہے کبھی سنا نہیں گیا کہ قابل اور ذی علم ججوں نے انصاف کی کرسی پر بیٹھ کے یہ گیت گایا ہو۔

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال لی ہیں صبح و شام پر شوریدہ اعضا کو حرکت دیتے رہئے پھر نہ کبھی قبض کی شکایت اور نہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ ہے ان اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہیے اسکے واسطے کتاب میں ۲۴ تصاویر دیکھیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں یہ کتاب زیادہ تر بیوپاریوں کیواسطے مفید ہے کیونکہ جنہیں ورزش وغیرہ کرنیکا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفائی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں

ملنے کا پتہ ۱؎

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

سنہرا موقعہ مل گیا

دنیا اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا ہر ایک شخص اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اسکی ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارت [illegible] کریں آپ کا مقصد برنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک [illegible] روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں بالاقساط ادا کرنی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے

برنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچہ واپس لئے جائینگے

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا ہمارا مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل استاذ حذاق الملک کے مشہور [illegible] بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

مینجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سالہائے گزشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ہم ذمہ لیتے ہیں مسلسل ظریفانہ و سیاسی و ادبی مضامین و قصص ملاحظہ فرمائیے لطف اٹھائیے

جلد سنہ ۱۹۱۶ء کے ۱۰ نمبر قیمت [illegible] معہ محصول
سنہ ۱۹۲۷ء کی مکمل جلد قیمت [illegible] معہ محصول
سنہ ۱۹۲۸ء و ۲۹ کی مکمل جلدیں قیمت فی جلد [illegible] معہ محصول
سنہ ۱۹۳۰ء ششماہی دوم کی جلد قیمت [illegible] معہ محصول

"منیجر"

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے پڑھئے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ٹکٹ بھیجئے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے یہاں

آپ کی علمی معلومات میں اضافہ اور آپ کے کتب خانہ کی زینت بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب موجود ہیں جلد آرڈر دیجئے محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار ایک روپیہ سے کم فرمایش کے ٹکٹ بھیجئے۔

موت پر فتح - مصنفہ بابو شیو شنکر لال صاحب جس میں ایلوپیتھی و یونانی و آیورویدک نقائص دکھلائے ہیں اور وہ طریقہ علاج بتلایا ہے جس کی تعلیم ڈاکٹر لوئی کوہنی نے دی ہے مصنف کا دعویٰ ہے کہ لاعلاج امراض بھی کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے سے یقینی اور شرطیہ دور ہو جاویں گے قیمت علاوہ محصول ڈاک [illegible]

امراض کس طرح شفا پا سکتے ہیں - جملہ معمولی و لاعلاج امراض مثلاً دمہ - گٹھیا - فالج - نامردی - جریان - استسقا - جذام - سرطان - طاعون - انفلوئنزا وغیرہ کا یقینی اور غیر طبیہ طریقہ علاج مصنفہ بابو شیو شنکر لال قیمت فی جلد [illegible] علاوہ محصول ڈاک

شمیمۃ الاخلاق - یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر ایک تنقیدی نظر مصنفہ مولوی سید عبدالعزیز احمد ندوی قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک

عیار التنقید - جس میں کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر تنقید کی گئی ہے مصنفہ مولوی ابوالرشاد ایم اے - اے ہاتف لکھنوی قیمت ۵ علاوہ محصول ڈاک

علم الاخلاق - مصنفہ مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ جس میں اخلاق پر فلسفیانہ و عالمانہ دلچسپ عام فہم انداز بیان میں بصراحت بحث کی گئی اخلاقی معلومات و افادہ کا بہترین خزینہ ہے تھوڑی جلدیں رہ گئی ہیں جلد آرڈر دیجئے قیمت علاوہ محصول ڈاک [illegible]

ہدایت الاطبا علی مباحث الاطبا - بزبان فارسی چند جلدیں موجود ہیں طبی معلومات کا بے نظیر خزینہ ہے ضخامت ۵۷۶ صفحہ تقطیع کلاں باوجود اسکے قیمت دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

مینجر اودھ پنچ

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنے
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھاتی ہے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھدیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
अवधपंच
लखनऊ
जिल्द
अखबार
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M H Khan Artist Doawan Lucknow

توجہ ے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس روش کی تقلید بھی کرتے ہیں لیکن اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر وزن میں غرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج و انکشافات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ توہم کرنہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی او زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کردیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ و ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چیپی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۵ **ضمیمہ اودھ پنچ** نمبر ۴۳

۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء

عذر معقول برخواہش نامعقول

درخواست نمبر (۱)

آقائے محترم نہایت شوم مرت گردم

آپ کا غلام بلکہ غلام کا اغلام اپنی عمر کے ستر برس خیر خواہی و خیر سگالی و خیر جوئی و خیر طلبی کے نذر کر چکا۔ مگر ؎

کنوں عمر نزدیک ہشتاد شد
امیدم بیکبارہ برباد شد

یہ امر قابل تامل و غور ہے کہ جب کبھی کوئی سخت وقت پڑا تو احقر نے اپنی جان اُن بلاؤں کے رد کرنے میں عزیز نہیں کی جو مثل سیل بلا نازل ہوئیں اور جنھوں نے انتظام کی مستحکم بنیادوں میں زلزلہ پیدا کیا حضور کو حو کہ بفضل خدا واقف اسرار قلبی ہیں ضرور معلوم ہوگا کہ سائل نے عنفوان شباب میں نہ خدمت علاقہ رکھا نہ رسول سے۔ روزانہ صبح کو اُٹھتا آرام سے ہاتھ آبرو سے منھ دھوتا اور ورد بارن بابا من بہن کے چھوٹے صاحب۔ بڑے صاحب کے بنگلے پر زیر علاج پوچھنے کے لیے حاضری دیتا۔ "کہو آیا جی آجکل صاحب سے اور میم صاحب سے کیسی بنتی۔ ہے کچھ لڑائی جھگڑائی تو نہیں ہوئی جو صاحب غصے میں کاٹ کھانے کو دوڑے۔ بابا لوگ اور مس بابا کیسی ہیں"

اگر آیا جی نے براہ مہربانی و نوازش جواب دیا "وہ کھیر سلا سب اچھا ہے" تب تو خیر۔ اور اگر اُنھوں نے خدانخواستہ یہ سنائی کہ میم صاحب کی پیاری دلاری کتیا کو صاحب نے ٹھکرا دیا تھا اُس پر میم صاحب نے صاحب کی خبر منہ پر سے خوب لی۔ صاحب بہت غصے میں ہے تو سائل نے فوراً میم اور صاحب دونوں کے واسطے ڈالی تیار کی سیب انار انگور ناشپاتی نقل بادام پستہ چلغوزہ۔ مربّے کی اچاریاں حلوا سوہن کی ٹکیاں خوانچوں اور کشتیوں میں لگا کے اطلاع دی کہ غلام حاضر ہے۔ ڈالی نے صاحب اور صاحبہ کا مزاج درست کر دیا۔ یعنی سائل خانساماں یا بیرا سے "سلام بولو" کا مژدہ جاں بخش پاتے ہی۔ دست ادب بستہ پا برہنہ کورنش بجالایا اور ایسی چکنی چپڑی پھسلتی ہوئی خوشامد باتیں کیں کہ مزاج کی خشونت یبوست عبوست اسر کی تناؤ کھچاؤ کھینچل جلن سب مٹ گئی دم بھر میں جوڑے کا جوڑا بزنجال شگفتہ بحال ہو گیا۔ اس قسم کی صدہا خیر خواہیاں کیں ہزاروں روپیہ صرف کیا تو جاتے وقت صاحب نے یادداشت میں لکھ دیا کہ مدیہ شخص نہایت وفادار ہے اور اس قابل ہے کہ "خاں صاحب" بنا دیا جائے۔

ہندوستان میں حکّام کی عمر تھوڑی ہوتی ہے ؎

کہ یکے می رود و دیگرے می آید

کا دستور ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ ایک صاحب گیا دوسرا آیا۔ پھر وہی لیل و نہار سے رہی ڈالیوں کی بھرمار ہے کئی صاحب لوگوں کی آستاں بوسی پوشاک بوسی کے بعد خدا نے وہ دن دکھایا کہ سائل "خانصاحب" کے لقب سے ملقب ہوا۔ اور اس خوشی میں وہ دھوم سے دعوتیں کیں کہ زیر بار ہو گیا بایں ہمہ پانچ ہی آئیں خوشامد گول میز کانفرنس کی زینت بستر کا میں اپنا نام نہ دیکھ کر سائل کو بہت رنج ہوا۔ واہ مقدر کی خوبی سے ؎

اے چرخ یہی احساں ہے ترا گوشش نہیں آرام نہیں
محروم ہیں اے محروم نہیں ناکامیوں کا کام نہیں

مگر چونکہ خدائے پاک کا فرمان ہے وہ خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ حضور خداوند مجازی ہیں۔ مجاز حقیقت کی سیڑھی ہے۔ ممکن ہے کہ جناب معلیٰ کی ریاضت سے آپ خداوند تحقیقی ہو جائیں لہذا حضور کی رحمت سے نا امید ہونا بھی کفر ہے سائل بصد عجز و ادب ملتمس ہے کہ نا ممل فہرست شرکائے کانفرنس میں تبدے کا نام ضرور درج ہو ورنہ زندگی محال ہے۔

واجب بود عرض نمود

[دستخط]

عذر ہوا کہ :-

ڈیر سر۔ اینجانب کو آپکے ساتھ نہایت ہمدردی ہے امید ہے کہ آپ اسی طرح اپنی عمر عزیزہ وفاداری میں بسر کرینگے۔

اینجانب کو افسوس ہے کہ آپ انگریزی زبان سے نابلد ہیں اینجانب نہایت خوش ہونگے اگر آپ اپنی ہشتاد سالہ عمر کے منازل طے کرنے کے بعد سال ہشتاد و یکم میں انگریزی زبان پر عبور حاصل کرنے کی سعی کرینگے۔

اینجانب آپ کی طول عمر وفاداری کے لیے دعا کرتے ہیں

[دستخط]

اطلاع نامہ حسب دفعہ ۶۰ - ایکٹ ۲ - سنہ ۱۹۰۱ء

ممالک مغربی و شمالی

مقدمہ ۱۰۵۳

اجلاس جناب مولوی سعید عمر صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تلہور ضلع کا نپور۔

بعدالت مال مقام تلہور

چونکہ مقدمہ نالش شبہم ماتہ ڈگریدار موضع اوتری پرگنہ تلہور بنام تم مالک کے جو عدالت میں پیش ہوا ایک ڈگری تقایا لگان بابت ربیع ۱۳۳۷ف لغایت خریف ۱۳۳۸ف بتاریخ ۲۹ جولائی ۳۰ صادر ہوئی اور مبلغ 6/14/424 روپیہ جو از روئے ڈگری مذکور واجب الادا ہے جس کی تفصیل حاشیہ پر درج کی جاتی ہے:

	روپیہ	آنہ	پائی
اصل	187	9	—
خرچہ نالش	24	7	—
سود بابت زر اصل و خرچہ نالش	—	—	—
خرچہ اجرائے ڈگری	4	6	6
سود بابت خرچہ اجرائے ڈگری ۔۔ خرچہ دوران	8	8	—
میزان	424	14	6

اور چونکہ آج کی تاریخ تک ڈگری بلا ایفاء رہی ہے۔

لہذا بذریعہ اس تحریر کے تم سالک لدسکمندن قوم برہمن ساکن موضع اوتری پرگنہ تلہور ضلع کا نپور مذکور کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم روپیہ مذکور یعنی 6/14/424 روپیہ جو از روئے ڈگری کے واجب الادا ہیں اس عدالت میں پندرہ روز کے اندر تاریخ موصول ہونے اطلاع نامہ ہذا سے ادا کرو ورنہ وجہ ظاہر کرو کہ تم مندرجہ ذیل حقیت جس کی بابت تقایا ڈگری شدہ واجب الادا ہے بیدخل کیوں نہ کیے جاؤ۔

تاریخ پیشی ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء مقرر ہے

تفصیل اراضی تلہور اوتری

پرگنہ	موضع	پٹی	نمبر کھیت کا	رقبہ	جمع
تلہور	اوتری	پٹی ملا	۵۰۴۳	[illegible]	[illegible]
			۵۴۷	[illegible]	[illegible]
			میزان	[illegible]	[illegible]

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

درخواست نمبر (۲)

حضور والا جناب

احترام چاکرانہ بجا لانے کے بعد حسب ذیل عرض گذار ہوں:-

(۱) یہ کہ سائل ایک ایسے معزز اور تاریخی خاندان کا فرد ہے جس کے کارنامے صفحات سیر و تواریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اور جنھوں نے بزبان خامہ بڑے بڑے مہمات حل کیے۔

(۲) جیسا کہ حضور کو معلوم ہے۔ احقر کے جد امجد نے غدر کے زمانے میں حکومت عالیہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو باغیوں کے استیصال میں وافی مدد دی۔

(۳) ۱۹ ولد سر لا بیہ"

باپ پر پوت پتا پر گھوڑا
بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا

تقسیم بنگال کا قضیۂ نامرضیہ جب درپیش ہوا تو سائل نے کئی مولویوں کو بیش قرار تنخواہوں پر ملازم رکھ کے تفسیر آیہ " اولوالامر منکم" لکھوائی اور دلائل آلیہ سے ثابت کر دکھایا کہ اولوالامر سے باری تعالیٰ کی مراد صاحبان انگریز دام اقبالہم ہیں۔ الحمدللہ کہ اسوقت ربند ار اہل اسلام نے اس پمفلٹ کو حرف بحرف تسلیم کیا او مسلمان اس باغیانہ تحریک میں شریک نہوے۔

(۴) یہی رسائل اور فتاویٰ تھے جو جنگ عراق و ترک میں کام آئے یعنی جب بسلسلہ جنگ جرمنی انگلستان ترک اہل جرمن کے حلیف ہوگئے تو سائل نے اپنی جائداد کا بڑا حصہ بیچ کے عربی زبان میں کچھ تازے کچھ باسی فتوے تیار کروائے اور مؤثر تمہید کے ساتھ لاکھوں پمفلٹ قبائل عراق عرب تک پہونچائے تاکہ وہ ترک کی حمایت سے باز رہیں اور انھیں معلوم رہے کہ خداوند عالم نے اولوالامری کا تاج سرکار انگلشیہ ہی کے سر اقدس کے لیے تجویز فرمایا ہے۔

واضح رہے کہ حکومت ہند کو سائل نے اپنے کارنامے کی اس اطلاع نہیں دی اسلیے کہ صدقات کا پوشیدہ رکھنا زیادہ مناسب ہے۔

یہ اُن ہزار در ہزار وفاداریوں سے چند ہیں جو سائل اور سائل کے خاندان سے حکومت وقت کے حق میں سرزد ہوئے۔ سائل احسان جتائے بغیر ان ہی خدمات کی وساطت سے حضور کو مطلع کرتا ہے کہ سائل کا نام ضرور فہرست مندوبین ومدعوین وشرکائے کانفرنس مدوّر عزت جگر گھنٹی کانفرنس میں درج کیا جائے اسلیے کہ بربنائے فتاویٰ علماء احقر اس کانفرنس کی شرکت کو حج اکبر پر ترجیح اور ذریعۂ نجات اخروی سمجھتا ہے۔

الٰہی در جہاں باشی باقبال
جواں دولت جواں بخت جواں سال

غدر مہا کر:-

بجواب آپ کی درخواست کے حکومت کی جانب سے یہ عرض کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں کہ حکومت آپ کے بیش بہا مفید اور زریں خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔ مگر چونکہ یہ کانفرنس مذہبی کانفرنس نہیں ہے۔ اور

اس وقت حکومت کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو پولیٹیکل معاملات نہ سمجھیں دین سے واقف ہوں نہ دینداری سے لہذا نہایت افسوس ہے کہ جناب کی درخواست بلا از وقت پہونچی جبکہ پولیٹیکل مولانا حسب ضرورت بھرتی ہو چکے تھے۔

وقت آتا ہے کہ آپ کے مستحسن خیالات فکر دین کی و مذہب دوستی سے فائدہ اٹھایا جائے (بفضل رب بے چون و بے شرک) اور صاحب کتاب کے وجوہ ترجیحی پر غور و فکر فرمائیے۔

آپ کی دین پروری کا شکریہ

منشی منصف

شکایت نامہ نمبر (۳)

تغلق آباد

۲۵ ستمبر ۱۹۳۰ء (پرائیوٹ)

ڈیر سر۔

میں نے آخری ملاقات کا شرف حاصل کرتے وقت نہایت لجاجت سے عرض کیا تھا کہ وائسرائے گورنر جنرل نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے شرکا کے انتخاب میں جونکہ آپ سے اکثر مشورہ کیا اور آپ کے پیش کیے ہوئے بعض نام فوراً قبول کر لیے لہذا دوستی کا مقتضی ہے کہ میرا نام ضرور پیش کیجیے۔ اب فہرست مرتب ہو چکی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے اس عاجز مخلص کا نام اسمیں دوربین لگا کے دیکھنے والے کو بھی سوجھائی نہیں دیتا۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ اس زریں موقع پر آپ نے ایک خالص دوست کی درخواست مسترد کر دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی وقت باقی ہے اور اگر آپ ہمت کریں تو فہرست کے ایک گوشہ میں اس مشتاق کے نام کی جگہ بہ آسانی نکل سکتی ہے شاید آپ کو نام پیش کرنے کے سلسلہ میں میرے خدمات کی تفصیل درکار ہو لہذا ذیل میں چند کارنامے درج کرتا ہوں۔

(۱) میں ہمیشہ کانگریسی تحریکوں اور قضیوں سے علحدہ رہا

(۲) بچپن و عمر سے کنسرویٹو ہوں۔

(۳) والد محترم کی تعلیم بھی یہی تھی کہ بابا انگریزی پڑھنے کے بعد آقاؤں کا احترام کرنا لوگ بھول جاتے ہیں جب کبھی تمہیں سرکار دربار میں جانیکا اتفاق ہو تو سر نیاز صاحب کے بوٹ پر خم کرنے اور تسلیمیں بجا لانے میں کوتاہی نہ کرنا۔ خوب یاد رکھو کہ جسے خدا بلندی دیتا ہے اسکی تعظیم ہر کس و ناکس پر واجب ہے فارسی ادبیات میں یہ شعر آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ؎

خلاف رائے سلطاں رائے جستن
بخونِ خویش باشد دست شستن

لہذا یقین رکھو کہ ؎

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پرویں

میں نے انکی ہدایت پر اچھی طرح عمل کیا۔

(۴) گزشتہ جنگ یورپ میں اپنے علاقے سے پانچہزار رنگروٹ بھرتی کرکے بھیجے جنمیں ایک میرا سوتیلا لڑکا بھی تھا۔ مگر تھا کمبخت نہایت شریر۔

(۵) "سودیشی" تحریک نے ابتداءً تقسیم بنگال کے وقت جنم لیا۔ آخر میں گاندھی جی کی بابرکت مردی سے اس مردہ عقیدہ سالہ میں جان پڑی اور اب یہ کام جاری ہے لیکن کافر ہو جو کبھی اپنے وطن کا بنا ہوا کپڑا خریدا ہو۔ سگریٹ ہمیشہ ولایتی دکان کا پیتا ہوں۔ کپڑے بھی ولایت سے دُھلوا کے پہنتا ہوں۔ فرنیچر میں ہر چیز پر لکھا ہوا ہے میڈ ان انگلینڈ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ حد یہ ہے کہ جورو بھی بدیشی ہے۔ جس دن لیڈی ۔ ۔ کو دربار میں "آنکرسی و امیڈی" ہو دیکھا اُسی روز اپنی لیڈی کا عقیقہ بھی بخوشی گوارا کر لیا۔ ہرچند کہ لیڈی صاحب نہ نوجوان ہیں نہ خاندانی ممبر

ہیں نہ سوسائٹی میں شریک ہوتی ہیں۔ بال کٹنے سے صورت اور بھی مسخ ہو گئی مگر میں تو پابند وضع ہوں "الناس علی دین ملوکہم" کو آیۂ حدیث سمجھ کے ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا جو اس وضع دینی کے خلاف ہو۔ ایک مرتبہ لڑکے نے بیٹھ کے پیشاب کیا تھا تو میں نے ہنٹروں سے خوب خبر لی چند ہنٹر گھٹنوں پر جو لگے تو زخم کاری آیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ رطوبت بہتے بہتے گھٹنا سوکھ گیا اب وہ بیٹھنے سے معذور ہے بیچارہ بھی کھڑے ہی کھڑے پھرتا ہے۔ اسے فیشن کی ترقی کی بہ نسبت سرکار پرستی کا لقب دینا زیادہ مناسب ہے۔ جنگل میں رہتا ہوں شہر چھوڑ دیا۔ بابا ڈگورے کا نام منیر پیکنی ہی لے سکتا ولیم پو کے یہاں سے ٹینٹی کیک آ گئے ہیں تو کھاتا ہوں ورنہ فاقہ۔ ولایتی تعفن مچھلی سے اکثر استفراغ معدہ کی نوبت آئی مگر میں نے کچھ پروا نہ کی بلکہ دفع شدہ مادہ پھر اُسی خزانہ میں رکھ دیا جس سے نکلا تھا۔ جو قوم حاکم ہے وہ وقت کی پابندی کا لحاظ رکھتی ہے میں بھی وقت کا اتنا پابند ہوں کہ جس کی حد نہیں۔ بارہا ہاف منٹ میں

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۲۷ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب منصف صاحب بہادر سیتاپور مقام سیتاپور

گوردنرائن و گوپال نرائن ساکن دوکانات باسن گنج پرگنہ خیرآباد۔ مدعی

بنام

بلدیو سنگھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مدعا علیہ

بنام بلدیو سنگھ ولد ارجن سنگھ قوم ٹھاکر ساکن ہیم پور پرگنہ و تحصیل و ضلع سیتاپور

ہرگاہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابتہ ۷۱ مبلغ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۲ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعویٰ مدعا مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعویٰ کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز اُن کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۱ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت	دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری دفتر منصفی سیتاپور ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

پیری مہک تیل (رجسٹرڈ)

دماغ کی راحت اور قوت کا ذمہ دار ہے اسکی خوشبو نہایت دلپسند اور مزاج فرحت بخش ہے چکنا نہیں بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے درد سر اور نزلہ کے مریض بارہا آزما چکے ہیں گنج اور بالخورہ کا مکمل علاج ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ بارہ شیشی کی قیمت عللہ نمونہ کی شیشی ۸ محصول ذمہ خریدار۔

پیری مہک منجن (رجسٹرڈ)

ہلتے ہوئے دانتوں کو جما دیتا ہے دانتوں کی کثافت دور کرکے جلا دیتا ہے ہر قسم کے درد کے لئے اکسیر ہے فی ڈبیہ آٹھ آنہ ایک درجن ڈبیہ خریدو سے محصول ذمہ خریدار ایجنٹ کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ تجارت پیشہ احباب سے خاص رعایت ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کیجئے

منیجر پیری مہک پرفیومری کمپنی (رجسٹرڈ) ای۔ آل آباد پوسٹ راج گڑھ کانپور

پیشاب کا سلسلہ قطع نہوا تو میں نے کچھ پروا نہ کی پتلون کے بٹن باندھ لیے اور فوارے کو خشک نہ خاک بنا دیا۔ فضلہ دفع کرنے میں ۵ منٹ سے زیادہ صرف نہیں کرتا چنانچہ جلاب کے دن پہلی اجابت میں پانچ منٹ سے زیادہ صرف نہ کیے رنگ نہ دہ پتلون اُس روز بدلنا پڑا بہرکیف اگر سرکار کو سودیشی سے نفرت ہے تو مجھے بھی نفرت ہے۔

(۶) میں نے دیکھا اور غور سے دیکھا کہ دیسی صنعت و حرفت کی زبانی تائید حکومت کی جانب سے ہمیشہ ہوتی رہی لیکن کسی انگریز کو اُس تائید کی طرف متوجہ نہ پایا اور جب کونسل میں جب دیسی صنعت و حرفت کی ترقی کا رزولیوشن پیش ہوا تو فوراً اختلاف کیا۔

(۷) حال میں کپڑے اور شراب کی دکانوں پر جو پکیٹنگ ہو رہی ہے اُسمیں اپنی طرف سے برابر پولیس کی مدد کرتا رہتا ہوں صرف چند ہفتوں میں دو سو والنٹیر جیل خانے کی ہوا کھا رہے ہیں میرے طیتوں کھا رہے ہیں۔ دو ایک مقاموں پر یہ سمجھ کے کہ پولیس گولی چلانے کا بہانہ ڈھونڈھ رہی ہے میں نے آڑ میں کھڑے ہو کے اپنے بندوق سے ہوائی فیر کر دیا۔ (یہ راز ہے۔ اپنے ہی تک محفوظ رکھیے) میں لائسنس لینے کی زحمت سے بری ہوں یہ سرکاری امتیاز ہے۔ اس قسم کے امتیازات احسان ہیں۔ شکر احسان واجب اور بہترین طرز احسانمندی یہ ہے کہ جسکے تصدق میں یہ امتیاز نصیب ہوا تھا اُس امتیاز کو اُسکے فوائد میں صرف کروں۔ الحمدللہ کہ نیر کارگر ہوا۔ نہ حکومت سمجھی کہ یہ کون تھا نہ پولیس کو پتا لگا۔ نہ کانگریس والوں کو سراغ لگا۔ سب نہ سمجھ گئے۔

ان تمام باتوں کے علاوہ حاضرباشی میں کبھی کوتاہی نہیں کی حکومت کے اشاروں پر چلتا رہا۔ لاکھوں روپیہ چندے میں دیے۔ ہزاروں ڈنر اور پارٹی پر صرف کیے زیربار ہو گیا۔ قرضدار ہو گیا۔

میرے معزز کرمفرما کیا یہ خدمات ایسے نہیں ہیں جنکے بیان کرنے سے مجھ مشتاق کی آتش اشتیاق پر ایک چھینٹا ابر کرم برسائے اور دل کی لگی بجھائے مجھے اُمید ہے کہ آپ اس نیازمند قدیم کی سفارش میں دریغ نہ فرمائینگے۔

میں ہوں آپ کا قدیم نیازمند
سر محروم علی برگشتہ بخت

معذرت نامہ

محترم [illegible] جو کچھ آپ نے فرمایا سب صحیح اور درست ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب کے والد مرحوم نے جب [illegible] فرمائش کی تو پہلے خدا سے دعا مانگی کہ ایسی اولاد نصیب ہو جو حکومت کی وفاداری اور خیرخواہی میں مشہور ہو اس دعا میں جو جادو نکلے۔ بس یہ خیرخواہی جناب کے خمیر میں داخل ہے۔ لیکن کی گھرانے کی [illegible] نے اگر خانہ نشینی سے اجتناب دیکھا ہوتا تو خیر جناب کے اپنی دُنیاوی ترقیوں میں بہت مدد ملتی اسلیے کہ زمانہ کی ہر نگاہ میں قابل قدر ہے اور حکومت کے اہل حل و عقد بھی اس ناز برداری سے مستثنیٰ نہیں۔ بہرحال اب تو وقت گزر گیا۔

جو حالات آپ نے تحریر فرمائے ہیں اُن کا بڑا حصہ اس قابل نہیں کہ ایک پابند آئین و اضع قوانین منصف مزاج حکومت کے سامنے پیش کیے جائیں۔ مثلاً یہ سر فنا وُدہ ملبہ اقبال پر منظر دوں کی شائستہ آمیز بارش وہ بھی اتنی سی بات پر کہ اُس نے وسیع آبادی پر کھڑے ہوکر پیشاب کیوں نہ کیا ہرگز قابل تذکرہ نہیں۔ یہ جرم تعزیرات ہند کی جھپیٹ میں آتا ہے خواہ آپ کتنا ہی عذر لنگ پیش نہ کریں۔ یا مال آبائی اور باپ دادا کی کمائی کا ڈنر بازی میں صرف کرنا داخل اسراف ہے۔ کہیں ایسا نہو کہ جائداد غفلت اور اسراف کی لم میں کورٹ کرنی پڑے

علی ہذا القیاس چھپ کے مجمع عام پر اسلیے بندوق داغنا کہ پولیس کو خونریزی کا بہانہ مل جائے۔ پُرامن اور بے گناہ آدمی شہید و مجروح ہوں شدید جرم ہے۔ اب رہا کانگریس کی دشمنی اور ولایتی کپڑے یا شراب کی حمایت کا مسئلہ تو ان باتون کی مخالفت کسی قانون یا آئین کی رو سے حکومت نہیں کر سکتی گو اسکے سینے میں بھی وہی دل ہے جو آپ کے صدر پر قدر میں مجبور رہتا ہے۔ دیسی صنائع کو فروغ دینے کا رزولیوشن اور سرکاری صرف میں جو کپڑا آتا ہے اُسمیں دیسی ہونے کی شرط کا رزولیوشن پاس ہو چکا ہے۔ آپ ہی غور کیجیے

ڈراؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا ہندوستانی عنصر
کانگریس
مری ابکل بے دردی
”تخیل محض“

کہ قول و فعل میں مطابقت نہ ہونے کا الزام حکومت اپنی ذات پر کس طرح اوڑھ لے؟ خصوصاً حال کی حکومت جسکو آئین سازی میں جدت کا اچھا سلیقہ ہے اور اُسی کے ساتھ اہل ہند کی بدمستی بھی حد سے زیادہ ہے کبھی یہ بات نہیں کر سکتی کہ اپنے یہاں کی صنعت کو تباہ کر دے اور ہماری شراب کے نشہ میں ہر وقت انٹا غفیل رہو۔

مجھے آپ کے حکم کی تعمیل میں قطعاً انکار نہیں اگر آپ اصرار فرمائیں تو یہ تمام طومار خیر سگالی بڑے لاٹ صاحب کی میز پر رکھ دیا جائے مگر نتائج کی ذمہ داری میں اپنے سر لینے سے قاصر ہوں۔ میرے مہربان دوست یہ اندیشہ ہے کہ تحریری ثبوت یا اقراری جرم "گول میز کانفرنس" کا ممبر بنانے کے عوض جیل خانہ کا وارڈر نہ بنا دے۔ آپ تجربہ کار ہیں۔ اس امر سے بخوبی واقف ہوں گے کہ حکومت "مطیع زندگی" اور "ضرب شدید" دونوں کے خواص رکھتی ہے اور وقت پڑنے پر ان دونوں خاصیتوں سے دل کھول کے کام لیتی ہے دوستی اور دشمنی کی دیوار "خود غرضی" کی انیٹوں سے تیار ہوتی ہے۔ محبت و مروت کا کوئی گماں ان اینٹوں میں نہیں ہوتا۔ ذاتی طور پر میں یہ مانتا ہوں کہ جیکر گھمنی کا نفرنس کے بامراد شرکا میں سے آپ کئی شرکیوں پر قابل ترجیح ہیں مگر اسکا رشک فضول ہے۔ اتنا اشارہ کافی ہے کہ اگر آج آپ نے بھی بڑے چھوٹے حاجی کی طرح بغاوت کی بانگی دکھا کے توبہ کی ہوتی یا مونجے کی پیروی میں حکومت اور مسلمان جماعت دونوں سے بیک وقت دشمنی کا اظہار کیا ہوتا یا آپ ان ثلثہ کی طرح مسلمانوں کے ڈگمگاتے ہوئے سیاسی قدم اور ہندوؤں کی ڈوبتی ہوئی کشتی کا سہارا بن جاتے تو یہ محرومی کامیابی سے بدل جاتی۔

میں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں یہ خدمت انجام دی کہ بدون کسی استحقاقی تمہید کے جناب کا نام نامی پرائیوٹ صحبت میں حضور بڑے لاٹ صاحب کو یاد دلایا۔ اُنھوں نے منہ بنا کے فرمایا "مُنش! گول میز کانفرنس میں بے وقوف بنانے والوں کی ضرورت ہے بے وقوفوں کی نہیں ہے" پھر مجھے کوئی موقع نہیں ملا لہذا مجبور جناب کی طرف سے جو بے پروائی کا الزام عاید کیا گیا ہے غلط فہمی پر مبنی ہے۔ میرا اور آپ کا رشتہ الفت فولادی تاروں سے مرکب ہے کچے دھاگے کے تار اسمیں نہیں آپ۔ اُمید ہے کہ جناب میری صاف گوئی سے بددل نہ ہونگے اور مجھے اپنا قدیم خالص دوست سمجھتے رہینگے فقط

[illegible]

نقد الفقد

کاغذی "خلیفہ"

یہ نام نہ کسی پیشے کا ہے نہ شخص کا۔ ایک کاغذ اخبار کا نام ہے اسکا تخت خلافت دہلی میں ایک چھاپے کی مشین ہے۔ مقصود جو معلوم نہیں انسانی خلیفہ اپنی ذات کا مالک ہوتا ہے مگر کاغذی خلیفہ مملوک ہے جسکے مالک شیخ قطب الدین ہیں۔ خلیفہ اور خلافت مشہور زمانہ ہے لیکن مالک الخلیفہ جناب شیخ صاحب ہم لوگوں میں [illegible] ہیں۔ اسوقت مسلمانوں کا خلیفہ

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۹ ل ۳ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب سید حسن ارشاد صاحب بہادر جج خفیفہ اکبرپور ضلع فیض آباد۔

گرجا بال اپدھیا ساکن موضع رام پور متھرا پرگنہ ٹانڈہ ضلع فیض آباد مدعی

بنام

شیو بھبوت اپدھیا مدعا علیہ

بنام شیو بھبوت اپدھیا ولد بھولٹی ساکن موضع چینیتا پرگنہ اترولا ضلع اعظم گڈھ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ما/صہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو علم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۳ ماہ نومبر ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے لیس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی دن ان کو پیش کرو مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۸ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مُہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت	دستخط حاکم بخط انگریزی۔

وقت حاضری بدفتر خفیفہ اکبرپور ... سے دس بجے تک

به سمت عوام بردھنت کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء

نمبر مقدمہ

بعدالت جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر کادیپور ضلع سلطانپور

ٹھاکر دین پانڈے مدعی

بنام

جگدت سنگھ وغیرہ مدعا علیہ

بنام شیر بہادر سنگھ ولد متھرا سنگھ ولد اجیپر سنگھ ولد جنیر پال سنگھ ساکنان موضع چرکیا پرگنہ چاندہ تحصیل کادیپور ضلع سلطانپور

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دخلیابی حصہ ۲ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۸ ماہ نومبر ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے مقام سلطانپور اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے لیس تم کو لازم ہے کہ اُسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم تائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۷ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا

مہر عدالت	دستخط حاکم بخط انگریزی

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۱۱ سنہ ۱۹۳۰ء

عدالت جناب منصف صاحب بہادر مسافرخانہ مقام سلطانپور

منظور خاں ولد سکندر خاں ساکن بھیری پرگنہ اسولی ۔۔۔۔ مدعی

بنام

راج بہادر سنگھ وغیرہ مدعا علیہ

بنام ۱۔ راج بہادر سنگھ ولدنا معلوم ۲۔ بلبیر سنگھ ولد نا معلوم ۳۔ جواہر سنگھ ولد ہیرا سنگھ ۴۔ کاشی سنگھ ولد ہیرا سنگھ ۵۔ رام پور سنگھ ۶۔ شیو بہادر سنگھ پسران شیو مسکل سنگھ ۷۔ مسماۃ رانی زوجہ ہیتا ور — ساکنان بھیری پرگنہ اسولی تحصیل مسافرخانہ ضلع سلطانپور، ساکن بہادر پور پرگنہ میرانپور تحصیل و ضلع سلطانپور

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۔۔۔ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۴ ماہ نومبر ۱۹۳۰ء وقت دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جملہ دستاویزات کو جن پر تم تائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوئے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۸ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت	(دستخط حاکم بخط انگریزی)

وقت حاضری دفتر ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

بلادِ اسلام میں کوئی نہیں۔ ہندوستان میں کوئی نہیں ہندوستان میں میاں حاجی شوکت علی شاید اپنی ذات کو مستحق خلافت خیال فرماتے ہیں عنقریب وہ انگلستان چلے جائیں گے پس ان کا خلیفہ بلا خلاف کوئی ہونا چاہیے تھا۔ شکر ہے کہ ایک پیکر کاغذی تو نکل آیا جو ان کا خلیفہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ جریدۂ "خلافت" بمبئی اس سے اختلاف نہ کرے۔ دوسرا نمبر زیر نقد ہے تمہید مقدمہ دیباچہ سامنے ہو تو کوئی موضوع کا پتا لگائے۔ لہٰذا محض نام ہی پر جو لوگ عاشق ہیں وہ اسے منگا کر دیکھیں دکھلائیں اور ہو سکے تو بیعت کا نذرانہ بھی ہاتھ بڑھا کے پیش فرمائیں۔ اس ہفتہ وار خلیفہ کے مضامین بھی عجیب وغریب ہیں سرے پر "تازہ ترین خبروں کا عنوان" ہے بھلا کوئی ہفتہ وار پرچہ بھی "تازہ ترین خبریں" شائع کر سکتا ہے۔ پھر پہلے صفحہ پر جسکی کاپی غالباً ذاتی کتابت ہونی چاہیے۔ چنانچہ بڑی ایسی خبروں کا نام "تازہ ترین خبریں" ہے۔ البتہ ایک خبر تازہ ترین کیسی مہینہ بھر پیشتر کی لکھی ہوئی ہے:۔

"۱۲ نومبر مفتی محمد کفایت اللہ صدر آنجہانی جمعیۃ العلماء ہند گرفتار کر لیے گئے"

ایڈیٹر صاحب کی نادانی اور ادبیت مظہر ہے کہ حضرت مالک الخلیفہ فصاحت و بلاغت میں "روح الامین" کے خلیفہ ہونے کا حق رکھتے ہیں جب تو "گرفتار" کو "گرفتاریاں" سمجھا بیا" لکھتے ہیں اجی توبہ! ہمیں سے چوک ہوئی "خلیفہ" اپنے اسباب

دردو رنزول کی طرف صفحہ ۶ میں ایک توضیحی اشارہ کر دیا ہے آگے چل کے ہم ان اسباب پر توجہ کریں گے۔

ہاں دوسرے صفحہ پر "خلیفہ" عنوان۔ اور "افسانہ" ہنوز یعنی "عنوان کی زیبائی" ہے ہنوز ابتدا ایک افسانے کی ہے جس کا نام غالباً خلیفہ ہوگا۔ اسلیے کہ مسٹر عنوان مسٹر عنوان ہی کی طرف منسوب ہو سکتی ہیں مسٹر عنوان کی تمہید میں افسانہ طراز صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

جب قرآن مجید "مشورت" کو اسلامی تمدن کا عنصر اعظم بتا یا تو دین متین نے بھی جمہوریت کی ضرورت پر اپنی مہر کر دی"

واقعہ یہ ہے کہ اللہ میاں نے دین و آئین مقرر کرنے میں تو رسول سے مشورہ لیا نہ صحابہ سے۔ آئین قوانین پر عمل کرانے والے کی ضرورت تھی اس لیے ایک بادیانت شخص کی تلاش ہوئی۔ رسول کے بعد یہ ضرورت اسلامی رقبہ کی توسیع میں زیادہ نمایاں ہو گئی۔ اس بادیانت شخص کو خلیفہ کہیے یا "قیم" مگر بہاوہ دین ہی کا نگران۔ دین کو مشاورت سے تعلق نہیں۔ وہ محکم اور تبدل و تغیر سے بری ہے۔ مشورت اور شوریٰ جنگی طریقوں یا راہوں سے متعلق ہے جمہوریت کیسی۔

پھر فرماتے ہیں:۔

جب خلفاء کے رعب وداب اور شان و شوکت سے فرعونیت کی بو آنے لگی تو خوارج نے صاف کہدیا کہ اب خلفا کی اطاعت جائز نہیں۔

افسانہ طراز صاحب خوارج کا قول اپنے صحت دعویٰ کی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ خوارج کا فرقہ جنگ علی و معاویہ میں پیدا ہوا اب کاغذی خلیفہ سے کوئی پوچھے کہ ان دو میں کون صاحب فرعونیت کی بو سے معطر تھے؟۔ ایک نہیں تو دوسرا یا دونو؟ یہ الفاظ کہ فرعونیت کی بو آنے لگی خود کاغذی خلیفہ صاحب کے ہیں۔ بھلا جب خود خلیفہ دوسرے خلیفاؤں کے حق میں ایسی گستاخی کرے تو بتائیے خلافت اور خلیفہ کی وقعت دنیا میں کیا ہوگی!

اس بحث پر علاوہ ان الفاظ کے دہرانے جو کاغذی خلیفہ کی زبان بے زبانی سے نکلے ہیں ہم کچھ بھی کہنا خلاف شان سمجھتے ہیں:۔

صفحہ ۵ پر رئیس الاحرار مولانا محمد علی کی رہبیودہ و بیجا ہجو؟

تقریر ہے اور صفحہ ۶ پر خلیفہ صاحب قلم کی ناشکیبری کو کاغذ کی چھوٹی پہ یوں رواں کرتے ہیں کہ:۔

یہ پرچہ خلیفہ مسلمانوں کے حقوق کا علمبردار ملک کی کامل آزادی کا حامی غریبوں اور رکزدوروں کا سچا مددگار ہندوستانی ریاستوں کا واحد ارگن ہے"

کوئی نیکی جو ہندوستانیوں کے متعلق کسی مقدس شخص کے خیال میں آسکتی ہے ایسی نہیں جو کاغذی خلیفہ صاحب کے پیش نظر نہو۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کا اتحاد اور "حکومت کے لئے عزت اور وفاداری کے جذبات پیدا کر کے انھیں پیام اتحاد سنانا" بھی آپکے فرض عالیہ میں داخل ہے۔

تان اس خلافتی راگ کی یوں ٹوٹتی ہے کہ:۔

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اخبار خلیفہ جاری کرنے کا واحد مقصد تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے غیر مسلموں میں اس کی اشاعت کرنے کے لئے اخبار خلیفہ کو جملہ اخباری خوبیوں سے مزین کیا گیا ہے کیونکہ تبلیغ کے معنی پہنچایا ہو نکلتا اور شرعی مفہوم یہ ہے کہ اسلام کے محاسن و برکات دوسرے لوگوں تک پہونچا دیے جائیں۔

واقعی مقاصد نہایت مبارک ہیں مگر ایک مقصد دوسرے سے برسر جنگ نظر آتا ہے۔ الغرض ابتدا سے انتہا تک جناب خلیفہ کا یہ نمبر بے تکی اور لایعنی باتوں کا مجموعہ ہے جنھیں سننے یا دیکھنے پر غالباً کوئی صاحب عقل آمادہ نہو گا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ نے صاحبان عقل کو ناراض کرنے کی غرض سے صفحہ ۷ میں ایک باب حماقت بھی کھولا ہے۔ خدا مبارک کرے۔

تین روپیہ سالانہ قیمت پر خلیفہ صاحب گلی گلی کوچے کوچے مارے مارے پھر سکتے ہیں۔ حالانکہ انکو کوئی بھی نہیں پوچھے جاتے چنانچہ یہ نہایت ضعف و الحاح عرض کرتے ہیں:۔

دشمنان اسلام پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر علانیہ ناپاک اور فحش الزامات لگا رہے ہیں اور کفر و ضلالت کا جھنڈا لے کر اپنے گھروں سے نکل کر آواز بلند کرتے ہیں کہ فرزندان توحید کو مرتد بے دین کر کے اسلام کا
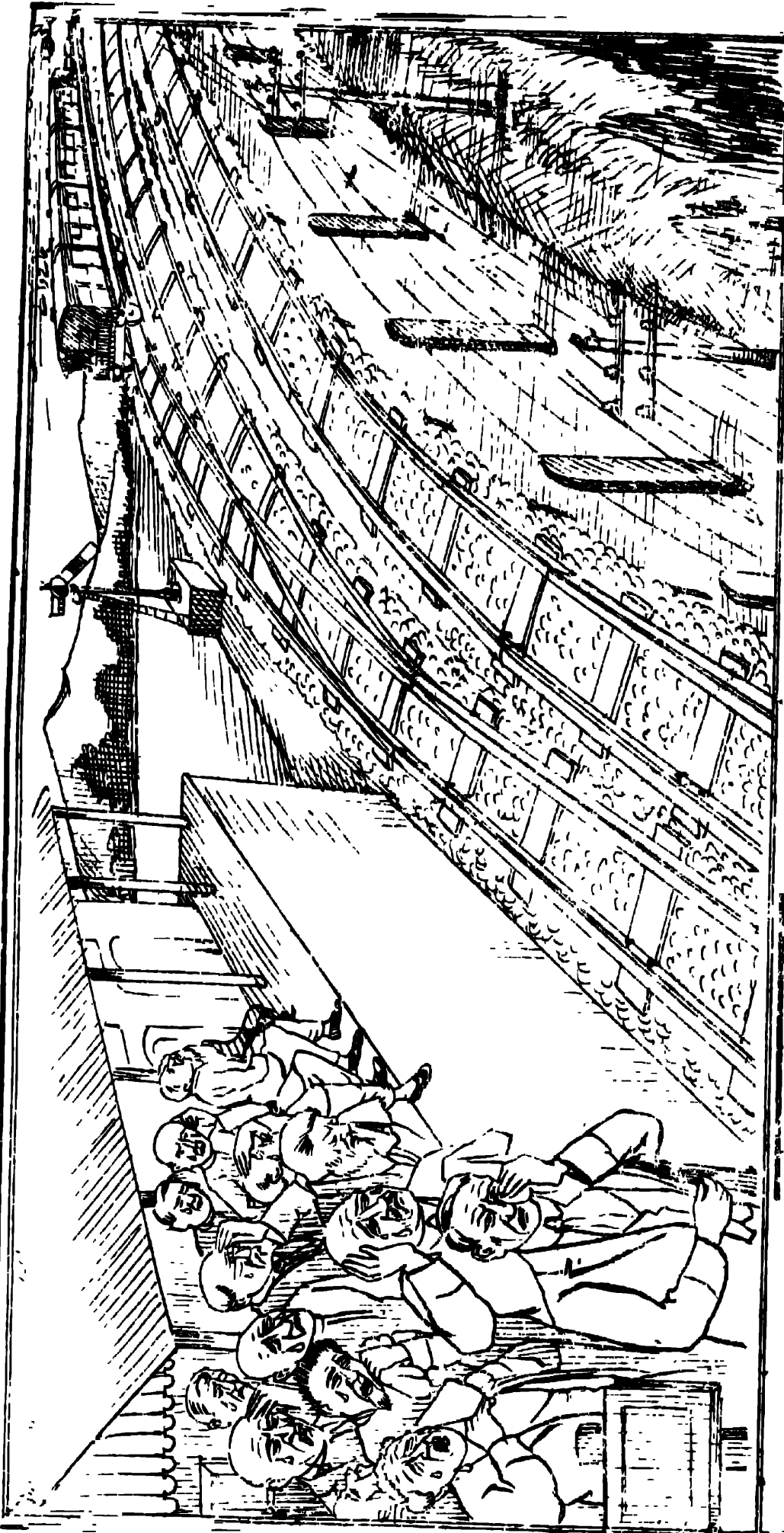
محرومین شرکت کانفرنس (پیش آنے والا گریہ خیز رقت آمیز منظر)

(۱) نہ کیا ساتھ پنچی پیوڑ کے گئیں گئیں نماشی
دل پہ ترقی پکارا کیسے ارون یا نازی
(ہائے رام ہو ہو ہو ہو ہو)

(۲) آئے بھی لوگ بیٹھے ہو رہ گئے دو دن
ہم جا ہی ڈھونڈتے ترین میں رہ گئے
(ہائے رام ہو ہو ہو ہو ہو)

(۳) آنکھوں پہ اختیار نہ ہے اچھا نہ رو ئیں گے
کچھ آپ میرے دل کو بھی سمجھائے جاتے ہیں
(ہائے رام ہو ہو ہو ہو ہو)

(۴) ہم کا چھانٹ دیو بڑے لنگوا
ہم کا بھول گیو میاں ارون
(ہائے رام ہو ہو ہو ہو ہو)

گر نسیم تنت صبح بر چمن بگزشت
کہ گل ز بوے تو ہمچن چو صبح جامہ درید
ہر ایک ہر محبوب مطلوب اپنے جسم کو ایسا ہی معطر کر سکتا
ہے بشرطیکہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر
چوک لکھنؤ سے عطر طلب کرے

سرسبز باغ پامال کر دیا جائیگا۔ اُن قومی طوفان کا واسطہ دیتے ہوئے جو قومی نام و نمود کا باعث ہوئیں آپ سے استدعا کی جاتی ہے کہ "اخبار خلیفہ" کی سرپرستی فرمائیں۔ اور جہاں آپ کے اور صدہا اخراجات ہیں۔

(مثلاً یہ کہ رنڈی کو کچھ دے دیجیے اور جو کچھ تماشبین دیں وہ بھی صرف کرتے ہیں "خلیفہ" کو عنایت فرمایئے یا شادی کی تقریب میں "خلیفہ" کو ترشوائی کی جو معقول اُجرت دیجاتی ہے وہی ترواش خراش کے بعد تصدق کیجیے)۔

وہاں خالص دینی کام (یعنی زبون سازی خلفائے) خریداری اخبار خلیفہ منظور فرما کر ایک سال کی قیمت صرف تین روپیہ سے معاونت کریں۔۔۔ بصورت عدم خریداری مطلع کریں ورنہ الخاموشی نیم رضا (یعنی فصاحت و بلاغت!) تصور کر کے ۔۔۔ وی پی بھیجدیا جائے گا ——— خدا و رسول صلعم ۔۔۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات ستودہ صفات کو اخبار خلیفہ کے لیے موجب خیر و برکات اور آپ کی امداد اخبار خلیفہ کے لیے ممد و معاون ہو (بے نظیر فقرہ دعائیہ ہے۔ مرزا ۔۔۔ کتنی صحیح ہے!)"

ابھی وہ سراہی نمبر نکلا تھا کہ الٰہی آپ کے بچے جئیں۔ دلوائیے جان مال کی خیر" اور اپنے کارخانہ کا بوجھ دینی اعانت کے بہانے دینداروں کے سر ڈالنے پر مجبور ہوئے دیکھیے یہ زبردستی کا بار کب اہل مذہب کے سر سے ٹلتا ہے۔

"علم"

موضع ٹانڈہ جہاں کی جامدانی ڈھاکے کی طرح مشہور ہے ابتک اس علم سے جاہل تھا کہ

> ہم لعل بدست آید و ہم یار نہ رنجد

کے تدابیر کیا ہیں۔ مگر ہفتہ وار "علم" ٹانڈہ ضلع فیض آباد سے دور بیگا علم لے کر نکلا اور اُس نے اپنے اعتقاد جازم کے پھریرے اڑانے کے بعد اس علم کی بانگی خوب دکھائی۔ اس ہفتہ وار علم بے نقطہ کے دو نمبر (۷ و ۱۰) ہمارے پاس خدا جانے کیوں بھیجے گئے ہیں۔ مولانا پنچ بارہا اعلان کر چکے کہ "ہجائیہ" میں طبیعت داریوں کے نتائج دکھانے سے معاف رکھو۔ مگر کوئی نہیں سُنتا۔

ساتواں نمبر ناصح مشفق ہے حکومت کے حق میں بھی اور کانگریس کے لیے بھی۔ اس حکمت عملی کی تائید ہر صاحب علم و عقل کرے گا اسلیے کہ نہ حکومت معصوم ہے نہ کانگریس۔ غلطیاں دونوں طرف سے پیہم ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ اپنی خطا کا اقرار اگر دوسرے کی حرف گیری کے ساتھ ہو تو عیب نہیں۔ مگر ستر ہویں نمبر میں صرف مدح حکومت اور ہجو کانگریس پر قناعت کی گئی ہے۔ طرفہ ماجرا یہ کہ دلیل یا واقعاتی ثبوت سے دونوں خالی ہیں۔ خدا جانے حکومت کا دماغ کب محسوس کرے گا کہ ایسے مداح درحقیقت اپنے نفس کے ساتھ ہی حکومت کو بھی دھوکا دیتے ہیں۔ یہی علم ہے جس نے اشعب طامع کو ایک روز خود اُسی کی زبان سے دھوکے میں ڈال دیا۔ کہتے ہیں کہ اشعب کو بازاری لڑکوں نے گھیرا جان چھڑانے کے لیے اشعب نے کہا کمبختو! تم مجھ سے کے وقت ضائع کر رہے ہو ارے جلدی دوڑو فلاں امیر لڑکوں کو خرما روٹی بانٹ رہا ہے۔ لڑکے یہ سنتا اُس طرف دوڑے۔ اُنکے دوڑنے پر اشعب کے دل نے یا لالچ نے اشعب سے کہا یہ ممکن ہے کہ جو کچھ تو نے لڑکوں سے کہا ہے صحیح ہو۔ چل کے دیکھ تو سہی۔ فوج اطفال نے امیر کی ڈیوڑھی پر دھاوا بول دیا۔ وہاں نہ خرما تھا نہ روٹی تھی۔ اب میاں اشعب پھر نرغے میں گھر گئے۔ جھوٹ بولنے کا انتقام دل کھول کے لیا گیا۔ اس حکایت کا آخری جزو ہمارے مطلب کا نہیں لیکن حکومت وقت کو ایسے "علم" سے کوئی واسطہ ہو (بالفرض) تو اُس سے "بے علم" ہی رہنا بہتر ہے اُس قول کی وقعت ہی کیا جسے کوئی نہ سُنے۔ حضرت یہ "علم" نہیں "علم کا ادبار" ہے خدا حکومت اور پبلک دونوں کو ایسے "علم" سے بچائے۔

ہم ہرگز رائے نہیں دیتے کہ آپ اس علم کے عالم ہو جایئں۔ سید محمد یوسف صاحب شمیم (فاضل) اسکے ایڈیٹر ہیں سالانہ چندہ (قیمت) چار روپیہ ہے۔ للعبرہ

ہاں جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت وقت کی خیر خواہی کا حق صرف شاعرانہ خوشامد اور قصیدہ خوانی سے ادا ہو جاتا ہے وہ ضرور اپنے جہل کو اس علم سے بدلیں اور بے توجہی کی شکایت جو جناب ۔۔۔ سے ہمارے فاضل صاحب کو پیدا ہو گئی ہے اُسے رفع کر دیں فقط

راقم ——— م

خاکسار ادبار الدنیا و الدین

پنچ ۔ جناب ادبار آپ نے حضرت خلیفہ کا ایک خطبہ جو فرے کا تھا بالکل کورا چھوڑ دیا۔ خلیفہ صاحب کا چوتھا صفحہ "رنڈیوں" کی حمایت میں صرف ہوا ہے۔ اگر جا بجا خدائے برتر نے تو رنڈیاں اپنی ہستی کی شرعی عرفی اخلاقی یا بالفاظ خلیفۂ وقت "قدیمی" ضرورت پر مغرور ہو کے ضرور خلیفہ صاحب سے بیعت کرینگی اور اُسوقت اُنکی حالت نہ رہے گی کہ خدا اور رسول کا واسطہ دیں اسکے عوض یوں کہیں گے۔ اے مسلمانوں واسطہ بی زہرہ جان کے چھیکلے غمزوں کا تصدق بی مشتری جان کے بدمزہ چوچلوں کا ارے صدقہ بی ڈھنڈو بائی کے چونکوں کا پوری نہیں تو چہارم توجہ ان اسلام کے سرسبز باغ کو پامال کرنے والوں پر صرف کرو اور خلیفہ کو ضرور مول لو۔ اگر جا بجا تاریخی حیثیت سے طوائفوں کے طبقۂ خاص کی عزت "نے تو یہ خلیفہ پھر زکوٰۃ و خمس کی رقم سے بے نیاز ہو جائے گا۔ بیت المال بھرا پُرا نظر آئے گا۔ یار و خلیفہ صاحب کی یہ برجستہ رباعی یاد رکھو

> ہر رقص میں وحدانیت کا پہلو ہے
> ہر شعر میں وحدت کا لمو ملمو ہے
> ہر گردش پا میں ہے نہاں کیف و سرور
> ہر ساز کی جنبش میں صدائے ہو ہے

اور سمجھ لو کہ اگر شعر کوئی ظرف ہے جو "لمو" سے "مملو" ہو کر چھلک رہا ہے تو یہ قدیم الایام "گروہ بھی ظرف ہے اور ۔۔۔

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن بموجب دفعہ ۱۹۳ ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۰۱ء ممالک متحدہ اگرہ و اودھ

اجلاس جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر کا ۔۔۔ اہلواح سنگھ وغیرہ مدعی بنام جھگوانی سنگھ وغیرہ ۔۔۔ مدعا علیہ نوعیت مقدمہ صحت کاغذات موضع لوسڑا پرگنہ الدمئو بنام امرو پرسنگھ ولد گو ردھن سنگھ ساکن موضع حاجی پور سیری پرگنہ الدمئو ہرگاہ حاضر ہونا تمہارا واسطے انکشاف مقدمہ ضرور ہے لہٰذا حسب دفعہ ۱۹۳ قانون ۳ سنہ ۱۹۰۱ء تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم بروبرو اس عدالت کے اصالتاً خواہ بذریعہ مختار بتاریخ ۲ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء بوقت دس بجے بمقام سلطان پور حاضر ہو

دستخط حاکم ضلع انگریزی

مہر عدالت

جلد پانزدہم
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی
اور
ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم میں مصنف نے
اساتذۂ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر
قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا
ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ
صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں
موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۸۳
REGISTERD No. 1765
جلد پانزدہم بابت ۱۹۳۰ء
"LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
जिल्द नं० १५
M B KHAN ARTIST ROSAWAN LUCKNOW
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २

توجہ شے

(۱) اودھ پنچ بے سر پیر کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں لیکن اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج و اکتشافات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائیگی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہئیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہئیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہئیے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے بوجوہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئیے جو کہ آپ کے نام کی چیٹی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۸ ضمیمۂ اودھ پنچ لکھنؤ نمبر ۳۱

(آخر اکتوبر ۱۹۳۰ء)

مضامین غیر

سہرا بغیر تمہید و بدون امید صلہ

(۱)

بزم میں ہو گئے سب دیکھ کے شش و پنج سہرا — آج باندھا جو گیا اونٹ کے سر پہ سہرا
کہیں ایسا نہ احباب میں تالی پٹ جائے — باندھیے گا زری چہرے پہ سمجھ کر سہرا
عقد تو پہلا یہ ہوتا ہے بقول نوشاہ — پہلے باندھا ہے کئی بار ہوا پر سہرا
پھول کنڈیل کے شامل ہیں جو پہلے کے ساتھ — حال نوشہ پہ ہے غصہ سے چقندر سہرا
سونے والا ہے جو انجام سمجھ لو دل میں — آپ کی حالت باطن کا ہے دفتر سہرا
اپنے انجام پہ بھرتے ہو جو ٹھنڈی سانسیں — اڑ رہا ہے نفس سرد سے فر فر سہرا
اُسکو کیا کہیے گا احباب پہ ہر اِک سوال — اپنے تھوتھن پہ جو باندھوائے کوئی خر سہرا
ڈیڑھ جیسے دولہا کو دیکھا تو ہوئے سب شلّا — سر ہے نوشہ کا چلم اور ہے چمبر سہرا
کیوں نہ ہو اشرف مخلوق جہاں میں انسان — باندھ دے رخ پہ جو ..... کا نبید سہرا
کچھ دکھائی نہیں دیتی شب ہمیں چہرے کی — رخ پر نور کے باہر ہے کہ اندر سہرا
ہے نقرئی کی صورت سے مشابہ نوشاہ — جبہ رخ پر باندھتا ہے اور کبھی دم پہ سہرا
کم سنی پہ بھی ہیں آثار ضعیفی کے عیاں — منھ ہے ٹوٹا ہوا لالٹن تو چھپر سہرا
چہرے پہ تنگے کے ٹٹو کے نہار ہے تھا — یا کہ ہے حسن کی دوکان کا شٹر سہرا
آپ کی شادی میں مطرب ہیں قوال ہیں بھانڈ — رات بھر کان میں سب گائیں گے مچھر سہرا

دعوت چائے کا وعدہ جو کیا نوشہ نے
کھ کے لایا ہے اسی وجہ سے احقر سہرا

سہرا مع تمہید و دیباچہ

(۲)

امابعد - پس برادران دین بہ نظر امعان و بہ اذن واعیہ غور فرمائیں کہ اخ المحترم فاضل نبیل ..... جن کی تقریب ترخیص و عقد پر جناب احقر نے چند اشعار بسبیل سہرا انشاد فرمائے ہیں یہ محتمل ہوتے ہیں آپ جو صریح و قبیح پر جو کہ ہر آئینہ حدود وسطائیہ سے متجاوز ہو کر مزاح غیر مشروع کی حد تک پہونچتے ہیں اور مبنی ہیں محض جہل و جہالت پر اعاذنا اللہ منہ ومنہا - اور ناشی ہیں اشعار مذکورہ او بیقدر ناشناسی جناب احقر کے حق میں اخ مذکور موصوف منشوہ نوشاہ کیا گیا ہے لیس بتحقیق کہ پہنچا دیتا ہوں میں چھپوا تا کرکے حضرت ممدوح الشان کو کہ ہیں جناب ممدوح اپنے وقت کے بزاخفش جنھوں نے چاٹ لی ہیں کتابیں صرف و نحو کی - اور نہیں ہے کاتب الحروف پیشہ ور شاعر اور یہ ہے پہلا مضمون اس بندۂ مخلص کا جو کہلا ہے واسطے تفریح احباب کے وقد سمیتہ مھذب سہرا و انشدتہ بد اھۃً وارتجالاً وھو الموفق -

کرتے انشاد متانت سے جو احقر سہرا — پھر گزرتا نہ حد شرع سے باہر سہرا
شکوہ ہوتا نہ ورع کو نہ تقدس کو گلہ — اہل خبرہ بھی بہت جھومتے سن کر سہرا
ہو مقدس جو بنا اُسکی بنی ایسی گت — کبھی نوشاہ ہے قفس کبھی چھپر سہرا
نہیں تاویل حسن ہذا مزاح المومن — جب منغص ہے اخی الکاش مکدر سہرا
تھا بجا کہتے جو نوشہ کو بزاخفش آپ — کافیہ شافیہ کا باندھتے سر پر سہرا
یا لڑی سہرے کی جیوں ناقۂ صالح کی مہار — عرش یا فرخ ہے اُسکے لیے منبر سہرا
بیت ابروے محاریب ریاضت کے لیے — شجر بید بنا قد گل اصفر سہرا
بُعد طولی کی نہایت کا ہے نقطہ شملہ — عرض سطحی نہیں ہے اصل میں جوہر سہرا
زیب دہ قامت بالا پہ ہے شملے کی کجی — حسن نوشاہ بڑھا پر ہوا اعور سہرا
اختلاط عربی جس میں نہ ہو وہ نہیں شعر — ہے مناسب کہ کہیں یوں اخ احقر سہرا
ونقطۃ لیلی آحرقت فجر خلطہ — تکون غدا اسود اعران شئت اوصفرا
واعجب مما یمیز انہ — اذا ھوزاد الکبر لنا سلتہ نفرا
بحر اور قافیہ بدلا تو نہیں کچھ پروا — عربیت سے ہوا سلک مجوہر سہرا
زہ سے شیب کے آثار جوانی ہیں عیاں — صفرت وجہ کے پرتو سے مزعفر سہرا
فدہ ہے گر مصر کا مینار تو سر اُسکا کلس — پاؤ یہ گرد بندھی ہے کہ بندھا سر سہرا
ہے عنق عوج کی یا آپ کی لمبی گردن — طرہ شملہ ہے یہ تحقیق کہ مغفر سہرا
لمبی بیڈول وہ گردن سرو سینہ کے بیچ — خود مہاجن کی بہی جس کا ہے مسطر سہرا
اور اگر ایسی ظرافت سے ہوں ..... ناراض — پڑھ کے لاحول پٹک دیجیے برسر سہرا

آپ کی وضع سفیہانہ پہ اے خواجہ کاش
پھول کھل کھل کے ہنسے بن گیا جو کر سہرا

عذر معقول بر خواہش نامعقول

(تتمہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۰ء)

اندوہ نامہ نمبر (۴)

جناب اڈیٹر صاحب - تسلیم -

واحسرتاہ و امصیبتاہ و اسواتاہ واویلتاہ واکربتاہ - سُنا آپ نے ایسی بری صیغت بے مروت طوطا چشم حکومت شاید ہی دنیا میں کہیں ہو - وہی مثل ہے :-

دُکھ بھریں بی فاختہ کوّے انڈے کھائیں :

خیال کرنے کی بات ہے کہ ہندوستان میں مدت سے ایک ہی ترقی زائی کا وظیفہ جو بہت عام ہے - وہ کیا ؟ اجی نہایت مختصر الفاظ میں اُسکی تعریف کی جا سکتی ہے

"بدخواہی وطن" اہل وطن کے نام سے کانگریس والوں کی زبان پر جاری ہے۔ بدخواہی وطن کا سلسلہ اہل کانگریس انگریزوں کے ہندوستان میں قدم دھرتے ہی شروع ہوا اور آج تک ملک میں پھیلتا اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ مگر میرے نزدیک انگریزوں کے تسلط سے پیشتر بھی یہ سلسلہ وجود رکھتا تھا۔ مسلمانوں کا ہندوستان میں آنا اور آ کے یہیں گھر بنا لینا کیا "بدخواہان وطن" کے وجود کی دلیل قوی نہیں ہے؟ وہ دن یاد کیجیے جب ننگی پیٹھ کے گھوڑے پر چند لمبی داڑھی والے آسن پٹری جمائے بغلوں میں پیاز کی گٹھلی اور روٹی دبائے سندھ میں وارد ہوئے جنگلی سموری قباؤں اور چوغوں بھری کملیوں میں جلووں اور لشکروں کے موتی ٹکے ہوئے تھے پھر انہیں خراب خستہ پردیسیوں کے عالی شان محلوں پر نگاہ دوڑائیے۔ یا تو بھالے اور خنجر کے گھاؤ جسم پر گلشن تازہ بہار سے زیادہ پرلطف خیال کیے جاتے تھے یا وہی جفاکش ایسے نازک رقعول بن بیٹھے کہ نخرے کی ناک ہو گئے کہ پاؤں تلے کھیرے کا چھلکا بھی آ گیا تو لگے چھینکنے۔ حکیم بلاؤ دعا پلاؤ۔ حضور کو فی الحقیقت نہیں خدا نخواستہ ہوا زدگی ہو گئی۔ کسی محبوب نے ہنسی ہنسی میں پھول کھینچ مارا تو سارا ڈیل نیلا ہو گیا۔ ہلدی چونا تھوپنے کی نوبت آ گئی۔ "بدخواہان وطن" کا سہارا نہ ہوتا تو کیا یہ نازک ناطے ہی نبھ سکتی تھی؟ ہاں بدخواہی وطن کی صورت ضرور بدل گئی یعنی مسلمان حملہ آوروں نے رفتہ رفتہ یہیں رہنا اختیار کر لیا۔ یہاں کی خو بو ان میں اتنی سما گئی کہ اصل النسل کے ہندوستانی معلوم ہونے لگے۔ اس وجہ سے جنبیت کا خیر خواہ بچہ گہوارے ہی میں جاں بحق تسلیم ہو گیا۔

انگریزوں نے اپنی وطن دوستی کی وجہ سے یہاں بود و باش اختیار کرنے میں احتیاط اور دور اندیشی کو دخل دیا یہاں سے کما کے لیجاتے ہیں اور وطن میں جا کے عیش کرتے ہیں۔ جوانی کٹتی ہے ہندوستان میں بڑھاپا چین سے بسر ہوتا ہے مادر وطن کی آغوش میں۔ حاکم قوم ہے لہذا کمائی کجائی میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ حکومت کرکے بڑی بڑی تنخواہیں مل جاتی ہیں۔ بہرحال جب ہندوستانیوں نے آج تک عزت اور ترقی پائی مشہور ہے خطاب ملا چاہے وہ راجہ مہاراجہ ہوں یا سرکاری ملازم تاجر ہوں یا زمیندار سب کے عروج کی تہ میں بدخواہی وطن منہ ڈھانکے ہاتھ پاؤں سمیٹے سٹ مارے تکی لگائے جلوہ گر ہے عینک یا خوردبین کی حاجت نہیں عقل کی آنکھیں ہوں تو وہ ہر وقت دیکھ سکتی ہے۔

بندہ نواز۔ اس عام وسیلۂ ترقی کے اختیار میں راقم الحروف سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو تو قابل مواخذہ نہیں اس وجہ سے کہ گناہ جب عام ہو جاتا ہے تو اس کی اہمیت میں بار دھا لگ جاتا ہے۔ اہمیت میں بار دھا لگا اور رواج بڑھا۔ رواج بڑھا اور گناہ عین عصمت بنا۔ اسے شرعی اصطلاح میں "عامۃ البلویٰ" کہتے ہیں یعنی وہ حمام جس میں سب ننگے ہی ننگے بستے ہیں۔ فسق و فجور یا گناہ پوشیدہ رکھنے کا حکم شریعت نے اسی وجہ سے دیا ہے کہ رواج نہ بڑھے۔

آنکھوں کے مریض

جن کی نظر کمزور ہو گئی ہے وہ سرمۂ نور چشم منگا کر فائدہ اٹھائیں یہ سرمہ ککرے سفیدی جالا پڑبال۔ دھند غبار ناخونہ پھولی موتیا بند خارش غیرہ کیلیے بھی اکسیر ہے قیمت فی شیشی عہ ار

اکسیر حیات جسم کی عصابی کمزوری کا کامل اور تیر بہدف علاج ہے ضعف دماغ و مثانہ کی کمزوری اختلاج قلب یرقان۔ درد کمر کو دور کرنے کے علاوہ مصفی خون بھی ہے قیمت پوری خوراک عہ نصف عہ

دافع آتشک۔ آتشک جیسے نامراد مرض کا دو ہفتہ میں شرطیہ کھوج کھو دینے والی دوا قیمت صرف للعہ نصف عہ

راحت جان گولیاں۔ اس کی ایک گولی کھا سے آپ کی لذت دیر پا ہو جائیگی۔ نہایت مقوی اور زود اثر ہے قیمت ۳۲ گولی عہ

دافع سوزاک۔ خواہ پرانا ہو یا نیا۔ دونوں کے لئے یکساں مفید ہے قیمت کل عہ نصف عہ ملنے کا پتہ

آتمارام کوشک کباڑی بازار میڈیکل ہال انبالہ چھاؤنی (پنجاب)

برسیل تحفہ افشانی قوام رجسٹرڈ مرکزی لکھنؤ

تمباکو دنیا بھر میں مستعمل ہے مگر دوسری چیزوں کی طرح یہ بھی کسی حالت میں مضر ہے اور کسی حالت میں نافع۔ ہندوستانی حکیموں نے حقہ کی ایجاد اور شیرے کی آمیزش سے حتی الامکان اس کی مضرت کا ازالہ کیا اور ہم دعوے کرتے ہیں کہ ہمارا۔

افشانی قوام

تمباکو کھانے والوں کو اس کے نقصان سے بہمہ وجوہ بچائے گا۔ یہ قوام خوشبودار خوش ذائقہ لذیذ ہونے کے علاوہ اشتہا کو بڑھاتا اور اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے منگوا کے دیکھیے۔

قیمت فی تولہ عہ پانچ تولہ کے خریدار کو عہ میں دیا جائے گا۔

نیاز مند قاسم علی ۔ مقتدا خان افتخار خان تاجر تمباکو و عطر لکھنؤ رجسٹرڈ

سمن الغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۴۲ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب منصف صاحب بہادر سیتاپور مقام سیتاپور

میغفر بخش ولد ٹھاکر شام منوہر لال قوم کائستھ ساکن برمل پور پرگنہ سیتاپور . . . . مدعی

بنام

کیدار سنگھ و سیتلا بخش . . . . . معاعلیہ

بنام کیدار سنگھ، سیتلا بخش } پسران بھیم سنگھ قوم ٹھاکر ساکن موضع سمورہ پرگنہ و تحصیل و ضلع سیتاپور

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت مبلغ (رقم) روپیہ بذریعہ تمسک کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۳ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو۔ اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر روز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۸ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

مہر عدالت	(دستخط حاکم بخط انگریزی)

وقت حاضری بدفتر منصفی سیتاپور . . . . ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

جناب اڈیٹر صاحب! آپ اعلٰی اشعار عالم فاضل نکتہ رس دقیقہ شناس سخن سنج با کمال ہیں میں نے ہندوستان
میں سیاہ وسپید کا مختار ہو کر بھی نہ ہو سکے کہ یکسوئی اگر میں آہ حسرت سینۂ بے کینہ کے تنور سے جلی ہوئی لکیر کا دھوئیں کی طرح
خیال پھینکے تاکہ ہمدردی کا بھوکا آپ کی ہمدردی کا پیاسا
کی پیاس کا مارا ہوا ضعیف اُس ''آہ'' کی تخیلات کے بقیہ زندگی کا میدان طے کر سکے ہے ۔ع

حسرت ہے اُس جادہ طلب کی روئیے
جو مثل بوس سی پہن کر تا ہو منزل کے سامنے

قیامت ہے مصیبت ہے کہ راقم الحروف نے ہزار طرح کے پاپڑ بیلے بعد غدر ۱۸۵۷ء سب سے پہلا کام جو میں نے کیا وہ ''عہد الحکومت'' نامے کا غذ اخبار کا اجرا تھا جس میں ہندوستانی سرکاری عہدہ داروں کی ہجو ملحوظ رہتی تھی چھوٹے دیدوں بھی یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ کوئی دیسی آدمی اعلٰے عہدے پر فائز ہو۔ ہمیشہ موازنہ کیا کرتا تھا کہ قوت عدل و نصفت مبدء فیاض کی جانب سے گورے چمڑے والوں کو عنایت ہوئی ہے یا ہندوستانیوں کو بھی اُس اعلٰے مکرمت میں سے کوئی جزو ملا ہے میرے راگ کی آخری تان میری غزل کا آخری شعر یہی ہوتا تھا کہ مقابلہ بے سود ہے ہندوستانی اسکے اہل ہی نہیں۔ وہ عدل نصفت سے بالکل محروم ہیں۔ وہ رشوت لیتے ہیں وہ جنبہ داری کرتے ہیں وہ سست کاہل بے وقوف اور معاملہ ناشناس ہوتے ہیں اور ان کے ضمیر میں جبر ظلم غرور

پری مہک تیل (رجسٹرڈ)

دماغ کی راحت اور قوت کا ذمہ دار ہے اِس کی خوشبو نہایت دلپسند اور مفرح قلب ہے چکنا نہیں بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے درد سر اور نزلہ کے مریض بارہا آزما چکے ہیں گنج اور بالخورہ کا عملی علاج قیمت فی شیشی ایک روپیہ بارہ شیشی کی قیمت عشرہ نمونہ کی شیشی ۳ محصول ذمہ خریدار۔

پری مہک منجن (رجسٹرڈ)

ہلتے ہوئے دانتوں کو جما دیتا ہے دانتوں کی کثافت دور کر کے جلا دیتا ہے ہر قسم کے درد کیلئے اکسیر ہے فی ڈبیہ ۴ ایک درجن ڈبیہ کے خریدار سے للعہ محصول ذمہ خریدار۔ ایجنٹ کی ہر جگہ ضرورت ہے تجارت پیشہ صاحب بالخصوص عبارت ذیل کے پتہ سے خط وکتابت کیجئے

منیجر پری مہک پرفیومری کمپنی رجسٹرڈ قنابل۔ او۔ آر
پوسٹ نراج گلا گنج

اور سیہ آئینی داخل ہے۔ وہ تعلیم خصوصاً انگریزی تعلیم کے سخت محتاج ہیں تعلیم میں جہل وعلم کے تقابل کی ضرورت مجھے نہ تھی میں تو صرف یہ چاہتا تھا کہ بیرونی حکام کو ہندوستان کی مختلف زبانیں نہ سیکھنی پڑیں۔ ایسے ترجمان موجود ہیں جنکے توسط سے حکام کو معاملہ فہمی میں دقت نہ ہو۔

انگلستان کی حکومت میں قومی عنصر زیادہ ہے اسوجہ سے وہ ہر مجرم کو انسان سمجھتے ہیں اور انسانی حقوق سے بحالت قید و بند بھی محروم نہیں رکھتے بعلیحدہ کمرہ۔ پوٹ سوٹ۔ رومال تولیا۔ صابن۔ چاے بسکٹ چھوٹی حاضری بڑی حاضری ہر ایک قیدی کو بھی لاٹ کی طرح کھاتا ہے جیسے کوئی لاٹ۔ برخلاف اس کے ہندوستان میں عوام اور خواص کی وضع ومعاشرت میں زمین آسمان کا فرق ہے یہاں قالین اور بوریا مقابل نہیں۔ فرش خاک اور مسندِ کمخواب لنگوٹی اور گھٹنے پلاؤ اور فاقے کا تقابل ہے لہٰذا ہندوستانی قیدیوں کیلئے رام بانس (ہاتھی چنگھاڑ) کوٹنے ہتکڑی بیڑی سمیت فرش خاک پر آرام کرنے اور بات بات پر پاپوش کاری گالم گلوج کی تلخی برداشت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں یہاں کے مقنن اُس اصلاحی عنوان کی ضرورت نہیں رکھتے جو انگلستان کے جیل خانوں میں لعہ غور و تامل اختیار کیا گیا ہے۔ بیگار کی لعنت بقلت اُجرت۔ خدمت کے عوض گالیاں۔ بغیر کسی قانونی یا آئینی کی جانب رجوع کر سکنے کے ہر قوی اپنے دل سے اپنے ضعیف مجرم کے واسطے جو تعزیر چاہے گھڑ لے اور سزا دے۔ یہ جملہ امور ہندوستانیوں کی عادت بلکہ خلقت میں داخل ہیں۔ پس ہندوستان میں کم خرچ اور بڑے نفع تعزیری تجارت گاہیں میری ہی تجویز کی ہوئی ہیں جنھیں آج لوگ نیٹو ملٹی ڈریگا کھیڑا یا جیل خانہ کہتے ہیں۔ کرکرا آٹا۔ سڑی ہوئی ترکاری اُن کے واسطے غذا ے ہنسبت ہے جو کسی رحم کے مستحق کبھی خیال نہیں کیے گئے۔ تعزیرات ہند میں ماک سکینڈ نا کمی ہا ماتک ایک جرم کی حد میں بدلیل قانونی داخل ہو سکتا ہے۔ سمجھ لیجیے کہ آج تعزیر یافتہ تعداد جو اتنی زیادہ نظر آتی ہے سبب میری حاشیہ قانونی کی یادگار۔ اور منت گزار ہے۔

ہندوستان میں نعمتوں کی فراوانی ہے انگریز خدائی نعمات سے مستفید ہونے کا سلیقہ رکھتے ہیں تو نعمت سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ایک قانون ایک محکمہ ہونا ضروری تھا بندۂ ناچیز نے ایسی ہر تجویز کی تائید اپنے قلم سے کی۔ جنگل سب سرکاری ہو گئے گری پڑی (دبی گڑی) چیز کی وراثت بھی سرکار کی طرف منتقل ہو گئی چراگاہوں پر ٹیکس لگے۔ اور میں برابر ہاں میں ہاں ملاتا رہا۔ حالانکہ سابق میں انگریز ہر چیز پر ہاتھ ڈالتے ڈرتے تھے اُنھوں نے بغیر ہندوستانیوں سے مشورہ لیے کوئی دست اندازی نہیں کی۔ مگر مجھے یہ بھی ناگوار ہوا۔
جب کونسلیں سرکاری فرماں برداروں کی تیار ہونے لگیں تو میں نے اظہار امتنان میں ایک لاکھ نقد صرف کر کے جلسے کیے اور عدل و نصفت انگریزی پر شاعروں سے قصیدے کہلوائے۔ میں نے کبھی بھولوں بھی یہ نہیں کہا کہ یہ تمام قوانین جو خود غرضی پر محمول ہیں آئندہ عاقبت کے واسطے جہنم کی کا سوراخ بنا رہے ہیں کونسل کا ممبر بنا دیا گیا ہر ایک نیا قانون جب زیر تجویز ہوتا تو میں فوراً لاٹ صاحب کی خدمت میں پہونچتا اور سرکاری عندیہ لیتا کہ مجھے کیا کہنا چاہیے۔ پھر صاحب کی رائے ہر ایک ممبر سے بیان کرتا کہ بغیر کسی خلف و اختلاف کے یہ قانون پاس ہو جائے۔ ایک آدھ مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ لاٹ صاحب نے کسی زبر دبنگ زبان دراز کو ملکی مجلس قوانین ساز میں شریک کرنا چاہا اور میں نے فوراً ایک طرف تو عہد الحکومت میں اس مجوزہ شخص پر بغاوت کا الزام لگایا اور دوسری طرف لاٹ صاحب سے کہا کہ مجھ سے بدزبان صاف گو آدمی آپکے مطلب کے نہیں ہیں بہ ہمیں یادرہے سلیم الطبع لوگوں کو چنئے جو بالکل خربے دُم اور خوشامدی یعنی مطیع ہوں۔ رفاہ عام کے کاموں میں آپ کی فرمائش پر قرض لے کے روپیہ صرف کریں اور یادگار قائم ہو آپ کی۔ ڈفرن ہاسپٹل۔ لینسڈون مارکیٹ۔ رپن ورلڈ۔ آپ کا نام رہے رہتی دُنیا تک جس نے چندہ زیادہ دیا آپ نے ایسی کیا۔ سنیے صاحب میں یہ نہیں کہتا کہ صاحب لوگوں نے میری تمام باتیں مان لیں بھلا کسی کی تعلیم کی تعلیم کے محتاج یا کانوں کے کچے تو تھے نہیں خود پختہ اعتقاد کی تعلیم دیتے۔ مولہ بتہ یا لچھے بہت تھے۔ بامیر منظور خیر خواہی

عاجز ہو کے کہتے ہو سب بے ایمانی والا باٹ ہے ہمیں مت سمجھاؤ۔ ہم کو سب جانتا ہے ہوا لیکن ہم لکھو ہو تو جیلا گر میرا تو فرض یہی تھا کہ بدخواہی وطن یعنی وسیلۂ ترقی ذاتی کے اسباب وعلل میں سے کوئی سبب یا علت میری گرفت سے باہر نہ جانے پائے۔ میں یہ بھی دعویٰ نہیں کرتا کہ ان تمام امور میں صاحب لوگوں کا خاص منشا نفس پرستی اور خود غرضی پر محمول تھا۔ نہیں بہت سے شریف حاکم ایسے بھی تھے جنھوں نے مجھے منہ نہیں لگایا۔ جنھوں نے مجھے جھڑک دیا مجھ سے ملنا چھوڑ دیا اور مجھے اُن کے عہد میں خانہ نشین ہونا یا ہاتھ کھینچے پڑے کہ خدا کرے صاحب جلدی رخصت ہو عجب نیک دل اور شریف پرور شخص ہے کمبخت آئینہ ہے کہ صورت کے تمام عیب منہ پر کہہ دیتا ہے۔ خدا اس تیاقہ شناس کے پھندے سے بچائے۔

ان واقعات کے اظہار سے میرے دل پر بجلیاں گرتی ہیں۔ کیوں؟ میں پچھتاتا ہوں کہ میں نے اس قسم کے مساعی کیوں کیے۔ میرا دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے کہ ایسے شریف حاکموں کو نیک مشورہ کیوں نہ دیا۔ میری کوشش جن مضر قوانین کے اجرا میں شامل تھی کیوں اچھے حاکم کے وقت میں انھیں منسوخ نہ کرا دیا۔ پھر یہ خیال کرتا ہوں کہ ہر گروہ میں اچھے کم اور بُرے زیادہ ہوتے ہیں۔ حاکم بھی اچھے کم اور بُرے زیادہ ہیں۔ حدیث میں پڑھ چکا ہوں کہ خدا کثرت کے ساتھ ہے۔ قرآن میں یہ ہے جدھر تم منھ پھیر کے ہو اُدھر ہی ....

خدا کا منھ پھرتا ہے۔ میں خود بھی معصوم نہیں فرشتہ نہیں۔ بُرا ہوں اور حد بھر بُرا ہوں نیکوں سے میری برکت مل ہی نہیں سکتی نیکوں کے سامنے آنکھ چار کرنے کا یارا مجھ میں نہیں۔ میں نے جو کچھ کیا خوب کیا۔ جماعت و کثرت کا ساتھ دیا۔

لیکن وائے قسمت زمانی مثل ہے جس کے کارن ناک کٹائی وہی کہے نکٹی۔ ایک ذمہ دار اعلیٰ حاکم نے جس کے اختیار میں تھا کہ حکومت سے میری سفارش کر کے مجھے چکر گھنی کی بگھی پہ بٹھا دیتا میرے منھ پر کہہ دیا۔ آپ زمانے کی نبض نہیں دیکھتے کدھر چل رہی ہے۔ ہم لوگ اب پرانے بے ایمانوں کی قدر افزائی سے مجبور ہیں۔ بے ایمانی بھی ویسی ہی تغیر پذیر ہے جیسی دنیا کی ہر چیز۔ اب ہمیں دوسری قسم کے بے ایمانی کار ہیں جو مذہبی اور اخلاقی یا پولیٹکل آڑ میں ہمیں کے ہمیں فائدہ پہنچائیں۔ آئین حکومت اگرچہ وہی ہے مگر طرز حکومت بالکل نرالا ہے۔ پرانے قوانین کا شیرازہ گستگی پر مائل ہے۔ آپ پرانے میدان بے ایمانی کے پہلوان ہیں وہ داؤ پیچ آپ کو نہیں آتے جواب مقبول ہیں اب بے ایمانی ایک قابل درس فلاسفی ہے اگلی باتیں جانے دیجیے۔ یہ قانون جب ڈوب جائیں گے تو انھیں بنانے والوں کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبیں گے۔ ہاں اگر آپ کا کوئی فرزند ”الولد سر لابیہ“ ثبوت بچہ شتر موجود ہو تو اس مدرسے میں اُسے داخل فرمائیے۔ اُسکے بعد اگر کوئی چکر گھنی کا دَور دوبارہ ہوا تو آپ کا فرزند خانہ زاد حکومت قدیمہ ہونے کی حیثیت سے اُسی مرتبہ کا مستحق ہوگا جیسے آجکل کے شاہزادے یعنی اولاد خاندان شاہی فائز ہے لیکن یہ خیال فرمائیے کہ ہم کسی نئی پنشن کا وعدہ کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بقدر خدمت اجرت ملے گی اور بدون اُجرت اگر تائید حاصل ہوسکی تو وہ ضرور مقبول ہوگی۔

خوب سمجھ لیجیے کہ وجوہ اعزاز امتیاز کی سر سے وقار کا تاج اُتر چکا ہے۔ اس زمانے میں خطاب (لقب) ایک گالی یا زرقلب ہے جیسے شاعر نے یوں نظم کیا ہے ؎

دہن خویش بدشنام میالا صائب
کیں زرقلب بہر کس کہ دہی باز دہد

دور الحکومتہ میں سرکار سے تین حرف یا چار حرف کے خطاب ملنے والوں کی یہی دشنام تھی اور وہ مقبول عام وخاص تھا۔ آپ خود ہی دیکھیے کہ اب اُسے کون پوچھتا ہے؟

ہم کو اب اُن گالیاں دینے والوں کی تلاش ہے جو اپنی غرض پوری کرنے کے بعد ہمارے فریکیال بن جائیں۔ افسوس کہ اب وہ بھی ڈھونڈھنے سے ملتے ہیں۔ آپ ہی کے شہر کا ایک اخبار نویس پہلے پکا کانگریسی تھا اُسکا پرچہ ہمیشہ قومی مرثیہ ہوا کرتا تھا اُسکی تحریریں سرکاری مظالم کی فہرست سمجھنی چاہئیں مگر آنریبل بننے اور رائے بہادر ہونے کی دیر تھی ادھر وہ کونسل کا ممبر بنا اور خطاب پایا اُدھر وہی پرچہ سپاس نامۂ حکومت ہو گیا۔ رُت بدل گئی۔ جفا بانی و بدلگامی کی صرصر بند۔ خوشامد کا ابر اور دھوندھکار بارش آشکار۔

برادرم ان جاں فرسا الفاظ نے دل خانۂ زنبور بنا دیا۔ زبان سے تو کہتا ہوں ؎

ہجر میرا سے منظور ہوا خوب ہوا
رات دن کا یہ خلش دور ہوا خوب ہوا

لیکن آہ ہجر۔ حکومت کا ہجر۔ وسائل بدخواہی وطن کا ہجر۔ اپنی طبیعت ثانیہ کا ہجر ہرگز آسان نہیں۔ آرزو تھی کہ آخری عمر میں طواف کعبۂ لندن کر لیتا مگر ناسپاسی کا بُرا ہو ؎

مر مٹے ہم تو چاہ میں اون کی
کچھ نہ ٹھہرے نگاہ میں اون کی

آپ کو ایک اخبار نویس بھائی سمجھ کے اندوہ نامہ لکھا ہے ہائے ؎

جو میں ایسا جانتی کہ پیت کیے دُکھ ہوئے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت نہ کریو کوئے

[illegible]

معذرت ومن جانب اڈیٹر ہمکو اپنے برادری کے

ایک کمسن مشق رکھی رکھین سے اُنکی مصیبت خطلی میں کامل ہمدردی ہے۔ قرآن پاک میں ایک آیت ہے حتیٰ اذا فرحوا الآیہ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ لوگ اُن چیزوں پر خوش ہوئے جو انھیں ملیں تو ہم نے فوراً انھیں پکڑ لیا پھر تو وہ نا اُمید ہو گئے"

ہمارے یہ معزز بھائی خداوندان نعمت کو حقیقی خدا تصور فرماتے تھے نہایت افسوس کا مقام ہے کہ جب اُن کی خوشی اپنے انتہائی درجہ تک پہونچنے والی تھی اُسی وقت یکایک چھینک ہوئی خوشی کا پاؤں پھسلا اور برادر موصوف گر پڑے چوٹ آئی شکر ہے کہ کپڑے کیچڑ میں لت پت ہونے سے بچ گئے۔

ہم یہ ماننے کے واسطے ہرگز مستعد نہیں کہ سنت اور حیوانی قوانین کی وضع و ترتیب ان حضرت کے ایماء سے ہوئی اس لیے کہ برائی میں شیطان کی مساعدت ضروری ہے اور حکومت خدا کے فضل سے بالکل معصوم ہے لیس ہمارے مبلس الملک بہادر جنھیں ابلیس الملک کا لقب زیادہ زیب دیتا ہے عقلاً شریک فی الاوالار نہیں ہو سکتے۔ اور وہ جو کچھ اپنی خیر خواہی حکومت اور ہمدردی وطن کے تفاصیل بیان فرماتے ہیں محض دعوے ہیں جن کی دلیل نہیں تاہم اگر ان اوصاف کا عشر عشیر بھی صحیح ہے تو واقعی اُن کا حق نہایت بیداری سے حکومت نے ضائع کر دیا اُمید ہے کہ حکومت اپنے مشہور تاریخی الفداحت کا کہا مانے گی اور ہمارے مبلس الملک اُن فیوض سے محروم نہ رہیں گے جو اُن کے واسطے واحد ذریعہ حیوۃ ہیں۔ موصوف نے اپنے بدخواہی وطن کے چند افسانے اور بھی لکھے ہیں مگر گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ہم انھیں شائع نہیں کر سکتے۔ شائع شدہ تحریر میں بھی اکثر حصہ عبارت کا اشاعت کے قابل نہ تھا فقط

دنا چیز الاطہر (باقی آئندہ)

نقد النقد

تذکرہ سیفی

ایک روایت میں ہے کہ مولانا امیر المومنین علی ابن ابی طالب

شام کی طرف سفر کر رہے تھے کہ مقام انبار کے دہقانیوں سے (مخفف دہ خاقان۔ دلیس مکھیا) ملاقات ہوئی یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اتر پڑے اور سواری کے ساتھ دوڑنے لگے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا۔ انھوں نے جواب دیا۔ ہم لوگوں کی یہی عادت ہے اپنے امرا کے ساتھ اسی اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ یہ دہقان مدتوں اہل ایران کی ماتحتی میں رہ کے اسی خلق کے عادی ہو گئے تھے اپنے رہ جیس برس اُس طرف جب مصری تاجر ابراہیم بیگ اپنے اُستاد اور اتالیق یوسف عمو کے ساتھ محبت وطن میں دیوانہ ہو کر ایران گیا تھا تو وہاں امرا کی تعظیم رکوع کے ساتھ کی جاتی تھی مثلاً شاہزادے صاحب کی سواری نکل رہی ہے تو راہگیروں کا فرض ہے کہ گھٹنوں یا سینے پر ہاتھ رکھ کے جھک جائیں۔ اور اگر کسی امیرزادی کی سواری نکلے تو آنکھ بند کرنا پھر جو تر راستے کی طرف سے موڑ کے رو بہ دیوار ہو جانا لازم تھا یوسف عمو واقف نہ تھے اُنھوں نے "کورشو" (آنکھیں بند کرو) کی تعمیل نہ کی صرف پشت بدیوار بحالت رکوع کھڑے ہو گئے اور اس حرکت پر خوب پٹے) دہقانیوں کا یہ فعل حضرت کو ناگوار ہوا اور اُنھوں نے فرمایا واللہ ماینتفع بھذا امراءکم وانکم لتشقون بہ علی انفسکم وتشقون بہ فی آخرتکم وما اخسر المشقۃ وراءھا

اطلاع تاریخ بغرض تصفیہ مراتب اشتہار نیلام

بعدالت جناب سید احمد حسین صاحب منصف بہادر ضلع سیتاپور مقام سیتاپور

مقدمہ نمبر ۲۸۵ سنہ ۱۹۲۹ء

مقدمہ اجرائے ڈگری نمبر ۱۴ سنہ ۱۹۳۰ء

مسماۃ جید نی کنور بیوہ بابو چھوٹے لال صاحب وکیل سیتاپور ساکن نئی بستی سیتاپور پرگنہ خیرآباد تحصیل و ضلع سیتاپور ڈگریدار

بنام

مورچند .... مدیون ڈگری

بنام مرچند ولد رسیل پرشاد قوم کایستھ ساکن خیرآباد محلہ اکھ نور خیرآباد تحصیل و ضلع سیتاپور .... مدیون

ہرگاہ کہ مقدمہ مندرجہ بالا میں ڈگری دار نے نیلام زیورات مرہونہ کی درخواست کی ہے تم کو اس اطلاعنامہ کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے کہ تاریخ ۱۰ ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء واسطے طے کرنے مراتب اشتہار نیلام کے مقرر کی گئی ہے آج بتاریخ ۱۰ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

دستخط حاکم بخط انگریزی۔

مہر عدالت

وقت حاضری بدفتر منصف صاحب بہادر سیتاپور ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

العقاب وما یجد الذی معہا الامان من النار۔ (خدا کی قسم تمہارا یہ فعل تمہارے امیروں کے واسطے سودمند نہیں تم تو اپنی جان پر دنیا میں تکلیف جھیلتے ہو اور آخرت کی شقاوت مول لیتے ہو کتنی گھاٹے کی چیز ہے وہ مشقت جس کا نتیجہ عذاب ہو اور کتنی نفع کی چیز ہے وہ سکون جو دوزخ کی آنچ سے نجات دے)۔

سنا آپ نے بندۂ ناقد کوئی محدث یا ملا نہیں جو تنبیہ کے لیے حدیثیں ڈھونڈھتا پھرے یہ عالم اسلام کے چوتھے خلیفہ اور شیعوں کے پہلے امام کی نصیحت ہے جس کے آگے سُنّی اور شیعہ سب ہی گردن خم کرتے ہیں سلام علیکم اور دعائے مغفرت و عافیت میں ہر قسم کی تعظیم ہم اسلام نے بھر دی ہے اور بھولنس بھولنس کے بھر دی ہے وہ لوگ جنھوں نے بادشاہوں اور شہریاروں یا رجواڑوں میں رہ کے اپنے نفس کو ذلیل کرنا سیکھ لیا ہے اس قسم کی نصیحتوں کو اس کان سُنیں اُس کان اُڑا دیں گے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ لیڈروں کی گاڑیاں طالبان علم کھینچتے ہیں گھوڑے نکال دیے اور خود خچر کی طرح گاڑی میں جت گئے۔

[بدست عوام فروخت نہ ہوا]

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(ترمیم شدہ قواعد ضابطہ دیوانی سنہ ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۲۰۲ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب چوہدری محمد شفیع صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر مقام ردولی ضلع بارہ بنکی

لالہ ہیرا لال ولد لالہ رام داس ڈگریدار ساکن قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی .... مدعی

بنام

شمس الدین ولد عبدالحی ساکن قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی حال فیض گنج سبکا .... دولی سٹریٹ حوض مستری روڈ ساری گلی .... مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت لگان بابت ۱۳۳۷ف کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۱ ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء وقت ۱۰ بجے بمقام ردولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے کی کرو اور ہرگاہ کہ تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۸ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

اہلاً و سہلاً

"اَیْنَ الْمَفَرّ؟ (کہاں جاؤں؟)"

"فَفِرّوا الی اللہ! (سیدھا گھر خدا کا)"

(کونسل کے بعض ممبر خیال کرتے ہیں کہ نواں طرم باز خانی قانون عبادت گاہوں کو پولیٹکل پناہ گاہ بنادیگا جو کہ داخل اوقات ہیں)

گل صبحدمے بجود برآشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بد عہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر بر زد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت
اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر سازان چوک لکھنؤ
سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہار باغ ناپائدار ہے اور اسکی خوشبو پائدار ہے

اتفاق سے لوگوں یا دشمنوں کی زبان اور دل کے مالک ہوگئے۔ اور ہمراہ رکاب یہ مجبور ہوں ہمراہ جرا ہیے جاتی ہے۔ بیچے رہنا یہ کہہ کے روڈ تم والے اس خضوع اور تذلل لغیر اللہ کی بدولت الدار۔ پس روایت سمجھا تذکرہ محض انقلاب زمانہ کے اچنبھے نے گروادیا۔ کوئی کچھ اور نہ خیال کرے۔ اس موقع پر دونوں فعل مذعبث ہو کے مرتکب نہیں ہوسکے۔ اور نفع میں ایک یہ امر توضیح کا محتاج ہے کہ دہلی میں یا شملہ میں اسٹیشنوں اور سڑکوں کی تزئین کس کی جیب کی رہین منت ہے جہاں حضور مولانا کی زرپاشی کی مجمل فہرست جابجا درج کتاب ہے وہاں شاکر صاحب یہ بھی لکھ دیتے تو دل مطمئن ہوتا کہ اب اسلام کے دن سیاہ سے سفید ہوگئے۔ مسلمانوں کے مختلف گروہ باہمی اتحاد کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور جب زر عطیہ ہزہائی نس مطلق ان کے پاس سے خرچ ہو چکیگا یا خدانخواستہ کوئی دشمن مولانا ممدوح کو پھر کافر بنانے کی فکر کرے گا تو اس وقت بھی یہ خشوع خضوع باقی رہے گا یا نہیں کیا معنی کہ دنیا کا قاعدہ ہے:

"رکابی میں بھات ۔ ہمارا تمہارا ساتھ
اُجڑ گیا بھات بچھڑ گیا ساتھ"

دوسری فروگزاشت اس کتاب میں یہ ہے کہ خواجہ حسن نظامی وغیرہم نے جو ماتیں کبھی مولانا ممدوح کی تصنیف کے بارے میں تمام کی تھیں انکا نقول شامل نہیں ہیں۔

تیسری توضیح طلب بات یہ ہے کہ ان کافرسازوں نے مولانا ممدوح سے کیونکر آنکھیں چار کیں۔ آیا حیا کا اثر چشم وابرو پر تھا یا نہیں۔ اگر دنیا کے اس خیال کی تائید کہ بندگان زر کو حیا سے تعلق نہیں ہوتا مولف صاحب حضرت شاکر جبل پوری ابھی کرتے تو کچھ مضائقہ نہ ہوتا بوضعین کے :-

"منہ پر پھیری ہوئی تو کیا کرے گا کوئی"

اور اگر نہیں تو وہ موشن ضرور پیش کرنا چاہیے جو ندامت پرستی ہوئی صورتوں کا مولانا کے مواجہ میں تھا۔

چوتھی خامی اس کتاب میں یہ ہے کہ حضرت مولانا کے سامنے جب یہ لوگ آئے اور لب عبودیت سے زمین مذلت کو بوسہ دیا تو حضرت نے ان لوگوں کو پہچانا بھی یا نہیں۔ اور انعام اکرام کے وقت تاکید بھی کردی کہ ۔ یاراب نہ بھولنا۔ دیکھو خدا اقادر مطلق ہے اور ضرور ہے لیکن ڈر علیہ السلام بھی خدا کی قطعی محبت ہیں ان کے حق سے انکار دنیا کو دوزخ بنادیتا ہے"

ہم اس کتاب کے دیگر مضامین پر آئندہ توجہ کریں گے۔ بجز حضرات بواہر کے دوسرے فرق اسلامیہ یہ کتاب شاید ہی خریدیں اسلیے عرض ہے کہ آٹھ آنے بھیج کر مطبع نادری جبل پور سے جس کا جی چاہے اور سود فقہ کی غرض ہو خریدے۔

ہمارے نزدیک تو یہ کتاب ہر اسلامی کتب خانے کی زینت ہونی چاہیے بایں معنی کہ اس سے ایمان کی تجارت کو بہت فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ ان مورخین اسلام کی جنہوں نے اسمعیلی گروہ کا نام ملاحدہ رکھا تھا خامکاری ثابت ہوتی ہے۔ سواحل مصر وافریقہ کے اونچے اونچے سرسبز پہاڑوں پر نئی سلطنت کی بنیاد قائم کرنے والے علم النفس سے بے خبر ثابت ہوتے ہیں جنہوں نے چند کیسہ ہائے زر کے بذل و انفاق سے گریز کرکے ملاحدہ کا سا بُرا لقب اپنے لیے قبول کرلیا۔ مسلمان اہل قلم کے فیصلہ ی بیچارے افراد تاپرست زرپرست حکومت پرست مطلب پرست تھے آج بھی میں لیں کیوں نہ وہ زربر سر فولاد نہی نرم شود ،، کی حکمت پر عمل کیا؟ جو بیک گردش قلم ملحد سے مجاہد فی سبیل اللہ بن جاتے۔ مذتوں کے عوض صفحات کتب سیر میں ان کے محامد گائے جاتے اور ڈنکا بجاتے ہ

بہ مشتے سیم و زر ایماں خریدم
بحمد اللہ کہ خوش ارزاں خریدم

شکر ہے کہ یہ سہرا ایکے حقیقی جانشین سرکار مولانا ابو محمد طاہر سیف الدین کے سر رہا۔ اب اگر یہ حق ناشناس احسان فراموش کچھ بھی دہر بروقت خلاف اوریں غیر موثر ہوگا۔ مبارکباد مولانا موفق اور شاکر جبل پوری۔ باقی آئندہ۔

راقم
ادبار خاکسار

راہ چارہ دور و مسدود
"آہ پتیاں نہیں ڈنٹھل ہی ڈنٹھل"

نئی روشنی

(سالگرہ نمبر)

ایک رسالہ ہے دہلی سے نکلتا ہے۔ حامد حسین صاحب قریشی مالک ہیں۔ مولانا ذہیا لقادری اور مولانا

حسرت لکھنوی اڈیٹر ہیں۔ اسکا سالانہ نمبر ریویو کے لیے ہمارے پاس آیا ہے ہمیں شک نہیں کہ رسالے کے مالک صاحب جیسے سپرد دل اس نمبر کی تیاری اور اشاعت میں بھلا چنگا روپیہ صرف کیا اگرچہ ادبی ذوق کو آپ اپنی حماقت کی طرف منسوب کرتے ہیں تاہم حماقت بھی کارآمد ہو سکتی ہے۔ "حماقت" کو عقیم و بانجھ کس نے قرار دیا۔ ابھی اقبال چاہیے کہ جملہ کام بن جاتے ہیں حماقت میں عقلمندی ہو جاتی ہے۔ مجموعی حیثیت سے رسالا اچھا ہے اس کا ایک جزو مذہبی ہے ایک ادبی ایک تفریحی مگر جا بجا یہ مباحث مخلوط ہو گئے ہیں۔ رنگین اور بے رنگ تصویریں بھی ہیں۔ لیجیے اور کیا کہیں۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے مگر بعض مضامین ہلکے رنگ سے چھپوانے میں مدیر صاحب نے غلطی کی ہے مردوں کی نئی روشنی زدہ بینائی ہماری نگاہ تو کمزور ہے اسے کوڑھ مغز بھی نہیں پہنچ سکتے۔ یہ نئی روشنی تھا یہ "اگر کی بتی" کی روشنی ہے جو جزواً جزواً ہر مضمون کے متعلق کچھ لکھنے کی فرصت نہیں۔ ایک روپیہ میں ارزاں ہے۔ کوچہ چیلان دہلی کے نشان پر خاں صاحب یا مولوی زحمت فرما کے لے لیجیے۔ گلیوں میں روشنی ہے۔

"الاسلام"

یہ ہفتہ وار پرچہ دیوبند سے نکلتا ہے۔ ہندوؤں کی مخالفت اسکا خاص موضوع ہے آپ ہی بتائیے بغیر اسکے "الاسلام" بھی کہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا جو کچھ ہے سبحان اللہ خدا جانے کس غرض سے ساتواں نمبر ہمارے پاس بھیجا گیا ہے۔ تین روپیہ سالانہ پر عوام کے ہاتھوں "الاسلام" بکتا ہے اور بھیس روپیہ کے ایرول لے سکتے ہیں۔ ان دہل بستا ہے سچ پوچھیے تو اسلام یا مسلمین کے فائدے کی ایک بات بھی .... ایسی نظر نہیں آئی جسیں کوئی خواہ مغز ہو۔ علم کے صرف میں بھی مدیر صاحب نے بخل کیا ہے۔ ایک مضمون کی سرخی ہے "ہندو ذہنیت" خدا جانے "ذہنیت" کس زبان کا لفظ ہے اور اسکے معنی کیا ہیں۔ دوسرے مضمون کا عنوان ہے "تلوار اسلام" اسلام کی تلوار کسی گردن پر چلی ہو یا نہ چلی ہو مگر اردو کی گردن پر جناب مدیر کی شمشیر آبدار ضرور چلی کیا معنی کہ تلوار ہے اردو جسکی فارسی ہے شمشیر۔ اسلام عربی ہے اگر اس جملہ کو مضاف مضاف الیہ بنانا تھا تو اردو کی طرح رنگ سے خون کی دھار نکلتی ہے۔ اگر بغیر اضافت کے چھوڑا جاتا تو جدا گانہ چیزیں جن میں ایک کو دوسری سے استنا ربط بھی نہیں جتنا چھری یا سیف کو گردن مظلوم سے۔ ہم نہیں کہتے چاہے مشکا لیجے چاہے ٹال جائیے۔

راقم
خاکسار، دہار

مولانا پنچ کی لوٹ پوٹ

"ہائے بڑھاپا"

ایک بڑے میاں راہ چلتے میں ٹھوکر کھا کے گر پڑے کر کر کے فرمانے لگے "ہائے بڑھاپا" پھر سنبھلے اور ادھر اُدھر دیکھنے کے بعد زیر لب کہنے لگے "جوانی میں کیا شیر مارتے تھے جو بڑھاپا اُگلتے ہو" وہی حال ہمارے پیر بحر عص جوان مسٹر لائڈ جارج کا ہے آپ کو ہندوستان کے دوست ہونے کا مرض نہ کبھی تھا نہ اب ہے مگر لیبر پارٹی کی دشمنی کچھ اس طرح دل میں بیٹھ گئی ہے کہ مسز انگلستان کی موجودہ وزارت عظمیٰ پر حملہ کرنے کے لیے ہند پروری کا طوطا پالتے رہتے ہیں "ہائے بڑھاپا" کہنے والا کہہ سکتا ہے

کرتے کس منہ سے ہو بیری کی شکایت لائڈ
تم کو وہ ڈھیل جوانی کے دن یاد نہیں؟

جس پتھر سے حال کی وزارت انگلستان مسئلہ ہند میں ٹھوکر کھا رہی ہے وہ مدت سے راہ میں پڑا تھا عمال انگلستان میں سے کسی نے ٹکرا کے چوٹ کھائی اور کوئی خوش قسمت رشتہ ہارڈنگ اپنچ نکلا۔ تم نے اپنے عہد میں دزبانہ جنگ ہماکریسی کی سی سنٹ سے اس پتھر کو عرض راہ میں بغیر کسی تنبیہی نشان کے نصب کر دیا۔ اب جو کوئی اس راہ پر گامزن ہوتا ہے وہ گھٹنے پکڑ کے بیٹھ جاتا اور اپنی قسمت کو روتا ہے

یاد ہم گئے تھے ایک چوٹا مول لائے

مسٹر لائڈ جارج سٹھیتر سے بہتر ہے ہو گئے ہیں۔ انہیں اپنی تقریروں میں کبھی کرنیل سٹیفنس یاد آتے ہیں کبھی رنگائی۔ آپ فرماتے ہیں "اگر ہم ہندوستان میں ناکام رہے اور اگر کرنیل سٹیفنس کا سا دولہا ہم میں باقی نہ رہا تو ہندوستان میں ہٹر لونگ مچے گا اور یہ حالت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک کوئی زبردست قوت دہاں پہنچ جائے اور سختی سے حکمرانی نہ کرے"۔

فیاضی اور رفتار پر عمل کرنے والا ناکام نہیں ہوتا لہٰذا انگریز بھی اگر طرز عمل پر پس نہ ناکامی نہیں نیکنامی کی صورت دیکھیں گے۔ کرنیل سٹیفنس کا دولہا پرانے زمانے کی کہانی ہے اور اگر زبردست قوت جو سختی سے حکمرانی کرنا جانتی "ہٹر بونگ" کو دفع کرنے کے لیے ضروری ہے تو پھر یار تمہیں سٹیفنسی قوت سے خوب واقف ہو بسم اللہ آؤ "ہندوستان اور بڑھاپے میں نوجوانوں کے ساتھ ذری مسخرا پن تو کر دیکھو ساری سختی بھی دیکھ لیں ابھی تک تو یہی گمان ہے "بقول فصحائے دریا باد" ہائے مرے کرم جہاں تو (اور شوخ) ہو یہاں (وہیں) نرم ہوش میں آؤ بڑے میاں۔ سچ کہتا ہے شاعر

آجاتی ہے بڑھاپے کی .... زبان میں

المختصرات من المطوّلات

کسی مشہور شاعر کا شعر ہے

رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا
کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجھکو کیا ہوا

لندن ہو پنچ کے جو مختار ہمارے زبردستی کے قائم مقام بنے پیدا کیا اُس کا اجمالی حال آئندہ پرچے میں ہم لکھیں گے یہ ہمائی مظاہرہ تھا جسیں قادیانی جبے سے دھواں کرایا۔ اہم خبر یہ ہے کہ جناب پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جیسا سوا دو برس کے لیے جیل خانے بھیج دیے گئے سین گپتا صاحب کا حال معلوم نہیں۔ غالباً بغیر صفائی کی گواہی سنے یکطرفہ فیصلہ سنا دیے میں کوئی نہ کوئی قانونی خار ہے جو حاکموں کے دل میں کھٹک رہا ہے بعض صوبوں کی حکومتیں اسے جائز کرنے کی نیت سے نیا قانون بنانے والی ہیں۔ واہ

استعارہ جو ہے وصل ہو وجب کیا ہم مسکرا کر وہی کہنا کر منہ پر مارا

عذر بارد

سچ مچ بارد یعنی پانی خوب برسا۔ سردی چکی۔ ٹھنڈے بخار لیتے لرزے نے زور باندھا اور اس برودت نے عمال پریس کے ہاتھ پاؤں جما دیے ایک روز کی بے اشاعت میں ہو گئی

العبد البارد ۔ فیجر عفی عنہ

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال ہی لی ہیں صبح چلیے، بالائی برش پر شرز اعضا کو حرکت دیتے رہیے پھر نہ کبھی قبض کی شکایت اور نہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ ہے کہ اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہیے اسکے واسطے کتاب میں ۲۴ تصاویر ہیں دیکھئے ہیں کسی اوستاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں ہے کتاب زیادہ تر بیوپاریوں کیواسطے مفید ہو گی جنکو ورزش وغیرہ کرنیکا موقع نہ ملنے کیوجہ سے بھی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کرکے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفائی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کرسکیں

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

روپیہ مل گیا

ہزاروں اسوقت ... فائدہ ... جتنے ملک کا ... اصول تجارت ... ادا ہو کر ... اس لئے ضرورت ہے کہ ... تجار ... معاملہ کریں آپ کا مقصد برنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک ... یکصد روپیہ خرچنے سے پورا ہو گا ... ڈیڑھ سال میں ... ادائیگی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول ... طلب کریں اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو ... طلب کریں نقد ضمانت ... ہے

برنس ہوم لمیٹڈ مبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہو گا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہو گا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچہ واپس لئے جائینگے

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات وجاہل و خودرو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن و حاذق اطبا کے مشورہ لینے ... فیض ... حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ ... مطب دواخانہ معدن الادویہ کی ... خدمت طلب فرماکر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

مینیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ سٹریٹ لکھنؤ

سالہائے گزشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ہم ذریعہ لیتے ہیں سلسلہ نظم ظریفانہ و سیاسی مضامین وتعصص ملاحظہ فرمائیے لطف اٹھائیے

جلد ۱۹۲۱ء کے ... نمبر قیمت ... معہ محصول

۱۹۲۷ء کی مکمل جلد قیمت ... معہ محصول

۱۹۲۸ء و ۱۹۲۹ء کی مکمل جلدیں قیمت فی جلد ... معہ محصول

۱۹۳۰ء ششماہی دوم کی جلد قیمت ... معہ محصول

مینیجر

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے پڑھئے اور شاعر کی استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۲ ر ٹکٹ بھیجدیجئے وی پی اور منی آرڈر کا جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے یہاں

آپ کی علمی معلومات میں اضافہ اور آپ کے کتب خانہ کی زینت بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب موجود ہیں جلد آرڈر دیجئے محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار ایک روپیہ سے کم فرمائش کے ٹکٹ بھیجیے۔

موت پر فتح - مصنفہ بابو شیو شنکر لال صاحب جس میں ایلوپیتھی و یونانی و آیورویدک نقائص دکھلائے ہیں اور وہ طریقہ علاج بتلایا ہے جس کی تعلیم ڈاکٹر ... نے دی ہے مصنف کا دعویٰ ہے کہ لا علاج امراض بھی کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے سے یقینی اور شرطیہ دور ہو جاویں گے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲

امراض کس طرح شفا پا سکتے ہیں - جملہ معمولی و لا علاج امراض مثلاً دمہ - گٹھیا - فالج - نامردی - جریان - استسقا - جذام - سرطان - طاعون - انفلوئنزا وغیرہ کا یقینی اور شرطیہ طریقہ علاج مصنفہ بابو شیو شنکر لال قیمت فی جلد ۲ ر علاوہ محصول ڈاک

شمیمۃ الاخلاص - یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر ایک تنقیدی نظر مصنفہ مولوی سید عبد العزیز احمد ترمذی قیمت ۸ ر علاوہ محصول ڈاک

عیار التنقید - جس میں کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر تنقید کیگئی ہے مصنفہ مولوی ابو الرشاد ایم - اے ہاتف لکھنوی قیمت ۵ ر علاوہ محصول ڈاک

علم الاخلاق - مصنفہ مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ جس میں اخلاق پر فلسفیانہ و عالمانہ و عام فہم زبان میں بصراحت بحث کیگئی ہے اخلاقی معلومات و افادہ کا بہترین خزینہ ہے تھوڑی جلدیں رہ گئی ہیں جلد آرڈر دیجئے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲

ہدایت الاطبا علے مباحث الاطبا - بزبان فارسی چند جلدیں موجود ہیں طبی معلومات کا بے نظیر خزینہ ہے ضخامت ۵۶۲ صفحہ تقطیع کلاں باوجود اسکے قیمت دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

مینیجر اودھ پنچ

جلد پانزدہم ۱۵ ‏ رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳ ‏ … ۱۹۳۰ء

REGISTERD No. 784
جلد پانزدہم بابت ۱۹۳۰ء
LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
जिल्द नं०१५
1930
Oudh Punch Lucknow
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M B Khan Artist Bogawan Lucknow

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ عام اخباروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر یہی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج و اقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہئیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہئیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہئیے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کے بوجوہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئیے جو کہ اُن کے نام کی چیٹی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۵ ضمیمہ اودھ پنچ لکھنؤ نمبر ۳۶

۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء

مضامین غیر

عزت افزائی یا افیونی کا خواب

دھوتا ہوں میں جو پینے کو اُس گلبدن کے پاؤں
رکھتا ہے میری ضد سے وہ باہر لگن کے پاؤں

اُس افیونی کا جھینک آلود خواب کسے یاد نہ ہوگا جو شاخِ نبات شہزادی پر عاشق ہو کے افیون کے مشکی پر سامان بلبری ہو کے دیکھتا پھرتا تھا۔ دُریتیا جنم میں نگر کا عازم ہوا تھا جلوے کی دلدل بھی دیکھی دودھ کی نہریں بھی سامنے آئیں۔ پھلے کے پہاڑ بھی پھاندے مگر جب آنکھ کھلی تو کتا منھ چاٹ رہا تھا مکھیاں لب چاٹے غمزہ وہ پر لکد زنی کر رہی تھیں کیچڑ میں پڑے تھے۔

وہ مثل بھی آپ نے بزرگوں کی زبانی سنی ہوگی: "دکھائی تھی گنڈیری بھیجا تھا چھلکا تنک تنک سہیری سہاگ بڑھا ہے"

یہ حکایت بھی مشہور ہے کہ ایک افیونی کا ملازم آقا کے سامنے مکھیوں بھرے دودھ کا ظرف لایا تو آقا نے کہا "اب دودھ میں مکھیاں پڑی ہیں"۔ حاضر جواب نوکر نے جواب دیا "خداوند۔ رسیلے کے دودھ میں مکھی نہیں تو کیا ہاتھی ڈال لاتا"

یہ لطیفہ بھی فراموشی کے قابل نہیں کہ اگلے زمانے میں کوئی قاضی تھے۔ ان کے اجلاس پر کسی مفتی (گویئے) نے اپنے ساز کے چوری جانے کا دعویٰ کیا۔ گواہی طنبورچی اور مورفوالے نے دلائی۔ چور نے احتجاج کیا کہ گواہ عادل نہیں فاسق ہیں لہٰذا دعویٰ باطل ہے۔ قاضی صاحب چور کے غیر شرعی استدلال پر جھنجھلائے اور فرمایا:-

"اب نامعقول طنبورے کی چوری کی گواہی کیا جنید اور بایزید دینے آتے؟"

ارباب فلسفہ کی آنکھ سے کتب تاریخ میں یہ واقعہ بھی گزرا ہوگا کہ حضرت حسن بن صباح مشہور بانی سلطنت ملاحدین (اسمٰعیلیہ) کی زبان سے اپنے دوست والی ملک کی صحبت میں یہ کلمہ نکل گیا: "میں چاہوں تو ایک نئی سلطنت قائم کر سکتا ہوں"۔ میزبان نے جو ارباب ہمت کی قوت عمل سے واقف نہ تھا دل میں خیال کیا کہ شاید حضرت کے دماغ میں ضعف ہے۔ جب کھانے کا وقت آیا اور دسترخوان بچھا تو امیر نے مقویات دماغ کے برتن اٹھا اٹھا کے مہمان کے سامنے رکھے۔ ذکی الحس مہمان بات کے مغز تک پہونچ گیا اور دوسرے ہی دن جو کہا تھا اُسے کر دکھانے کی نیت سے چل کھڑا ہوا۔ ایک مدت کے بعد جب دونوں آپس میں ملے تو مہمان کا مرتبہ میزبان سے بہت اعلیٰ تھا۔

ان لطائف کو لوح تذکرہ پر لکھ کے سامنے رکھیے اور شہدیز خیال کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے میدان کی طرف سرپٹ دوڑائیے جہاں بلائے یا زبردستی پکڑ بلائے ممبر ہزاروں آرزوؤں کا ماہی مراتب ہمراہ لیے وارد ہوئے مگر کیا ماہی مراتب کیسی بادبہاری کہاں کا جلوس کس کی آؤ بھگت۔ نہ ڈنکا نہ چوبدار نہ نقیب نہ عصا بردار۔ ایک لاری میں سب کے سب مولی گاجر کی طرح بھر دیئے گئے اور بیچارے لاچاری کے دھکیلے پر یہ دُھن گاتے سرا کی طرف روانہ ہوئے

ریزرے میں تورے کیاں نار ہیوں رے
تم تو کہو مورے ہاتھی گھوڑا ......
لُوٹی لاری پہ اتنا گمان ......
ریزرے میں تورے کیاں نار ہیوں رے
تم تو کہو مورے محلا دو محلا ......
لُوٹی چھپریا مہا ویران ......
میں تورے کیاں نا جیہوں رے ......
تم تو کہو مورے شال دوشالا
پھٹی کملیا اوڑھن نان ......
میں تورے کیاں نا رہیوں رے۔
تم تو کہو مورے سونے کی سہریا
لوٹی کھٹیا ٹکلت بان ......
میں تورے کیاں نا سوئیوں رے۔
ایسا خواب نہ دیکھا نہ سُنا ......
جھوٹا دگا باج بڑا بے ایمان
خواب میں تورے گھر نا کبھی آئی رے

کاش اس ہتم بالشان آؤ بھگت یا شاخ نبات شہزادی کے عشق کا خاتمہ یہیں ہو جاتا آنکھیں پینک سے نجات پا کے وا ہوتیں محسوس ہو جاتا کہ کیچڑ میں پڑے ہیں ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

مگر جناب والا القاب کہیں مقدر کی چکر گھنی بھی ختم ہوتی ہے۔ گنڈیری کا چھلکا سہاگ بڑھنے کا مژدہ نہ بن سکا۔ پیر دیکھو وہ مکھی اور مٹی کے دودھ میں ہاتھی پیر رہا ہے وہ دیکھیے مسٹر فلاں حاجی فلاں مولانا فلاں سر فلاں میڈم فلاں مسز فلاں لیڈی فلاں ڈاکٹر فلاں خاں بہادر فلاں رائے بہادر فلاں

شعبۂ آمدہ قاسم امنا الطیب بوراتی

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب [illegible] صاحب بہادر اکبر پور ضلع فیض آباد

[illegible]

[illegible] ضلع فیض آباد .... مدعیان

بنام

شیخ ریاست وغیرہ .... مدعا علیہ

بنام [illegible] ساکن موضع [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع فیض آباد حال وارد [illegible] لکھنؤ

ہرگاہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش [illegible] کی دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۔۔ نومبر ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے [illegible] اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مذکور کی کرو اور ہرگاہ یہی تاریخ جو تمہارے [illegible] کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۳۱ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

[illegible] .... [illegible]

جو ہوائی منظا ہرے کی سیر دیکھنے کے لیے بلائے گئے تھے۔ کس عظم و شان سے پتلوں کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے صف آخر میں دست او بستہ ایستادہ تھے۔ سردی کے مارے عزت اور سر بر دنگ۔ جسم گلی ہے ساق یا برف کی قلفی۔ یا اُڑن کھٹولا دیوائی شل ہے۔ بیٹھے بچھونا نہ کھانے کو ترستے بیٹھنے کی جگہ کسی کی گیس کے گرنے یا ٹپک پڑنے کی گنجائش بھی نہیں۔

تیج بو ہوائی تماشے میں "ٹھنڈی کان پکڑو جی"

آہ وہ دن تو بچپن میں کسی اسکول ماسٹر نے سبق نہ یاد کرنے پر کھڑے رہنے کی سزا بھی نہ دی تھی۔ آہ! وہ دیکھو انگریزی نوابا دیوں کے ڈیلیگیٹ کرسی پر سردی سے نہیں غرور میں اکڑے بیٹھے ہیں وہ دیکھو ریزے صاحب اپنی چوڑی ملائی سی فرش تک لمبی مونچھوں سے گھس پرائی کرتے اُنکی تاؤ بھاگت میں مصروف ہیں اف! سے

سر محفل ہمیں سے مجکو ریزے غمزہ کرنا تھا
پھر اس پر یہ قیامت غیر کے دامن کو منھ دینا تھا

اے باگیشری کے شروں میں دل کا الاپنا۔
پی نہ پوچھ بات۔ اب کون گت بجیں

آخر غیرت کی گرمی یا رشک کے فسردہ شعلے نے تھوڑا سا جوش دکھایا اور سردوں سے اُٹھتے ہوئے دہان یہ کہتے ابھی ابھی فرد گا بچلی کی جانب قطرہ زن ہوئے سے

اور وہ سب تری محفل میں جو بیٹھے ہیں
بار باجا اُٹھنے کو کہتا ہے ہمیں سے کوئی

ابھی غیرت چہ کشتی ست کہ پیش مرداں بیاید۔ گمان غالب ہے کہ سے

نہ نظر ہے اُن کی مروت کا امتحاں
روٹھے ہیں اسلیے کہ منائے کوئی ہمیں

جب ہی تو اس انتظار میں کروٹیں بدل رہے ہیں کہ معذرت ہوگی وہ ہمیں منائیں گے ہم بسوریں گے منہ پھلائیں گے۔ ہم آب ندامت کے قطرے ٹپکائیں گے وہ استغنائے خشک کا تولیا ہاتھ میں لے کے آنسو پوچھیں گے۔ ہم مچلیں گے وہ بہلائیں گے ہا! یہ بھی نہ ہوا۔ اضطراب دل کا نقشہ کون کھینچ سکتا ہے سے

لیتا آئی جو دا منہ وہی سکری
منہ پھلائے ہوئے ہوئے ہیں کسی کی

بارے انتظار کی کٹھن گھڑیاں کاٹنے کے بعد ریزے صاحب کے پرائیویٹ سکریٹری آئے اور کھڑی کھوری تلو تھپو لینے تاشنی لیتی کا یہ جواب سُن کے چلے گئے:۔

خواب میں تو رہے گھونگھٹ میں رہے۔۔

عزت افزائی کا حال اخباری کاغذوں میں مختلف طریق سے شائع ہوا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ بھوکے پیاسے کالے مسافر کوؤں کی طرح سہما نوچ نوچ کھا رہے تھے۔ کوئی لکھتا ہے کہ ایک بھلے مانس نے براہ مسافر نوازی اتنی بات پوچھی تھی:۔

"کیوں جی تم انگریزی بولی بھی جانتے ہو؟"

لہذا "کس پُرسی" کے الزام سے مہماں نواز عمال حکومت کی ذات بری ہے۔ صاحب جینے کے لیے یہی بہت ہے۔ مگر تانبے" صاحب کا کندنی رنگ

نمونہ قابل فروخت

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵۔ قاعدہ ۱، ۵)

نمبر مقدمہ ۲۵ ۸ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت منصف صاحب بہادر باندہ ضلع کانپور۔

پنڈت منولال ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدعی

بنام

۱۔ مسماۃ مشتری دختر سمو خاں مسلمان ساکن باندہ محلہ مردن ناکہ شہر باندہ
۲۔ مسماۃ عسکری دختر سمو خاں مسلمان محلہ مردن ناکہ شہر باندہ۔
۳۔ محمد عارف ولد سمو خاں قوم مسلمان محلہ مردن ناکہ شہر باندہ۔

ہرگاہ مدعی نے آپکے نام ایک نالش بابت ۔۔۔ کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۲۲ ماہ نومبر ۱۹۳۰ء وقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے کی کریں۔ اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کے حاضر ہونے کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر و نیز تمام دستاویزات کو جن پر آپ اپنی جواب دہی کی تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہوں پیش کریں آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہوں گے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۳۰ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بزبان انگریزی

مہر عدالت

"تھا" کہنے کے بعد افسانہ خواں چپ ہو رہا۔ حضور نے حسب عادت سوال کیا "بس پھر؟"

افسانہ خواں بولا "بس حضور دلا دلیا اور پھر بادشاہ سلامت نیند کے غوطے میں آ کے پھر جاگے اور پوچھا "بس پھر؟"

افسانہ خواں نے جواب دیا "بس پھر"

اب جو "بس پھر" اور "بس پھر" کا تانتا بندھا تو سوتے جاگتے کمالات نہ ہوا جب تک مرغ سحر نے سوچ کا دانہ چونچ میں نہ لیا حضرات کی کالی چڑیا پھڑ سے اڑی ہماری حکومت بیدار بخت حکومت خواب کش حکومت خواب رُبا حکومت نہ سوتی ہے نہ سونے دیتی ہے مگر اسے بھی "بس پھر" کی عادت پڑ گئی ہے اس نے بھی قصہ خواں ملازم رکھے ہیں بعض کو تنخواہ ملتی ہے بعض امیدوار بودہ باشندہ کے زمرے میں ہیں۔ جنھیں امیدواری کا شرف حاصل نہیں وہ کسی نہ کسی لیڈر کی پالیسی کی غاشیہ برداری کر کے روٹی کماتے ہیں۔ ملک میں اختلاف کی روح رواں لیڈر ہیں اور ایسے لیڈر یقیناً بیدار بخت عاشق مال حکومت کے قصہ خواں یا دست و بازو ہیں۔

آپ اگر غور فرمائیے تو آج ہندو مسلم اختلاف کے میدان میں کاکن ڈالنے والے کسی نہ کسی طرح حکومت وقت کے منت کش نظر آئیں گے۔ لیڈر ہوں یا اخبار نویس ان سب کا فرض منصبی حکومت کے "بس پھر" کہنے پر "بس پھر" کہہ دینا ہے۔

یہ "بس پھر" کاغذی صورت میں نمایاں ہوتی ہے چونچ میں دانہ لیا اور "بس پھر" کئی کاغذی چڑیاں مختلف صوبوں سے مختلف بولیاں بولتی نکل پڑی ہیں بڑے لاٹ صاحب کی یا اور کسی حاکم کی آنکھ لگی اور بھیانک صورتیں کانگریس والوں کی جو خود اپنی ہی تعبیر خواب کا تجسم ہے نظر آئیں حضور نے فرمایا "بس پھر"

قصہ خواں نے جواب دیا "بس پھر" یعنی کاغذ کی چڑیاں دانہ چونچ میں اٹھا کے چلتی ہوئیں اور دوسرا دانہ درکار رہے۔ دانے کی کمی نہیں چڑیوں کی کمی نہیں۔ بس پھر اور بس پھر کا سلسلہ کیونکر ختم ہو۔

سیکڑوں ہندی اردو انگریزی کاغذی چڑیاں پالنے والے کے پاس لغت کا دانہ دیکھ کے چل پڑی ہیں۔ اسی بس پھر اور بس پھر کے ذیل میں ہم ایک نمونہ رکھتے ہیں کانپور کا اخبار :-

"بھلائی"

کو بھی سمجھتے ہیں۔ اسکے بیس بائیس نمبر اب تک نکل چکے ہیں۔ چند ہفتوں سے اودھ پنچ کے دفتر میں بھی آتا ہے۔ اب تک ہمیں کانگریس کی مخالفت یا حکومت کی بیجا تائید اور حمایت کے سوا اسمیں کوئی خوبی نظر نہیں آئی ایسے اخباری کاغذوں کی عمر بہت کم ہوتی ہے مگر "بس پھر" کے بعد "دانہ" چینہ دان میں پہونچا اور تحلیل ہو کے بیٹ بنا۔

در بہاران زادہ و مرگش در دی است
پشہ کے داند کہ ایں باغ از کی است

خون کی ایک بوند میں مچھر کا پیٹ بھرتا تو ہے مگر ملک الموت کی ابتدا سے پیدا ہوتا ہے تو "پیں پیں" کی زد میں نغمہ سرائی کے ساتھ خون آشامی کرنے والے مچھر صاحب اکثر آ جاتے ہیں۔

مچھروں کی ماں نے کہا "سوہنی صورت موہنی مورت کہیں میرے کنور کنھیا بانسری بجاتے ہونگے"

اور یعنی بہو بولی "ہاں ہاں اماں سچ ہے کوئی چپٹ سے مارے گا کوئی پٹ سے مارے گا۔ ٹانگ پسارے پڑے ہوں گے۔

یہ ایک دل لگی ہے مگر یہاں ان مچھروں کی بھن بھناہٹ کا خاک اثر نہیں اگر حکومت وقت ان پہ "دانہ" صرف کرتی ہے تو وہ بالکل بے فائدہ اور بے نتیجہ ہے۔ اور اگر کوئی خان بہادر یا رائے بہادر یا سرکاری دستر خوان کے ریزہ چین بزرگ حکومت کو خوش کرنے کے لیے ایسی کچی گولیاں کھیل اور ایسی کچی بولیاں بول کے اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں تو وہ اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں یعنی انکی کون سُنے گا۔ اور جب سُنے گا نہیں تو اثر کیا خاک ہوگا اور اثر نہ ہوگا تو کس کارنامے پر حکومت کے سامنے سرخ رو ہونگے۔

ابھی تک ہم نے "بھلائی" میں نہ علمی بھلائی دیکھی نہ زبانی۔ استدلالی قوت بھی نہیں دل لبھانے والی گھات بھی نہیں۔ ہم ہرگز ایسے عبث امور کا استقبال خوشی سے نہیں کر سکتے۔ فقط

راقم — ادبار خاکسار بس پھر

پنچ۔ حضرت! ایسے کاغذ اخبار بھی تو ہیں جو کانگریس کی بلا دلیل مذمت اور حکومت کی بلا سبب مدح فرماتے رہتے ہیں انصاف کہتا ہے کہ وہ بھی قوم کو مغالطہ کے پھندے میں پھنسانے کا جُرم کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک وہ بھی قابل التفات نہیں۔

تذکرہ سیفی

(نمبر ۲)
(تتمہ آخر اکتوبر ۱۹۳۰ء)

ٹھاکر صاحب اخباری شاگردوں کا قول یوں نقل

تعمیل حسب آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

اجلاس جناب کنور رگھوراج بہادر صاحب بہادر منصف کنندہ پرتاب گڑھ
نمبر مقدمہ
بیٹا پرشاد ولد بابو رام قوم برہمن ساکن پرونبی رام عرف ٹنگوا پرگنہ بنی ضلع پرتاب گڑھ .... مدعی

بنام

ام لال ولد شیو برن برہمن شوکل ساکن اہرہ حصہ پرگنہ و تحصیل بنی ضلع پرتاب گڑھ ۱۹۳۰ء

تفصیل دعویٰ ڈگری

حسب آرڈر ۲ قاعدہ ۱ ضابطہ دیوانی۔ پیشی ۱۹ نومبر ۱۹۳۰ء

اطلاعنامہ

بنام رام لال ولد شیو برن برہمن شوکل ساکن اہرہ حصہ پرگنہ و تحصیل مقدمہ مندرجہ عنوان میں کاستا پرشاد نے آپ کو بابو رام متوفی کا وارث قرار دیا ہے لہذا جو کچھ عذر ہو تاریخ پیشی ۱۹ نومبر ۱۹۳۰ء کو پیش کرو۔
المرقوم ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۰ء
دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بہ دفتر منصفی کنندہ ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک۔

کہتے ہیں :-

اس کے بعد مولانا منظر الدین صاحب اسلام کا
آگے آگے ادا ہوئے بعد ایک مختصر جلسہ میں [illegible]
اس راستہ کو طے کر کے جہاں سرخ قند بھی [illegible] تھی
اور جسکے دونوں طرف حاضرین [illegible]
تھے اس موقع پر آ کر [illegible]
سبھی سمائی جا رہی تھی ؛

سرخ قند سے مراد اگر سرخ بانات یا شال بافت ہے تو خیر کوئی مضائقہ نہیں اسلیے کہ جو مقدس قدم آنکھوں پر رکھنے کے قابل ہیں زمین انہیں مس کرنے کا فخر حاصل نہیں کر سکتی لیکن اگر کنکروں پتھروں کی جگہ قند کے ڈلے سرخ پُڑیا میں رنگ کے پانداز بنائے گئے تھے تو بیشک جدت ہے اور اچھی جدت ہے۔ زبان شیریں دہن شیریں کلام شیریں نگاہ شیریں لب شیریں ادا شیریں۔ حکایت شیریں۔ حکایات شیریں شمائل شیریں کار شیریں۔ قبا شیریں۔ نقش شیریں۔ تبسم شیریں مشرب شیریں۔ خواب شیریں۔ رگ شیریں کے ساتھ خرام شیریں یا پائے شیریں کا مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرنا جدت نہیں تو کیا ہے؟ خصوصاً جہاں مسیح شیریں مگس پرانی کی خدمت پر کمر بستہ ہوں ؎

سکار حریفاں باشد آنہا مگس پرانی
ہر جا کہ نقش پائے شیریں شمائل اند

اسلیے کسی کپڑے کا نام سرخ قند نہیں شمار ہو سکتا (ممکن ہے کہ کبھی ہوئی اینٹوں کی سرخی کو قند سرخ کہتے ہوں۔ مگر یہ بھی مشکل ہے کیا معنی کہ اس صورت میں بیچارے حافظ شیرازی مرحوم کے منہ میں اینٹوں کی سرخی گھس جائے گی جنہوں نے فخر کے ساتھ فرمایا ہے ؎

ایں ہمہ قند و شکر کز دہنم ریختہ اند
اجر صبریست کزاں شاخ نباتم دادند

کسی سے کہیے گا کہ "تمہارے منہ میں گھی شکر نہیں قند سرخ" تو وہ الٹا طمانچہ منہ پر رسید کر دے گا۔ ہاں شیریں بافت ایک کپڑا اگلے زمانے میں ہوتا تھا جس کا تذکرہ [illegible] نے مینا بازار کے بزازے کے ذیل میں کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ شیریں بافت اور سرخ قند جولاہے نام توام ہوں یا شیر و شکر بھی ایک عمدہ کپڑا کسی زمانے میں استعمال ہوتا تھا

اسکی [illegible] نہایت [illegible] جاتا [illegible] نام [illegible] کے سرخ قند [illegible] انداز [illegible] گیا ہو گا کہ [illegible] مقابلہ میں [illegible] پاؤں کا درجہ حاصل ہو جائے ؎

براہت سرخ لیشین کردم فدا
[illegible] دم پا ہے پا

ہر کیف سرخ قند کا پاؤں میں بچھانا ہے ایک مبارک فال ہے۔ اسٹیشن والوں کا منہ ان قدموں کے [illegible] قدموں کی برکت سے میٹھا ہو گیا یہی غنیمت ہے اسے اسراف نہیں کہتے ؎

آں کیف پا بر زمیں؟ حیف ہست اے سرو سہی
چشم آں دارم کہ در چشم نہے بر فرقم نہی

قاآنی علیہ الرحمہ نے ایک شاعر کا حال لکھا ہے کہ وہ جب کسی کو شعر سناتا تو پہلے سے حلوے کا طباق مہیا کر لیتا۔ دہلی کا شیریں بخت مہمان قابل مدح و ثنا ہے جسکے خرام شیریں کے طفیل خود اس نے نہیں بلکہ مداحوں نے اپنے کلام کے مقبول ہونے کے صلے میں طبق طبق نہیں سڑک سڑک سرخ قند بچھا دیا۔

تذکرہ سیفی میں ایک مقام پر کسی شاعر یا امیر کا لقب "مینائے ہند" بھی رکھ دیا گیا ہے۔ معلوم نہیں میم کو زیر ہے یا زبر۔ یہ اردو ہے یا فارسی۔ قیاس تو یہ کہتا ہے کہ مینا (ظرف شراب) بنا کر کوئی مسلمان پسند نہ کرے گا ہو نہ ہو یہ "مینا" ہے جو باتیں خوب کرتی ہے۔ بلبل انسانوں کی بولی نہیں بول سکتی مگر مینا انسانی آوازوں کی نقل بھی خوب کرتی ہے اور اپنی بولی بھی خوب بولتی ہے اسلیے اس جانور سے ایک مقرر کی تشبیہ بلبل پر فائق ہے۔ مگر مینا پہاڑی خوب چہکتی ہے دیسی غبی ہوتی ہے دیر میں سیکھتی ہے اور کم الفاظ یاد رکھتی ہے۔ اب کیا معلوم تذکرے میں جس مینائے ہند کا ذکر ہے وہ پہاڑی ہے یا دیسی۔

کوکلا۔ دھابوا۔ شیاما۔ دہیٹر کینیری۔ چنڈول۔ پپیہا بھی بولنے والے جانور ہیں اور یہ اگر شیرازی بلبل کا دم بند کر دیتا ہے دیکھیے اس جانور سے شعرا کب شیریں سخن شاعروں کی تشبیہ دیتے ہیں۔ خدا کرے پرائے ہند۔ دھیٹر ہند۔ چنڈول ہند بھی جلدی [illegible]

[illegible]

خاکسار [illegible]

مولانا شیخ کی لوٹ پاٹ

راجہ بکرماجیت کا سنگھاسن

کہتے ہیں کہ راجہ بکرم آدت [illegible] جنہیں عوام بکرماجیت کہتے ہیں تمام ہندوستان کے بادشاہ تھے ان کا تخت بتیس سونے کی طلسمی پتلیاں اٹھائے ہوئے تھیں جب ان کا وصال ہوا تو سنگھاسن یعنی تخت زمین میں گاڑ دیا گیا۔ اسلیے کہ دنیا میں کوئی شخص انکی جانشینی کے قابل نہ تھا جس مقام پر یہ تخت گڑا ہوا تھا وہیں ایک چمار یا کسان کا کھیت تھا .... کسانوں کا قاعدہ ہے کہ کھیتی کی حفاظت کے لیے مچان بناتے اور اس پر بیٹھ کے نگہبانی کرتے ہیں۔ اس کسان نے جس مقام پر مچان بنائی اتفاقاً اسی جگہ یہ طلسمی سنگھاسن مدفون تھا۔ جب کسان مچان پر جاتا تو اس پر ایک نشے کا عالم طاری ہو جاتا اور وہ سمجھنے لگتا کہ میں روئے زمین کا فرماں روا ہوں وزرا دست بستہ ادب سے سامنے حاضر ہیں۔ عدل و داد کا دربار کھلا ہے۔ خود فراموشی کی حالت میں وہ طرح طرح کے حکم دیتا۔ مدتوں لوگ اسے پاگل سمجھتے رہے مگر کاروبار کی درستی اور مچان پر بیٹھنے کے سوا دوسرے حالات میں اسکی سلامت روی دیکھ کے لوگ متعجب ہوے۔ شدہ شدہ یہ خبر اس مقام کے راجہ کو ہوئی اور پنڈتوں نے حکم لگایا کہ یہ تاثیر اس جگہ کی ہے اسے کھودیے تو حال کھلے۔ زمین کھودنے پر سنگھاسن نکل آیا۔ راجہ نے اسکے دھونے جھاڑنے کا حکم دیا اور سنگھاسن کی شان و شوکت دیکھنے کے بعد قصد کیا کہ اس تخت پر جلوہ گر ہو۔ قدم ابھی اٹھایا ہی تھا کہ جیسے سے آواز ہوئی اور ایک سہیلی پتلی نے ڈانٹ بتائی کہ خبردار جو اس تخت پر قدم رکھا یہ تخت شاہوں کے شاہ مہاراجہ بکرماجیت کا ہے تو اس قابل نہیں کہ [illegible]

انشاءاللہ فربہ خواہد شد

مسٹر پنچ :- یہ سیپ لگا بگلا ہے یا گھوڑا؟ امید نہیں کہ دوڑ سکے "

حکومت :- کچھ بھی ہو۔ ہم تو شہسوار ہیں؟ "

[illegible] ہے جیسے کہ راجہ بکرم آدت کی طرح [illegible]
[illegible] سنگھاسن [illegible] تخت [illegible]
پھر اس [illegible] نے ایک کہانی جس سے راجہ بکرم اور
کا فضل ظاہر ہوتا تھا بیان کی۔

دوسرے روز دوسری پتلی اور تیسرے روز تیسری پتلی علیٰ ہذا القیاس بتیس روز تک یہ پتلیاں راجہ کو تخت نشینی کے قصد سے روکتی اور بکرم آدت کے فضائل بیان کرتی رہیں آخر پتلیوں کے حکم سے پھر سنگھاسن زیر زمین پہنچا دیا گیا۔ معلوم نہیں وہ جگہ کونسی ہے۔ جو پتا لگ جاتا تو ہم بھی مصری طرز کے آثار کے مقبرے کی طرح اسے کھودتے پتلیاں لاکھ غل مچاتیں سماعت کون کرتا ہے انگریزی راج ہے جس میں منتر جنتر طلسم شعبدے کچھ بھی کسی کا چلنے نہیں پاتا خیر ہوگا جی۔ جگہ نہیں ملتی تو نہ سہی گورکھی کا الزام کون سنے۔ آنکھیں کھلتی ہیں۔ مگر بمبئی میں تو ایک لیڈر کانگریسی والنٹیر نے غضب ہی کر دیا کچہری کے بھیجے کی نگاہ بچا کے اس سنگھاسن پر مجسٹریٹ کے ورود سے چند منٹ قبل چڑھ بیٹھا جو فضائل مآب حکومت انگریزی نے بغرض نصفت و داد درجنوں مجسٹری کی تبدیلیاں یا پتلیوں (کلرک چپراسی پولیس کے سپاہی) کے درمیان نصب کیا ہے۔ اور بیٹھتے ہی تخت کے اثر سے متاثر ہوکے لگا مقدمے پیش ہوں اور فیصلے سنانے۔

دسویں راج یہیں مل گیا۔ اب ہم بھی حاکم ہیں مسٹر راجہ کو چھوڑ دو وہ بے قصور ہیں، کسان جب بچاؤ پر چڑھا تھا تو اسے بھی سرکاری سپاہی شرکت فی الریاست کے جرم میں پکڑ لے گئے تھے۔ اس والنٹیر کو بھی پولیس کے سپاہی پکڑ لے گئے [illegible] کے طلسم کا حال پتلیوں نے بیان کیا اور کسان چھڑوایا کیا یہ ممکن ہے کہ طلسم زدہ والنٹیر بھی پولیس کی حراست سے رہا کر دیا جائے؟

مقولہ زبان زد خاص و عام ہے کہ پنچایت کا چبوترہ انصاف سکھا دیتا ہے ہم کہتے ہیں کہ مجسٹریٹی کا سنگھاسن بھی انصاف کا مظہر ہے۔ والنٹیر کے منہ سے جو کچھ نکلا وہ ہے تو صحیح مگر غریب والنٹیر صرف سنگھاسن پر بیٹھنے کا گنہگار ہے [illegible] ؎

اینچہ استاد ازل گفت ہمان می گویم

گویا ایک امر نہایت عجیب ہے یعنی والنٹیر عدالت کے سنگھاسن پر بیٹھا تو ملزم کو بے گناہ تصور کرنے لگا اور مجسٹریٹ صاحب جو متمکن ہوئے تو اختری کانگریسی کارکن مسٹر راجہ کو مجرم خیال کیا۔ یہ کیا اچنبھا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنگھاسن کا اثر نہیں جو پتلیوں کا اثر ہے یا ذات سنگھاسن تتغیر بتغیر الانفس ما لحیوانات بھی کوئی غیر نازل شدہ وحی الٰہی ہے۔

خیر بھئی۔ سنگھاسن جانے اور بیٹھنے والا مگر ہم مجسٹریٹ صاحب سے اتنا ضرور کہیں گے کہ میاں یہ بھی دل لگی اور دل لگی پر برا ماننا اخلاقی گناہ ہے۔ سمجھے؟ خلیفہ ہارون رشید نے ابوالحسن تاجر زادے کو اپنے تخت پر بٹھایا اور ایک روز تک خلعت خلافت دل لگی دل لگی میں اسی کے قامت پر آراستہ رہا۔ دیکھو بڑا حاجی دل لگی دل لگی میں خلیفہ بن بیٹھا تو والنٹیر سے بھی مزاح کر رہا ہے مگر ہم تو برا نہیں مانتے؟ میاں مجسٹریٹ صاحب "ہنستے ہی گھر بستے ہیں" ؎

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

کٹی ہوئی ناک بطور مخبر و شاہد

کوئی ذی روح ذی عقل گویا ہو یا گونگا اگر مخبری کرے تو مقام تعجب نہیں مگر آگرہ میں تیسری نومبر کو ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ شاعر کہتا ہے ؎

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

خون کے دھبے ہوں یا زخم ہوں دنیا میں کسی واقعے کے شاہد نہیں ہو سکتے البتہ بطور علامت ثبوت کے کسی مجرم کے خلاف پیش کیے جا سکتے ہیں۔ شہادت اور ثبوت یا علامت میں زمین آسمان کا فرق ہے شاعر نے روز محشر کی قید اسی وجہ سے لگائی ہے کہ وہاں مجرم کے اعضا و جوارح جن میں نطق و تکلم کی قوت نہیں گناہوں کا اقرار کریں گے لہٰذا خون بھی بول سکتا ہے اور خنجر بھی زبان کھول سکتا ہے۔ دونوں شاہد مرتب ہو سکتے ہیں جس واقعہ کی تفصیل ابھی ہم نے بیان نہیں کی اس کی روداد معلوم ہونے کے بعد آپ اپنے خیالات بدلنے پر مجبور ہوں گے یعنی روز محشر کے علاوہ بھی اعضائے بریدہ اپنے قاتل کا دامن پکڑ سکتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ آگرے کے ایک بزاز کی ناک کا تھا کسی بے درد نے قطع کر ڈالا بزاز صاحب خیال فرماتے ہیں یا ذرا خود ہی فراست کی قوت یوں دکھائی ہے کہ حضرت نے تنہا کانگریسی والنٹیروں کو جو انکی دکان پر جم کر دھرنے بیٹھتے اور بدیشی مال مول لینے سے خریداروں کو روکتے تھے جیل خانے بھجوا دیا۔ کانگریس کے نام میں کان کے حروف موجود ہیں "کان" کو الٹو تو "ناک" بن جائے لہٰذا ثابت شد کہ ناک کٹنے میں ضرور کوئی کانگریسیا تھا جس نے انتقام ناک سے لیا آئندہ کے لیے کان پکڑنے کی نصیحت کی اور بھاگ گیا اب پولیس نے قاتل بینی کے متعلق اعلان کیا ہے کہ جو کوئی بو شناس قوت شامہ سے کام لے کے مجرم کی بھنک سونگھ لائے گا وہ سو روپیہ نقد انعام میں پائے گا۔ دنیا دنی کا گھر ہے وراثت کے جھگڑے لین دین کے جھگڑے چلتے ہی رہتے ہیں۔ لہٰذا یہ خیال کہ ناک اڑا دینے والا بھاگ ضرور کانگریس کا والنٹیر تھا فراست کی ناک پر سلیں پھیرنا ہے۔ اور اگر یہ خیال مبنی بر بریدہ بزاز صاحب کا ہے تو تو واسطہ انھوں نے برائے شگون اپنی ناک کٹوائی ہمیں صاحب کے بارے میں اخباری کاغذ لکھتے ہیں کہ وہ ایک بڑے بزاز کے بھائی ہیں پس یہ انتقامی جسد مالک دکان پر ہونا چاہیے تھا جو بدیشی مال فروخت کر کے خود ملک کی ناک کاٹنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔

بہرحال اگرچہ نامعقول حرکت کسی کانگریسیے نے کی تو بہت برا کیا اس نے بزاز کی ناک نہیں کاٹی کانگریسی تحریک کو نکٹا بنا دیا۔ خدا کرے حاکم کی میز پر کٹی ہوئی ناک کی پھنگی اس کانگریسیے کو پہچان لے لیکن یہ مشکل ہے"

ایک قانونی سوال اور معزز گواہوں کی گواہی پر استدلال

سنتے ہیں کہ لیجسلیٹو کونسل بمبئی کے ہال کی چھت پر کسی معزز کانگریسیے نے ترنگا جھنڈا کھڑا کر دیا اور عمارت پر

جلد ۱۴ نمبر
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنے
وہ بے نظیر کتاب جس نے موسیقی ہوا میں گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم میں مصنف نے
اساتذۂ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
اُستاد محمد علی خاں
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر
قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا
ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ
صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں
موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED "LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
अवधपंच

توجہ

(۱) اودھ پنچ میں بےسرو پا کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ بھلے بُرے جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تکے مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ کی ظرافت ہنسانے کی غرض سے نہیں کی جاتی بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل بحث امور پر توجہ دلاتا ہے۔ دوسرے اس کے مضامین [illegible] مگر یہی اودھ پنچ صرف اپنی صحافت پر قانع اور مشورت سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ جی کی کمی پر شبہ یا بدگمانی کیجئے اسلئے کہ ہر روز جن میں غذائیت ہے بلکہ افادات کی [illegible] بے روئے و رعایت نکتہ چینی پیچ و تاب کی تحقیقات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیں [illegible] میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائیگی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ یا نمبر طلب کرنیوالوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ اقلاً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان صفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ملک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کالی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ آن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا رہتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ - جلد ۱۵ نمبر ۳۲

جلد ۱۵ ضمیمۂ اودھ پنچ لکھنؤ نمبر ۳۲

(مورخہ ۱۵ / نومبر ۱۹۳۰ء)

مضامین ضمیمہ

مشاعرہ گورکھپور ایڈورڈ اسکول

اکتوبر ۱۹۳۰ء

(از نتیجۂ طبع جناب منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی)

شمع کی طرح کسی بزم میں عریاں ہونا ... اس سے بہتر ہے چراغِ شبِ ہجراں ہونا

پیٹ پکڑے ہوئے عشاق کا وہ ہاں ہونا ... اور وہ نالۂ و فقرۂ یار کا چہ شوان ہونا

صاف لفظوں میں یہ جلتے ہوئے دہقان کا کہنا ... وہ جو یار کا ذبح زرِ غلطاں ہونا

نہ گئے بہبک تو زلفوں کو نہ دیکھا ہم نے ... شعر باندھتے ہیں ان کا پریشاں ہونا

پر ہیں وابستہ ہے عاشق کی خوشی زلفوں سے ... جس طرح عید میں لازم ہے سویّاں ہونا

یا تو کپڑے بھی پہنچا کر کبھی دکھلا دو ہمیں ... یا تو باندھا نہ کریں شمع کا عریاں ہونا

ہے سرِ دست کتابت کی ترقی کا ثبوت ... نوکِ مژگاں کا تہ ریچ قلمداں ہونا

وہ خدا ئے ہوئے سرآپ کا آنا شبِ وصل ... مختصر قصۂ طولِ شبِ ہجراں ہونا

در و دیوار سے کیوں کانپ رہے ہیں تھر تھر ... کیا رے گھر میں گھس آیا ہے بیاباں ہونا

اے اس مُشت پہ دو بال کی سرسبزیِ بخت ... جسکی قسمت میں ہو معشوق کا تیاں ہونا

شاعری کا اسے سیلاب سمجھتا ہوں ظریفؔ
گھا گھر بار کہیں جا کے غزلخواں ہونا

غزل مشاعرہ

(طرح معراج الادب ۸ / نومبر ۱۹۳۰ء)

سلے اصلاح جو ہر دم بکار رہ جاتے ہیں ... ہلاکت ان محبت کو سے یار نہیں

کچھ ایسے رشک مسیحا کا اعتبار نہیں ... خطا معاف کرے پر بھی جو سوار نہیں

نہ ضعف کا عاشق جو ہر بار نہیں ... شریف ہے کوئی قوم کا کہار نہیں

ہمیشہ عاشق لاغر کو سنے والے ... بتاوے کون ہے پھر لگا کر چار نہیں

رقیب جان کے رہتے ہیں ایکی دم کرتا ... جناب قیس کو ناقہ کا اعتبار نہیں

ہزاروں عاشق کو تمنا کے دل ... خدا کا شکر کہ معشوق تھانیدار نہیں

چبا چبا کے پڑھیں شعر یہ نہیں آتا ... سپنہ مرگ بلبل کی بھی نگار نہیں

نگار شوخ نے عاشق پہ کر دیا پیشاب ... یہ کہہ کے تیغ ادا کیا وہ جیسی جانیں ہے

لگا کے ٹھوکریں کہتے ہیں پیر سر لحد پہ ... ہماری ٹانگ نہیں یا ترا مزار نہیں

کیا ہے پیر مغاں نے جو ہماری آمد تھیں ... گناہگار ہیں وہ سب جو بادہ خوار نہیں

ظریف اب یہ کام نہیں کہ دو مکان سے
مشاعروں کا کوئی ہند شیکہ دار نہیں

طلب رحم یا ادب آموزی

رحم کرو اے نگری کے لوگو اس کا برا پھل پاؤ گے بابا
آج کرو گے ان کی جو خاطر ہند میں تم کل پاؤ گے بابا

سنا آپ نے کیا ہوا؟ ابھی آپ تو خود اس رسوائی کی تفصیل لکھ چکے جو ہندوستانیوں کو گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کی بدولت اٹھانی پڑی - اب اسکا تتمہ انہیں جناب کی زبانِ فیض ترجمان سے ظرافت عنوان لطافت بیان سے سماعت فرمائیے۔ راوی بڑی نرمی بیان کرتا ہے کہ جب یہ میزبانوں کے دل سے اترے مہمان بیچارے خود خفیف و شکستہ بیچ سرِ در پتلون خجالت ہو گئے تو بعض مہذب انگریزوں نے اپنی قوم کو تہذیب کا سبق یوں دیا کہ دیکھو تمہیں اپنی عزت کی قسم تمہیں اپنے ایمان کی قسم تمہیں اس تاج کی قسم جو ہندوستان پر تمہیں حاصل ہے اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرو انھیں حقیر نگاہوں سے نہ دیکھو تمہارا فرض ہے کہ اس موقع پر کتائی نہ کا لو ورنہ تمام کی کرائی محنت اکارت ہو جائے گی - بارے لارڈ ارون نے بڑی جانفشانی اور محنت سے یہ ہند کا لے کلو سے جانوروں کے پنجروں میں جمع کر کے بھیجے ہیں - یہ ہم نے مانا کہ عام ہندوستانی انھیں اپنا نائب یا وکیل مطلق نہیں سمجھتے اور وہ انکی تذلیل پر خاموش بیٹھے رہینگے بلکہ عجب نہیں جو مبارکباد کے جلسے کریں اور بغلیں بجائیں مگر ہم نے ان کو نگاہوں سے گرایا تو پھر کس منہ سے دعویٰ کر سکیں گے کہ جو کچھ اس کانفرنس نے طے کیا وہ تمام ہندوستانیوں کے موافق اور سرکاری وکلائے مطلق کی شرکت سے کیا - یہ سب کے سب معزز ہندوستانی ہونے کے علاوہ حکومت کی نگاہ میں بھی عزیز ہیں یا ہم کس طرح بادشاہ سلامت کے سامنے سرخ رو ہوں گے کہ حضور یہ بندگانِ خاص جو آج شرف قدمبوسی سے بہرہ یاب ہوئے ہیں نہایت معزز و ممتاز ہیں اور ہندوستان بھر کی جان ان میں بند ہے کیا بادشاہ سلامت یہ نہ کہیں گے کہ ان بیچاروں کی عزت ہی کیا جنھیں پاس بٹھاتے ہوئے تم خود شرماتے ہو سردی پالے جاڑے لہرے میں دو دو گھنٹے کھڑا رکھتے ہو - ایک سمو سا دکھا دیتے ہیں تو اسپر جو آسی پل پڑتے ہیں - ایسے باغیرت ہیں کہ اتنی ذلت پر بھی گھر بیٹھ جانے کا خیال دل میں نہیں لاتے بھلا کوئی اپنے نفس عزیز کی وقعت والا ایسی ذلیل ٹھنڈے کیلئے برداشت کر سکتا تھا - لہذا بھائیو یہ نوبت نہ آئے تو اچھا ہے۔

ہ اس اعلان کا زبان پنچ فائی ترجمہ ہے جو چند پارلیمنٹری اصحاب نے حال ہی میں شائع کیا۔

اشتہار رنگوادیتے کہ یہ وقت سمجھ بوجھ کے بات کرنے کا ہے جو ہندوستانی بہنسے بیٹھے ہیں وہ شریف ہیں اُن سے شرافت کا برتاؤ کرو۔ یا ایک ایک منحنی کو کوئی لنگی پہنا کر چوراسی کے ماتھے پر لٹکا دیجیے وہیں پکڑے جاتا۔

(۱) اصل نسل کے فریب (۲) قول فعل کے بیٹے (۳) ذات نیبارک کے بیٹے (۴) صورت کچھ نہیں سیرت کا امتحان کرو (۵) ایکی امیر (۶) ہندوستان کا بہت بڑا عقل (۷) بینڈ سے لڑوانے کا ماہر کال (۸) جیح البیکر بے نظیر مریض (۹) سونے کی چڑیا (۱۰) قالین کا شہر (۱۱) مردمیدان قوم فروشی (۱۲) رستم داستان ناحق گوشی (۱۳) نہ روحِ الاحرار (۱۴) مہنر۔ اِل۔ ایست (۱۵) مخلوق عجیب۔ (۱۶) ڈل پاس جگادھری۔ (۱۷) ڈبل میں ذم لگی (۱۸) تاکنہ بھیڑے (۱۹) پہاڑی گھوسٹ (۲۰) خلق خدا کی ملک بادشاہ کا (۲۱) رستم پاپڑشکن (۲۲) نوکر تعظیم طلب (۲۳) بے فصل کا چکوترا (۲۴) چھیلا بھونا کسیرو (۲۵) اہل بید کا چورن (۲۶) اہتاس کا جلاب (۲۷) افریقی کیکڑا (۲۸) دین دُنیا کی بھونی (۲۹) سُرخاب کی دُم (۳۰) برسات کا اپنڈھن (۳۱) بس کے لٹو (۳۲) شبرات کا حلوا (۳۳) شادی کی ہلچل (۳۴) متھرا کے پیڑے (۳۵) تل کے لڈو۔

یہ عجیب وغریب الفاظ رومن میں لکھوا دیجیے ہر شخص آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا اور کسی نئی دُنیا کا باشندہ سمجھ کے آؤ بھگت کرتا۔

گر ہمارے نزدیک یہ اعتراض غلط ہے مجھے لاالغصاب کا ہی کیا کم احسان ہے کہ انکے طفیل میں خاصی ہمان بنا دیے گئے۔ جو خیر سے واپس آئے تو ٹینگیں ہانکینگے اور یہ ٹینگیں ایسے مزے کی ہونگی کہ پنچ کے ناظرین پھڑک اُٹھیں گے۔

آج گیارھویں تاریخ ہے اور ابتک کئی ڈھڑ نگے اُٹھ چکے ہیں۔ مارننگ پوسٹ اُس تناتنی کو جو ہندو اور مسلمان مڈبرکا کے درمیان ہو رہی ہے اپنے حُسن ظن یا قومی تدبر پر قیاس کرکے مسنفقہ سازش قرار دیتا ہے۔ بات یہ ہوئی کہ مسلمان اپنی ضد پر قائم ہیں ہندو اپنی ضد پر آپس میں صلاح مشورے یا دبائی زور دکھانے کے لیے مختلف اوقات میں کئی بیٹھکے جلسے ہوئے اور بے سکھاری ہنڈی کی طرح پلٹ پلٹ گئے چونکہ دوسروں کو انہیں کی توتو میں میں شعائی منظور نہ تھی اسلیے کونے کھترے میں یہ لوگ چور کی ماں کی طرح روتے گاتے تھے۔ ہندوستان میں آجکل پولیس کی بدولت سازش سازش کی چل پوں مچی ہوئی ہے لہذا مارننگ پوسٹ سمجھا کہ سازش ہورہی ہے ”ہے ہے قیامت ہوگئی دوڑو لوگو ہندوستانی ہندوستانی مل بیٹھے اب کیا ہوگا“ یہ بیچارہ کسقدر بھولا نادان بھی ہے جسے اتنا خیال نہیں کہ سازش یا سرکار کے مقابلے میں زبان کھولنے والے تو جیل خانے میں ہیں چکر گھنی کا لطف اُٹھانے وہ لوگ پکڑ کے بھیجے گئے ہیں جنکی فولادی کمان مدت ہوئی کہ چاؤ پالسن کی ہوچکی۔ کوئی اُترا شحنہ ہے۔ کوئی پولیٹکل اعتبار سے دیوالیا ہے۔ کوئی نہ پہلے کچھ تھا نہ اب کچھ ہے۔ کوئی سرکاری خوشامدی بھاٹ ہے۔ کوئی مرغ زریں ہے۔ کوئی گل تصویر ہے۔ کوئی صاحب مٹھو میاں ہیں۔ کوئی طوطی پس آئینہ ہیں۔ یہ بھلا سازش کیا کرینگے۔ اور سازش کرینگے تو بنا کیا لیں گے جبکہ چکر گھنی کی گردش ایک خام مشورے پر ختم ہوجانے والی ہے۔ مادھورام دھڑکا تو وہ مزید کی جورو کا بیاہ ہے:۔

حکایت ہے کہ مزید (مدینہ کا ایک مشہور رئیس) حج کے زمانے میں سب سے پہلے بکہ جاتا اور حج کے تیسرے چوتھے روز وطن آتا۔ ایک مرتبہ بیماری کی وجہ سے آنے میں دیر ہوئی۔ یہاں جورو صاحبہ جو ایک ریشم فروش سے اُلجھی ہوئی تھیں سمجھیں کہ مزید کی زندگی کی ساعت ٹوٹ گئی جب معمول میں فرق پڑا۔ مزے سے ریشم فروش کو گھر میں بُلا کے تنہا کاتنے لگیں چند روز کے بعد مزید آیا اور اس نے دروازے کی دراڑ سے جھانک کے دیکھا کہ میاں ریشم فروش باطمینان، ایمان اور عصمت کی چکی گیلی میں مشغول کر رہے ہیں۔ آدمی تھا ظریف اُلٹے پیروں پلٹا اور گانے بجانے والے ہیجڑوں کو بلا لایا کہ چلو میرے گھر میں شادی ہے۔ وہ سب ڈھول دمامہ طبلہ جھانجھ لے کے لگے دروازے پر:۔

شادیاں مبارکبادیاں۔۔۔۔۔۔

توبہ دینی اللہ رسول مبارکبادیاں۔۔۔

پھر گھوڑے اسوار۔ نبڑا ہے لاڈلو۔۔۔

بنّے پچو رومال دوشال۔ نبڑا ہے لاڈلا۔۔

تالیاں بجا بجا کے گانے لگے۔ اب راہگیروں نے سوالات کا تانتا باندھا۔ کہیں میاں مزید کیسی شادی ہے زچا خانہ ہے۔ کچھ مال ملا۔ کوئی خوشی ہوئی۔ مزید صاحب نے مُنہ میں گھنگنیاں بھرلیں بولے تو یہ کہ اس شخص کی جورو کی شادی ہے آخر آپ پوچھنے والے کون؟

بیچارہ صواف (ریشم فروش) پہلے تو موئے آتش دیدہ کی طرح بل کھاتا رہا پھر روزن در میں سے انگلی نکال کے مزید کو پاس بُلایا اور کہنے لگا، بھلے مانس اس فضیحت سے کیا فائدہ۔ ابو اسحٰق مزید نے چپکے سے کہا۔ ”سنو جی جورو تو ہو گئی پرائی میں نے پہچانتی

حکم قرار دیے جانے دیوالیہ

دفعہ ۲۰ ایکٹ ۵ سنہ ۱۹۲۰ء

اجلاس صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر مہرولی

نمبر مقدمہ ۱۱۳ سنہ ۳۰ء

در بارہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسمیٰ مادھورام ولد گوپال رام قوم برہمن ساکن موضع مادھوپور ... پرگنہ ملانواں

درخواست مورخہ ۱۵۔ اگست ۳۰ء و مرخلہ مادھورام ملاحظہ ہو اور بحث سماعت ہو کر مسمی مادھورام سائل دیوالیہ قرار دیا گیا۔

المرقوم ۱۰۔ نومبر ۳۰ء

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

پنچ - جناب اودھ پنچ آپ بھی بعض اوقات عشوہ بازیاں چھوڑ جاتے ہیں اور بیچارا قارئین پر کھینچی کرنے لگتے ہیں - بتائیے تو سہی اگر ہندوستانی گرفتنی وادن کی بات وزیر اعظم صاحب نے نہ پوچھی تو میاں آپ کا یا ہندوستان کا نقصان ہی کیا ہوا؟ ؎

ہر کہ بہ گفتار نصیحت کہاں
گر حق ملعد مجبور و گر شمال

معاف کیجیے اور ہم آمین کہیں کہ وزنا لیسے ہی جہاں شعار جز جاگریں یا اندر ہندوستانی نکالے جائیں اور ہر سنے اور لی کے چہرہ جسماں یا قدیم درباروں کے نوابوں کی طرح ہفت ایل دربار پر دست ادب بستہ کھڑے رہا کریں در حقیقت نکتہ چینی کے قابل ہمارے وزیر اعظم دستور معظم با حیا و باغیرت انسان جناب ریمزے کی وہ تقریر ہے جو انھوں نے ۱۰ نومبر کو گلڈ ہال میں لوچ دہن سے لالی آبہا سکی طرح نکالی اور آج اخباری کاغذوں کے دامن اس سے لالہ زار نظر آتے ہیں۔

اسی طرح سرہار کورٹ بٹلر کا وہ بیان ہے جو جلوہ مرخوشی کے لینے میں انکی زبان فیض ترجمان سے نکلا - بٹلر صاحب کا بیان مختصر ہے یہ نمک حلال نکلا قدیم ملازم منہ الیون نہیں کھاتا مگر ضعف دماغ پیدا کرنے والی چیزوں کے استعمال نے اسے افیونی بنا دیا مشہور حکایت ہے کہ ایک میاں افیونی برات کے ساتھ چلے برات استراحت کے لیے کسی قبرستان میں ٹھہری افیونی صاحب بھی اپنی پیالی لوٹیا تھیلا جھربیرے کے درخت کے نیچے متوازی ہوسے پینک میں اور برات گئی دولھن کے گھر شب کو آیا جناب دولہا جو ہوا تو آپ چونکے اور سمجھے کہ گورستان نہیں دولھن کا گھر ہے۔ مہر کے تعین پر جھگڑا ہو رہا ہے پہلے کل توافیوں نے بتا ہی دیا تھا اصلاح ذات البین کا فرض یوں ادا کرنے لگے کہ بھائیو لیو جھگڑو نہیں مہر کون دیتا ہے اور کون لیتا ہے یہ سب من کا دین ہے جانے کے ہمراہیوں نے جو یہ صدائے نافرجام سنی تو میاں افیونی نکلے گھر سے۔

بٹلر صاحب فرماتے ہیں کہ صاحبو ہندوستان کو ہم اسوقت نہیں چھوڑ سکتے - یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہم یہ ملک اور مفسدوں کے ہاتھ میں ہندوستان کے نظام ملکی باگ دے کے خود علیحدہ ہو جائیں - جوکل کو دل نصیبین کی زبان ایک یوں سے ورق ہو اور کوئی دوسرا ہندوستان پر قابض ہو جائے تو کیسی ہو دانشمند ہندوستانی ہیں ہندوستان سے بے دخل کرنے کے خواہشمند نہیں ہیں مگر وہ باتیں کچھ ایسی ہی کرتے ہیں۔"

چکر گھنتی کانفرنس کی بدولت انگلستان پہنچ گئی بٹلر صاحب ہوٹل کے غرلے یا انسانیت کے مقبرے میں چونک پڑے - واقعی میاں خوب جاگے جو تم یہ نہ کہتے تو واللہ عمر کا جھگڑا کسی طرح نہ چکتا۔

ریمزے میکڈانلڈ صاحب کی تقریر لیسی چھوڑی ہے؟ مگر مجذوب کی سی بڑ ہے آپ زمانت سے طبع شیخ سے سید سید سے وزیر اور وزارت سے ولی اللہ کے درجے پر پہنچ گئے - آپ مادیت بکتے ہیں روحانیت مطلقہ ٹھوہ لیتے ارشاد فرماتے ہیں۔

ایک کانفرنس ختم ہوئی دوسری شروع ہوتی ہے ہندوستان کے شانوں پر بھاری بھرکم بوجھ لدگیا ہے یعنی تعزیر جسم ہند میں اب ٹاپک ٹوئیاں مارنے کا وقت نہیں ان بیچاروں کو تناسخ روح ہند میں سراز بڑ جانا پڑے گا - قانون گیا چولھے میں منطق گئی بھاڑ میں دوسری نو آبادیوں والے تو ہمارے ہی گوشت پوست سے بنے ہیں "لحمہ لحمی و دمہ دمی" لیکن ہندوستانیوں کو یہ شرف حاصل نہیں ان محیر العقول انسانوں کا بچارا فلسفہ ان کی قدیمی عرفان ان کے اسلاف کی جلالت قدر کا اندازہ لگانا ضروری ہے۔

اور یہ تغیر جنس دہم نقل روح - تبادل النفس کے ممکن نہیں وہ اطمینان کی صورت کبھی نہ دیکھینگے۔

یہاں تک تو خیر سمجھنے سمجھانے کی کوئی بات نہیں۔

پہونچے ہوسے فقیروں کے وصال روحانی کے بیان یا عالم لاہوت کے بعض اصطلاحات ہیں سمجھنے والے خود ہی سمجھ لینگے اور نہ سمجھیں تو اُن کا نقصان ہی کیا ہے ہاں بھئی ہم بھی مانتے ہیں کہ "جگر جگر ہے دگر دگر ہے" کالا گورا نہیں ہو سکتا ۔ گورا کالا نہیں ہو سکتا مگر ؎

تم جانو تم کو اوروں سے جو رسم و راہ ہو
ہم کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو

پہلے بھی عرض معروض ہی پر دار و مدار تھا - اب بھی یہی شیوہ ہے - البتہ یہ فقرے کسیقدر قابل توجہ ہیں کہ:-

"میں ایک ہی فقرے میں ساری کائنات ختم کرنا چاہتا ہوں - دل اس بات پر کڑھتا ہے کہ کہیں کانفرنس میں بجائے بحثا اثبات و ابطال مبادلت خیالات سے قطع نظر کرکے لوگ بدامنی اور مفسدے پیدا کرنے پر آمادہ ہو جائیں یہ روش خصومت بڑھانے والی اور نقصان کا دروازہ کھولنے والی ہے اور ان کے دعووں کو ڈھیلا ڈھالا بنا دیتی ہے جو اپنے حقوق کے طلبگار ہیں - جو لوگ کہنے سننے کے لیے یہاں وارد ہوئے ہیں وہ اسکی ضرور قابلیت رکھتے ہیں کہ تفکر و امتنان کا ہدیہ انکی خدمت میں پیش کیا جائے" (خلاصہ تقریر بزبان پنچ)۔

واقعہ یہ ہے کہ جناب وزارت مآب نے اپنی ساری کائنات روحانیت اسی ایک فقرے میں ختم کردی ہے۔

(۱) چکر گھنتی کانفرنس میں فسادیوں کا مخصوص فریق نہیں نہ وہ اسکے ممبر ہیں۔

(۲) جو لوگ بلائے گئے اور یہاں سے بھیجے گئے جنھوں نے

"مسئلہ ہند"

دھینگا دھینگی ... بش! آنچہ من کردم ہمان شد"

... ہیچ ۔ والتداعیچ ۔ شرم۔"

صبح بر چمن بگذشت
اصغر علی محمد علی تاجران عطر

ضعیفی دور کرنے کی تدبیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ [illegible] نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر حال میں دریافت کی ہیں۔ ہر شخص اعضا کو حرکت دیتے رہتے پہونچ کی شکایت اور دیگر بیماریوں کا اندیشہ ہے کا ادھ طرح حرکت دینی چاہیئے اسکے واسطے کتاب میں طریقہ [illegible] بغیر استاد کے سکھانے کی ضرورت ہے [illegible] زیادہ تر بیماریوں کیواسطے مفید ہیں ورزش وغیرہ کرنیکا موقع نہ ملنے کیوجہ سے بعض بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ اسکے مطابق عمل کرکے فائدہ حاصل کر چکے ہیں کتاب کی صفائی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت ایکروپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ بہ آسانی حاصل کرسکیں

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک منڈلی

روزگار کا راستہ مل گیا

نوکری اسوقت [illegible] فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا ہر بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو اسلئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارت میں ان کا مقابلہ کریں آپ کا مقصد برنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک پالیسی یکصد روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادائیگی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت [illegible] نہیں ہے۔

برنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کیجائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے بچے پرچہ واپس لئے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا حسب منشا مفید علاج مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن و حاذق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرماکر فائدہ اٹھایئے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچایئے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سالہائے گزشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ہم ذمہ لیتے ہیں سلسل ظریفانہ و سیاسی مضامین و قصص ملاحظہ فرمایئے لطف اٹھایئے

جلد ۱۹۱۶ء کے ۲۶ نمبر قیمت [illegible] معہ محصول

۱۹۲۷ء کی مکمل جلد قیمت [illegible] معہ محصول

۱۹۲۸ء و ۲۹ کی مکمل جلدیں قیمت فی جلد [illegible] معہ محصول

۱۹۳۲ء ششماہی دوم کی جلد قیمت [illegible] معہ محصول

"منیجر"

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے پڑھئے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۲ ٹکٹ بھیجیئے وی پی اور منی آرڈر کا جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے یہاں

آپکی علمی معلومات میں اضافہ اور آپ کے کتبخانہ کی زینت بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب موجود ہیں جلد آرڈر دیجئے محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار ایک روپیہ سے کم فرمایش کے ٹکٹ بھیجیے۔

موت پر فتح - مصنفہ بابو شیو شنکر لال صاحب جسمیں ایلوپیتھی و یونانی و آیورویدک نقائص دکھلائے ہیں اور وہ طریقہ علاج بتلایا ہے جس کی تعلیم ڈاکٹر لوئی کوہنی نے دی ہے مصنف کا دعویٰ ہے کہ لاعلاج امراض بھی کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے سے یقینی اور شرطیہ دور ہو جاوینگے قیمت علاوہ محصول ڈاک [illegible]

امراض کس طرح شفا پا سکتے ہیں - جملہ معمولی و لاعلاج امراض مثلاً دمہ - گٹھیا - فالج - نامردی جریان - استسقا - جذام - سرطان - طاعون - انفلوئنزا وغیرہ کا یقینی اور شرطیہ طریقہ علاج مصنفہ بابو شیو شنکر لال قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک

تتمہ الاغلاض - یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر ایک تنقیدی نظر مصنفہ مولوی سید عبدالعزیز احمر ترمذی قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک

عیار التنقید - جس میں کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر تنقید کیگئی ہے مصنفہ مولوی ابوالرشاد اے - اے ہاتف لکھنوی قیمت ۵ علاوہ محصول ڈاک

علم الاخلاق - مصنفہ مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ جسمیں اخلاق پر فلسفیانہ و عالمانہ دلچسپ عام فہم انداز بیان میں بصراحت بحث کیگئی اخلاقی معلومات و افادہ کا بہترین خزینہ ہے تھوڑی جلدیں رہ گئی ہیں جلد آرڈر دیجیے قیمت علاوہ محصولڈاک [illegible]

ہدایت الاطبا علی مباحث الاطبا - بزبان فارسی جسکی جلدیں موجود ہیں طبی معلومات کا بےنظیر خزینہ ہے ضخامت ۵۷۲ صفحہ تقطیع کلاں باوجود اسکے قیمت دو روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

منیجر اودھ پنچ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

گراموفون کی طرح گیتوں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت بوضاحت ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

توجہ

(۱) اودھ پنچ محض بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ بھی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے [illegible] کی طرح ٹھنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحک طور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس [illegible] کر رہی اودھ پنچ صرف چاشنی فصاحت بھی بلاغت اور معقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ عمر کی کمی پر تیوری پر بل پڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رسالے کی اصابت بے روکے ورعایت کلمۂ حق [illegible] بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے عرصے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر بقیہ روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ توہم کر نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی لطافت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر مزید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شایع نہ ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنہیں خط و کتابت اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

بیضویت برکرویت

"دیکھو بچے سب میری صورت کے ہوں یا تمھاری۔ نہ شبی ہوں نہ کلنگ۔ ہاں ایک آدھ گندہ ہو جائے تو ہو جائے مضائقہ نہیں ہے۔"

افزائی کا شوق۔ ینگ مین کا شدت ضد کی رہا بھی کسی گذشتہ نسیو یا گول میز کانفرنس سے ملنے والی معلوم نہیں ہوتی۔ ہاں سچ ہے۔ غلط علاج سے فائدہ کیونکر ہو۔ خدا نہ کرے جو بچہ ضدی ہو جائے پڑوس میں میر صاحب رہتے ہیں اُن کا اڑلا بچہ پرلے سرے کا ضدی ہے۔ کیوں نہ ہو مثل مشہور ہے :۔

"دو ملا سے پورت کا دروں موت"

دوسرے یہی ایک گھر کا چراغ ہے۔ اللہ نے بڑھاپے میں یہ کھلونا دیا ہے کبھی داغ اٹھانے کے بعد یہی پھول کھلا ہے۔ بڑھاپے کی اولاد بھیروں کو بھی پیاری ہوتی ہے توراۃ میں لکھا ہے "یوسف کو یعقوب اسوجہ زیادہ چاہتے تھے کہ وہ بڑھاپے اور پچھلے عمر کی اولاد تھے" غرض میر صاحب نے بچے کی بسم اللہ رسوم سے کی چاندی کا قلم چاندی کی تختی چاندی کی دوات سونے کے بتر بھرا لعت ہے۔ یہ سامان رکھا گیا مولوی صاحب نے فرمایا کہو میاں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لونڈا اچھل گیا کہ یہ تو نہ کہوں گا۔ اب لاکھ بہلاتے ہیں پھسلاتے ہیں۔ اوں ہوں۔ نہیں سے ہاں نہ ہونا تھی نہ ہوئی۔ آخر اس بہانے سے کہ شاید لڑکا بسم اللہ دہرا دے پوچھا گیا "کیا نہ کہو گے"۔ صاحبزادے کی ہوشیاری دیکھیے فرماتے ہیں "ہم کہتے ہیں وہ نہ کہوں گا" بسم اللہ منہ سے نکالنی تھی نہ نکالی۔ سب تھک گئے۔ ہندوستان کا مزاج بھی چڑچڑا ضدی ہو رہا ہے۔ بڑے لاٹ صاحب کی حکمت نے چڑچڑاپن اور بڑھا دیا ہے۔ پولیس کے ہاتھ میں اُن لوگوں کا سیاہ و سفید دے دیا ہے جو اسوقت حکومت کے مخالف سمجھے جاتے ہیں اور کوئی شبہ نہیں کہ نارضی بڑھتی گئی تو ایک روز تمہیں مخالفوں کا ان گرفتار کرنا ضروری سمجھا جائے گا۔ جیل رساتی معدوم پر سختی۔ ڈاکٹر کچلو پر سختی جواہرلال نہرو پر سختی۔ معزز عورتوں پر سختی۔ چھوٹے چھوٹے بچوں پر سختی کا سلسلہ جاری ہے (اخبار) کا تذ روز و اقعات لکھنے میں اہم میں تو خالی بھی رہنی مصیبت جھیل رہے ہیں جو حکومت کے اُن دشمنوں پر وار دکی جاتی ہے جن کا ایک جگہ جمع ہونا ڈیرو سٹی کے قانون (آرڈیننس) میں منع ہے اچھے دل دُبرے ہوتے جاتے ہیں ایک چو کچھا ہوتا ہے تو اُنکے

دوستوں کے دوروں میں ٹیس اُٹھتی ہے قیدیوں پر جو سختیاں ہوتی ہیں اُن کا انسداد حکومت نہیں کرتی۔ یہ بے پروائی اور بھی شنیع کو بڑھا رہی ہے۔ پولیس جھٹ کہتی ہے کہ اقبال مجرم کی آڑ میں ناجائز مارپیٹ یا زیادتی سے ہم نے کام لیا اور حکومت چپ ہو رہی تو یہ کو نشانی حکومت کا دلی منشا یہی ہے۔ متعدد جیلوں کی عدول حکمی پولیس اور جیل کے افسروں کی بو بھرلی ہوتی ہوا اگر مہامی کی فرش۔ یہ خبر جب کانوں میں پہنچتی ہیں تو جن لوگوں کے دل میں حکومت کے ساتھ کسی قدر ہمدردی یا محبت کا ربط باقی ہے وہ بھی جھکتے ہوتے ہیں۔ اور دل میں لرز جاتے ہیں کہ دیکھیے حکومت کے دیدے سے جس میں اتنی وحشت بھری ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ حکومت کا وقار گھٹتا اور کانگریسیوں سے ہمدردی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ ہندوستان کی حالت تو یہ ہے اور ولایت میں مولوی صاحب سونے کی تختی چاندی کا قلم دوات لیے بسم اللہ پڑھا رہے ہیں۔ کیا اُن ہندوستانی ضدی بچوں کو جنہوں نے آسمان زمین کے قلابے ملا دیے جنھوں نے بچوں اور عورتوں کو اپنے ساتھ لیا ہے کہ دُنیا پر اُن کا نسخا اور ... امن ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے۔؟ نہیں! مولوی صاحب ہوں یا پنڈت جی ہوں مسٹر ہوں یا مہاراجہ ہوں خود ہی بسم اللہ کرتے ہیں اور خود ہی نہ... "جو حکومت کہتی ہے وہ ہم نہیں کہتے"۔ ایسے بڈھیا سے مچھیا لے شاگردوں کی بناوٹی ضد بھلا کیا خاک اثر کرے گی۔ دُنیا تو نئے آرڈیننسوں کے شکنجے میں۔ دس پانچ مسلمان یا بیس پچیس نامی نامور ہندو۔ خوش گلو سہی خوش آواز سہی مگر جو لوگ شکنجے میں پھنسے ہیں اُن کو راگ سُر سو جھائی نہیں دے سکتا وہ تو چوٹ سینکنے لاٹھیوں کے نیل دیکھنے مرہم پٹی کرنے میں مصروف ہیں۔ تقریروں کا راگ ہوا میں گونج کے غائب ہو جائے گا۔ اور چوٹ کا اثر برسوں تک رہے گا۔ مجھ پردے میں بیٹھنے والی کے خیالات ہیں جو کچھ میں نے دیکھا سنا اسی پر لکھتے گھر لگا لیے۔ بیلے کو میں لاٹ صاحب کو سمجھاتی رہتی تھی مگر وہ بھی تو اشد رکھے اڑ لے بیٹھے ہیں۔ کیا تعجب ہے اگر اپنی صحبت میں بیٹھ کے کہتے ہوں۔

یہ جو کچھ منطق آرا بیگم کہتی ہیں وہ نہ کہوں گا" اس لیے لکھنا چھوڑ دیا کہ اچھا بھئی تم حاکم ہو جو جی میں آئے وہ کرو منطقی پھیر مشکل سے سمجھ میں آئے گا۔ قدرت اور طاقت تمھیں حاصل ہے یہ دونوں جو پٹی پڑھائیں گے تم اُسی پر عمل کروگے۔ بھلا ان کے آگے مجھ بڑھیا کی سنتا کون ہے سہ

مدد نے کان میں اُس گُل کے پھونکا ہے یہ چھو منتر
کہ اُس نے میری بھی بات سننے کی قسم کھائی

بڑوں کی بڑی بات۔ نہیں سُنتے تو نہ سہی۔ مگر اتنا انھیں بھی ماننا پڑے گا کہ جس بحث کا موضوع مقرر نہ ہو وہ بھی کوئی بحث ہے! یا جس بحث کے موضوع کئی ہوں وہ غلط مبحث سے محفوظ کیونکر رہ سکتی ہے۔ ریڈر نے میکڈانلڈ نے اپنی پہلی تقریر میں تحقیقاتی کمیٹیوں کی روداد کا دڑبا کھول دیا۔ بحث کا یہ طریقہ چڑیا لونین کے طریقے ماخوذ ہے۔ جس طرح چڑیاں آپس میں گتھ جاتی ہیں تھوڑی دیر چوں چوں چوں یعنی حق حقوق کی بحث میں چونچ اور لات کی بانکی دکھائی جاتی ہے پھر زوری سی آ ہٹ یا مداخلت سے پھُر پھُر پھُر کی صدا بلند ہوتی ہے اس کے بعد میدان صاف۔ اُسی طرح غلط مبحث کا نتیجہ بھی پھُر پھُر ہو جائے گا۔ حکومت کو تحقیقاتی کمیٹیاں بنانے کا شوق ہے۔ ہر کمیٹی اپنا راگ الاپ گاتی ہے اور دعوی کرتی ہے کہ اس راگ کا یہی وقت ہے۔ ہر ایک رپورٹ میں بقول منطقیوں کے تعارض کا

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال لی ہیں جس پر عمل کرنے پر شخص اعضا کو حرکت دیتے رہتے ہیں نہ کبھی قبض کی شکایت اور نہ بیماری کا اندیشہ ہے تمام اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہیئے اس کے واسطے کتاب میں ۳۴ تصاویر دیکھیں ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں یہ کتاب زیادہ تر بیماریوں کیواسطے مفید ہوگی جو منشی پیشے اور ورزش وغیرہ کرنیکا موقعہ نہ ملنے کیوجہ سے بدہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفائی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

روپیہ مل گیا

[illegible] اس وقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اس لئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارت میں ان کا مقابلہ کریں آپ کا مقصد برنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک معمولی یکصد روپیہ پر حصہ لینے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادائیگی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت [illegible] نہیں ہے۔

برنس ہوم لمیٹڈ ممبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لئے جائینگے

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ مشتہری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت کھو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ ماہر و تجربہ کار نباض الملک حاذق الاطبا کے مشورہ لینے یا ادوائے سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھایئے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچایئے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

مینجر دواخانہ معدن الادویہ کٹھدیا اسٹریٹ لکھنؤ

سالہائے گزشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ہم ذمہ لیتے ہیں مسلسل ظریفانہ و سیاسی مضامین و قصص ملاحظہ فرمایئے لطف اٹھایئے
جلد سنہ ۱۹۱۶ء کے (۹ نمبر) قیمت عہ معہ محصول
سنہ ۱۹۲۷ء کی مکمل جلد قیمت عہ معہ محصول
سنہ ۱۹۲۸ء و ۱۹۲۹ء کی مکمل جلدیں قیمت فی جلد ۲ر معہ محصول
سنہ ۱۹۲۲ء ششماہی دوم کی جلد قیمت عہ معہ محصول

"مینجر"

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے پڑھیئے اور شاعری کی شاہوار استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۲ر
ٹکٹ بھیجدیجئے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے یہاں

آپ کی علمی معلومات میں اضافہ اور آپ کے کتب خانہ کی زینت بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب موجود ہیں جلد آرڈر دیجئے محصول ڈاک بذمہ خریدار ایک روپیہ سے کم فرمایش کے ٹکٹ بھیجیئے۔

موت پر فتح مصنفہ بابو شیو شنکر لال صاحب جس میں ایلوپیتھی و یونانی و آیورویدک نقائص دکھلائے ہیں اور وہ طریقہ علاج بتلایا ہے جس کی تعلیم ڈاکٹر لوئی کوہنی نے دی ہے مصنف کا دعویٰ ہے کہ لاعلاج امراض بھی کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے سے یقینی اور شرطیہ دور ہو جاویں گے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

امراض کس طرح شفا پا سکتے ہیں جملہ معمولی و لاعلاج امراض مثلاً دمہ۔ گٹھیا۔ فالج۔ نامردی جریان۔ استسقا۔ جذام۔ سرطان۔ طاعون انفلوئنزا وغیرہ کا یقینی اور شرطیہ طریقہ علاج مصنفہ بابو شیو شنکر لال قیمت فی جلد ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک

شمیمۃ الاخلاص یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر ایک تنقیدی نظر مصنفہ مولوی سید عبد العزیز اختر ترمذی قیمت ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک

عیار التنقید جس میں کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر تنقید کیگئی ہے مصنفہ مولوی ابو الرشاد اے۔ اے ہاتف لکھنوی قیمت ۵ر علاوہ محصول ڈاک

علم الاخلاق مصنفہ مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ جس میں اخلاق پر فلسفیانہ و عالمانہ و دلچسپ عام فہم انداز بیان میں مفصل بحث کیگئی ہے اخلاقی معلومات و افادہ کا بہترین خزینہ ہے تھوڑی جلدیں رہ گئی ہیں جلد آرڈر دیجئے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

ہدایت الاطبا علے مباحث الاطبا بزبان فارسی دو جلدیں موجود ہیں طبی معلومات کا بے نظیر خزینہ ہے ضخامت ۵۶۲ صفحہ تقطیع کلاں بارہ جلد اسکے قیمت دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

مینجر اودھ پنچ

REGISTERED
LUCKNOW"
1930
OUDH PUNCH
1930
Oudh Punch Lucknow
H. B. Khan Artist Lucknow

توجہ

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی چیزیں نہیں ہوتیں۔ ادبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے ... مضامین کی طرح پھیلانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک طور پر ... دوسرے اس ... کرتے ہیں اودھ پنچ صرف اپنی اشاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر ... نہ کیجئے۔ منیجر کی کمی پر نہیں ... بڑھایا گیا اسلئے کہ ہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی ... والے کی اصلاح ... جو ... تاریخی واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے عرصے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر ملا جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ مانگنے والوں کو معلوم رہنا چاہئیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کیلئے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ منیجر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان صفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لئے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچے روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے تعقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو لکھانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر مزید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہئیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانہ سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہئیے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ ہونگے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی صفحہ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئیے جو کہ ان کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اودھ پنچ لکھنؤ

گا۔ ہمیں خیال ہے کہ منسوخ ہونے کا گمان ہوتا ہے
آمید ہے کہ حضرت کے ادبی شاعت جلد تحریر یہاں
"مستنبات" کا جھیدا ب کھول دیں گے۔ عجیب لہجہ
پہ ہے کہ بعد سے اخیر تک ہی "مستنبات" کا سلسلہ
لاکر چھاپ اینی ترجمہ کی بھی وہی شان ہے جو مستقل
مضمون کی ہے معلوم ہوتا ہے مترجم اور مصنف کا تب
اور صحیح نامہ نگار اور ساتھ ہی ایڈیٹر ایک ہی مدرسہ کے
پڑھنے ہوئے ہیں۔

آج ہمیں ایک دوست کی
عنایت سے ہمدم کی جلد کا چھٹا
نمبر دیکھنے کو مل گیا۔ ایک ہی نمبر میں
ہم تو بیاقت سے مالامال ہو گئے
ہاں یارو تم بھی سنو
ہمارا ریا ہے باقاعدہ
اس نمبر کی ابتداء رازونیاز کی
سُرخی سے ہوئی ہے۔ کہتے ہیں
"جھگ لوٹنا اور نرد ماری گئی"
لکھنؤ کے چوسرباز کبھی "ماری گئی"
کا اعتراف نہیں کرتے وہ یوں کہتے ہیں
"جھگ لوٹا اور گوٹ پٹی"
بعض فصحا یوں بھی کہتے ہیں:۔
"جگ لوٹا اور نرد مری"
مگر کس منڈی کے آزاد قلم فصحا مقلد
نہیں ہو جاتے ہیں وہ کیوں اسکی پروا
کرنے لگے تھے۔ وہ یہی کہتے ہوئے
فرماتے ہیں:۔
"غرض ہر شخص اس فکر میں ہے
کہ اپنے رسوخ اور وقار میں کچھ اضافہ
کر لی جائے۔"
"اضافت" بحالت وقف "اضافہ" ہوتے ہی
ذکر ہو گئی تھی لہذا بحکم نسخ و مسخ اسے پھر تانیث پہنا
بٹھا دی گئیں۔
کہتے ہیں:۔
"برتن کے پانی میں گیس کا جوش ہوتا ہے گیس
نکلنے کے بعد ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی جب

ان کے رگ و پے میں جوش بھرتے ہیں" وہ ہماری پیدا ہو جاتی
ہے گویا دمین آسمان کے قلابے ملا دیں گے"
دیکھا آپ نے اسے کہتے ہیں فلسفی تجربات کی
موشگافی۔ آنو کے پتے ہوتے ہیں اور وہ گرنے کے بعد
خشک ہو جاتے ہیں۔ سر پر بال ہوتے ہیں اور وہ مونڈنے
کے بعد سر گنجے کی ڈانٹ ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح
دوسرے فلسفیانہ مسائل ہمدم بدترین کتنی آسانی
کے ساتھ حل کر دیتا ہے کہ واہی واہ۔ خصوصاً "کیا

تو فصاحت کی جان ہے (چنانچہ دولت بیگم کس منڈی جیاپی
می گرنیہ کہ مشتاں باشد۔ فہمیدی؟) بیچارے "کو"
اور "کے" اور "سکتا" سے بھی واقف نہیں کہ ان کا محل
استعمال کیا ہے۔ ہر قسم کی خوبی بغیر صلاحیت پیدا کیے
اپنی تحریر میں نمایاں کرنا چاہتے ہیں کیا یہ کمال نہیں؟
سرخی لکھتے ہیں "ماں کی لاش کے سامنے گرفتاری"
اور خبر پڑھیے ہیں کہ "والدہ کا انتقال ہوا ڈکیلر صاحب
تجہیز و تکفین بھی نہ کرنے پائے تھے کہ گرفتار ہوئے۔ پولیس نے
ضمانت پر رہائی منظور کر لی مگر ان نے
(معلوم نہیں مردہ نے یا زندہ نے)
پیام بھیجا خبردار کانگریس کی شان
کے خلاف کچھ نہ کرو" یا حواس"
گو ہمدم کی "اسپشل سروس" میں
ایسے ہی حضرات بھرتی ہیں جو "ماں
اور باپ" میں تمیز نہیں کر سکتے۔
عبارت ملاحظہ ہو۔
"ان کی والدہ نے خیال میں ان کو
فوراً پیام بھیجا"
پیام رسانی کا یہ محکمہ بے شک نہایت
جلیل الخدمت ہے جو خیال میں فوراً
پیام پہنچا دیتا ہے جتنے ذرائع کروروں
روپیہ صرف کرنے کے بعد حکومت نے
پیام پہنچانے کے متعلق اختیار کیے
ہیں ان سب میں یہ محکمہ زیادہ عمدہ ہے۔
ہمدم کے اسپشل سرونٹ اسے فوراً
خیال میں پیٹنٹ کروا لیں ورنہ کوئی
حریف خیالی اسے خیال سے اڑا لیجائیگا۔
خیال ایک لمحے میں فلک کے پار
ہو جاتا ہے یہ کمبخت نیا خیال ہے کہ ۵ نومبر کو دماغ سے
نکلا اور ۲۰ نومبر کو ہمدم آفس پہونچا۔ ایسا خیال بطی السیر
اگرچہ بکار حکومت نمی خورد مگر داشتہ چیزے است خوب۔
علی ہذا القیاس گورکھپور سے ۲۱ نومبر کو خبر خیالی تار
پر روانہ ہوئی اور ۲۰ نومبر کے ہمدم میں شائع ہوئی
(اسلیے کہ خاص ہمدم کے لیے روانہ ہوئی تھی) تو بہت جلد
پہونچی! اس تیز ٹیل کی جلد بازی نے ایک کام نہیں کیا

(ست النوع موسیقی) لشلفی مزدور فرشتہ

"مادی گیت روحانی راگ"

راگ بھیرویں۔ تال دھمال

"دیجل بجئیں بج ہوری گھر آئے گھنشام لاگ کہیں لوناچہ وار و پہ وار دہا کے کام۔
صد لے عیب بطلی آج ہوئی کمبخت آدیں شیام الیسے تانے جیار لکھے۔ ہمنچھو بدنام"

پُرجوش بھرتے ہیں" کتنا بامعنی فقرہ ہے۔
حسنِ بیان ملاحظہ ہو۔ (ہمدم کے عنوان اخبار کی بہار)
"لیکن برٹش ڈیلیگیشن اور ہندوستان کے
ہمدرد سے چند روز کا جلا بجھا تو پھونک پھونک کر
پینے والے ہمدرد بھی جانتے ہیں کہ بس یہ وہ ہندوستانیوں
کی قسمت کا فیصلہ کن الفاظ میں لکھا جائیگا"
اللہ ری دلفریبی خصوصاً "ہمدرد کا جلا بجھا تو"

طلسمات ہند و شعبدات حکومت

"پولیٹیکل بازی گر کے کرتب"

بہ نیم کہ تا کردگار جہاں — دریں گھن گھناہٹ چہ دارد نہاں

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال لی ہیں صبح بیدار ہونے پر شروع اعضا کو حرکت دیتے رہئے پھر کبھی قبض کی شکایت نہ ہوگی بیماری کا اندیشہ ہے کہ اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہیے اس کے واسطے کتاب میں ۲۴ تصاویر دیکھیں جن میں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں۔ یہ کتاب زیادہ تر بیوپاریوں کے واسطے مفید ہو گی جو منیم بیٹھے اور ورزش وغیرہ کرنے کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی منافع کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تا کہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

[illegible] ہم ہنسیں گے یا بیٹھا

[illegible] اس وقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اس لئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارت [illegible] ان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک معمولی [illegible] سے پورا ہو گا جو ڈیڑھ سال میں قابل واپسی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت [illegible] ہے

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط اشتہار

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچے کی ارسالگی موقوف کر دی جائیگی
(۳) اشتہار چھپنے کی بابت کسی کی کوئی عذر نہ کیا جائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی سطر اجرت کا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرچے پر دوبارہ پرچہ نہ لئے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس حالت میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ ناموس تجربہ کار کامل الفن و حاذق اطبا کے مشورہ بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ کشوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سالہائے گذشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ہم ذمہ لیتے ہیں سلسل ظریفانہ و سیاسی مضامین و قصص ملاحظہ فرمائیے لطف اٹھائیے

جلد ۱۹۱۶ء کے ۱۰ نمبر قیمت عہ معہ محصول

۱۹۲۷ء کی مکمل جلد قیمت سہ معہ محصول

۱۹۲۸ء و ۲۹ کی مکمل جلدیں قیمت فی جلد ۷ر معہ محصول

۱۹۳۰ء ششماہی دوم کی جلد قیمت سے معہ محصول

"منیجر"

سیاحت ظریف

چھپ گئی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب و دلچسپ نظم ہے پڑھیئے اور شاعری کی استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۲ر ٹکٹ بھیجئے وی پی اور منی آرڈر ممنوع ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے یہاں

آپ کی علمی معلومات میں اضافہ اور آپ کے کتب خانہ کی زینت بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب موجود ہیں جلد آرڈر دیجئے محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار ایک روپیہ سے کم فرمائش کے ٹکٹ بھیجئے۔

موت پر فتح مصنفہ بابو شیو شنکر لال صاحب جسمیں الوپیتھی یونانی و آیورویدک نقائص دکھلائے ہیں اور وہ طریقہ علاج بتلایا ہے جس کی تعلیم ڈاکٹر لوئی کوہنی نے دی ہے مصنف کا دعویٰ ہے کہ لا علاج امراض بھی کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے سے یقینی اور شرطیہ دور ہو جاویں گے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

امراض کس طرح شفا پا سکتے ہیں جملہ معمولی و لا علاج امراض مثلاً دمہ۔ گٹھیا۔ فالج۔ نامردی جریان۔ استسقا۔ جذام۔ سرطان۔ طاعون۔ انفلوئنزا وغیرہ کا یقینی اور شرطیہ طریقہ علاج مصنفہ بابو شیو شنکر لال قیمت فی جلد ۷ر علاوہ محصول ڈاک

تتمۃ الاخلاص یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر ایک تنقیدی نظر مصنفہ مولوی سید عبد العزیز احمد ترمذی قیمت ۸ر علاوہ محصول ڈاک

عیار التنقید جس میں کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر تنقید کی گئی ہے مصنفہ مولوی ابو الرشاد ایم۔ اے ہاتف لکھنوی قیمت ۵ر علاوہ محصول ڈاک

علم الاخلاق مصنفہ مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ جس میں اخلاق پر فلسفیانہ و عالمانہ دلچسپ عام فہم انداز بیان میں مفصل بحث کی گئی اخلاقی مواد و افادہ کا بہترین خزینہ ہے تھوڑی جلدیں رہ گئی ہیں جلد آرڈر دیجئے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

ہدایت الاطبا علی مباحث الاطبا بزبان فارسی چند جلدیں موجود ہیں طبی معلومات کا بے نظیر خزینہ ہے ضخامت ۲۷۶ صفحہ تقطیع کلاں باوجود اسکے قیمت دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

منیجر اودھ پنچ

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

غذائے روحانی
معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ رُخ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے یعنی جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھاتی ہے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوریاں کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے الکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستانی اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
"LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
اودھ پنچ لکھنؤ
۱۹۳۰ء
अवधपंच
लखनऊ
1930
قیمت پیشگی اہل ہند
سالانہ
ششماہی
ممالک غیر
سالانہ
ششماہی
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M B Khan Artist Dogawan Lucknow

توجہ

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے، نہ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ سیاہ دل مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس [illegible] گریہی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور متوکل ہے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ عمر کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت مزاجی کی اصابت بے روک و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج و انکشافات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہئیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا التجا ہے خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب لکھا جائے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانہ سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہئیے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے ہر وجوہ ذمہ دار [illegible]

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اودھ پنچ لکھنؤ

اور مارنے کو بید اُٹھایا۔ حالانکہ میں سہ مرتبہ تمھیں آہستگی
اس بیجا حرکت پر سرزنش کر چکی کیا یہ دلخراش بات نہیں؟

(۲) جب میں اپنے کمرے میں بیٹھ کر لکھتی ہوں تو تم
سمجھتے ہو کہ میں نے تمھیں بیکار اور بے تعلق سمجھ کر
حالانکہ وہ محل میری خواہش سے ترتیب کا خطاب حاصل کرنے
کا مستحق بیگم ہے نہ کہ تم۔ کیا یہ حرکت ایذا دینے
والی نہیں؟

(۳) تمھاری بڑھیا دُھندلی آنکھوں والی ماں جب میرے کمرے
میں آتی ہے تو میری خاص استعمال کرنے کی کرسی پر بیٹھ
جاتی ہے میں نے اس سے بارہا کہا کہ اس کو میری کرسی پر
بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تم اُسے منع کرو۔ مگر تم نے کبھی
نہیں روکا۔ یہ جرم مسلسل ہو رہا ہے اور میں خون کے گھونٹ
پی کر رہ جاتی ہوں۔ آخرکار مجھے مجبور ہونا پڑا اور میں نے
اس چڑیل کا سر ککڑی کی طرح ٹرم کے رکھ دیا۔ اگر تم مہذب
اور شریف ہوتے تو یہ نوبت ہرگز نہ آتی۔ پوچھو مہذب دنیا
سے کیا میں حرکت کرتی ہوں۔؟

(۴) کیا کبھی تم نے یہ خیال کیا ہے کہ میں تمھاری ساری
دولت کی مالک ہوں؟ میں کہتی ہوں کہ ہرگز اگر
تمھارے دل میں انصاف ہوتا تو اپنی تنخواہ میں سے تھوڑی تھوڑی
روپیہ ہر مہینے میری ہی نذر کرتے مالی خبیث ماں کو نہ دیتے
حسین نہ حسن بانی ہے جسکی قدر کی جائے نہ دلفریبانہ
گفتگو ہے کہ دل بہلے۔ آخر اُسے کیا حق ہے کہ تمھاری مرنی
سے فائدہ اٹھائے۔ تمام دنیا سے پوچھ لو کہ جبتک میں اپنی شادی

نہیں کرتا۔ اُس کو اختیار رہتا ہے کہ وہ اُن باپ کو کتنا چاہے
لیکن شادی کے بعد اُسے کوئی اختیار نہیں کہ دل و جان
مالک تمہاں سے کہدینا بہت مشکل ہے مجھے پوری قدرت حاصل
ہے کہ علاوہ اس قرار کی پابندی تم سے کرواؤں بہرحال میں
تمھیں سمجھاتی ہوں کہ سرکاری خیرات خانے میں اُن کی
بی کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ آئندہ وہ ایک حبہ تمھاری تنخواہ
سے نہیں پاسکتیں۔ ہمارے وطن کا دستور ہے کہ تمام منقولہ
فائدہ اُٹھانے کا حق ایک عورت کو اسی وقت تک رہتا ہے
جب تک وہ جوان ہے۔ یہ ایک قدرتی قانون ہے۔ دیکھو
فطرت کی نوازش جوانی ہی تک رہتی ہے۔ یہ ایشیا نہیں ہے
جو حسن کے تدریجی زوال کے ساتھ عورتوں کی منزلت بھی بڑھتا
چلا جاتا ہے۔ اور اسی غیر فطری چلن سے خراب نہیں یہ
انگلستان ہے بس اپنی چڑیل جھرّیوں دار سوالی والی
سے کہدو کہ اپنی سب اوقات کے لئے کوئی سستی ٹھکانے میں
صرف اتنی ہی رعایت کرسکتی ہوں کہ اگر راستے گلی میں
"اللہ بھلا کرے" کرتی اور سردی میں ٹھٹھرتی کانپتی مل جائے گی تو
اس وقت اپنی فیاضی کے جوہر دکھا کے ایک آدھ آنہ اُسے
دیدوں گی اور ہر طرح کے شکریہ کی مستوجب ہونگی۔

(۵) میری جگہ اگر کوئی دوسری عورت ہوتی تو ہرگز یہ
گوارا نہ کرتی کہ اُس کے شوہر کی ماں یوں اپنے شوہر کی لاش
حقیقی کی سنگار میز پر بیٹھ کے اپنے اُتو کیے ہوئے چہرے کی
جھکنیں مٹائے اور دوسرے کی نگاہوں میں قابل عزت

معلوم ہونے کے بے کمال کے گویا تمھاری اس پر کیا حالت
گذرا ہے بیہودہ اسی مقصد سے ایجاد ہوئے ہیں نے کئی
مرتبہ پاجی بچوں کی تمھاری ماں کا بیہودہ شغل کیا اور
تم نے کبھی توجہ نہ کی کیا یہ غیر قابل عفو جرم نہیں؟

(۶) میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے ایک موٹر کی ضرورت
ہے اور یہ ضرورت نہایت آسانی کے ساتھ یوں پوری
ہو سکتی ہے کہ تم اپنے نانا کی ڈبی جو گاڑی جسکی قیمت
پانچ سو پونڈ ہے اور آتش دان پر رکھی ٹک ٹک کرتی
رہتی ہے گروی رکھدو یا گرو کردو۔ مگر تم نے آج تک تعمیل نہ کی
ہم ایک پونڈ کی گھڑی سے کام نکال سکتے ہیں مگر تم نے
عذر کیا کہ جد مرحوم کی یادگار ہے حالانکہ تمھاری بڑھیا
ڈکری ڈائن ڈھنڈورا اپنے باپ کی بہترین یادگار ہے اور
جب تک یہ زندہ ہے تمھیں کسی بے جان یادگار کی نہیں
اپنے مرحوم نانا کی یاد تازہ رکھنے میں مدد دے ضرورت
نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں اپنے دور رہنے والے
دوستوں سے مل جل نہیں سکتی اور ضرورت کے وقت
کرایہ کی کار تلاش کرنے میں وقت ضائع کرتی رہتی ہوں
تمھارے نانا کی گھڑی اسوقت چار سو پونڈ میں بآسانی

فروخت ہو سکتی ہے۔ مجھے روپیہ کی سخت ضرورت ہے
میں چاہتی ہوں کہ کم از کم تین کوٹ سمور کے رکھوں
جو شریفوں کی صحبت میں بیٹھنے کے لیے رکھنا [illegible]
ہیں۔ جب تم اپنی بی بی کی ضرورتیں پوری کرنے کے
قابل نہ تھے تو کیوں تم نے شادی کا حوصلہ کیا۔ باپ
جو اپنا مجھے ان چیزوں کے بغیر ہو رہی ہے وہ برداشت
نہیں ہو سکتی۔ میں نے بہت صبر کیا۔ اگر تمھیں اپنے
نانا سے بہت محبت ہے تو تمھیں ہرگز کسی بی بی کی
ضرورت نہیں۔ اپنے نانا کی یادگار سے دل بہلاؤ۔
میں کسی دل میں اپنی ذات کے سوا دوسرے کی محبت
جلوہ گر نہیں دیکھ سکتی۔

(۷) میں دیکھتی ہوں کہ تقریباً سال بھر سے تم بیمار
رہتے ہو یعنی جب سے میں تمھارے گھر آئی ہوں تم اکثر تمھیں
بیمار پایا۔ شریفوں کا یہ دستور نہیں کہ وہ ہر ہفتے بیمار
ہو جایا کریں اور یہ فرض بھول جائیں کہ عموماً صبح شام
انھیں اپنی بی بی کے ساتھ تفریح کے لیے یا بازار میں
فرمائشیں خریدنے کے لیے جانا چاہیے۔ خدا کا شکر ہے کہ
میں نے اپنی نکیل تمھارے ہاتھ میں نہیں دی تھی ورنہ
تمھارے اس روز کے نخرے کے باعث میری صحت بھی
برباد ہو جاتی۔ میں زیادہ دنوں تک تمھاری بیماری
کا عذر قبول نہیں کر سکتی۔ یا تو بیمار رہنا چھوڑ دو یا پھر
مجھ سے ہاتھ اٹھانا پڑے گا اور بہرکیف قصور تمھارا
ہی تصور کیا جائے گا نہ میرا۔ ضروریات لینے نئے
فیشن کی ایک درجن ٹوپیاں جنکی وضع مختلف ہو
یا فیشن کے مطابق لباس میں تمھارے نام سے
قرض لے لیتی ہوں اور دوسرے دوستوں کے ساتھ
تفریح کر لیتی ہوں میرا کوئی حرج نہیں ہوا لیکن تم
اپنے فرائض پورے نہ کرنے کے قصوروار ہو۔ یہ پوچھ [illegible]
دیتا ہے۔

(۸) یہ بات ضرور ناگوار ہے کہ تم کو نزلہ ہے اور تم
روز میرے پانی پینے کے ظرف میں پانی پیتے ہو کل میں نے
ڈاکٹر سے معلوم کیا وہ کہتا ہے کہ یہ دوسرے کو لگ جانے
والا مرض ہے۔ یہی نہیں بلکہ تم نے نزلے کی شدت میں
میرے منہ سے منہ بھی ملا دیا۔ مجھے اس وقت سے خفیف سا
درد سر محسوس ہوتا ہے۔ اگر خدانخواستہ مرض ترقی کر گیا
تو واضح رہے کہ ضرر رسانی کا دعویٰ نقصان کی کچہری
میں تمھارے خلاف دائر کر دوں گی۔ کیا تم انکار سے
کہہ سکتے ہو کہ انفلوانزا سے بچانے کے لیے جو ناک کا فلاں
مادہ تمھارا ہوا ہے بوسہ لیتے وقت تم نے استعمال کیا
تھا؟ کیا یہ صریحی ظلم نہیں؟ کیا دنیا سے انصاف کا
خاتمہ ہو چکا اب عورتوں پر مردوں کے شدائد یوں ہی
جاری رہیں گے اور کوئی شنوائی نہ ہو گی۔ ہوش کی
دوا کرو۔ از راہ شرافت میں تم کو اس کا موقع دیتی ہوں
کہ میرے پیارے تم ہسپتال میں اپنے واسطے کوئی کمرہ
لے لو اور جب تک بیماری میں مبتلا رہو اس وقت تک
مجھ سے نہ ملو۔

(۹) پرسوں تمھارا بہنوئی مسٹر ٹیلر لونگ میرے
پرائیویٹ کمرے میں تھا۔ تم بغیر اطلاع چلے آئے میں
اسکے منہ سے منہ ملائے ہوئے ایک راز کی بات کہہ رہی
تھی۔ تمھاری مداخلت نے مجھے گفتگو سے باز رکھا۔
ممکن ہے کہ ایشیا میں ایسی عالم فضیلت عورتیں ہوں
جنھیں اپنے ذاتیات پر اختیار نہ ہو۔ یورپ ایسے
نامہذب خصائل اختیار نہیں کر سکتا۔ خیر یہ تو قانونی
بات ہے۔ مگر مجھے شکایت یہ ہے کہ تم نے میری عصمت
میں غالباً اشتباہ کیا جب تو صاف صاف ناک میں
ناک سے سولی تک سلوٹیں پڑ گئیں۔ یہ گستاخی حد
تحمل سے باہر ہے۔ فرض کرو کہ تمھارے شک میں کسیقدر
شائبہ سچائی کا بھی ہے تب بھی ہونٹوں کا ہونٹوں
سے چپکنا کافی وجہ اشتباہ نہیں۔ قانون کی کتابیں
موجود ہیں اور میں ہر طرح اپنی اس توہین کا ہرجانہ یا
مالی عوض پانے کی مستحق ہوں۔ اور تم مداخلت بیجا
کے بھی مجرم ہو اور اشتباہ ملوث کرنے کے بھی۔ یاد کرو جب
تم یکایک بلا کی طرح پٹ کھول کے درانہ چلے آئے تو
تمھارا بہنوئی جو کہ مجھ سے راز کی باتیں سن رہا تھا کسقدر
حقیر نگاہ سے مجھے دیکھنے لگا؟ اسکی نگاہ کہتی تھی کہ
یہی آپ کے شوہر صاحب ہیں جنکی محبت اور جن کے
اخلاق کی مدح آپ اکثر فرماتی رہتی ہیں بیگم صاحب
آپ کو شوہر نہیں ایک وحشی گدھا خاوند کی شکل ملا ہے۔
خدا جانتا ہے میرا جی چاہتا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور
میں سما جاؤں ایسا گنوار بدتمیز خاوند پاگل خانے میں
رہنے کے قابل ہے جو عورت کی پاک محبت کی قدر نہ کرے
اور ایسا گستاخانہ برتاؤ جائز رکھے۔ یہ میرا حق ہے کہ اس
قسم کی باتوں پر (اگر تم سے کسی دوسری عورت کے ساتھ سرزد
ہوں) رشک کروں۔ اس لیے کہ یہ وفا کی علامت دونوں
کی خمیر میں داخل ہے۔ [illegible] معلوم ہوتی ہے۔
اگر تمھاری بہن اپنے شوہر کو لیکر میرے ساتھ باتیں
کرتے دیکھتی اور شکایت کرتی تو ایک بات تھی۔ تم بتاؤ کہ
تمھیں کیوں یہ بے تکلفی ناگوار ہوئی۔ خصوصاً جب کہ میں
اپنے پرائیویٹ کمرے میں تھی۔ اور یہ امر میرے ذاتیات سے
متعلق تھا۔ بہر حال اس کی معافی مطلوب ہے۔ معافی مانگو

(۱۰) ایک ہفتہ ادھر بھی تم نزلہ میں مبتلا تھے لیڈی
ڈور کے یہاں ناچ تھا میں نے تمھیں منع کر دیا تھا کہ تم ناچ
دعوت میں شریک نہ ہو مگر تم ڈاکٹر سے اجازت لے کر شریک
ہوئے۔ اور مجھ سے درخواست کی کہ میرے ساتھ ناچو۔ میں
ایک دوست سے جو واقعی ایک قابل فخر جنٹلمین ہے وعدہ
کر چکی تھی اسوجہ سے تمھارے ساتھ رقص نہ کر سکی تمھیں
یاد ہو گا کہ ناچ کی گردش کے دوران میں کسیقدر بیہوشی مجھ پر
طاری ہو گئی جو تیز شراب کا نتیجہ تھی۔ اس جنٹلمین نے مجھے
تنہا کمرے میں لے جا کے کوچ پر لٹا دیا اور میری کے بٹن
کھول کے دامن سے ہوا دینے لگا۔ مجھے تو ہوش نہیں مگر تم
کہتے ہو کہ تم نے اسے میرے سینے پر منہ رکھے دیکھا اور اسکی
یہ کارروائی تمھیں ناگوار ہوئی۔ میری جان تم کتنے [illegible]
قطعی جاہل بے ادب ہو۔ ناگوار ہونے کے معنی کیا ہیں۔
کیا تم چاہتے تھے کہ میں غش میں پڑے پڑے مر جاتی اور
کوئی تیمارداری نہ کرتا بلکہ تمھیں ڈھونڈھتا پھرے۔
غشی؟ [illegible] وحشت ہے۔ وہ میرا دوست ہے اس نے
میرے ساتھ ہمدردی کی اگر تم کوئی قابل اتنی مہذب
اور محبتی خاوند ہوتے تو یقیناً اسکا شکریہ ادا کرتے جو
تمھاری بی بی سے شریفانہ برتاؤ کیا۔ سینہ پر کان
لگا کے دل کی حرکت اور خون کے دباؤ کا اندازہ لگایا اور
بعض اعضا کو منہ سے چوس کے بھاپ دی
کہ خارجی اثر سے تھوڑی سی حرارت دل کو پہنچ جائے
یہ صحیح ہے کہ تم نے [illegible] سے کوئی ایسا کلمہ نہیں نکالا جو
ناگواری کا مظہر ہوتا مگر کیا انسان کا چہرہ جلی حروف سے
لکھی ہوئی کتاب کے مانند نہیں؟ وہ بھی تاڑ گیا میں بھی پہنچ گئی

میا گاؤں نگاؤں۔۔۔۔ کرتے پھرتے ہیں۔

(۵) روزنامہ نیلم کا فقرہ ہندستانی شرفا پر اعتراض کے ذیل میں اعادہ فرماتے ہیں۔

"لیکن ہمارے یہاں کا وہ دماغ ہے کہ رشی یا دیوی جھکو لے بھی ہوا ہو کہ آ پہنچے تو گورنمنٹ ان لوگوں کو کچھ آزاد کر سکتی ہے۔"

(یہاں سے کسمنڈی کی فصاحت و طبیعت ابھاتی) سے دم دیا۔ زہے معنوی نظرہ۔

واضح غلطیوں کا خلاصہ تھا کیفیر ہو کہ قلم کو فرصت نہیں ملتی۔ روزنامہ نیازی کی معنوی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ حکومت اور رعایا دونوں کو ڈگری مل جاتی ہے۔ روزنامہ صاحب حکومت کو خطاب دیتے ہیں کہ غریب سے رضی رکھنا چاہئیے ہیں اور وطن سلامت مرکز وں کو پولیس کی طرح بدزبانی اور یاوہ گوئی کے ذریعہ سے۔

اگر ایڈیٹر صاحب خفا نہ ہوں تو ہم عرض کریں کہ خدا را ایک ذرا سا جال کی رسی چھوڑ دیجیے۔ روپیہ وقت اور محنت اُمہ کے برباد کرنے میں نہ ضائع فرمائیے۔ میاں افراد سے کر رکھیے۔ جناب کا ذاتی نہیں۔ اچھا کسی دوست یا امیر یا محسن کا

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی روک نہیں سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال ہی ڈالی ہیں صبح چار پائی پر پڑے پڑے اعضاء کو حرکت دیتے رہیے پھر نہ کبھی قبض کی شکایت اور نہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہے گا۔ اعضاء کو کس طرح حرکت دینی چاہیے اس کے واسطے کتاب میں ۴۲ تصاویر دی گئی ہیں کسی اُستاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں یہ کتاب زیادہ تر بیماریوں کے واسطے مفید ہے۔ جو گھر بیٹھے پھرنے اور ورزش وغیرہ کرنے کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے قبض بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صدہا نقول دیکھتے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ محصول ہر کتب فروشوں کے پاس بھی ملے گی۔

ملنے کا پتہ
کرشنا بک کمپنی متھرا

سہی لیکن کام وہی اپنے ذمہ لینا چاہیے جس پر قدرت ہو۔ جریدہ نگاری کا میدان ہے اسکے چونسٹھ فن ہیں اور جو شخص ان تمام فنون سے آگاہ نہ ہو اسکے امکان کی بات نہیں کہ ایک اخباری کاغذ کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھ سکے۔ اسوقت تین اُردو روزانہ کاغذ اخبار شہر میں جاری ہیں انھوں نے انتہائی محنت و شفقت سے تجربہ حاصل کیا ہے وہ یہ دیکھ کے اپنے دل میں کڑھتے ہیں کہ ہم پر لیاس کر کے لوگ دوسرے جرائد پر ہنسیں گے لکھنؤ کی اخبار نویسی پر خندہ وتمسخر ہوتے ہیں۔ نہ تصحیح کا انتظام ہے نہ صحیح ترجمہ کرنے کی مہارت ہے نہ برمحل بات کہنے یا مغز سخن تک پہونچنے کا سلیقہ ہے۔ خدا جانے کس برتے پر یہ سہرم کا سا مشہور پرچہ نکالنے والے صاحب نے جاری کر دیا۔ بات فن اخبار نویسی کے متعلق ہے ورنہ ہمیں تو جناب سے نیاز بھی حاصل نہیں۔ اخبار نویسی کا بے سروپا ہونا گوارا نہیں۔ (باقی آئندہ)

راقم ـــــــــــ دل سوز رفیق ملک

خیالات پریشاں

لی بھگت

"بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی کی گفتگو"

چھوٹے بھائی صاحب "سنیے بھائی صاحب"

بڑے بھائی صاحب "کہو بھیا"

چ: "ہم اور آپ ایک ہی ہیں نہ؟"

ب: "اس میں کیا شک ہے۔ تم روح تم جان تم بڑے بھائی کے دل کی ٹھنڈک تم خنکی چشم"

چ: "واللہ آپ اوپری دل سے کہتے ہیں۔ یہ ہے نری زمانہ سازی"

ب: "کیوں بھیا مزاج آج کیسا ہے جو تم اُکھڑی اُکھڑی باتیں کر رہے ہو"

چ: "بفضل خدا اچھا ہوں۔ اُکھڑی اُکھڑی باتیں نہیں یہ دل میں مدت کے جمع شدہ خیالات ہیں"

ب: "تو بھیا جو دل میں ہے لگے ہاتھوں کہہ ڈالو۔ دل میں کپٹ رکھنے سے بیماری پیدا ہوتی ہے ایمان بھی کینہ پروری کی اجازت نہیں دیتا۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہارا بھائی سینے میں غلام ۔۔۔ کو ۔۔۔ ہمیشہ سے عامل ہوں کہ

کفر ہست در طریقت ما کینہ داشتن
آئین ما ست سینہ چو آئینہ داشتن"

چ: "اللہ ہاں خدا آپ کو ہم چھوٹوں کے سر پر زندہ سلامت رکھے آپ کی ذات سے ابھی بہت امید ہے مگر دُنیا کا دستور دیکھتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ گھر کبھی کا ہر جب ہی مضبوط رہ سکتا ہے جب چھوٹے اطاعت کریں اور بڑوں کی جانب سے بزرگانہ شفقت کا اظہار ہو ورنہ آپ مجھ سے بہتر تجربہ کار ہیں خوب جانتے ہوں گے کہ بھائی ہر ایک کا اصل کا غیر ہوتا ہے۔ یعنی یہ دو ذاتیں جب دو نفس رکھتی ہیں۔ دونوں کے مقتضیات میں تفریق ذات و نفس کے اعتبار سے فرق ہونا ممکن ہے۔ گو فطرت نے خون میں یکساں کیفیت باقی رکھی ہو۔"

ب: "بھیا میں تو ہو گیا بوڑھا عقل ہو گئی کمزور۔ تم گھما پھرا میں خدا جانے کیا کہہ رہے ہو۔ صاف صاف کہو تو سمجھ میں آئے"

چ: "بھائی صاحب یہ نہ فرمائیے۔ آپ خندہ رائے ہیں احقر نے کوئی بات ایسی نہیں عرض کی جو محتاج توضیح ہو۔ خندہ رائے کی عادت حضور کی طبیعت میں داخل ہے مگر خیر۔ میں نہایت صفائی کے ساتھ اس گفتگو کا مآل ابھی ابھی عرض کروں گا۔ اتنا جو کچھ میں نے سمع خراشی کی اُس سے آپ کو اتفاق ہے یا نہیں؟"

ب: "کہہ تو چکا کہ تمہاری رگوں میں بھی خون دوڑتا ہے جو میری رگوں میں ہے"

چ: "بہتر! بالفعل آپ اُن سوالوں کا مختصر جواب دیتے جائیے جو میں پوچھوں"

ب: "لے بھلا یہ بھی ممکن ہے کہ میرے قوت بازو چھوٹے بھائی مجھ سے کوئی بات پوچھیں اور میں ٹال جاؤں"

چ: "یہ فرمائیے کہ میں کون ہوں"

ب: "تم وہی ہو جو ہو"

چ: "صاف صاف ارشاد ہو ۔۔۔ کہ ۔۔۔ مفصلاً آپ کی زبان سے ۔۔۔ حقیقت ۔۔۔ دوسرے بھائیوں کی حقیقت سُننا چاہتا ہوں"

ایک چھوڑ تین تین خطرے

جان بل:- ارے ان تینوں فسادی موذیوں کو کیا کہوں عربی شاعر خوب کہہ گیا ہے ؎ ان فی القہوۃ والتتن والتریاک غنا مزن آنحلتنی اضعفتنی لعن اللہ الثلاثۃ (ایک انگریز ماہر سیاستہ کا قول ہے کہ اکیلا انگلستان اسوقت تین کے نرغے مین ہے)

گر نسیم تست صبح بر چمن بگزشت
کز گل و بوے تو بر تن چو صبح جامہ درید
اصغر علی محمد علی تاجران عطر

ب۔ میاں اب تم منہ کھلواتے ہو تو سنو۔ کچھ دیہات تو نہیں فقط تعلقات پر انحصار تھا۔ ہم نے انھیں اپنے قبضے میں کیا۔ برادری میں سے جو لوگ بڑے عہدے جرموں کا ارتکاب پیشے کے طور پر کرتے تھے انھیں جلاوطن کردیا۔ برادری کے اکثر مفلس تنگ دست اپنے وطن سے بیزار ہو کے خود بھی تلاش معاش ہاں جا بسے۔ اس لیے یہ بستیاں آباد ہو گئیں۔ ان میں بعض قطعات ایسے بھی ہیں جن پر بادر قبضہ کرنا پڑا۔"

ج: اچھا تو کیا اس مکانی افتراق سے خون کا فطری تعلق بھی منقطع ہو گیا

ب: ابھی توبہ کرو۔ ہم نے یہ کب کہا۔ یہ تمھاری بدگمانی ہے۔ کہیں لاٹھی مارے پانی جدا ہوتا ہے یہ تم کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو دیکھو کوئی دشمن نہ سن لے۔ ہمارے دشمن تو ہنسیں گے۔

ج: کوئی ہنسے یا نہ ہنسے اب تو جو بات دل میں مدت سے کھولن پیدا کر رہی ہے وہ زبان تک آگئی۔ بھائی صاحب یہ تو فرمائیے کہ جب سے ہمارا اور آپ کا گھر الگ الگ ہوا ہم سے کوئی کوتاہی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہوئی؟

ب: لا واللہ استغفراللہ تمھارا ایسا بھائی خدا دنیا جہان کو دے۔"

ج: خدا آپ کا بھلا کرے۔ اب یہ ارشاد ہو کہ ہم اطاعت کرتے رہے مگر اس کا انعام بھی آپ نے ہمیں کچھ دیا؟"

ب: ارے میاں کہیں محبت میں لین دین بھی ہوتا ہے مگر ع

حساب دوستاں در دل

تم نے اطاعت کی ہم نے تم کو اپنے گھر میں آزاد خود مختار رکھا کبھی یہ بھی نہ پوچھا کہ تم نے کتنی شادیاں کیں۔ کتنے بچے جنوائے۔ کیا کمایا دھمایا۔ کیا رکھا سیتا۔ کتنا خرچ کیا۔

ج: ہا ہا ہا۔ واہ بھائی صاحب آپ کتنے بھلکڑ ہیں آپ نے بارہا ان اندرونی معاملات میں دخل دیا اور یہ تو فرمائیے کہ ہمیں بارہا آپ کے مقابلے پر آنکھیں نکالنی پڑیں۔ آپ ہماری ذاتی کمائی میں برابر کے حصہ دار تھے۔ برادرانہ محبت کا تقاضا غلامی تو نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ پر کوئی وقت پڑا آپ نے ہمارے بال بچوں کے روپیہ آدمی غلہ ہم سے حاصل کیا۔ بڑے بھائی ہونا اس عمل پر آپ کو یاد آتا ہے جب آپ کے جان مال یا عزت پر آن بنی۔ اور جب کبھی آپ نے بات نہ پوچھی۔ آپ جائدادیں بڑھاتے رہے اور ساری آمدنی کے تنہا مالک رہے بھولے سے بھی خوردوں کو یاد نہ کیا کہ لو بھائی یہ تھوڑا سا ٹکڑا زمین کا تم بھی لے لو یعنی ہم اپنا فرض اطاعت ادا کرتے رہے اور جناب صرف نظر ہی فرماتے رہے کبھی شفقت یا نرمی یا مامتا کی بانگی نہ دکھائی کہ ہم بھی جانتے کہ ہاں بھئی بڑے بھائی صاحب اپنا بی بی سے جنا اور ہمارا لونڈی سے جنا بھول گئے۔ یہیں برابر سے دسترخوان پر بٹھاتے اور سر پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں یہ مثل مشہور ہے دونوں ہاتھ تالی بجتی ہے۔ یہاں مدتوں ایک ہی ہاتھ تالی بجی۔ تو بات کیا ہے بھائی صاحب! قصور معاف ہو تو عرض کروں؟ آپ پرلے سرے کے خودغرض لالچی مطلب دوست نفس پرست بڑے ہوس آدمی ہیں ہر وقت پرایا مال تاکنے کی وجہ سے نت نیا جھگڑا مول لیتے رہتے ہیں۔ ہم ابھی اسی ڈیڑھ بالشت کی جائداد پر قانع ہیں اسی میں پھولتے پھلتے ہیں۔ آپ کا دانت عالم بھر پر ہے۔ ہزاروں آپ کے دشمن ہیں آپ کی جائداد میں ہر ایک سرحد پر ہر گھڑی آفت برپا رہتی ہے۔ پاس پڑوس کے رہنے والے آپ کو بے ایمان سمجھتے ہیں۔ عہد شکن خیال کرتے ہیں۔ بے اعتبار تصور کرتے ہیں یہ شکل پسندی آپ کی طبیعت میں اس قدر خلط ملط ہو گئی ہے کہ ہمیشہ کمینڈ کی بات کہتے ہیں۔ گھات سے خالی کوئی چال نہیں ہوتی۔ دلوں کا ستانا آپ کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ جھانسے جھپٹے میں رکھنا اور کبھی وعدہ پورا نہ کرنا آپ کے خمیر میں پیوست ہے۔

ب: بس بس بس۔ دیکھو تم اپنی حد سے بہت آگے بڑھ رہے ہو۔ ہائیں یہ بزرگوں سے گستاخی کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بگڑ جاؤں۔

ج: بگڑ لیجیے گا تو کیا بنا لیجیے گا آپ ہی بے یار و مددگار ہو جائیں گے اور رہ گئے جو آفتیں اپنے سر لیتے رہتے ہیں ان کا خمیازہ تنہا اٹھائیے گا۔ خوب اپنے دل میں سمجھ لیجیے کہ ہم سے ملے رہنے میں آپ ہی کا فائدہ ہے ہم سے تو پاک باش اور مدارا ذکس باک پر عمل کرنے والوں میں ہیں۔ ہمیں نہ کسی کی دوستی کی پروا نہ دشمنی کا خوف۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ آپ کی مقبوضہ اور محدود قطعہ زمین ہے اور سر پھر کا لسبی بھو کے تیر لیے ذرا نہ آگتا نہیں۔ جو دشمنی کی آگ بھڑکی تو دشمن آپ کو ہم سے لڑتے جھگڑتے دیکھ کے مارے پانی بند کر دیں گے۔ زر بیچ ہو تو جاگئے۔ زر بیچ جیا کہ آج تک کوئی زندہ رہا ہے جو آپ رہ گئے؟ اور حضرت یہ پیچھی پڑا ہم [illegible] میں الگ صرف ہونا اور پیٹ پالنے میں الگ نہ ہو سے ذلت میں بال کی بھی نکل جائے گی یہ مثل مشہور ہے وقت پہ بڑا بیٹا اور کھوٹا پیسا کام آتا ہے پھر برے بیٹے تو ہم ہی ہیں۔ نہ ہم نزدیک آئیں گے نہ کھوٹا پیسا کام دے گا جو ہزار طرح کی بے زبانی سود خواری دل آزاری سے آپ نے کمایا ہے۔"

ب: لونڈے کچھ شامت آئی ہے۔ نہ خوردی رہی نہ بزرگی؟"

ج: اجی خوردی بزرگی حق حقوق کے معاملے میں کہاں رہتی ہے۔ وقت پہ بات منہ سے نکل گئی اب تو ہم اپنے گھر کے آزاد مالک مختار ہیں۔ محض پرانے رشتے کے تعلق سے آپ مروت کرتے تھے۔"

ب: تو بھائی یہ کونسا محل اس قسم کی بے مروتی ظاہر کرنے کا ہے۔ ہائیں تم ایسا بگڑے کہ ع

ہم سے کچھ میل ہی نہ تھا گویا / ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا گویا

ج: بھائی صاحب۔ آپ کی رعایا آپ کے قابو میں نہیں ہے قابو میں رہتی ہی کیونکر آپ نے تو اس کا ناطقہ زیادہ طلبی اور قابو پرستی کے حیلوں سے تنگ کر دیا۔ وہ اوب گئی۔ کچھ لوگ آپ کی رعایا میں سے ہمارے ملک میں مزدوری دستکاری تجارت زراعت کے لیے چلے آئے تھے انھیں ہم نے اپنا کام لے کے نکال باہر کیا۔ اس پر ایک شاخسانہ داد و فریاد کا دھوم مچا ہوا ہے۔ ایک گماشتہ آتا ہے وہ باقی ماندہ آدمیوں کو بھڑکاتا ہے دوسرا کارندہ آتا ہے وہ فرفراتا ہے آپ بھی بارہا اس کی پرچہ لیتے ہیں خط پہ خط تار پہ تار دھمکی پہ دھمکی۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ یہ کارروائیاں روزمرہ رعایا کی تسلی کے واسطے کی جاتی ہیں ان میں حقیقتاً کوئی دھمکی نہیں نہ آپ ایسے احمق ہیں کہ ہم سے بگاڑ کے اپنا ادھار بیکار کر لیں گے لیکن حضرت یہ تل پھوڑتے تحقیقات کے بہانے لوگوں کا آپ کی طرف آنا اور پوچھ گچھ کرنا۔ ہمارے وقار میں خلل ڈالتا ہے۔ [illegible]

"بسگ باش و برادر خورد مباش"

نہ آج کو ہم آپ کا برا مانتے نہ ان دہاڑوں کو یہ نوبت پہنچتی خیال تو کیجیے آخر ہم بھی تو اسی بے مروت باپ کے بیٹے ہیں جس کے لطفے آپ جب تک بیل تھے اس وقت تک دبڑ و گھسڑ رہے۔ اب نہیں رہتے۔ اب تو ہمیں آپ کا محاسبہ کرنا ہے کہ آپ نے جو سیکڑوں مرتبہ ہم سے مدد لی اپنے مقبوضات کا دائرہ بڑھایا خوب ٹھاٹھ میں پیسا پھیلا کے سر سے خوب روپیہ کمایا اور جب

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی تدابیر نکال لی ہیں یعنی جسمانی ورزش یعنی اعضا کو حرکت دیتے رہنے سے پھر نہ کبھی قبض کی شکایت اور نہ دیگر بیماریوں کا اندیشہ ہے ۔ اعضا کو کس طرح حرکت دینی چاہیے اسکے واسطے کتاب میں ۴۴ تصاویر دیگئی ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں ہے کتاب ہر بیماری کے واسطے مفید ہے گو خرچ ورزش وغیرہ کرنیکا موقع نہ ملنے کیوجہ سے بدہضمی بواسیر و دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اسکے مطابق عمل کرکے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی صفائی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات دجاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت کھو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ مشورہ تجربہ کار کامل الفن اور حاذق اطبا کے مشورہ لینے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرماکر فائدہ اٹھایئے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچایئے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے ۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سالہائے گزشتہ کے مجلدات اودھ پنچ

کتب خانہ کی زینت اور معلومات کی وسعت کا ہم ذمہ لیتے ہیں مسلسل ظریفانہ و سیاسی و ادبی مضامین قصص وغیرہ ملاحظہ فرمایئے لطف اٹھایئے

جلد سنہ ۱۹۱۶ء نے (۱ نمبر) قیمت عہ معہ محصول

سنہ ۱۹۲۷ء کی مکمل جلد قیمت ئعہ معہ محصول

سنہ ۱۹۲۸ء و ۲۹ کی مکمل جلدیں قیمت فی جلد ئے ر معہ محصول

سنہ ۱۹۳۰ء ششماہی (دوم) کی جلد قیمت سے معہ محصول

"منیجر"

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب و دلچسپ نظم ہے پڑھیئے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۲ر ٹکٹ بھیجئے وی پی اور منی آرڈر بھیجئے ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سودا پیسہ مل گیا

تو بھی اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک ملک کا ہر بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اسکی ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی ادارے قائم کریں آپ کا مقصد برنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک روپیہ ماہوار یکمشت روپیہ جمع کرنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں واپس ادا ہوگی ہے ۔ قواعد آسان منافع معقول ہے طلب کریں اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کریں نقد نقصان مزید ہونا ممکن نہیں ہے

برنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا ۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دیجائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی ۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا ۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لئے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے یہاں

آپ کی علمی معلومات میں اضافہ اور آپ کے کتبخانہ کی زینت بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب موجود ہیں جلد آرڈر دیجیے محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار ایک روپیہ سے کم فرمایش کے ٹکٹ بھیجیے ۔

موت پر فتح ۔ مصنفہ بابو شیو شنکر لال صاحب جسمیں ایلوپیتھی و یونانی و آیورویدک نقائص دکھلائے ہیں اور وہ طریقہ علاج بتلایا ہے جس کی تعلیم ڈاکٹر لوئی کوہنی نے دی ہے مصنف کا دعویٰ ہے کہ لاعلاج امراض بھی کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے سے یقینی اور شرطیہ دور ہو جاویں گے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

امراض کس طرح شفا پا سکتے ہیں ۔ جملہ معمولی و لاعلاج امراض مثلاً دمہ ۔ گٹھیا ۔ فالج ۔ نامردی جریان ۔ استسقا ۔ جذام ۔ سرطان ۔ طاعون انفلوئنزا وغیرہ کا یقینی اور شرطیہ طریقہ علاج مصنفہ بابو شیو شنکر لال قیمت فی جلد ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک

شمیمۃ الاخلاص ۔ یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر ایک تنقیدی نظر مصنفہ مولوی سید عبد العزیز احمد ترمذی قیمت ۸ر علاوہ محصول ڈاک

عیار التنقید ۔ جس میں کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب پر تنقید کیگئی ہے مصنفہ مولوی ابو الرشاد ایم ۔ اے ہاتف لکھنوی قیمت ۵ر علاوہ محصول ڈاک

علم الاخلاق ۔ مصنفہ مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ میں اخلاق پر فلسفیانہ و عالمانہ و عجیب عام فہم انداز بیان میں بصراحت بحث کیگئی ہے ۔ اہل ذوق کی معلومات و افادہ کا بہترین خزینہ ہے تھوڑی جلدیں رہ گئی ہیں جلد آرڈر دیجیے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

ہدایت الاطبا علی مباحث الاطبا ۔ برہان فارسی کی جلدیں موجود ہیں طبی معلومات کا بے نظیر خزینہ ہے ضخامت ۲۷۶ صفحہ تقطیع کلاں باوجود اسکے قیمت دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک ۔

منیجر اودھ پنچ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب پر نے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صد ہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صد ہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ نادر اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
LUCKNOW
1930
OUDHPUNCH
अवध पंच
1930
Oudh Punch
M B KHAN ARTIST DOGAWAN LUCKNOW

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں ہرزلی کی [illegible] نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں چھپتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ [illegible] مضمون [illegible] طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے [illegible] کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر یہی اودھ پنچ صرف اپنی لطافت و بلاغ اور متعوقیت سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر شکایت بجا ہے۔ نہ عمر کی کمی پر شبہ پیدا ہو جائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت۔ پیرایے و رعایت نکتہ چینی پنچ تمام نکات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائےگی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہئیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر فریدیتین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ توہم کر نہیں سکتے کہ ڈاک صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تحکم طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا نتیجہ یہ خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہئیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہئیے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے [illegible]

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک اُن میں نہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات [illegible] خط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئیے جو کہ آن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اسکی خبریں پہونچی ہیں د ... اتی کرس ہم
... موں رہتے ہیں ان تک یہ ... نہیں۔ آپ
تو جانتے ہی ہیں وہ کیسے صلح جو امن پسند آدمی ہیں۔
بلکہ دو چار مہینے ادھر تو انھوں نے آپکو آنکھیں
نکال کے نصیحت بھی کی تھی کہ بوڑھے گھر سنبھال بیٹھ
کے بل نہ چل۔ تجھسے گھر کا انتظام نہیں ہو سکتا اور
ایک تازہ بلا نازل ہوتی رہتی ہے بھلا یہ بھی کوئی زمینداری
ہے۔ اگر یہی حال رہا تو مجھے بنات خاص تیرے گھر کے
معاملوں میں دخل دینا پڑے گا۔ اسوقت تو زمانہ اتنا ہے
انصاف اور عدالت کو اخلاق کے طبقوں روند کے
پھینک دیا ہے۔ خبریں ملتی رہتی ہیں کہ آج اس
کھیا کو جیل بھیجا ہے کل اس کے گھر پر چھوٹا
مقدمہ بنایا۔ پرسوں کسی غریب کا گھر بار لٹوا دیا۔ ارے
مظلوموں کی آہ کو گوز شتر سمجھ کر نہ زمین کا ... آسمان کا
یہ آہ ہے سینے سے نکلی کہ سیدھی آسمان تک پہونچی اور
عرش الٰہی کو ہلا دیتی ہے۔ تو بھائی صاحب قبلہ کہیں ایسا
تو نہیں کہ ہمارے شریک کرنے میں بھی کوئی گمشدہ ہماؤ
عمر بھر بڑے اڑانے کے بعد آپ ہمیں ... کے نفع کے
سودے میں نہیں نقصان کی مجلس میں شریک فرمانا
چاہتے ہوں کہ آؤ بھائی مرگ انبوہ جشنے دارد۔ ہم
ڈوبتے ہیں تم بھی ڈوبو"
ب۔ یہ میاں تمھیں تو وہم کی بیماری بھی ہے۔ بندہ کمزور
نہیں بے وقوف نہیں۔ مفسد رعایا اور دوست نما دشمنوں کا

تو ذکر تو اس لیے کیا تھا کہ تم اس بڑے سودے میں
خود ہی شریک بننا چاہتے تھے پس تمھیں اور شرکت ادھر کی
طبیعتوں سے تمھیں مطلع کر دوں۔ ورنہ ہماری جلدی کی
کوئی خاص نہیں۔ زمیندار ی تو میاں تم جانو اس کا
جھمیلوں کا مجموعہ ہوتی ہے وہ کون زمیندار ہے
جسکی جائداد میں اس قسم کے مفاسد برپا نہیں ہوتے
پھر کیا جوؤں کے ڈر سے کوئی گدڑی چھوڑ دیتا ہے۔
مثل مشہور ہے ؎

داغ عشق تمارسی جاسے زلف پریشاں
کہ ایں معاملہ با خاطر پریشاں نیست

نہیں بہت ہو جانے دو یہی مجھسے تو شرکت کرنا ورنہ تمھارا
کیا بگڑے گا؟ یہی نہ کہ دس پانچ آدمی لڑائی جھگڑائی
میں کھیت رہیں یا کوئی چوری چھپے انھیں مار ڈالے
پھر یہ کون سی بڑی بات ہوگی۔ آج اگر تمھاری دنیا کی
میں اسی قسم کی آفت کسی بات پر نمایاں ہو تو تم کیا کروگے؟
وہی جو میں کر رہا ہوں۔ دوسرے جب تمھارے ساتھ میری
ذات بھی بند ھی ہوئی ہے تو آفت مشترک ہوگی۔ پرواہ نہ
جو کی گئی ہے اس میں تم بھی شریک ہو کے تماشا دیکھو اور
جو بات سمجھ میں نہ آئے مجھ سے پوچھو میں آئینہ تقریر میں
صورت حال کی تصویر کھینچ دوں گا۔ اب رہی ماموں جان
کی بکواس تو بیچارے سٹھیا گئے ہیں بہت امن امن پکارتے
ہیں پہلے اپنی تو خبر لیں سنتا ہوں کہ ہزاروں زندہ
آدمی انھوں نے آگ کی نذر کر دیئے۔ یہ ہے تہذیب سیہی
خورش فضیحت دیگراں را نصیحت
وہ بیچارے ہیں کیا ایسے ماموں میں نے بہت دیکھے ہیں
سانپ کو بھی تو ہندوستانی عورتیں ماموں کہتی ہیں چنانچہ

جان صاحب ... بہت ... کر
اور بھی ... ہیں ...
چھوٹا موٹا اتنا مقدمہ ... میں ... لیا
میرے خانگی امور میں دخل دینے کا ان کو حق ہی کیا ہے!
وہ جانتے بھی نہیں کہ رعایا کیا خلاف سے ذہین
کیسے نکر فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ بھی مجھے تو ... کا
جو میری طبیعت اسوقت گھبراتی ہے جب گھر میں کوئی
ہنگامہ ہو۔ موذیوں نے اگر سر اٹھایا ہے تو اسکا
خمیازہ بھی اچھی طرح بھگت لیا۔ ہزاروں کو میں نے
صاحب سے رپورٹ کر کے جیل خانے بھجوا دیا۔ ذرا پالیس
رہ گئی جھگڑا لو گوشتے اور دیکھا بیٹے ہیں۔ میں ایسے
دھمکیوں سے نہیں ڈرتا۔ ابھی مجھے تو اپنے مطلب سے
کام ہے۔ دنیا جائے جہنم میں۔ میرے سچے بہی خواہ
سلامت رہیں جو میرے اضطراب میں تشدد کو جو حیل
بے وقوف کی طرح مصلحت پر مبنی سمجھ کے شاباشی
دیتے اور للکارتے رہتے ہیں ؎

سمن لغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ ۱۵۱ دیوانی ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب منصف صاحب بہادر بسوان مقام سیتاپور
مسماۃ امرائی کنور بیوہ برجموہن لال قوم برہمن ساکن ...
پرگنہ تحصیل بسوان ضلع سیتاپور ... ... مدعی

بنام

شیوچرن ... معاعلیہ
شیوچرن ولد سیوں رام قوم برہمن ساکن چندورہ پرگنہ
بنام ... تحصیل فتح پور ضلع بارہ بنکی ... ... معاعلیہ
ہرگاہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت ... کے دائر
کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ... ماہ جنوری ۱۹۳۱ء
بوقت ... اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار
واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب
دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات
کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ
وہی تاریخ جو تمھارے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال
قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب
کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر
استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش۔
مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری
تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔
آج بتاریخ ... ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا
تنبیہ تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ بیان تحریری تاریخ ۲۳ ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء تک گذرانو

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری (ہفتہ) ... (دس بجے)

باتصویر اخبار

مشیر سلطنت کا دوبارہ اجرا

دارالسلطنت دہلی سے جو انتظامات کے ساتھ اب بالاستقلال
شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ ہر ہفتہ بہترین ملکی سیاسی اقتصادی
علمی اور ادبی مضامین کا گنجینہ ہوتا ہے چار صفحہ پر باکس کی تصویریں
اور رنگین بلاک کے انوکھے ٹائیٹل کے ساتھ آپ کی خدمت
میں حاضر ہے۔ تقطیع $\frac{20\times30}{4}$ ۳۶ صفحے پر بہترین طباعت اور کتابت
میں نہایت شان و خوبی کے ساتھ ہفتہ وار نکل رہا ہے جو صرف
سے رسالانہ دیکر منگا لیجیے۔

چندہ سالانہ ... للعہ ... سہ ماہی للعہ ... ششماہی للعہ
ایک کاپی ۳ر غیر ممالک للعہ

مینیجر مشیر سلطنت ۳ قرول باغ دہلی

... لذت النساء باتصویر

ترکیب کو طریقین کی
مباشرت میں بہت دخل
ہے کہ کسقدر ... لے
اور باقاعدہ زندگی کا
لطف اٹھانے کی بہت سے
لطف مخفی تصویر
دیکھیے ... ہے

انسان سب کی نظروں سے پوشیدہ

جب کوئی دیکھ سکے کوئی نہ دیکھے کتاب ... کا
کا عامل ... جس میں ... عمل ...
اگر کوئی عمل ہے ... ایک ...
یہ اگر ... ایک ...
عملی کتاب کا منگا کر آزما دیں۔
قاضی زاہد حسین ... ضلع ...

فکر نہ ہا تہ ادبی ہے رگ گلو باقی

ج " واہ بھائی صاحب خوب آپ کہدیتے ہیں مشہور ہے کہ رعایا مثل اولاد کے ہوتی ہے آپ کس دل سے غریبوں کا خون اپنی گردن پر لیتے ہیں بھائی صاحب یہ نہ سمجھیے کہ جو لوگ آپ کو ختم کرنے کے پھانسیاں دلوانے مقدمہ چلوانے کی صلاح دیتے ہیں وہ آپ کے دوست ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ساری دُنیا آپ کے دشمنوں کا مسکن ہو جائے گی اور آپ کو رہنے کا ٹھکانا کہیں نہ ملے گا۔ کوئی روادار نہ ہوگا کہ آپ اُس کے دروازے پر کھڑے بھی ہو جائیں۔ اگر میرا کوئی بے وقوف دوست اس قسم کا مشورہ مجھے دیتا تو آپ کے سر عزیز کی قسم اُس مردود کو پاگل خانے بھجوا دیا یا کانجی ہوس کی سیر کراتا۔ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی رعایا نہتی نموہی کا اہل جاہل ہے۔ جو جال میں بچھاؤں گا اُس میں پھنس جائے گی واللہ بھائی صاحب یہ بخیریت ہے ؎

پشہ چو پر شد بزند پیل را ۔۔۔ با ہمہ تندی و صلابت کہ اوست

مور چگان را چو فتد اتفاق ۔۔۔ شیر ژیان را بدرانند پوست

اگر حقیر سے حقیر جانور اتفاق پر کمر باندھ لیں تو قوی سے قوی جانور کو زیر کر لیتے ہیں۔ زہریلے جانور اکثر حقیر اور کمزور ہی ہوتے ہیں مگر خدا بچائے اُن کے ننھے سے ڈنک سے جسکے آگے بم کا گولا پستول بندوق اور تلوار کی کوئی حقیقت نہیں۔ آپ خود ہی غور فرمائیے کہ یہی حقیر رعایا تھی جسکی بہادری سے بارہا آپنے کام لیا اور دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیے تھے اگر کوئی لڑانے والا اس مل گیا تو کیا وہی بہادری پھر عود نہ کرے گی؟ دوسری بات یہ کہ تعداد کی کثرت بھی ایک نعمت ہے۔ مینڈک ایک بے ضرر اور بے زبان کمزور اور ناتوان جانور ہے۔ مصریوں پر جب فرعون کے وقت میں عذاب نازل ہوا تو آپنے دیکھا کیا ہوا۔ واللہ عجب دل لگی تھی۔ روٹی بچائی نوالا توڑا۔ مُنہ تک آتے آتے وہی نوالا مینڈک بن کے اُچک گیا پانی کا گھونٹ مُنہ میں لیا اور مُنہ میں مچھلی کی مینڈک کی پھدکنے لگی۔ اسے آپ اللہ میاں کی دل لگی بازی سمجھیے یا عذاب مگر جنبا دو بھر ہو گیا زمین سے آسمان تک جدھر نگہ نظر کرتے تھے مینڈکوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ پھر میاں فرعون بڑے صاحب فکر و تدبیر تھے تو ان حقیر جانوروں کا خیلے دانت بھی اکثر نہیں ہوتے مقابلہ کر لیا ہوتا۔ بہرکیف آپ کی چالوں سے مجھے ڈر لگتا ہے۔

ب " میاں دیر آید درست آید "

ج " پھر وہی تکلم کی بات۔ اجی خدا کے لیے خود دوستوں سے تو بازیگری نہ کیجیے "

ب " کہہ تو دیا پنچائتیں ہونے دو۔ حال اور قیل و قال سے تمام بھید تم پر کھل جائینگے "

ج " تو اس سے مجھے کیا فائدہ ہوگا "

ب " اُف کتنے بے صبر کتنے بدگمان کتنے تھوڑدلے کتنے پاجی ہو "

ج " حضور بڑے ہیں جو جی میں آئے فرمائیں۔ بڑوں کی بڑی بات "

نوٹس نسبت بلحاظ نے وجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت جناب سید حسن ارشاد صاحب بہادر منصف اکبرپور مقام اکبرپور
مقدمہ ابتدائی نمبری ۱۴ سنہ ۱۹۳۰ء
سکھ بہادر سنگھ .... مدعی

بنام

مسماۃ بیوناکنور .... مدعاعلیہ
بنام مسماۃ بیوناکنور بیوہ تہبر سنگھ ساکن موضع ستھانی حال وارد اکبرپور پرگنہ اودھ ضلع سلطانپور۔

ہرگاہ مسمی مدعی نے درخواست اس عدالت میں گذرانی ہے کہ ڈگری قطعی حسب آرڈر ۹ سو قاعدہ ۱۳ ضابطہ دیوانی کرادیجائے لہٰذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت دس بجے بتاریخ ۱۰ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ۔ اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں سماعت کیجاوے گی۔

بتاریخ ۱۳ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت	دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصفی اکبرپور ۱۰ بجے سے چار بجے تک۔

حسب آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ و ۲۱

سمن بغرض قرار دادا امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۲۴۰ سنہ ۱۹۳۰ء
عدالت جناب منصف صاحب بہادر سافر خانہ مقام سلطانپور
چندی دوبے ساکن پورہ لوسنی مرزا پور پیم شاہ پرگنہ و تحصیل مسافر خانہ .... مدعی

بنام

بینی مادھو وغیرہ .... مدعاعلیہ
بنام مسماۃ راجدی زوجہ گیشر پانڈے ساکن ہتھا پرگنہ ڈلمئو تحصیل طرب گنج ضلع گونڈہ حال مقیم موضع .... پور پرگنہ اسول .... مدعاعلیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دخلیابی کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۹ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوے مدعی مذکور کی کرو اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ کل دستاویزات کو جن پر تم بتائید اپنی جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۲ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

تنبیہہ۔ تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ بیان تحریری بتاریخ ۹ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء تک گذرانو۔

مہر عدالت	دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر ۱۰ بجے سے چار بجے تک

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۰۴۳ سنہ ۱۹۳۰ء
بعدالت خفیفہ منصفی بلگرام مقام بلگرام ضلع ہردوئی
ماتا جسودا بیوہ سیتارام قوم کلوار ساکن موضع گنکار امیر پرگنہ ملانواں ضلع ہردوئی .... مدعی

بنام

سیکو ولد بدلیو قوم کمہار ساکن موضع مرزا پور پرگنہ ملانواں ضلع ہردوئی
بنام سیکو ولد بدلیو قوم کمہار ساکن موضع مرزا پور پرگنہ ملانواں تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی .... مدعاعلیہ

ہرگاہ مدعیہ نے تمہارے نام ایک نالش بابت مبلغ ... اصل معہ سود بابت ہنڈی/نوٹ کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۴ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۱ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت	دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصفی بلگرام ضلع ہردوئی ۱۰ بجے سے چار بجے تک

گل صبحدمے بجود برآشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بدعہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر بر زد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت
اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر سازان لکھنؤ
سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہار باغ ناپائدار ہے۔ اور اسکی خوشبو پائدار ہے

"اعجاز آبیاری فکر"

"گلہائے قالی (قالیں) میں بہار پیدا کر رہے ہیں"

رجسٹرڈ نمبر اے ۸۳

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے ہیچ مدانوں کو گوّیا بنا دیا

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No.
"LUCKNOW"
1930
OUDHPUNCH
1930
M B Khan Artist Bodawan Lucknow

توجہ

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی غرض نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ ... کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے ... گریہ ہیں اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور متوکلت سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ جی کی کمی پر تیوری پر بل ڈالیے۔ پڑھا ئیے اس لیے کہ گوہر ہر حرف میں ... بلکہ افادات کی جدت اور ... بے روک ٹوک نہایت شگفتہ یعنی صحیح نتائج و اکتشافات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و اعلیٰ ... انشاء اللہ سال بھر کے پرچے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ ہفتہ کے اندر بقیہ روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حیثیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تحریک طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا انتہا یہ ہے خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے مشتہرین قابل تحریر ... ذمہ دار ...

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حق از قسمیں ہونکتا تھا ۔ خلک اللہ من کس کا کام صد سالہ اسلام ولاوہ اٹنا ہو کیجیے جب ترک آستین میں بُت سنگ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے تھے اگر وصال پیچیدہ زاتھ کھول کے ٹھاڈ پڑھتے) کا حکم نہ وارد ہوتا تو کہیں آستین کا چھپا ہوا بت چہرہ سے نقاب نہ اُٹھا ۔ یوں ہی پہلا اور خدا کی پرستش جاری رہتی ۔ جیسے صاحب ؎

مسجد کے آس پاس خرابات چاہیے
بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے

مسجد زیتون وصندل میں اور سادہ ماکش کی مالا میں کچھ زیادہ فرق نہیں حق جاسوسی ۔ دام رام جپنا سرکاری مال اپنا ہضم کے ادا کیجیے ۔ ؎

جاسوس صاحب کی کوئی ادا ہماری سمجھ میں آئی

بدقت می گواں فہمیدہ معنی ہاے نازِ او
کہ شرح حکمت العین است مژگان رسا او

یعنی ذیل کے شعر کا مطلب جو عنوان صفحۂ اول ہے واضح نہ ہوا ۔ فرماتے ہیں ؎

ہم بیت کہ آوازۂ منصور کہن شد
من از سرِ نو تاب دہم دار و رسن را

بھلا اس بیت کی ضرورت کیا تھی ؟ منصور نے اپنی اوچھی طبیعت اور بے صبری کی بدولت وہ کہہ دیا جو نہ کہنا چاہیے تھا آخر دار و رسن کا سامنا ہوا ۔ سکا کے حسبِ خواہش گفتگو کرنے اور مزاج گوئی میں یہ دلی کے ہوتے خدانخواستہ " دار و رسن " سے آپ کی ملاقات کیوں ہونے لگی تھی وہ تو نصیب دشمناں ہو چکی ۔ ہاں دار و رسن کے واسطے دو سرے گلے اور دشمنوں کے جسم زیادہ موزوں ہیں ۔ ظاہر ہے کہ منصور مرحوم نے دار و رسن کی بارگاہ میں اپنا گلا نذر کے طور پر پیش کیا تھا نہ دوسروں کا ۔ یوں کہتے ؎

سودا ہوا ہے مرغِ زریں کے شکار کا
پھندا بنا رہا ہوں گریباں کے تار کا

تو مناسبت پیدا ہو جاتی ۔

جیسا کہ ہم کہہ چکے صفحے کے طول میں داہنی طرف ایک عورت کی تصویر ہے جو کمبخت بال کھولے کھڑی ہے ۔ چند پھولوں کے درخت ادھر ادھر ہیں گویا بہار آئی جنون کا کیڑا دماغ میں سرسرایا پاگل خانے کا دروازہ کھلا پا کے یہ سٹرن نکل آئی ۔ تصویر کا عنوان ہے : " حب وطن " اور نیچے یہ شعر لکھا ہے ؎

جو عدوئے باغ ہو برباد ہو
آشیں یا گلچیں ہو یا صیاد ہو

معلوم نہیں عدوئے باغ کون ہے اور گلچیں کہاں رہتا ہے ۔ عدوئے باغ تو وہ ہے جو خواہ مخواہ کے جھگڑے پیدا کرے اشجارِ باغ میں آبیاری کی مہلت ہی لوگوں کو نہ دے پھول مرجھا کے سوکھ جائیں ۔ نگرانی ہو نہ سکے اور گلہریاں پھولوں پر چوٹ کریں چمگادڑ اپنا پیٹ بھریں ۔ واللہ جاسوس صاحب آپ کوسنے کاٹنے میں بے احتیاط ہیں ۔ کوسنا دینے کے وقت یہ تو کہہ دیا ہوتا :-

" ہم چھٹ باقی سب برباد ہوں " کیا معنی کہ اسی نمبر میں آپ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کی پرانی جنگ کے تفاصیل دُنیا کو یاد دلا کے " زخم کہن تازہ " فرما دیا اور جنگجو نفاق پسند ہندو مسلم کے واسطے دار و رسن تک کی پوری از سرِ نو پٹی ہے ۔ مگر صاف صاف کہہ دیجیے کہ ؎

نہ لیست کہ دماغ جدل بیہودہ بے شد
ناخن زدہ من تازہ کنم ریش کہن را

تو لفظ جاسوس کے منافی ہوتا ۔ اس لیے آپ نے اپنے نزدیک ایک نیا ڈھنگ ایجاد کیا ۔ حالانکہ سی آئی ڈی اس فن کی پرانی مشاق ہے ۔ بھلا حق جاسوسی وہ کیا ادا کرے گا جو یوں بالاعلان اپنے مقاصد کا ڈھنڈورا پیٹے ۔ سرورق کا اجمالی ریویو ختم ہوا ۔

دوسرا صفحہ لیجیے ۔ ہائیں ۔ یہ دل مفلس کی طرح مضمون کی نعمت سے خالی ہے اچھا تیسرا صفحہ دیکھیے جو حقیقت میں پہلا صفحہ ہے اس پر ہمارے دوست کیفی صاحب کی نظم ہے جیسے درزی کی سوئی کہنا چاہیے جو گزی گاڑھے مخمل کمخواب میں کوئی امتیاز نہیں کرتی سیتی چلی جاتی ہے ۔ اسوقت اسکی مناسبت سے ہم تعرض نہیں کرتے ۔ ورق اُلٹیے صفحہ ۲ یا ۴ (بشمول سرورق) معائنہ فرمائیے ۔ یہ کیا ہے ؟ " شذرات " ہیں ۔ شذرات میں حافظ ہدایت حسین (بیرسٹر) کی تحریر کا اقتباس ہے ۔ حافظ صاحب تعزیرات ہند کے بھی حافظ ہیں اور قرآن کے بھی سمو یا ہوا ایمان رکھتے ہیں ۔ آپ نے بقول جاسوس جریدۂ ہمت کو ایک واقعہ لکھ بھیجا کہ : " میں ایک روز کے واسطے قاہرہ گیا تھا ایک ہندو صاحب بھی جہاز سے اُترے اور وہ بھی میرے ساتھ قاہرہ گئے ۔ جب اُنھوں نے پورٹ سعید میں مصری جھنڈا عربی زبان کی عبارت میں لہراتے ہوئے دیکھا تو جوش میں بیخود ہو کے فرمانے لگے کہ کاش وہ دن جلد آئے کہ ہمارے ملک میں علیحدہ جھنڈا ہو اور اُسپر سنسکرت زبان میں آریہ ورت کا نام درج ہو "

حضرت جاسوس نے اس متن متین پر حاشیہ تحریر فرمایا : " جو قوم خانۂ کعبہ پر اوم کا جھنڈا بلند دیکھنے کا خواب دیکھتی ہو ...... اُس کے ایک فرد نے صرف اسی پر کتفا کیا تو احسان کیا "

مگر ہم پوچھتے ہیں کہ " ایک ہندو " (مجہول الحال) کی دلی آرزو کیونکر دریافت کی جناب حافظ صاحب نے ۔ آپ نے کم از کم اُس ہندو کا نام ہی معلوم کر لیا ہوتا ۔ اسلیے کہ ہمارا میثاق کی تردید سازی کی ترغیب میں لطافت ضرور کیا ۔

اجلاس جناب بابو گوبند رام بھوشن جیتر جی صاحب بہادر سب جج صاحب بریلی

سمن بغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۲۳۰ نمبری ۱۹۳۰ء

عدالت سب جج مقام رائے بریلی

کنیالال سنگھ ولد شیو ناتھ سنگھ و سری لواہہ سنگھ ولد جگپال سنگھ اقوام ٹھاکر کھپارہ ساکنان موضع اخرنٹ آبا پرگنہ و تحصیل وضلع رائے بریلی .... مدعی

بنام

محمد یعقوب خاں .... مدعا علیہ

بنام محمد یعقوب خاں ولد محمد شہامت خاں قوم مسلمان ساکن موضع سنڈاری کلاں پرگنہ و تحصیل وضلع رائے بریلی مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعیان نے تمھارے نام ایک نالش بابت بیعانہ جائداد موجودہ کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم تاریخ ۲۲ ماہ جنوری ۱۹۳۱ء کو وقت دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کُل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوےٰ مدعی مذکورہ کی کرو اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جملہ دستاویزات کہ جن پر تم تائید میں جواب دہی کے استعمال کرنا چاہتے ہو پیش کرو ۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ تمھاری غیر حاضری میں مسموع اور منفیصل ہوگا ۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۔ تنبیہ ۔ اگر تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ بیان تحریری تمہارا بجنسہٖ ماہ جنوری ۱۹۳۱ء تک گزرانو ۔

مہر عدالت   دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری ... (۱۰) بجے صبح ... تک ۔

بہشتی جانور کی آزادی

حکومت ہند سے "ناچ مگر پاؤں دیکھ کے نہ فرماؤ۔ خالص آزادی بہشت میں ہے۔ جہاں سے نکلے مدت ہوئی"

ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
تو یہ عطر حاضر ہے
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے اداہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کردیجائیگی

(۳) ماہانہ پانچ پرچوں فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے بچے ہوئے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کر زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نادر بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپے صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ نادر اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک ہر حال ذمۂ خریدار۔

المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ